شاعرانہ و عاشقانہ اول

مضامین شرر

شرر

Marfat.com

مضامینِ شاعرانہ و عاشقانہ

211

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

13/281

دلگداز

یہ پہلا مضمون ہے جو دلگداز میں نکلا۔ اور اس کی اشاعت کی تمہید و تقریب کے لیے لکھا گیا تھا۔

وہ وقت بھی کس قیامت کا وقت ہوتا ہے جب بیتاب دل پر کچھ اثر پڑ جاتا ہے ...تا ہے کہ اسکے لیے ذرا دل بھی نرم چاہیے۔ مگر ہم تو جانتے ہین کہ چاہے کیسا ہی سخت ...ت دل ہو اثر کرنے والے جلے بیتاب ہی کر دیتے ہین۔ ناز و انداز نے تغافل شعاری ...ے بڑے سامان کیے لیکن ہجران نصیب کی آہ و زاری کی جگر خراش صدائین سُن کر ...ن سے ضبط نہ ہو سکا۔ کشش محبت بیرخی کرنے والون کو اپنی طرف متوجہ کر ہی لیتی ہے۔ ...جوان بیوہ کی حسرت مند آواز اُس وقت سُنیے جب وہ آدھی رات کو اعزا و اقربا ...چھپا چھپا کر دبی زبان سے نالہ و فریاد کر رہی ہو تو معلوم ہو کہ دل کیسی اثر قبول کرنیے ...چیز ہے۔ یا یہ بھی نہیں اُس یتیم بچے کا بلک بلک کر رونا دیکھیے جو کسی ایسی بیوہ کی گود میں ...پاتا ہو جس سے ننھے معصوم کی مایوسانہ صورت تو نہ دیکھی جاتی ہو مگر منہ پھیر پھیر کر اُسکے ...کی آواز سن رہی ہو۔ اس موقع پر بھی ضبط دل کا بخوبی امتحان ہو جائیگا۔ کبھی ...بھر کے لیے اُس اندوہناک مقام پر کھڑے ہو جائیے جہان کسی جوانا مرگ کی سراپا یاس ...کے گرد حلقۂ ماتم بندھا ہو اور انھین سے سیکڑوں دل ہلا دینے والی آوازیں ایک عجیب ...موثر اختلاف کے ساتھ ملی ہوئی نکلتی ہون اور ایک مایوسی کا سمان پیدا کر دیتی ہون۔ ...کی تاثیر کا تجربہ کسے نہیں ہوا۔ کس نے بیتاب ہو ہو کر بستر غم پر کروٹیں بدلی تھیں کہ ...آنکھیں چین میں ہو گئے۔ کون تڑپ تڑپ کر دیا تھا کہ سنگدلوں نے کلیجے نہیں تھام لیے۔ ...غرض پُر جوش آہ کا اثر اور حسرت بھری آواز کی تاثیر تھی خوب ہے دیکھیے تو یاس نصیب

Marfat.com

سے پڑی ہین اُن حسرتون کی مجسم صورتیں معلوم ہونگی جنکے پیچھے انسان اپنی جان دیتا ہی اُس لال لال خون نے جس مین وہ لتھڑی پڑی ہونگی خدا جانے کتنے نازک اور گورے گورے خوبصورت ہاتھوں کی مہندیاں دھو ڈالی ہونگی اور وہ ظالم موت جسنے انکی جانیں چھینی ہونگی نہ معلوم کتنے نوجوان مہوشوں کے زیور چھین لیے ہونگے۔

اسی ذیل مین ذرا اُس مفلوک الحال قوم کو بھی ایک نظر دیکھ لیجیے جو کسی زمانے مین بڑی ترقی یافتہ سمجھی جاتی تھی اور جو "اہل اسلام" کے نام سے مشہور ہے پہلے اس قوم کے گذشتہ حالات کو یاد کیجیے کہ تمام دنیا زیر حکومت تھی۔ علم و دولت اسی کے حصے مین تھے۔ تمام قومون کو اُسکی شاگردی پر فخر اور ناز تھا۔ عالم ترقی کی کُنجیاں اسی کے ہاتھ مین تھین۔ ہر امر مین یہ ساری دنیا کی مرجع تھی۔ اسلام کا جوہر اُس تاج مین لگا ہوا تھا جو تمام دنیا کا سرتاج تھا۔ فنون دستکاری اور تجارت مین جدھر دیکھیے اسی قوم کا نام سُنا جاتا تھا۔ اسکے بعد اب اس قوم کی موجودہ حالت کو دیکھیے کہ کیسی ذلت کے نشیب مین پڑی ہوئی ہے۔ جہالت ہر ہر فرد بشر کے سر پہ سوار ہے۔ تھوڑا بہت علم ہے بھی تو آپس مین لڑنے کے لیے۔ ادبار کی بھیانک صورتین ہر طرف سے نظر آرہی ہین۔ نشۂ غفلت ہے کہ بڑھتا ہی چلا جاتا ہے۔ ابھی تک یا یُون ہی ڈگمگا رہے تھے اب گرا چاہتے ہین۔ افلاس کا یہ عالم ہے کہ پیٹ بھر کھانا نہین نصیب ہوتا۔ قسمت ایسی بُری کہ ہموطن بھی ملے تو نامہربان جن کی سرد مہریان اور خاک مین ملائے دیتی ہین۔ بے حمیتی ایسی حد سے بڑھی ہوئی کہ اپنی آبرو کا ذرا پاس و لحاظ نہیں۔ ہائے قیامت تو یہ ہے کہ دل بھی ایسا پتھر کا ہے کہ چاہے ساری قوم ڈوب جائے مگر اسکے ساتھ ہمدردی نہ کرینگے۔ اسلام کی اصلی غرض توحید جسکی وجہ سے اس قوم کی نگاہ مین سوا خدا کے کسی کی بھی عزت نہ تھی وہ بھی مفقود ہوگئی۔ مساجد کا یہ عالم ہے کہ کسی سوگوار کی صورت بنائے چشم مشتاق کی طرح ہر لحظہ نمازیون کا انتظار کرتی ہیں اور مایوس ہو ہو کر اسلام کے موجودہ حال پر زار زار پھوٹ پھوٹ کر روتی ہین۔ اس قوم کی حالت بھی عجب قیامت خیز سامان پیش نظر کر دیتی ہے۔ اور وہ بڑے ضبط کے لوگ ہین جو اسلام کی عبرتناک حالت دیکھتے ہین اور ہاتھ سے نکلے جاتے ہوے دل کو سنبھال لیتے ہین۔

خلاصہ یہ کہ دنیا مین دلگدازی کے بڑے بڑے سامان موجود ہیں مگر افسوس ہم

Marfat.com

اُدھر نظر نہیں ڈالتے۔ دامنِ خیال کو پھیلائیے تو دنیا حسرتناک موقعوں ہی سے آباد نظر آئیگی۔ جوشِ سرور کے ذریعے اور بےفکریوں کی محفلیں دل پر وہ اثر ہرگز نہیں کر سکتی ہیں جو اثر غم خیز حالتوں سے ہو جایا کرتا ہے۔ اصل تو یوں ہے کہ دلوں کو بیقراری میں کچھ مزہ ہی اور ملتا ہے۔ دل کے ساتھ بیتابی جو کر گذرتی ہے وہ مسرت سے ہرگز نصیب نہیں ہو سکتا۔ جوشِ عشق کے لطف سے منتظرانِ یار جس قدر واقف ہیں اُس قدر واقفیت ہم پہلوانِ یار کو خواب میں بھی نہیں میسر آ سکتی۔

یہ بھی جانے دیجیے۔ اگر آپ دنیا کی عام ترقیوں کے اصول کو تلاش کیجیے گا تو یہی دلگدازی ہر نیکنامی کا مبدا ثابت ہوگی۔ بہادروں کے جوش۔ طلبا کے شوق زہاد کے ذوق فقط دلگدازی کی وجہ سے ہیجان میں آلیے۔ وہ کیا پُرجوش موقع تھا جب عرب کے سچے ہادی نے کُل اہلِ مکہ سے بھری ہوئی محفل میں تبلیغِ رسالت کے وقت اپنے دلگداز جملوں سے لوگوں کے دل ہلا دیے تھے۔ معمولاً وہ کس ولولے کا وقت ہوتا ہے جب کرڈکیت صفِ جنگ کے آگے کھڑا ہو کر بہادروں کے دلوں کو بیتاب کر دیتا ہے وہ کیسی اچھی گھڑی ہوتی ہے جب کوئی سحر بیان اسپیکر قومی جلسوں میں کھڑا ہو کر اپنے دلگداز الفاظ سے لوگوں کے دل پانی کر دیتا ہے۔ اور سیکڑوں آنکھوں سے آنسوؤں کے چشمے بہا دیتا ہے۔ ان سب موثر باتوں کو سُن کر کسی غمکدۂ ہجران میں جا کر دیکھیے کہ وہ کس حسرت کا وقت ہوتا ہے جب کوئی مبتلاے حرمان تن تنہا بیٹھا ہوا اپنی بیتابیوں کا قصہ نہایت ہی دردمند لہجے اور حد سے زیادہ دلگداز فقروں میں خود اپنے ہی دل سے بیان کرتا ہوتا ہے۔ کیا اُس کی باتیں آپ سے سُنی جائینگی؟ اور اگر آپ سُن لینگے تو کیا آپ سے ضبط ہو سکیگا؟ لے توبہ!

واقعی دلگدازی بڑے کام کی چیز ہے۔ اسی کی مدد سے دل پسیجتے ہیں اور کچھ کام نکلتا ہے۔ دبے ہوئے جوش اور گھٹے ہوئے حوصلے اور بجھے ہوئے دل تھوڑا بہت اُبھرتے ہیں تو اسی دلگدازی کی بدولت۔ ٹوٹی ہوئی آس دلگدازی کے سہارے سے پھر بندھ جاتی ہے۔ اور مُردہ امیدیں از سرِ نو جی اُٹھتی ہیں۔ کچھ اور نہیں ہوتا تو بیان کر دینے سے دل کی بھڑاس ہی نکل جاتی ہے۔ کوئی نہیں سنتا نہ سُنے ہم تو اپنے جی بھر کے رو لیتے ہیں۔

قومی اغراض قوم سے بیان کرنے کے لیے اس وقت صدہا اخبار جاری ہیں۔ بلکہ بعض اخبارات بڑی محنت و جانکاہی سے اپنا فرض ادا کر رہے ہیں۔ ایسے وقت میں

Marfat.com

ہین تو ہی اُنھین بھگا بھگا دیتی ہے اور مٹا مٹا دیتی ہے۔ شب غم کی ہولناک اور لمبی لمبی راتون مین تو ہی ہمین تسلی دے دے کر بہلاتی ہے۔ اُس بیوہ کے دل مین ننھے بچے کی محبت تجھی نے پیدا کی جو اس بیکسی کی حالت مین بڑی نازبردارون سے پال رہی ہے۔ اُس نابالغ یتیم کو تو ہی ایک ایسی مربی مل گئی ہے کہ اپنے آنسوؤن کو روکے ہوے بڑی بیفکری کے ساتھ زندگی بسر کر رہا ہے۔ وہ لاوارث بوڑھا تیری ہی تسلیون کا عصا ہاتھ مین لیکر اپنے کام کاج کے لیے بے سکت پاؤن سے ادھر اُدھر دوڑا دوڑا پھرتا ہے۔

اے ہمارے سب مقصدون کی سرتاج امید تو ہماری آنکھون کی ٹھنڈک۔ ہمارے دلون کی خوشی۔ ہماری آرزوؤن کی جان اور ہمارے حوصلون کی رہبر ہے۔ کونسا کام تھا جس مین تو نے ہماری مدد نہین کی۔ ہم کدھر چلے تھے کہ تو ہمارے آگے نہین ہوتی۔ کس طرف ہمنے رُخ کیا تھا کہ تو سامنے نہین نظر آئی۔ کس مشکل مین ہم پھنسے تھے کہ تو ہماری چارہ سازی کے لیے نہین آپہونچی۔ کون بلا ہمارے سر پر آئی تھی کہ تو نے اُسکو رد نہین کر دیا۔ کس مصیبت سے ہم دوچار ہوے تھے کہ تو نے ہمارا پیچھا نہین چھڑایا۔

عقل کی عینک لگاکے دیکھیے تو ترقی کی عالیشان عمارت ساری دنیا سے اونچی نظر آئیگی مگر اُسکے چارون طرف امید کے زینے لگے ہوے معلوم ہونگے۔ کامیابی کا جگمگاتا ہوا تارہ بہت دُور پر دکھائی دیگا مگر جب آپ نے پُرشوق آنکھ سے امید کی شعاعین اُدھر کو جانے لگین تو دیکھیے گا کہ اُس تارے کی کرنین استقبال کے لیے خود بڑھی چلی آتی ہین۔ مقصدوری کے دارالسّلام مین آپ جانا چاہین گے تو اولوالعزمی آپ کا دل بڑھائیگی اور اُمید کی سڑک آپ کو دلبستگیون کے بڑے بڑے سامان دکھاتی ہوئی وہان تک پہونچا دیگی۔ ہماری خضر طریق امید ایسی نہین ہے کہ آرزومندی کے چشمۂ حیوان سے سکندر کی طرح ہمین ناکام واپس لائے۔ ہماری عیسیٰ نفس امید ایسی نہین ہے کہ ہمارا دکھ کھونے کے لیے دنیا کے بیوفا لبِ شیرین والون کی طرح اُسے زبان ہلاتے عار معلوم ہو۔

اے ہماری تنہائی کی مونس اور ہماری اندوہناکی کی رفیق امید تجھے ہمنے عجب بیکسی اور بےبسی کے مقامون مین دیکھا ہے۔ تو انسان کا وہان پر ساتھ دیتی ہے جہان اُسکا کوئی شریک نہین ہوتا۔ مبتلایان غم کو تو اُن موقعون پر تسکین دیتی ہے جہان چارون طرف حسرت ہی حسرت نظر آتی ہے۔ آفت زدون کی تو اُن قیامت خیز حالتون مین تسلی کرتی ہے جبکہ

Marfat.com

ہر جانب مایوسی ہی مایوسی برستی ہے۔

اُس جان بلب بوڑھے کی پتھرائی ہوئی آنکھوں اور اُکھڑی ہوئی سانس نے سب کو مایوس کر دیا ہے۔ مگر اے امید تو نے اُسے زندگی سے مایوس نہیں ہونے دیا ہے۔ وہ بے آنکھوں کی ضعیفہ بڑھیا جو بے نور آنکھوں کو اپنے مردہ بیٹے کے مُردنی چھائے ہوے چہرے کی طرف کیے بیٹھی ہے اگرچہ معتبر ذریعوں سے اُسے بیٹے کی موت کی خبر معلوم ہو چکی مگر اُسکے سفید سفید دیدے تیری صورت دیکھ رہے ہیں کہ تو کیا کہتی ہے۔ وہ نوجوان بیوہ جو ناکام شوہر کی لاش کے برابر حسرت نصیب صورت بنائے بیٹھی ہے اگرچہ اپنی چوڑیوں کو توڑ چکی مگر ابھی اُسکی آس نہیں ٹوٹی۔ امید لگی ہوئی ہے کہ شاید خدا پھر جلا دے۔ وہ زخم کاری کا صدمہ اُٹھانے والا سپاہی جو میدانِ جنگ میں پڑا دم توڑ رہا ہے اُسکے دل میں بھی ابھی امید ہے کہ شاید کوئی سپاہی اُسے کیمپ میں اُٹھا لیجائے اور فوجی ڈاکٹر کے علاج سے صحت حاصل ہو۔ وہ تھوڑے سرمائے والا غریب جسکا سب مال و اسباب چوروں کے ہاتھوں لُٹ چکا ہو اس امید پر ضبط کیے بیٹھا ہے کہ شاید کہیں پتہ لگ جاوے۔ وہ اپنے ملک کا جان نثار بہادر بادشاہ جسکی ساری فوج اور سب ہمراہی قتل ہو چکے مگر تنِ تنہا اس امید پر غنیم سے لڑے جاتا ہے کہ شاید فتح نصیب ہو جاے۔

امید کا لہلہاتا ہوا باغ ہمیشہ سرسبز و شاداب رہتا ہے۔ یوں تو کون ہے کہ جسنے باغِ امید کی سیر نہ کی ہوگی مگر اُسکی طرف توجہ کرنے والے اور اُسکی دلچسپیوں سے لطف اُٹھانے والے بہت کم نکلیں گے۔ کون ہے جسپر امید کا احسان نہ ہو۔ مگر اُسکا احسان ماننے والے کم ہیں۔ آؤ ہم تمھیں باغ اُمید کی سیر کرا لائیں۔

صاحبو! ذرا دنیا کی اخلاقی حالت پر نظر ڈالو۔ دیکھو۔ مائیں بچوں کی پرورش کر رہی ہیں۔ لڑکے اسکولوں اور مکتبوں میں پڑھ رہے ہیں۔ کچہری والے اپنے کاروبار میں مشغول ہیں۔ مقدمے والے اپنی آرزوؤں کو گود میں لیے ہوے ادھر اُدھر ٹہل رہے ہیں۔ تمام اہلِ حرفہ اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہیں۔ معمار بڑی بڑی عمارتوں کی بنیاد ڈال رہے ہیں۔ بڑھئی عرق ریزی کے ساتھ لکڑیوں کی کاٹ چھانٹ کر رہے ہیں۔ مستورات پری رخوں کے لیے نازک نازک اور خوبصورت زیور بنا رہے ہیں۔ باغبان درختوں کی آبیاری میں مشغول ہیں۔ لوہار کسی جوشیلے جنون والے کے لیے

Marfat.com

دلِ بیتاب کو بہلانے لگتا ہے - خیالِ یار کا دربار ایسا عام ہے کہ ہر ایک کو اپنے اپنے حوصلے کے موافق وہان سے کچھ نہ کچھ دلچسپیون کا سامان مل ہی جاتا ہے - دربار پر چاہے کتنے پہرے بیٹھے ہون مگر خیالِ یار کا وسیع دروازہ ہر وقت کھلا ہی رہتا ہے - وہ کون سی مصیبت ہے جسے ہم باغِ خیال کی سیر کر کے دفع نہین کر لیتے ہین - یار اگر بیوفا ہے تو خیالِ یار بیوفا نہین - قسمت اگر برسرِ خلاف ہے تو خیال کی وفاداریان ہمین اُس سے بھی دو گھڑی کے لیے بےفکر کر ہی دیتی ہین - ؎

کس قدر باوفا ہے اُسکا خیال بیکسی مین بھی آئے جاتا ہے

خیال ایک ایسی دُوربین ہے کہ اسکے ذریعے سے ہم کہان کہان کی سیر نہین کر آتے - وہ سخت سے سخت مقام جہان فرشتون کے بھی پر جلتے ہین ہمارا مہربان خیال وہان بھی ہمین اُڑا لیے پھرتا ہے - کبھی گھڑی بھر کے لیے باغِ خیال کی نیرنگیون کی سیر کیجیے تو معلوم ہو کہ عالمِ خیال مین آزادی پسند طبیعت کے کیا کیا حوصلے پورے ہوتے ہین اور کیسی کیسی آرزوئین برآتی ہین - ساقیِ دریادل کے پیاسے ہاتھون کو چند آرزومند نگاہین عجب شوق و ذوق سے دیکھ رہی ہین - صراحی کے اُنڈلنے کی آواز سُن سُن کر کانون کو کسی سانولی صورت کی سُریلی آواز سے کم مزہ نہین ملتا ہے - بادۂ گلگون کا لال لال رنگ کسی کے گلابی رخسارون اور نشیلی آنکھون کے سرخ سرخ ڈورون سے زیادہ نظر فریبیان کر رہا ہے - جن ہاتھون کو پیارے گلون مین پڑے رہنے کا شوق ہے جامِ صہبا لینے کے لیے کس خوشی سے آگے بڑھتے ہین - نگاہین ساقیِ مہوش کی گوری گوری صورت کو کس آرزو اور امید کے ساتھ دیکھ رہی ہین - آپ کو معلوم ہے یہ لبلبیان کیون حد سے گذر جاتی ہین؟ ہائے رے گلگون مین ہی ایک عجیب دلربا خاصیت ہے کہ ادھر حلق سے اُتری اور اُدھر نظرِ مشتاق میدانِ خیال مین گشت لگانے لگی - ادھر ذرا سرور آیا اُدھر کرشمہ گاہِ خیال کی دلفریبیان آنکھون کے سامنے ہو گئین -

درِ جانان تک پہونچے نہین مگر یارِ بیوفا سے شکایت کر رہے ہین - ہمکناری کیسی نگاہ بھر کے دیکھ لینے پر بھی کوئی بگڑ جاتا ہے مگر ہم بڑے لطف کے ساتھ گلے سے لپٹے ہوے ہین - وصل کیا سوالِ بوسہ پر بھی وہان تیوریان چڑھ جاتی ہین مگر یہان خوب جی کھول کھول کے آرزوئین پوری کر رہے ہین - نامرادی سی نامرادی ہو مگر خیال مقصد وری کی صورت ضرور دکھا دیتا ہے - مایوسی سی مایوسی ہو مگر جب دامنِ خیال پکڑ لیجیے تھوڑی بہت تسکین

ہو ہی جاتی ہے۔ خیال یاد حسرتوں کی پرُخوف گھاٹیوں سے ہمیں کس پھرتی سے نکال لیجاتا ہے۔ خیال کی مدد سے غم و اندوہ کی کٹھن سے کٹھن منزلیں ہم کس خوشی سے طے کرجاتے ہیں۔

زاہد شب زندہ دار راتوں کو اُٹھ اُٹھ کے اپنی دعا میں خدا سے بھی اُنھیں باتوں کا خواستگار ہوتا ہے جو خیال نے بتائی ہیں۔ شاہی دربار کا ایک معزز وزیر جسے بادشاہ کے مراحم خسروانہ نے انتہا سے زیادہ منہ لگا رکھا ہے جب ہاتھ جوڑکر خواستگار ہوتا ہے تو اُسی چیز کا جو خیال نے سکھادی ہے۔ ایک صاحبِ فراش بیمار جب حکیم صاحب کی نظر لطف دیکھتا ہے تو اُسی بات کا آرزومند ہوتا ہے جو پیارے خیال کی یاد دلائی ہوئی ہے۔

ایک جگہ ہو تو دیکھیں۔ ہم تو دنیا بھر میں جس طرف نظر اُٹھا کے دیکھتے ہیں کرشمۂ خیال ہی نظر آتی ہے۔ حوصلہ مند مسافروں کے خیال ریل سے پہلے ہی اُن مقاموں پر پہنچ جاتے ہیں جہاں کا شوق خود اُنھیں بھی اُس طرف کو کھینچے لیے جاتا ہے۔ ہم جدھر کو جٹے ہونگے پیارا خیال ہم سے آگے ہوا ہوگا۔ عشرت کدۂ جانان کا ارادہ کیا تو ہم ابھی راستے ہی میں تھے اور ہمارا خیال بزم یار میں پہنچ گیا۔ رقیبوں کو دربار سے نکالنے چلے تو ہم ابھی ارادہ ہی کر رہے تھے اور ہمارا خیال پہونچکر رقیبوں سے دست و گریبان ہوگیا۔ ہماری فوجیں لڑنے کو چلیں تو اُنکے خیال پہلے پہونچکر دشمنوں کے سامنے صف باندھکے کھڑے ہوگئے۔ ہمارے مذہبی مسافر جب حج کو چلے تو ہنوز وہ سمندر کی موجوں کے تھپیڑے ہی کھا رہے تھے لیکن اُنکے خیالات طوافِ کعبہ اور زیارتِ مسجد نبویؐ میں مشغول ہوگئے۔ ہمارا جو ارادہ ہوتا ہے اور ہم جس سفر کے لیے کمر باندھتے ہیں ہمارا خیال ہمیں پہلے اُسکی ایک اجمالی سیر کرا لاتا ہے۔ پہاڑوں کی پیچ در پیچ گھاٹیوں میں جانے کا جب ارادہ ہوتا ہے تو خیال اُدھر قدم رکھنے سے پہلے ہی وہاں کی مصیبتوں کی صورت آنکھوں سے دکھلاتا ہے۔ دریا کے سفر کے لیے جس وقت ہمارے جہاز کا لنگر اُٹھایا جاتا ہے اُسی وقت ہم سمندر کی متلاطم موجوں اور پرندوں اور طیور سے خالی آسمان کی پانی پر اوندھائی ہوئی صورت کو خیال کی کشتی پر سوار ہوکر دیکھ آتے ہیں۔ وہ ہجران نصیب جنکی روتے روتے ابھی پچھلے کو آنکھ لگ گئی ہے اگرچہ اُنکی مایوس صورت دیکھکر بے اختیار دل بھر آتا ہے مگر کسی کو کیا معلوم کہ اس وقت وہ کس مزے میں ہیں۔ اُنکا خیال اُنھیں بزم جانان کی سیر کرا رہا ہوگا اُنکی آنکھوں میں کسی کی بھولی بھولی صورت دیکھ دیکھ کر وہ بیچ ہو رہی ہونگی۔ اُنکے ہاتھ کسی کے نازک

Marfat.com

سینے پر ہونگے اور باہین کسی کی گوری گردن مین پڑی ہونگی - آرزوؤن کا ہجوم سامنے کھڑا ہوگا اور ہر آرزو بر آنے کے لیے سبقت کر رہی ہوگی - اُس مفلس کو دیکھیے جو سوتے مین بظاہر گھبرائی ہوئی سانسین لے رہا ہے مگر آپ نہین جانتے کہ یہ گھبراہٹ کس بات پر ہے - وہ اپنے حوصلے سے زیادہ مال و دولت کو دیکھکر گھبرا گیا ہے - روپیون کے انبار اور اشرفیون کے ڈھیر اُسکی نظر کے سامنے ہین - اور اسکے ساتھ ہی اُسے یہ بھی یقین دلا دیا گیا ہے کہ یہ سب مال تیرا ہی ہے - اُس بدنصیب لاوارث دُکھیا جوان بیوہ کو دیکھیے جسکے بے آس چہرے پر خواب مین کچھ رونق سی آگئی ہے - خواب میں اُسکا خیال ایک نورانی صورت والے پیرمرد کی وضع مین آیا ہے اور اُسے تشفی دے رہا ہے کہ "گھبراؤ نہین - تمھاری مصیبت جلدی دفع ہو جائیگی - یا تو تمھارا شوہر زندہ ہوگا یا ہندوستان سے بیوون پر ظلم ہونے کی ظالم رسم ہی اُٹھ جائیگی"-

سچ پوچھیے تو عالم خواب عجب دلبستگیون کا عالم ہے - اس عالم میں کیسی کیسی دلفریبیان ہوتی ہین اور کیا کیا کرشمے ظاہر ہوتے ہین - اگر پریشان نہ ہو تو خواب اِس بیداری سے لاکھ درجے اچھا ہے جو ایک سوہانِ روح کے ساتھ گذرتی ہے - اپنی زندگی کی سخت سے سخت مصیبتون پر نظر ڈالیے اور اُنکے ساتھ اُن خواہشون کو بھی یاد کیجیے جو ایسے موقعون پر آپ کا دل بہلاتی رہتی ہین تو عالم خواب کی دلچسپیان آپ کی نظر کے سامنے ہو جائینگی - خواب مین اس قدر لطف کیوں ہے؟ اسلیے کہ وہ خیال ہی کی نیرنگیون کا ایک دلفریب نمونہ ہے - خیال کا ہرا بھرا باغ جس مین رنگ رنگ کے مختلف پھول لگے ہوے ہین ہماری نظر کے ساتھ وہی کرتا ہے جو کسی حور وش کی ملائک فریب صورت ہمارے دل کے ساتھ کرتی ہے -

وہ کیا اچھی گھڑی ہوتی ہے جب غمکدۂ ہجران مین کوئی دروازے کی طرف نظرِ شوق لگائے تنہا بیٹھا ہوتا ہے اگر اُس شخص کے مقام پر جا کے آپ دم بھر بیٹھ جائین تو معلوم ہو کہ خیال کس کس انداز سے دلفریبی کرتا ہے - اور عاشقون کے مذاق کے موافق اُسنے کیسی کیسی دلبستگیون کے سامان جمع کر رکھے ہین - مگر ہاے آپ جا کے بیٹھ بھی گئے تو وہ محبت بھرا دل کہان سے لائیں گے - اگر آپ نگاہ اُٹھا اُٹھا کے اُس غمکدے کی بھیانک اور پُرخوف صورت بھی دیکھنے لگے تو آپ کو وہ مشتاق نظر کہان سے ملیگی جو بڑے ذوق و شوق کے ساتھ اودھر اُدھر کسی کو ڈھونڈھتی پھرتی تھی - آپ کیا جانین کہ اُس خستہ جگر عاشق کو خیال

کیسی کیسی سیرین دکھا رہا تھا۔ متجسس آنکھون کے سامنے یک بیک کسی ہوشربا کی بانکی صورت کا آنا اور فوراً پھرتی سے غائب ہو جانا۔ کسی تغافل کیش کا دیکھتے ہی دیکھتے ایک ادائے معشوقانہ دکھا کر رفوچکر ہو جانا یہ تھوڑے مزے کی باتین ہین؟ کسی طرف سے کھٹکے کی آواز آتے ہی نظر شوق کا بے اختیار اُدھر کو اُٹھ جانا۔ دروازے کے ہلنے کی موہوم آہٹ پاتے ہی ایک بیتابی کے ساتھ سر اُٹھا کر دیکھنے لگنا۔ کسی کے پیرون کی چاپ پاتے ہی خیالات کا یکایک سمٹ کر اُدھر کو متوجہ ہو جانا۔ اور پھر آپ ہی آپ خیالِ جانان سے باتین کرنے لگنا۔ دیدارِ جانان کی آرزوون کو کس طرح جھنکا جھنکا کر خوش کرتا ہے؟ یہ تو یہ خیالِ یار کے ساتھ دل بہلاتے ہی بہلاتے یکایک ہجوم یاس سے گھبرا کر کہہ اُٹھنا ؎

سنبھلنے دے ذرا اے ناامیدی کیا قیامت ہے کہ دامان خیال یار چھوٹا جائے ہے مجھ سے

کچھ اس سے بھی زیادہ مزے دے جاتا ہے۔

سیر پسند طبیعتون کے دل ٹٹولیے تو معلوم ہو کہ وہ خیال کے جام جہان نما کے ذریعے سے کہان کہان کی سیر کرتے پھرتے ہین۔ آپ اُنھین جب دیکھین گے لندن اور پیرس کی آبادی اور پُر رونق سے بھری ہوئی سڑکین ہونگی اور جس طرح کوئی بوڑھا اُنگلی ہاتھ مین دیکر کسی بچے کو سیر کراتا پھرتا ہو اُسی طرح اُنکا خیال اُنھین لیے لیے پھرتا ہوگا۔ کوہِ قاف کا وہ حسن خیز دامن جہان کی حسن فروشی عاشق مزاجون کو کچھ ایسی کشش سے اپنی طرف جذب کرتی ہے کہ نقد جان ہاتھ مین لیکر حاضر ہوتے ہین۔ وہان بھی انکا بلند پرواز خیال اُنھین پریون کی پیاری پیاری صورتین دکھاتا پھرتا ہوگا۔ بنارس کی سہانی صبح جو کافر کیشون کی دلربا جماعتون کو لب گنگا پر بیجا کے کھڑا کر دیتی ہے حسن کی اُس نمائشگاہ مین بھی وہ اپنے خیال کی صبا رفتار کشتی پر سوار بے تکلفی کے ساتھ حسینون کا انتخاب کرتے پھرتے ہونگے۔

جن لوگون نے مختلف علوم خصوصاً حکمت و فلسفہ پر نظر ڈالی ہے وہ جانتے ہونگے کہ جب تک کسی علم کی غایت نہ معلوم ہو جائے اُسوقت تک وہ علم ہرگز نہین حاصل ہو سکتا۔ اور ظاہر ہے کہ اگر یہ لالچ نہ دلایا گیا ہوتا کہ جنت مین یہ یہ لطف ہونگے اور ایسی ایسی دلچسپیان ہونگی تو زاہد شب زندہ دار کیا سمجھ کے عبادت کرتا؟ دُنیا کا کوئی کام ہو جب تک مقصود نہ معلوم ہولے اُسکی طرف طبیعت کا متوجہ ہو جانا محال ہے۔ اسی غرض

Marfat.com

سے تمام علمون کی کتابون مین سب کے پہلے ایک مقدمہ رکھا جاتا ہے جس مین اُس فن کی غرض اور اُسکے نتائج اور اُس فن کی جامع و مانع تعریف بیان کی جاتی ہے۔ سوچنے کی بات ہے کہ ان دو تین باتون سے انسان کو اُس علم مین کیا بصیرت حاصل ہوسکتی ہے۔ مگر بات کیا ہے کہ ہماری ذہانت و ذکاوت کا سرچشمہ خیال اُنھین دو تین باتون کے سہارے سے اُس علم کے ہر ہر مسئلے پر ایک اجمالی نظر ڈال آتا ہے۔

ہر ترقی کی ابتدا اُسکا خیال ہوا کرتا ہے۔ جس بات کو ہم اپنے خیال مین جما لین پھر بھلا ممکن ہے کہ اُس مین کامیابی نہ ہو جائے۔ اسی خیال کی بدولت کسی زمانے مین ہمارا اعتقاد تھا کہ انسان جس چیز کو چاہے حاصل کر سکتا ہے۔ یہ کتنا بڑا دعوٰی تھا کہ مَن طَلَبَ وَجَدَ۔ اور کیونکر یہ دعوٰی نہ ہوتا۔ ہماری قوم کے عالی حوصلہ نوجوان روز بروز اسکا ثبوت دیتے جاتے تھے۔ لیکن موجودہ غفلت شعاریون نے اس لائق ہی نہ رکھا۔ ہمارا سینہ ہی اس قابل نہین رہا کہ اس قسم کی کوئی بات کہین۔ ہان اگر کچھ امید پڑتی ہے کہ قوم کو ایک خیال پیدا ہو گیا۔ اب اسکے سوا ہم کیا کہہ سکتے ہین کہ خدا ہمارے اِس قول کو سچا کرے کہ "ہر ترقی کی ابتدا اُسکے خیال سے پڑتی ہے" آمین

یک سر و ہزار سودا

واقعی یہ دنیا جہان آرزوؤن کی کشمکش مین رہنے کا اتفاق ہوتا ہے عجب حیرت کا مقام ہے۔ اُس وقت کا تردد تو بہتون کو یاد ہو گا جب مقصدوری کی مبارک گھڑی مین کچھ کرتے دھرتے نہ بنتی ہو کہ کس آرزو کو لین اور کسے چھوڑین کس پیارے چہرے سے نظر ہٹائین اور کس کی چمکیلی صورت دیکھنے لگین۔ مگر اصل یہ ہے حیرت قیامت کی ہوتی ہے جب دل بیتاب مین لاکھون تمناؤن کا ہجوم ہوتا ہے۔ کسی طرح یہ فیصلہ نہین ہو چکتا کہ کس کی آرزو کرین اور کسے ڈھونڈنے نکلین۔ کس کے مشتاق نہین اور کس کی دل رُبا صورت ایک سرسری نظر سے دیکھ کر بھلا دین۔ و گو مگو کا معاملہ ہوتا ہے جب آرزوؤن اور تمناؤن کا انتخاب ہمارے سر پڑ جاتا ہے وہ سادی اور ناتجربہ کار نگاہ جو کنج عدم کی تنہائی مین نہ کسی کا شوق رکھتی تھی نہ گرویدہ تھی۔ نہ نظر بازی کا لپکا تھا۔ نہ کسی اچھی صورت کے دیکھنے کی چاٹ پڑی

وہی دنیا کی ہزارہا دلچسپیون اور لاکھون دلبستگیون سے دوچار ہو کر ہر چیز کی کچھ ایسی فریفتہ ہو گئی کہ امیدون سے دامن چھڑانا مشکل ہو گیا ہے۔ ایک سوہان روح ہے کہ زندگی تلخ ہوتی جاتی ہے۔ بالفرض اِس ترچھی نظر پہ دل قربان کر دیا مگر اُس بانکی صورت سے کیونکر دست بردار ہو جائین۔ مانا کہ یہ مستانہ چال نظر مین کھُبی جاتی ہے مگر وہ قیامت خرامی بھی تو ستم ڈھائے دیتی ہے۔ اچھا اس گورے گورے چہرے سے دلبستگی ہو گئی مگر ہائے وہ بانکی صورت ہاتھ سے جاتی ہے۔ یہ تو ایک ہی نوعیت کی آرزوئین تھین اُس ہجوم آرزو کو دیکھئے تو اور بھی اُلجھن ہو جن مین سے ہر ایک نئی قسم کی امید دلا کر اپنی طرف جذب کر رہی ہے۔ ایک دل کہتا ہے کوے جانان ہی مین اِدھر اُدھر پھرتے رہین۔ دوسری طرف خیال آتا ہے یار کی دیوار کے نیچے پڑے رہین۔ کبھی دل کہتا ہے غمکدۂ ہجران مین خیال یار سے باتین کرنے کا لطف اور کہان نصیب؟ پھر آپ ہی آپ یہ بھی خیال آ جاتا ہے کہ بادیہ پیمائی اور صحرانوردی مین جو آزادی ہے وہ کہین نہین۔

دیکھو اُس ناشاد بیوہ کا بچہ جسنے اُس دامن شفقت مین پرورش پائی ہے جو ہمارے جگر کی طرح سیکڑون جگہ سے چاک ہے اب ذرا ڈگمگا کر چلنے لگا۔ اُسکی زبان کچھ کھلی ہے اور اپنی بھولی باتون سے حسرت نصیب ماں کا دل بہلانے کے قابل ہو چلا ہے۔ اس ناامیدی کے عالم مین بھی کتنی تمنائین اُسکی بیکس ماں کو پریشان کیے دیتی ہین کبھی ارادہ کرتی ہے کہ ”آؤ اس بچے کے ساتھ اپنی ساری آرزوئین کسی دینی مُلا کے سپرد کر دینا اس طرح امید ہے کہ لڑکا عالم و فاضل اور دینداروں کا پیشوا اور مقتدا ہو گا۔ مرنے کے بعد میرے کام آئیگا۔ مجھے فاتحہ درود سے یاد کریگا۔ اُسکی شفاعت سے میری مغفرت ہو گی“ یک بیک اُسکا خیال پلٹ جاتا ہے اور کہنے لگتی ہے ”ابھی مجھے دنیا مین بہت کچھ کرنا ہے۔ یہ زندگی کی دشوار گزار منزلین خدا جانے کیسی کیسی مصیبت سے دوچار کرین۔ کوئی ایسی تدبیر ہو کہ یہ بچہ کچھ دنیا مین بھی میرے کام آئے۔ مین اسے اسکول بھیجدون گی“ اس خیال پر بھی وہ مستقل نہین رہ سکتی۔ نامرادیان دھمکاتی ہین کہ ہزار پڑھ لکھ جائے مگر بے سعی سفارش کے نوکری ملنا دشوار ہے“۔ یکایک اس خیال کو چھوڑ دیتی ہے۔ اور کہنے لگتی ہے ”نہین یہ بھی نہین۔ مین اپنے بچے کو کسی کارخانے مین بٹھا دونگی۔ وہان کوئی پیشہ سیکھ لیگا۔ مجھے کچھ زیادہ ضرورت نہین اپنے دو پیسے پیدا کر لیگا“۔ یکایک ہندستانی

Marfat.com

پست ہمتی کا اثر ناز برداری اور ماںتا کے پردے مین ظاہر ہوتا ہے۔ اور بیتاب ہو کر کہنے لگتی ہے "ہے ہے میرے بچے کو محنت کرنا پڑیگی۔ ذرا ذرا سی بات پر مار کھائیگا۔ مجھے یہ نہ دیکھا جائیگا۔ مین ایسی تعلیم سے باز آئی۔ اپنے یون ہی اچھا ہے۔ جو قسمت مین ہوگا وہ دل ہی رہیگا" ماجو! غور کرنے کی بات ہے کہ اس بیکسی مین بھی کتنی مختلف آرزوئین اس غریب عزت کے دل مین آتی اور جاتی ہین؟

جب ہم کسی حوروش کے مہمان ہوتے ہین کتنی آرزوئین اور امیدین دل بیقرار مین جوش لیتی ہین؟ اور نظر شوق حسن کی پیاری جلوہ گاہون پر کس بے استقلالی کے ساتھ بھٹکتی پھرتی ہے؟ ہائے وہ کس بیقراری کا وقت ہوتا ہے جب ترسی ہوئی نگاہ سے ایک حال پر ٹھہرا ہی نہین جاتا؟ کسی شرمائی ہوئی نظر سے دوچار ہوتا تھا کہ جھک پڑی۔ شوق نے پھر ابھارا تو لب جان بخش پر پہونچی۔ ابھی جی بھر کے دیکھنے کی بھی نوبت نہین آئی تھی کہ دُرِ دندان کی آب نے اپنی طرف جذب کر لیا۔ خندۂ زیر لب کی آرزو ہنوز پوری نہین ہوئی تھی کہ اُٹھتے جوبنون کی کشش نے ایسی لغزش دلائی کہ گورے رخسارون پر سے پھسلتی ہوئی سینۂ مصفّا پر گری۔ یہ بے استقلالی غور سے دیکھو تو بعض وقت عجب مزہ دیجاتی ہے۔ گنگا کنارے جا کے کھڑے ہو تو گھبرائی ہوئی نظر کا کسی مقام پر ایک لحظہ بھر کے لیے بھی دم نہ لینا اور پیاری صورتون پر ادھر اُدھر بھٹکتا پھرنا بڑی دلچسپی کا سمان دکھاویگا۔

صبح کا وہ دلفریب سمان جبکہ گلزار عالم کی دلفریبیان یک بیک اُبھر پڑتی ہین سچ پوچھیے تو اُن آنکھون کو جو باغ دنیا کی گلچین ہین حیران کر دیتا ہے۔ پھولون کی مختلف نظر مین کھُپے جاتے ہوے رنگ۔ طیور کی جدا جدا دلفریب نغمہ سنجیان۔ مہمان شب کے بگڑے بناو۔ باسی پھولون کی مرجھائی پنکھڑیان۔ صبح خیز نوجوانون کی شگفتہ صورتین۔ نسیم کی آہستہ روی سے نونہالان چمن کی نازک ٹہنیون کا ہلنا۔ آفتاب کی ہلکی ہلکی جھلگاتی کرنون سے پھولون کی رنگینی اور سہری ہری کونپلون کی سبزی کا چمکنا۔ یہ ایسی کیفیتین ہین کہ عیش و عشرت کے زمانے اور اطمینان کی گھڑی مین بھی انسان کو بیقرار کر دیتی ہین۔

زندگی کا عشرت نصیب حصہ اطمینان کے ساتھ گذر جایا کرتا ہے۔ غالباً ان باتون سے سابقہ تو سب ہی کو پڑا ہوگا۔ مگر ایسے لوگ کم ملین گے جنھین وہ مسرت کا اضطراب یاد بھی ہو۔ یاد تو کچھ وہی باتین خوب رہتی ہین جنکی بدولت دل بیقرار کو کسی طرح

Marfat.com

ہجوم اندوہ سے نجات ہی نہیں ملتی۔ زندگی کا پورا دور اپنی یادداشت کے لحاظ سے دیکھیے تو حسرت و اندوہ ہی میں گذرا۔ آپ ہی اپنے دل میں سوچیے کہ ایک ایک گھڑی کس قیامت کی تھی۔ ایک مصیبت ہو تو کہی جائے۔ یہاں تو مصیبتوں کے ہاتھوں زندگی تلخ ہو گئی۔ روز روز کی بیماری، عزیز آشناؤں کی تیمارداری۔ فکر معاش۔ خوف معاد۔ سوسائٹی کا اخلاقی برتاؤ۔ بزرگوں کا پاس ادب۔ علم کا شوق۔ ترقی کی ہوس۔ وصل کی آرزو۔ فراق کا صدمہ۔ سفر کی آفتیں۔ وطن کی یاد۔ اور پھر ان سب کے ساتھ موت کا ہر دم کھٹکا۔ یہ تھوڑی باتیں ہیں جن کے ساتھ ہمیں اپنی حسرت بھری زندگی گذارنا پڑتی ہے۔ ؟ واقعی وہ یکسوئی کا زمانہ کچھ عجب لطف کے ساتھ گذرا جب آغوش مادر میں لیٹے ہوئے تھے۔ ہوش سنبھالنا تھا کہ بےفکری کی گود میں پلا ہوا دل ہمارے حواس کی طرح منتشر ہو گیا۔ ترقی کا پہلا سبق لیتے ہی علوم و فنون کی ہزارہا پیچیدہ راہیں نظر کے سامنے ہو گئیں۔ جن میں بڑی بڑی عمر والوں اور بڑے بڑے طبیعت داروں نے صدہا سال خاک چھانی۔ مگر یہ راستے پورے نہ طے کر سکے۔ ہمت کے گھوڑے پر سوار ہو کر چند قدم چلے تھے کہ کسی صورت نے اپنی طرف متوجہ کر لیا جو آرزوؤں کی جان اور شوق کا مقصود تھی۔ آگے بڑھ کر کچھ اور بھولی بھولی صورتیں نظر آئیں۔ جو امیدوں کی انتہا اور تمناؤں کی مجسم تصویریں تھیں پیاری شکلیں دیکھ کر بے اختیار دل میں آتا تھا کہ اٹھا کر کلیجے میں رکھ لیں۔ غرض جوں جوں قدم بڑھاتے گئے دنیاوی تعلقات کچھ ایسی دلچسپیوں کی صورت میں نظر آتے گئے کہ وہاں خیال فکروں کے کانٹوں میں الجھتا ہی گیا۔ سچ پوچھیے تو دنیا میں جس قدر زیادہ رہے اسی قدر زندگی زیادہ اجیرن ہوتی گئی۔

اے نیلگوں آسمان پر بکھرے ہوئے تارو! تم ان نگاہوں کو گھبرا دیتے ہو جو شب ہجراں کی الجھن میں تمہیں گننے لگتی ہیں۔ اے بیکسی میں کام آنے والی امید۔ تو بھی فرقت والوں کو پریشان کر دیتی ہے جب وہ ہزاروں پہلوؤں سے تیری کرشمہ سازیاں دیکھنے لگتے ہیں اے ہمارے لطف اٹھانے کے سرچشمے حواس۔ تمہارے ہاتھوں ہم کیسے حیران ہوتے ہیں جب شب وصلت میں کسی کی پیاری صورت دکھاتے ہی تم منتشر ہو جاتے ہو۔ سچ یوں ہے کہ تمنا رہ گئی کہ کبھی کسی دوست کا سامنا ہوتا اور حواس ٹھکانے ہوتے۔ جی کھول کے دلکشی کرتے اور کسی نازک دل کے بیتاب ہو جانے کا خیال نہ آتا۔ یاد جاناں سے دل

Marfat.com

دل بہلاتے اور دھیان نہ بٹ جاتا۔

اے مسافران عدم تم ہی اچھے کہ جس حال مین ہو اُسی مین ہو۔ جدھر خیال ہو بس اُسی طرف ہے۔ ہمکو تو اس تردد اور تذبذب کی حالت نے کہین کا نہ رکھا۔

چاندنی رات

بیداری شب ہجران کا خمار اِس غضب کا تھا کہ سرشام ہی سے وصلت نصیبون کی آنکھ لگ گئی۔ پہلے یار عجب خودرفتگی کا مقام تھا کہ پُرآرزو ہاتھ گلوئے معشوق مین پڑے تو پھر دین و دنیا کی مطلق خبر نہ رہی۔ رات کا گذرنا کچھ اُن ہی لوگون کو خوب معلوم ہوتا ہے جو بیقراری مین کروٹین بدلا کرتے ہین۔ جنکو گھڑیان گنتے گذرتی ہے۔ جس طرح اُنکے ہم پہلو نکھر کے آئے تھے اُسی طرح آج چاندنی پر بھی غضب کا نکھار تھا۔ گر محو روے جانان خود رفتگی کے ہاتھون ایسے بے ہوے تھے کہ اس روشن رات کا کچھ بھی لطف نہ اُٹھا سکے۔ عیش و عشرت کی زندگی کسی کو یاد نہ رہی۔ یون ہی باتین کرتے گذر جایا کی۔ اسی طرح وہ لوگ جن کی تمناؤن نے کسی حور وش مہمان کو اُنکے سامنے لاکر بٹھادیا تھا جوش سرور مین ایسے محو عشرت ہوے کہ یہ بھی نہ معلوم ہوا کہ مہمان شب کی کیسی خاطر کی گئی۔ وہ کیا جانین کہ رات کیسی تھی۔ اور چاندنی کس بلا کی تھی۔ اور ٹھنڈی ہوا کے جھونکے کس طرح چھینٹے دے دے کر اُنھین ہوشیار کر رہے تھے۔ یہ چاندنی رات معلوم ہوئی تو اُنھین لوگون کو جنکی حسرتین رات کے بڑھنے اور گھڑیون کے گذرنے کے ساتھ بڑھتی جاتی تھین۔ مگر نہیں اُنھون نے دیکھا بھی تو کیا خاک لطف اُٹھایا؟ یہی ہوا کہ درد جگر بڑھتا گیا۔ دل کی اُلجھن ترقی کرتی گئی۔

اے بدمستان بادۂ وصل۔ تمھارے پہلو مین جو پری رُخ اپنے گورے چہرے دولائی ہٹا کے شب ماہ کا سامان دیکھ رہے ہین اُنکے پیارے چہرے پر ماہ و تابان کا اُجلا اور صاف عکس کس غضب کی بھولے پن سے ملی ہوئی نورانیت پیدا کر رہا ہے؟ کیفیت ہے کہ چاندنی جسکی روشنی یہ لطف دکھا رہی ہے خود ایک شرم آلود حیرت کے ساتھ گھور رہا ہے۔ تم اِس لطف سے محروم رہے جاتے ہو۔ تمھاری خود رفتگی خود تمھارے ساتھ دشمنی کر رہی ہے۔ اس کیفیت کا مزہ کچھ وہی خوب اُٹھا رہے ہین جو ایک گوشۂ حرمان مین پڑے پڑے

عالم خیال میں ایسی صورت پر پُر آرزو نگاہ ڈال رہے ہیں۔ شب وصلت وا تھون نے کیا خاک لطف اُٹھایا؟ یار انکے جلو مین تھا اور یہ محوِ حیرت تھے۔ مدتون کے بعد انکی تقدیر جاگی تھی مگر یہ سو رہے تھے۔ آنکھ کب کھلی جب حرمان نصیبی کی گھڑی انکے سر پر سوار تھی۔ انکی آرزوئین دستِ شوق کی طرح دامنِ یار سے لپٹی جاتی تھین۔ مگر کج ادائیِ جانان عجب بیرخیون سے جھٹک کر علحدہ کر دیتی تھی۔

عشرت نصیب کب کے سو گئے۔ مُریدان پیرمغان درمیخانہ کے آگے بیہوش پڑے ہین انھین بھی مطلق خبر نہین۔ دن بھر کے تھکے ماندے اہل حرفہ اپنی تھکن مٹانے کے لیے شام سے سو رہے۔ بادیہ پیمایان غربت بھی کسی پہاڑ کے دامن مین پتھر کی ایک لمبی چٹان پر غافل پڑے ہین۔ شام غریبان والے کسی درخت کے نیچے تلوون سے کانٹے نکالنے کے لیے ٹھہر گئے تھے انکی وہین آنکھ لگ گئی۔ وہ جو روش جن کی جوانی پر زمانہ آسرا لگائے تھا ہے مغلانی کی دلچسپ کہانی نے اُنھین بھی سُلا دیا۔ جنکے پیرون کی چاپ پر قیامت لگا ئے ہے۔ خوابیدہ فتنون کی طرح وہ بھی فرش گل پر سو گئے۔ طیور جن کی چہکار شام کو دوبالا ہو گئی تھی وہ بھی آشیانون مین ہین۔ زاہد بھی سویرے سے لیٹ رہا پچھلے کو تہجد کے لیے جاگنا ہے۔ رات کے چلنے والے قافلے منزل کو چلے ہین مگر کیفیت یہ کہ لوگ سو گئے ہین اور ساربان اونگھ اونگھ کر گر پڑتا ہے۔ تنہائی کا عالم ہے۔ غضب سناٹا ہے۔ ٹھنڈی ہوا بھی چلتی ہے تو اس آہستگی سے کہ کسی کو کانون کان خبر نہ ہو۔ ایسے مین چاندنی کا سمان ہزار دلفریب ہو مگر دیکھنے والا کون ہے؟ چند حرمان نصیب جاگ رہے ہین جنھین اپنی تنہائی کے آگے کچھ سوجھتا ہی نہین۔ ایسے لوگ شب ماہ کی کیا قدر کر سکتے ہیں؟ اے باغ فلک کے خوشنما پھول "ماہتاب" کی یہ جھلک تونے ایسے مفت مین منہ دکھلایا ہے جبکہ کوئی تجھ سے لطف اُٹھانیوالا اپنے آپے مین نہین۔ اگرچہ ہمین بھی اتنی فرصت کہان مگر آج ہوتنت بہک جاتے ہین تو آؤ اسکی جانب توجہ کرین۔ یہ لطف بڑی مشکلون سے نصیب ہوگا۔ راتین تو ایسی بہت سی آئین اور آئینگی مگر ہجوم افکار سے نجات ملنا مشکل ہے کہ چاندنی رات کے قدرتی سمان سے باطمینان منھگر سرور حاصل کرین۔

پیاری چاندنی رات۔ تیرا دلربا سمان ہمارے بیان سے باہر ہے۔ وہ گورا شفاف چہرہ جسکی توروشنی ہے اسپر باغ فلک کی تیز روشنی والے لیمپ "آفتاب" کا ایسا عکس

Marfat.com

پڑتا ہے کہ ہماری تاریک راتین روشن ہو جاتی ہین۔ تیری نکھری ہوئی روشنی اور تیری خوشنما نورانیت سے ہماری خوشی کی راتون کا لطف بدرجہا بڑھ جاتا ہے۔ آسمان کے جھلملاتے تارے تیری آنکھون مین کھبی جاتی ہوئی روشنی کے آگے ماند پڑ جاتے ہین۔ غم کی ہوشربا راتون مین ہم تیری خوبصورتی سے اپنا دل بہلا لیتے ہین۔ پیارے خوبصورت چاند جس کے حسن سے یہ دلفریبی حاصل ہوتی ہے تیرے گورے بدن مین کچھ دھبے ہین تو وہ بھی رخسار جانان کے خط وخال سے کم لطف نہین دیتے۔ وہ پریشان حال آوارہ بخت جنکی زندگی صحرا نوردی مین گذر گئی وہ بھی تنہائی کی اندوہناک راتون مین تیرے پیارے چمکتے ہوے چہرے کو دیکھ دیکھ کر اپنی آرزوون کو امید دلاتے ہین۔ وہ بادیہ گرد جنکا بچھونا زمین ہے اور جن کی چھت آسمان ہے اُنکے لیے تو ہی رات کو ایک صاف اور ستھرا فرش بچھا دیا کرتی ہے۔ جسپر وہ بڑے آرام سے پانون پھیلا پھیلا کر سوتے ہین۔ جو دروازے کسی سانحۂ جانگزا سے بند ہو گئے ہین اُنکی درارون سے تیری ہی روشنی اندر جا جا کر بیتاب اور مضطرب دلون کو تسلی دیا کرتی ہے۔ جن پیارے چہرون کا حسن مشہور ہے اُنکی صورتون پر بھی تیری چمکیلی روشنی کی وجہ سے ایک عجب عالم نظر آتا ہے۔ وہ اُبھرتے ہوے جوبن جو حسن پرستون کی نگاہ مین تیرے مشابہ خیال کیے گئے ہین اُنکا حسن کچھ اُسی وقت خوب معلوم ہوتا ہے جب مسکی ہوئی چولیون کی درزون مین سے ہو کر تیرا نورانی پرتو اُنکے گورے بدن میں ملجاتا ہے۔ وہ عشرت کدے جہان بیباک ہمجنسون کی دست درازیان چھپانے کے لیے چلمنین ڈال دیگئین ہین وہان جب چلمنون کی شگافون سے چھن چھن کر تیری آنکھون کو بھلی معلوم ہوتی ہوئی شفاف روشنی فرش گل پر پھیلنے لگتی ہے اُسوقت کا سمان دیکھنے کے قابل ہوتا ہے۔ وہ پیارے چاند سے چہرے جب چاندنی رات کا لطف اُٹھانے کے لیے مہتابیون پر پلنگڑیان ڈال ڈال کر محو تماشاے قدرت ہوتے ہیں اُسوقت اُنکا گورا اگر سرخی مائل چہرا جسپر تیرے عکس نے سنہرا پانی پھیر دیا ہے عجب نازفروشی کے ساتھ چمکنے لگتا ہے۔ وہ جبین ناز جسکی افشان تیری چمکیلی شعاعون کے باعث جگمگا رہی ہے اُسکے جبین آشنا ہوتے وقت افشان کے جھلکتے ہوے ذرون کا ایک دلربا چمک کے ساتھ لہرانا خدا جانے کیا کر گذرتا ہے۔

131281

تیری سفید اُجلی چادر اگرچہ سیم تنون ہی پر خوب کھلتی ہے مگر جب اُسے کوئی حرماں نصیب

Marfat.com

وشت وحشت مین اوڑھ کر لیٹ جاتا ہے اُس وقت اُسپر کچھ اور ہی عالم ہوتا ہے۔ سبزہ زارون مین گھانس کی ننھی ننھی پتیان اگرچہ دن بھر آفتاب کی شعاعون مین چمکا کین۔ مگر شدتِ حرارت سے مرجھا گئی تھین۔ اُنکو اب تیری ٹھنڈی روشنی نے از سر نو تر و تازہ کر کے ایک عجیب خوشنما جھلک کے ساتھ آشکارا کیا ہے۔ نونہالانِ چمن جو آفتاب کی کرنون سے بیدردی کے ساتھ دست درازیان کرتے تین دن کے چار ہی پہر مین سُست پڑگئے تھے اِس وقت تیری روشنی کو ایک تہذیب کے ساتھ دستِ شوق دراز کرتے دیکھکر اپنی اُٹھتی جوانی پر ناز کرنے لگے ہین۔ کلیان جنھین پہر دن آفتاب نے تیز نگاہ سے گھورا تھا اور اُنھون نے جب تک نہین ہلایا تھا اسوقت تیری خوشگوار روشنی کی شعاعون نے اس لطف کے ساتھ انکے پہلو مین گدگدایا ہے کہ بے اختیار ہنس پڑی ہین۔ جنگلون کے پُرانے درخت جن کے گھنے پتے ہمکناران شبِ وصل کی طرح ایسے باہم پیٹے ہوے ہین کہ جدا ہونے کی قسم کھائی ہے روشن نورانی مین سے چھن چھن کر روے زمین پر کچھ عجب ہلکی روشنی پھیلا دیتا ہے۔ لق و دق جہان ریت کے ٹیلون کی آڑ سے نکل نکل کر اونٹون کی قطارین منزلین طے کر رہی ہین وہان کی سفید زمین پر تیری اُجلی چاندنی کا فرش جو ٹیلون کی چوٹیون تک بچھا ہوا ہے نیچرل سماں کی دلچسپیون کا نہایت ہوشربا نمونہ ہے۔ وہ پہاڑون کی کالی کالی چٹانین جن کی تیرگی کسی چور و شن تے نقشِ محبت کی طرح کبھی مٹنے کا نام نہ لیگی تیری خوشنما نکھری ہوئی روشنی کو اپنے سیاہ تاب چہرے پر لینے کے لیے کس شوق سے سر اُٹھائے چہرہ نما و شوق ڈال رہی ہین۔ وہ بلند پہاڑون کے مشہور سلسلے جنپر کارخانۂ قدرت برف کی دبیز سلون سے ہمیشہ ایک سنگ مرمر کا خوبصورت فرش بچھائے رکھتا ہے۔ تیری دل لبھا لینے والی روشنیون کے ایسے شایق ہو رہے ہین کہ منتظرانِ یار کی طرح ہمیشہ آغوشِ شوق پھیلائے ہی رہتے ہین۔

موسمِ باران کی تیرہ و تار راتین شبِ ماہ کا سمان اکثر آنکھون سے چھپائے رکھتی ہین مگر ان دنون بھی جب کبھی آسمان کھل جاتا ہے ماہتاب کا چہرۂ عضب کے حسن عالم افروز کے ساتھ نظر پڑتا ہے۔ گو چاندنی ہمیشہ ہی عجب عالم فریبی کے ساتھ جاری اور نمایان ہوتی ہے مگر اُس موسم مین بلا کا نکھار ہوتا ہے۔ برسات کی چاندنی جو کسی سراپا ناز کی طرح چھپ چھپ کر اور ترسا ترسا کر جلوہ دکھاتی ہے جس وقت کسی اچانک آجانیوالے

سیمتن کی طرح کلبۂ احزان کو روشن کر دیتی ہے وہ لطف کچھ دیکھنے ہی سے تعلق رکھتا ہے اسی موسم مین ابر کے وہ سفید سفید اور چھوٹے چھوٹے ٹکڑے جو تبایا کرتے ہین کہ انکی آڑ مین ماہتاب کا گول اور گورا چہرہ کسی شرم آلود صورت کی طرح چھپ رہا ہے اُنپر بھی بلا کا جوبن ہوتا ہے۔ نگاہِ شوق اُنکو اُس خوشنما آنچل کے خیال سے دیکھتی ہے جو رخِ دلبر پر پڑا ہو۔ اے آسمان کی آنکھ کے روشن تلے ماہتاب! ہم جانتے ہین کہ تیری روشنی اُس قدرت کی جگمگاتی ہوئی لالٹین "آفتاب" کے عکس سے پیدا ہوئی جسپر مادرِ روزگار کی ساری کمائی صدقے ہوا کرتی ہے مگر پھر بھی جو مزہ تیری خوشگوار ٹھنڈی روشنی مین حاصل ہوتا ہے وہ خود اُس دنیا کے مرکزی شعاعون مین نہین۔ بزمِ عشرت کی زینت وہی تیری ہی قسمت مین لکھ دی گئی ہے۔ تیری روشنی اُسوقت مین کام آتی ہے جب اندھیری رات عالم پر اپنی کالی چادر ڈال دیتی ہے۔ تیری روشنی اُس سناٹے اور تنہائی کے وقت کی مونس ہے جب آرزوون کو بھی دل سے باہر نکلتے ہوئے ڈر لگتا ہے۔ چڑیان گھونسلون مین ہوتی ہین مگر تیری نورانیت کا سمان اُنھین ایسا خود رفتہ کر دیتا ہے کہ بے اختیار رہ رہ کر چہک اُٹھتی ہین۔

پیارے ماہتاب۔ تیرا روشن عکس تمام عالم کی نگاہون کو ایسا بھلا معلوم ہوتا ہے کہ تیرے عروج و زوال سے انکی آنکھون کے نیچے اندھیرا پھر جاتا ہے۔ تیری اس ترقی و تنزل نے دنیا پر ایسا اثر ڈالا کہ حسنِ مہوشان کی بڑی بے اعتباری ہو گئی۔ ہائے گھٹتے گھٹتے چند روز کے لیے تیرا چھپ جانا پھر خدا جانے کس مصیبت کی راتین لے آتا ہے تو نے دیکھا ہوگا کہ تیرے منہ دکھلانے کے معمولی وقت پُر شوق نگاہین کس امید کے ساتھ تیری اُس وقت کی موہوم جھلک کی تلاش مین ادھر اُدھر آسمان کے کنارون پر بھٹکتی پھرتی ہین۔ غرض تیرے پیارے چہرے نے ایک عالم کو تیرا شیدا بنا رکھا ہے۔

کل

کوئی آئیگا۔ بس یہ ایک مختصر مشغلہ خدا جانے آرزومندون کو کیا کچھ تسکین دلاد[illegible] کرتا ہے۔ بظاہر دیکھیے تو بہت تھوڑی مدت ہے مگر حسینون کی بیوفائیون نے ایسا

۱ بدنام کر دیا کہ آج تک کبھی پوری نہ ہوئی۔ دنیا سے نامراد سدھار جانے والون

Marfat.com

کی جماعت میں بہت کم ایسے نکلیں گے جو کل کے سوا پرسوں کی بھی امید دل میں لیے ہوں - ہائے یہ کتنی بڑے ستم کی بات ہے کہ کل کی پیش پا افتادہ وسعت بھی کبھی پوری ہونے کو نہ آئی -

امتداد عمر کی اُمیدیں پُر حوصلہ نظر کو بہت آگے بڑھا لیجایا کرتی ہیں جب کبھی اس امر کو سوچنے بیٹھیے کہ زندگی کی مہلت میں ہمیں کیا کیا کرنا ہے تو خیال کا منشی عجب دلچسپ پروگرام پیش نظر کر دیتا ہے - دیکھو اس آرزومند کا دل کس دلدہی کے ساتھ اُس سے کہہ رہا ہے "کل وہ آئیں گے! اور پرسوں خود ہمیں اُنکے وہاں جانا ہے دو روز میں راہ و رسم بڑھ جائیگی تو اترسوں کچھ تھوڑا بہت قصۂ ہجران اور اپنی بیتابیوں کا حال بیان کریں گے - اترسوں موقع ملا تو دبی زبان سے سوال بوسہ بھی ہو جائیگا" غرض اسی طرح ایک طولانی سلسلہ ہوتا ہے کہ حوصلوں کو بہلا بہلا کر میدان سے بھی آگے نکال لیجاتا ہے - یہ سب کچھ ہے مگر جس امید کا بر آنا کل پر منحصر ہوتا ہے اُسکی طرف خاص توجہ ہوتی ہے - نامرادیاں جب صورت دکھاتی ہیں تو کل ہی کی آرزوؤں سے مایوس کرتی ہوئی آتی ہیں - صدمہ اُسی بات کا ہوتا ہے جو کل ہونے والی تھی اور ہائے نہ ہوئی - حسرت اُسی چیز کی دل میں رہ جاتی ہے جو گویا ہاتھ آنے والی ہو - پچھتانا اُسی شکستہ پائی پر پڑتا ہے جو منزل مقصود کے قریب پہونچ کے بیٹھ جائے

قسمت تو دیکھیے کہ کہاں ٹوٹی جا کمند   دو چار ہاتھ جبکہ لب بام رہ گیا

ہاں صدمۂ ہجران کا لطف جاننے والے ہی کچھ خوب جانتے ہیں کہ وعدۂ فردا کے ذریعے سے ستم شعار زمانہ رنج والم میں ایک نئی لذت پیدا کرتا رہتا ہے - ممکن تھا کہ تغافل شعار سرے ہی سے "نہیں" کر کے ہمیشہ کے لیے مایوس کر دیتے مگر روز روز یا وعدۂ فردا کرنے سے جہاں اُنکی تغافل شعاری کی اداؤں میں جدت پیدا ہوتی رہتی ہے وہاں ستم کشوں کو بھی زیادہ مزا ملتا رہتا ہے - اور حقیقت میں اگر یہ تجدید ستم نہ ہوتی تو بہت کم ایسے ہوتے جو زندگی کی دشواریوں کو پورا کر لیجاتے - زندگی کی مصیبتیں ہیچ ہو جیسے تو اسی خیال سے کٹ جایا کرتی ہیں کہ "آج نہیں تو کل سہی" غور سے دیکھیے تو ملتان میں پوری ہونیوالی امیدوں نے کل کا عجب نظر فریب جامہ پہن لیا ہے کہ تمنا و آرزومند قدم قدم پر ٹھوکریں کھاتی ہے مگر ہمت نہیں ہارتی - کل کی معتقد دی

جن نیرنگیوں کا سمان دکھاتی ہوئی ظاہر ہوتی ہے وہ ایسی نہیں ہوتی ہیں کہ انسان کو کامیابی کا یقین نہ آجائے۔

سو دفعہ آزما چلے مگر خدا جانے کیا بات ہے کہ جب صبح کو پیارے ہمکناران شب لگاوٹ بازی کے ساتھ کہنے لگتے ہیں کہ "کل پھر آئینگے" تو یقین آہی جاتا ہے۔

نقش امید نہیں معلوم کے مرتبہ بن بن کے بگڑ چکا ہے، مگر جب مدتوں کی ترسی ہوئی آنکھوں کو وصال کا کوئی نیا پہلو نظر آجاتا ہے تو بے اختیار آرزومند بنجاتی ہیں۔ زہادِ گوشہ نشین برسوں سے انتظار کر رہے ہیں مگر قیامت کی نسبت اب بھی پوچھیے تو یہی کہیں گے کہ "کل آئیگی"۔ اُمیدوارانِ وصال کب سے مایوس ہوتے چلے آتے ہیں۔ لیکن اسوقت بھی جاکے سوال کیجیے تو یہی کہیں گے کہ "کل دیدار نصیب ہوگا"۔

کل کی امیدوں پر آسرا لگانیوالوں کا مجمع عجب اطمینان سے بیٹھا ہوا ہے۔ ناکامی ہی کامنا ہو چکی مگر کل کی آرزو اُسی طرح قائم ہے۔ بادیہ پیمائی کی وہ دشوار گذار منزلین جہاں طاگردان وحشت رات بسر کیا کرتے ہیں اُنھیں لوگوں سے آباد نظر آئینگی جو کل کے سفر کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ اونچے اونچے پہاڑوں کے دامن میں بے ترتیبی سے پڑی ہوئی چٹانوں پر شام کو وہی لوگ نظر آئیں گے جو کل پھر کوے جاناں کے تجسس میں نکلیں گے۔ غیر آباد ویرانے گانوں کی اُجڑی ہوئی سراؤں میں وہی دور افتادگانِ وطن خواب پریشان دیکھتے نظر آئینگے جو کل وطن سے ایک منزل اور نزدیک ہوجانے کی کوشش کرینگے۔

کلبۂ احزان والے کل ہی کی فکر میں ہیں۔ عقلدۂ ہجران میں کل ہی کے لیے آرزو ہو رہی ہے۔ فاقہ سے پڑ رہنے والے کل ہی کے لیے روٹی کی فکر کر رہے ہیں۔ مبتلایانِ غم کل ہی کی خوشی کے انتظار میں ہیں۔ اُمید کل ہی بر آئیگی انشاءاللہ کل ہی پوری ہونگی حسرتیں کل ہی دل سے نکلیں گی۔ ارمانوں سے کل ہی پیچھا چھٹے گا۔ کوئی حورِوش کل ہی آئیگا۔ کوئی پیاری صورت کل ہی پہلو میں ہوگی۔ زخم جگر میں کل ہی انگور بندھے گا۔ دلِ بیتاب کل ہی ٹھیریگا۔ سوال بوسہ کل ہی پورا ہوگا۔ وصال کی کل ہی ٹھیریگی۔ غرض جو کچھ ہونا ہے کل ہی ہوگا۔

یہ تو یہ اس مایوسانہ زندگی کا خاتمہ بھی کل ہی پر منحصر ہے۔ اسکا کوئی نہیں قائل کہ موت بھی کل ہی آئیگی؟ خیال کو اس سے بھی بڑھنے دیجائے تو معلوم ہوگا کہ ان مایوسیون

اپنے ستم کشیون کی داد بھی کل ہی ملجائیگی - اس بات سے کسے انکار ہے کہ قیامت بھی کل ہی ہوگی ؟ انصاف سے پوچھیے تو ہماری ساری آرزوئین کل ہی پر منحصر ہین - اگر کل ہمارے پاس آجائے تو ہم کسی بات مین ناکامیاب نہ رہین - مگر قیامت تو یہ ہے کہ یہ کل ہی کسی طرح پوری ہونے کو نہین آتی - زمانے نے ہمین دھوکا دینے کے لیے یہ کتنا بڑا جال پھیلا رکھا ہے کہ آج سے کل تک فقط چار پہر کا فاصلہ ہے - اگر یہ چار پہر ہی کاٹنا ہوتے تو ہم کسی نہ کسی طرح مرکھپ کے کاٹ لیتے - کون بڑی بات تھی - شب ہجران کی اندھیری اور لمبی راتین تو کاٹ ہی لیتے ہین - مگر نہین - خدا جانے کیا طلسمی کارخانہ ہے کہ کل ہی کے انتظار مین صدہا سال گذر گئے - کروڑون آدمیون نے پیاری جانون کی قربانیان اسی انتظار پر چڑھا دین - مگر اب بھی منتظرون مین اور کل مین وہی چار پہر کا فاصلہ ہے جو آج سے دو ہزار برس پہلے تھا - قدرت کا یہ گورکھ دھندا اسوقت تک کسی کی سمجھ مین نہ آیا اور ہزارون نذر زمانہ ہو گئے - زمانے کی اسی فریب دہی سے تو [illegible]ین دہر قیامت سے انکار کر بیٹھے - جب قیامت کا آنا کل ہی پر منحصر ہے تو نہ کبھی [illegible] فردا ہاتھ آئیگا اور نہ قیامت سے سابقہ پڑیگا - لیکن اگر یہ خیال مسلم مان لیا جاتا تو کرشمہ ہائے عالم کی گرم بازاریان سب سرد ہو جائین -

کسی کو دم بھر کے لیے باغ فردا کی سیر نصیب ہو جاتی تو دیکھتا کہ کس طرح تمنائین خود بخود پوری ہونے لگتی ہین - تم ذرا خیال ہی کر کے دیکھو کہ امیدون کی عینک کل تمہین کیا کیا دکھاتی ہے - بےفکری کی محفل ہے اور دنیا کے محبوب پہلو مین بیٹھے ہین اور آگے بڑھو تو معلوم ہوگا کہ خود الگ ہوتے ہین اور حورین گلے سے لپٹی جاتی ہین - سب تو سب قومی حالت جسکے سنبھلنے سے مایوسی ہوتی جاتی ہے وہ بھی کچھ ایسے اوج و عروج پر نظر آئیگی کہ گویا خادمانِ قوم کی جانفشانیون کا صلہ ملا جاتا ہے -

کل اگرچہ بعینہ نسیم سحر کا وہ جھونکا ہے جسکے پکڑنے کے لیے ہم ہزار ہاتھ بڑھائین مگر کبھی ہماری مٹھی مین نہ آئیگا - لیکن اسکی امیدون کو ٹھہرا ٹھہرا کے بڑھانے کی رفتار پیچھا پیچھے تو بڑے کام آتی ہے - انسانی فطری حالت کے سمجھنے والے خوب اندازہ کر سکتے ہین کہ ہر کام مین جب تک کامیابی نظر کے سامنے نہین رہتی کوشش نہین ہو سکتی لذت وصل پیش نظر نہ ہو تو فراق کا صدمہ کس سے اٹھایا جائے ؟ لیاقت کا ڈرا دار

Marfat.com

ذرا اندازِ نگاہ کو اپنی دلبستگیون مین نہ لگائے رہے تو پڑھنے لکھنے کی محنت کون کرسکے؟
کل کا روز کس قدر ہمارے کام آتا ہے کہ جس کام کے لیے ہم جانفشانی اور مشقت کرتے ہین
اُسکے دلفریب نتائج ہر وقت نگاہ کے سامنے رکھتا ہے - اسے یہی سبب ہے کہ
ہم روان قوم کو اگرچہ کوئی فائدے کی صورت نہیں نظر آتی مگر دامنِ فردا پر کامیابی کا
دلربا نقش دیکھ دیکھ کر خوش ہوتے ہین اور جان توڑ توڑ کر محنت کرتے ہین -

دل بیار و دست بکار

تصورِ جانان مین کتنے ہی محو ہون جہان کسی اور بات کا خیال آگیا دھیان
بٹ ہی جاتا ہے - اُن مے پرستون کے دل سے پوچھیے جنھین محفلِ وعظ مین صحبتِ رندا
یاد آجاتی ہے - اور ہر بار اُکتا اُکتا کے اُٹھ آنے کا قصد کرتے ہین - یا اسکی دشواریان
کچھ اُنھین خوب معلوم ہین جنکے دل مین یار کی پیاری صورت دیکھتے ہی دیکھتے مرگ
ناگہان کی طرح رقیب کا کھٹکا پیدا ہو جاتا ہے - یکسوئی کی قدر اُن ہجران نصیبون
کو بھی معلوم ہوگی جو کسی دلربا کی خیالی بھولی صورت پر اُمیدین لگاتے لگاتے
یک بیک مایوسی کی مہیب صورت دیکھتے ہی سہم کے رہ جاتے ہین - انھین لوگون
کیا منحصر یکسوئی کا عالم انصاف کیجیے تو عجب اطمینان کا عالم ہوتا ہے - کسی پریشان خیال
کا خیالی کشمکشون سے گھبرا کر یہ کہہ اُٹھنا -

جی چاہتا ہے پھر وہی فرصت کہ رات دن   بیٹھے رہین تصورِ جانان کیے ہوے

بیجا نہین - ایک ہی طرف لَو لگائے پڑے رہنے کی حالت جس حیثیت سے دیکھیے اچھی
ہوتی ہے - دیکھو گور غریبان والے وعدۂ فردا کی امید پر کس اطمینان سے بیٹھے ہوے
ہین؟ نہ کوئی فکر ہے نہ کوئی غم ہے - آرزوؤن کا سلسلہ عرصۂ حشر تک بس ایک ہی حال
سے چلا گیا ہے - خاطر جمعی ہے کہ جب وہ وقت آئیگا اُٹھ کھڑے ہونگے - خیال ہے
اُسی وقت کا اور انتظار ہے تو اسی دن کا

تصوف والے اسی یکدلی کے ایسے شیدا ہین کہ تمام مذہب اور فلسفہ والون
بھی دو چار قدم آگے نکل گئے - اُنکے نزدیک کفر اُسی حالت کا نام ہے جب خیا
ادھر اُدھر بھٹکنے لگے - اب اس سے زیادہ کیا ہوگا کہ جنت و دوزخ کی یاد بھی اللہ

Marfat.com

کے خلاف بتادی گئی۔ وحدت وجود کا اصلی منشا غور کیجیے تو یہی ہے کہ سوا ایک ذات کے جو کچھ ہے سب فنا سمجھ لیا جائے۔ اس مسئلے سے چاہے جسقدر مخالفت کیجائے مگر ہم اتنا ضرور کہین گے کہ بات مزے کی ہے۔

تصوف پر کیا منحصر ہے۔ دنیا کے جس مذہب کو دیکھیے اُسکے اصول مین یہ مسئلہ ضرور داخل ہے۔ ان دنون کسی اخبار مین ایک خبر دیکھنے مین آئی جسکے دیکھتے ہی اسلامی اصول کی مضبوطی کا خیال کر کے بے اختیار دل بھر آیا۔ موجودہ مسلمانون کے ہاتھون اگرچہ اسلام بدنام ہو رہا ہے مگر وہ قدسی صفات دُھن کے پکے بزرگان دین عجب نورانی دل و دماغ کے لوگ تھے جنکے ہاتھون کسی زمانہ مین اسے رونق تھی۔ اس مسئلہ اصول کی مخالفت بھی کی ہے تو کس خوبصورتی سے۔ واقعی "دل بیار و دست بکار" کا سچا فوٹو دکھا دیا۔

ایک اخبار مین لکھا تھا "ترکی فوج مین نماز بھی داخلِ قواعد ہے۔ اُنکی فوج قواعد مین جہان اصول جنگ کی اور باتین دکھاتی ہے۔ وہان یہ بھی دکھاتی ہے کہ لڑائی کے وقت نماز کیونکر ادا کیجائے۔" غور کیجیے تو یکدلی اور یکجہتی کا اصول اس مسئلے سے بالکل ٹوٹ گیا۔ کہان خدا کی یاد؟ اور کہان دشمنانِ خدا کا سامنا؟ کہان دیدارِ جانان؟ اور کہان رقیب روسیہ کی بھونڈی صورت؟ اس مسئلے کا لطف ہمین اُسوقت ذرا بھی حاصل نہ ہوا جب ہمنے اسے شرح وقایہ اور ہدایہ مین دیکھا تھا۔ مزہ تو جب آگیا جب معلوم ہوا کہ اس مسئلے سے دنیا بھر کا مسلم الثبوت اصول اور اشراقی و مشائی دونون حکمتون کا دستور العمل ٹوٹ گیا اور کس خوبصورتی سے!

آثارِ سلف

یہ معمولی قاعدہ ہے کہ زمانہ ہمیشہ آثارِ سلف کو مٹاتا رہتا ہے۔ بڑے بڑے بہادرون کی بہادریان۔ کیسے کیسے حوصلہ مندون کی فیاضیان۔ اعلیٰ اعلیٰ زبانون کی جادو بھری تاثیرین۔ کتنے کتنے بڑے بادشاہون کی سلطنتین۔ کہان کہان کے مسافرون کے سفرنامے۔ کن کن مستقل مزاجون کی مصیبتین۔ کس کس شان کی اونچی اونچی عمارتین۔ کس کس وضع کے قدیم کتابے۔ سب پر قدامت کے پردے پڑ گئے۔

Marfat.com

وہ حسن و عشق کے اگلے دلخراش تذکرے۔ وہ اگلی جوانمردیوں کے پُرجوش واقعے۔ وہ اگلی ثابت قدمیاں۔ وہ اگلی اولوالعزمیاں بہت تو مٹ چکیں اور جو باقی ہیں مٹتی جاتی ہیں۔

کسی وسیع اور کھلے ہوے میدان میں کھڑے ہو کر چاروں طرف نگاہ دوڑاؤ۔ نگاہ جس قدر آگے بڑھتی جائیگی اسی قدر کم چیزیں نظر آئینگی۔ کوئی ایسا ہی اونچا ٹیلہ یا کوئی ایسی ہی نشیب کی گھاٹی ہوگی جو نظر آجائیگی۔ کیونکہ قدرت آنکھوں کو دور کی چیزوں کی اجمالی ہی سیر کراتی ہے۔ گذرا ہوا زمانہ اور گذشتہ واقعات بھی اسی قسم کی چیزیں ہیں جنکو ہم دور سے دیکھتے ہیں۔ خیال کرنے کی جگہ ہے کہ آبادی دنیا کے سلسلے نے کیسے کیسے دلچسپ نمونے دکھائے ہونگے اور ہمارے سکھانے کے لیے کیا کچھ تجربے نہ اُٹھائے ہونگے مگر افسوس اُن میں سے بہت تھوڑی باتیں ہیں جو آج ہمیں یاد کرنے سے یاد آسکتی ہوں۔

اگلی دنیا کی حسرت نصیب یادگاروں میں وہ پُرانے قبرستان ہیں جہاں بڑے بڑے اولوالعزم خواب نوشین کا مزا اُٹھا رہے ہیں۔ زمانہ آثار سلف کو جس صورت سے مٹاتا ہے اُسکو یہ قبرستان ہمیشہ آنکھوں سے دکھایا کرتے ہیں۔ جب کبھی گورغریبان کی طرف ہمارا گذر ہو گیا ہوگا اور منتظران حشر کے سرہانے کھڑے ہو کر ہمنے عبرت کی نظر دوڑائی ہوگی بے اختیار دل میں یہ خیال آیا ہوگا کہ کتنی قبریں ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے مٹ گئیں جنکا کہیں نام و نشان بھی نہیں باقی ہے۔ ایک ہی صدی کا حساب لگائیے تو معلوم ہوجائیگا کہ زمانے نے ایک ہی قبرستان میں کتنی قبروں کے ساتھ کتنوں کے نام بھلا دیے۔ لیکن اسپر بھی بہت سی پختہ اور مضبوط قبریں ایسی بھی ملینگی جنکا مٹانا زمانے نے دوسری صدی پر اُٹھا رکھا ہے۔ لاکھوں قبریں برابر ہوگئیں مگر دو ایک ایسی بھی ہیں کہ ہزار ہزار برس کی کاریگریاں دکھا رہی ہیں۔

حقیقت میں وہ لوگ بڑے خوش نصیب ہیں جو اور لوح ہستی سے اپنا نام مٹنے نہیں دیتے۔ اس سے زیادہ ناموری اور بہادری کیا ہوگی کہ زمانہ بھی اُنپر قابو نہ پا سکا۔ چاہتا ہو کہ سب کے ساتھ اُنھیں بھی مٹا دے مگر زور نہیں چلتا۔ ہمیں تو اہل حدیث کا یہ اصول نہایت پسند آیا کہ جب جانتے ہیں کہ زمانہ ہماری یادگاروں کو دنیا پر نہ باقی رہنے دیگا تو

Marfat.com

خود ہی کیون نہ مٹا دین؟ جب قبر کو ہم قایم ہی نہ رکھین گے تو مٹانے کون آئیگا؟ جب یادگار ہی نہ ہوگی تو مٹیگی کیا چیز؟ خیر یہ تو ایک خاص امر تھا۔ مگر اُن لوگون کو بڑی عزت اور ادب کی نگاہ سے دیکھنا چاہیے جنکا نام کبھی بھولے سے بھی نہین بھول سکتا۔ اور جو جس طرح اب تک ایک حالت سے رہے غالباً آیندہ بھی یاد رہین گے۔

اس ناموری مین کچھ اُنھین لوگون کا حصہ نہین ہے جو حسن و خوبی مین اول درجے کے شمار کیے جاتے ہین۔ اُن بزرگون کی وضعداریان بھی ایک قسم کی دلچسپی ہی سے یاد ر ہیجاتی ہین جنکے پاس وضع نے اُنھین بدکاری و شقاوت سے ہرگز نہ باز آنے دیا۔ تقویات پارینہ کے بوسیدہ ورق اُلٹنا شروع کرو تو جہان وفادارون کا تذکرہ ہوگا۔ وہان دو چار اعلیٰ درجے کے بیوفاؤن کا نام بھی لکھا ہوگا۔ جہان موسیٰ و ہارون کا ...ل ہوگا وہان فرعون کے ایسے قسی القلبون کی بھی کیفیت ہوگی۔ خلاصہ یہ کہ اس بار ...س مین اچھے بُرے دونون قسم کے لوگون کو حیثیت کے مناسب اپنی یادگار قائم ...نے کی صلاحیت حاصل ہوگی۔ ان لوگون کا نام باقی رکھنے کے لیے قدرت نے کوئی ...بردست قانون مقرر کیا ہے کہ زمانہ جب مٹانا چاہتا ہے وہ فوراً ہاتھ پکڑ لیتا ہے ...یون ہے کہ اُنکے آثار کبھی مٹنے کا نام ہی نہ لین گے۔ یہ لاکھون مجلد اور قلمی کتابین ...اگلون نے فطرت کی لائبریری مین جمع کیا ہے زمانے کی دسترس سے باہر ہین۔ کتابون ...لانے دیجیے کوئی چیز ہو مگر اُس سے اگلے یاد آجاتے ہون زمانہ اُنکے مزار مٹانے کی ...شش کرے مگر ہماری طبیعتین اُس سے کوئی عبرتناک یا فائدہ مند نتیجہ نکال ہی لیتی ہین۔ اگلون کی کہانیون مین بھی کچھ ایسا مزہ ہے کہ غفلت شعار بھی سنتے ہین تو کچھ عجب اطمینان کے وقت سنتے ہین۔

دنیا کے یہی معمولی واقعات جو کسی نظر فریب کی خیالی صورت کی طرح روز ہماری نظر سے گذرا کرتے ہین جب اگلون کے نام کے ساتھ انکا تذکرہ آجاتا ہے تو لطف سے خالی نہین ہوتے۔ اس مہذب زمانے مین عرصہ کارزار بڑی مشکلون سے گرم ہوتا ہے مگر پھر بھی بہت ایسے معرکے ہین جنکی خبرین موجودہ نسل کے کانون مین بھری ہوئی ہین۔ فرانس و جرمن کا ہنگامہ ابھی پُرانا نہین ہوا۔ روم و روس کی قیامت خیز لڑائی ابھی ...ل ہی کی بات ہے۔ یہ بھی جانے دیجیے۔ غدر کا نقشہ بہتون کی آنکھون کے سامنے پھر رہا ہے

Marfat.com

یہ سب واقعات ہین - لیکن وہ پرانے قصے جنھین قدامت نے اپنے رنگ مین رنگ دیا ہے اور جو زمانے کی دستبرد سے بچکر اسوقت تک آثار سلف کے موثر نمونون کا کام دے رہے ہین اُنھین سو دفعہ سُن چکے لیکن جب کوئی دوہراتا ہے تو نئی لذت ملتی ہے -

ہندوستان کے اگلے مقدس آرین کے تذکرون مین راجہ رامچندر جی کی اولوالعزمی اور جنوبی سرزمین ہند مین اُنکی حد سے گذری ہوئی جانفشانی اور جرأت اہل زمانہ کو کبھی نہ بھولیگی - جانبازونکی وہ جماعت جو آرین نشان کے نیچے جانین ہتھیلیون پر لیے کھڑی تھی اُسکے حالات در کنار زمانہ ہر سال اُن بہادرون کا نقشہ ایک نئی دلچسپی کے ساتھ آنکھون کو دکھا دیا کرتا ہے -

وہ نیکنام اور دُھن کی پکی قومین جو مصر و شام اور روم و عجم کے میدانون مین عربی عبائین پہنے پھیلی ہوئی تھین اُنکا صبر و استقلال اور اُنکی اعلیٰ دینداری صفحۂ روزگار سے ہرگز نہ مٹیگی - موجودہ نسل اُنکی کامیابیون کو کس وقعت کی نگاہ سے دیکھتی ہے ؟

سچ پوچھیے تو آثار سلف جس قدر زیادہ تباہی و بربادی کی حالت مین نظر آئین اُسی قدر زیادہ عبرتناک اور موثر ہوتے ہین - دہلی کی قدیم عمارتین جنکی نظر سے گذری ہونگی جنکا ہر پتھر تازہ فراق جانان کا صدمہ اُٹھانیوالون کی طرح بڑی حسرت کے ساتھ اپنے مقام سے ہٹتا ہے اور جن کی در و دیوار کی ہر درز پر ہزارون تیشہ ہاے دل کو ٹھیس لگجاتی ہے بڑے بڑے نامور مسافرون کے سفرنامے دیکھیے - اپنے سفر مین اُنھین کیا کچھ نہین نظر آیا تھا مگر جو چیزین اُنھین اکثر یاد رہین وہ یہی آثار سلف ہین -

واقعی آثار سلف سے ہم اپنی ترقی کے متعلق بہت کچھ سیکھ سکتے ہین - ہمارے حوصلے اُنھین چیزون سے بڑھتے ہین جن سے اگلون کی عالی ہمتیان یاد آجاتی ہون - موجودہ زمانے کے وہی اسپیکر دلون پر خوب فتح پا سکتے ہین جو اپنے موثر الفاظ مین اگلون کے حالات خوش اسلوبی سے بیان کرتے رہتے ہین - قومی امیدون کے تازہ ہوجانے سے کچھ امید ہے تو اسی طرح کہ موجودہ زمانے والے اگلون سے نیکنامی کا سبق لین -

جلوہ دیکھا تری رعنائی کا
کیا کلیجا ہے تماشائی کا

یہ تحریر اُس زمانے کی ہے جبکہ مولانا کا عالم شباب تھا اور عشق مین جانے کی

Marfat.com

دُمن تھی - جواہر نام ایک ایکٹرس کے حُسن کی کشش نے یہ مضمون لکھوایا۔

قدرت کا ناٹک اپنے دلفریب پردون کی آڑ سے جب کبھی کوئی نئی چُلبلی صورت دکھا دیتا ہے تو دلون پر عجب محویت طاری ہو جاتی ہے۔ پھر اُس بیخودی کے عالم مین دلِ بیتاب کا اُس طرف متوجہ ہونا اور بھی ستم ڈھا دیتا ہے۔ حُسنِ عالم فریب کے جلوے نظرِ شوق کو کچھ عجب وابستگی کے ساتھ اپنی طرف متوجہ کر لیا کرتے ہین۔ یہی سبب ہے کہ دُنیا کی ساری داستانین کسی نہ کسی موقع پہ پھیکی پڑ جاتی ہین مگر حُسن و عشق کے قصے مین وہ لطف ہے کہ جب متوجہ ہوجیے نیا ہی مزہ آتا ہے۔ اگلی دنیا کی کہانی مین ہر قسم کی لیاقتون کے ہیرو موجود ہین جن کے حالات رفتارِ زمانہ کے ساتھ پچھلی نسلون کو ترقی مین بھی آگے بڑھاتے جاتے ہین لیکن حسینانِ جہان کی دلفریب ادائین ہماری خلاقی حالت پہ ہزار برا اثر ڈالین مگر بیقرار دلون کو خدا جانے کس قیامت کا لگاوٹ بھری بیفکری ہو خیال گذرتے ہی طبیعت قابو سے نکل جاتی ہے۔

صفحاتِ تاریخ پر اگلی کرشمہ سنجیون نے جن جن مہ لقاؤن کے نام لکھوا دیے تھے اُنکے ذکر جنون آوارگانِ ہجران کے ولولون کو کس جوش کے ساتھ بڑھا دیا کرتے ہین؟ شیرین کی جن شیرین اداؤن پر فرہاد نے اپنی بیش قیمت جان کی قربانی چڑھا دی تھی ان مین اگرچہ اب خواب دوشین سے زیادہ مزا نہین۔ ہان اگر سچ پوچھیے تو مہوشانِ زمانہ کی نازآفرینیون مین یہ ہی تاثیر پیدا کرتی رہتی ہین - یہ اگلا قصہ اگر فرہاد ہی کی جان پر ختم ہوجاتا تو خیریت تھی مگر ستم تو یہ ہے کہ وہی ادائین موجودہ حسینون کی حرکات و سکنات سے ظاہر ہو کر ہمارے دلون کے ساتھ آج بھی وہی کر رہی ہین جو تیرہ سو برس پیشتر شیرین نے فرہاد کے ساتھ کیا تھا۔

درفش کاویانی جو اگلے اولوالعزم شہنشاہانِ ایران کے سرون پر لہرایا گیا تھا اور آتش پرستون کی وہ مقدس آگ جسکے آگے بڑے بڑے تاجدارون نے تاج اُتار اُتار کر رکھ دیے تھے دونون کو وہ سیلابِ عظیم جو سرزمینِ عرب سے اُٹھا تھا خدا جانے کہان بہا کے پھینک آیا مگر بی شیرین کے آتشین رخسار لوگون کو اُس مقدس آگ سے بھی زیادہ یاد ہین جو زردشت کے مبارک ہاتھون سے روشن کی گئی تھی۔

Marfat.com

شیرین کے آتش حسن کی گرمیان آج تک اُن گورے رخسارون سے ظاہر ہوتی رہتی ہین جو پارسی تھیٹریکل کمپنیون کے نظر فریب پردون سے نکل کر تماشائیون سے اُنکے بیتاب دل چھین لیا کرتے ہین۔ کسی بیتاب نے ایسے ہی موقع پر کیا خوب شعر پڑھا تھا ؎

کسی نے دل جو لیے تو لُبھا کے لیے   مگر حضور نے خنجر لگا لگا کے لیے

واقعی ایسی محفلوں مین نظر شوق کا بڑھانا بھی اور زیادہ بے لطفی پیدا کردیتا ہے۔ کچھ دلدادگان یار ہی تھے اس بات کا خوب اندازہ کیا ہوگا کہ للچائی ہوئی نگاہین کس شوق سے جاتی ہین اور اپنی بیتابانہ حرکتین دکھا کر کس حسرت سے واپس آتی ہین۔ خصوصاً خوب رسوائی سے ڈرنیوالے سادہ دل عشاق کسی کی نظر غلط انداز پر فریفتہ ہو کر جب اُدھر معمو دیکھکر نگاہ شوق بڑھاتے ہین تو بے اختیار یہ شعر یاد آجاتا ہے۔

ہجوم عام مین رخسار یار کے بوسے   مری نظر نے نگاہین بچا بچا کے لیے

انصاف تو یہ ہے کہ پیاری صورتون کے دیکھنے سے ہزار بیتابی ہو مگر بے دیکھے بھی نہین رہا جاتا۔ کسی ناز آفرین کی اداؤن کا جلوہ دیکھنا بڑا کام ہے لیکن بہار حسن کو ڈھونڈنے والی نگاہین روکے نہین رُکتین۔ اصل مین حسرت نصیب وہی ہین جو کسی جمال جہان آ[...] کے دیکھنے کو ترس گئی ہون۔

بزم عشاق کی سرگرمیان اور بیتاب دلون کے ولولے یون تو ہر وقت عجب جوش و خروش سے ظاہر ہوتے رہتے ہین مگر وہ وقت کسی نئی بیتابی کی خبر دیتا ہے جب اُن پیاری صورتون کا نقشہ بھی نگاہ کے سامنے پھر جائے جنکے ہجر مین یہ آرزو نگاہ ہو[...] کے ساتھ ہزارون امیدین اور سیکڑون ارمان جھلکتے جھلکتے قدرت کے پردے چاک کر[...] ہین اور ناموری کے اُس اسٹیج پر پہونچ جاتے ہین جہان بی شیرین اپنی شیرین ادا[...] دکھا رہی ہین اور بی لیلیٰ کا حسن نمکین ہمہ دان قیس کے زخمون پر نمک چھڑک رہا ہے حضرت یوسف کی بے توجہی سے بی زلیخا کا افسردہ چہرہ عاشق مزاج معشوقون بے وقعتی کیے دیتا ہے۔

ہماری نظر اُن زاہد فریب نازنینوں تک ہرگز نہ پہونچی جو قضا کا برقع اوڑھ کر کنج عدم مین بیٹھ رہے ہین مگر موجودہ مہوشون کی بیرخیان جہان دلدادگان یار کو غربت مین آوارہ و سرگردان رکھتی ہیں وہان ہماری نگاہ پریشان کو فقط ایک صو[...]

کی امید پر خدا جانے کن کن گذرے ہوے معشوقون کی سیر کرا لاتی ہین - از خود رفتگان عشق بالکل مرغ قبلہ نما کے مشابہ ہین کہ کسی کی بے التفاتی مرغ بسمل کی طرح تڑپا دیتی ہے مگر رخ کسی طرف رہتا ہے - پری رخون کی نگاہ غلط انداز تھوڑا ستم نہین کرتی ہے مگر آرزومندون کو اس ستم مین بھی کچھ ایسا مزا ملتا ہے کہ جب دیکھیے نگاہ ناز والون ہی کی آنکھین جھک جاتی ہین -

ہاے افسوس! جسے دیکھیے پری رخون سے وفاداری ہی کا خواستگار رہے - یہی [چا]ہتا ہے کہ جس طرح اُسکی ارمان بھری باہین گلوے معشوقین پڑنے کے لیے بڑھتی ہین اسی طرح کسی کے گورے ہاتھ بھی اُسکی ہمکناری کے لیے بے جھجک پھیل جایا کرین - اور [آرز]و ہوتی ہے کہ ہم دامن پکڑین تو وہ پہلو مین بیٹھ جائے - ہم سوال بوسہ کرین تو [پو]رے نہین نہ ہو - مگر یہ سب آرزوئین خواب نوشین سے زیادہ مزا نہین رکھتین - [ہم] تو اس آرزومندی مین کہ ایک کے تجسس مین نکلے تو سیکڑون حوروشون کا دیدار [نصی]ب ہوگیا - ایک کا ارمان کیا تو ہزارون ایسے نظر آگئے کہ اُنکا ارمان کیے بغیر ہی نہین [رہ]تا - ایک کے دیکھنے کو نگاہ بڑھائی تو اور بھی دو چار ایسے نظر آگئے کہ پرستان مغرا [ا]نکی نگاہ سے بے ٹھوکرین کھائے چلا ہی نہین جاتا -

گو غنچہ حرمان مین بیٹھکر یار کی خیالی پیکر تصویر پر نظر جمانیوالے خوب جانتے ہین [تصو]ر باندھتے باندھتے جب کسی کی بھولی صورت سامنے سے غائب ہو جاتی ہے اُسوقت [ب]س ایک صورت کی تلاش مین نظر شوق کہان کہان ہو آتی ہے اور باغ حسن کے کس کس شگفتہ پھول کی سیر کر آتی ہے - انصاف یہ ہے کہ دل کے ساتھ خود ہمارا ایسی [گرفتاری] ایک ہی کی زلف گرہگیر مین اسیر ہو جانا امیدون کی رفتار کو بالکل محدود کر دیتا ہے - خاص ایک کا ہو رہنا اُسی وقت تک اچھا ہے جبتک نیچرل اگزبیشن (قدرت کی نمائشگاہ) کی خوشنمائی نظر سے گذرتی رہے - حسن کی قدردانی جب ہی ہوتی ہے جب ہمہ مین جہان شکراب عشوق اختیار کیا جائے - باغ حسن مین ایک ہی پھول کھلتا ہے - اور دلبستگیون کی اسٹیج پر سیکڑون ہی حوروش آ آکر اپنا جلوہ دکھا جاتے ہین - ارمان بھری نگاہین بھی ہر ایک کی پیشوائی کو ایک ہی جوش اور ایک ہی شوق سے بڑھتی ہین - یہان تک تو ایک ہی حالت ہے مگر جب اُن مین سے کسی کا خدنگ نگاہ چلبلے دلون کو بیتاب کر جاتا ہے اُسوقت کچھ اور ہی کیفیت ہو جاتی ہے -

Marfat.com

حُسن کے خزانے میں لاکھوں آبدار، اور نظرفریب موتی بھرے پڑے ہیں مگر ان میں سے ایک ہی آدھ جواہر ایسا نکلے گا جو آنکھوں کے سامنے آتے ہی اپنا کام کر جائے۔ یا یوں کی کرشمہ سازیاں تغیر کے پردوں کی آڑ سے ظاہر ہو ہو کر بہتوں کو اپنا والہ و شیدا کر لیا کرتی ہیں۔ مگر وہ صورت کچھ اور ہی کر گذرتی ہے جسکی قیامت خرامیاں اور آتشین رخساروں کی گرمیاں دیکھ کر دو چار چوٹ کھائے ہوے کہ اُٹھتے ہیں۔

"قبلۂ آتش پرستان میرود"

جس طرح وہ دلِ پُرآرزو جو کسی کی اچھی صورت دیکھتے ہی بیقرار ہو جائے جلتے کسی بے تکلف دوست کا کام دیتا ہے اُسی طرح وہ آنکھیں بھی بعض موقعوں پر عجب لطف دکھا جاتی ہیں جو کسی کی چلبلی ادائیں دیکھتے ہی اور طرف متوجہ ہونے کی قسم کھائیں حسنِ جانان کے جلوے میں قیامت کی دلبستگیاں ہیں جسکے دل میں دیدارِ جانان ارمان پیدا ہوگیا پھر کسی طرح نہیں نکلتا۔ مگر اسکے ساتھ یہ بھی نہیں کہ یہ کوئی آسان با ہو۔ مہوشوں کی تو بہت سی صورتیں دیکھی ہونگی مگر ذرا اپنی خیال کی آنکھیں کھول اُن لوگوں کو تو دیکھو جو جلوہ گاہِ حسن کے اسٹیج کے سامنے بیٹھے ہیں۔ ہاتھ کلیجوں پر و سودل دلبروں کی زلف گرہگیر ہے۔ کان پیاری سہانی آواز کی طرف مصروف ہیں آنکھیں اُن دلربائی کی اداؤں کو ایک بیتابی کے ساتھ دیکھ رہی ہیں جنھوں نے پر ایک مدہوشی کا عالم طاری کر دیا ہے۔ خرامِ ناز کے وقت کسی کے ساتھ ہی ساتھ کا بھی ادھر اُدھر پھرنا لغزشِ مستانہ سے کم مزا نہیں دیتا۔ وہ عجب محشرآباد آر ہے جس وقت کسی غلط انگ فریب کی چلبلی ادائیں بیتاب دلوں کے ولولوں کے حق تازیانے کا کام دینے لگتی ہیں۔ اور شرمگین مگر شوخ آنکھوں سے دلوں پر تیر نظر بر شروع ہو جاتے ہیں۔ اُسوقت عشق کا خوب سمان ہوتا ہے جب حسرت آلودہ آنکھ مایوسیوں کے ہاتھ سے دامن چھڑا چھڑا کر کسی کی نازآفرینیوں کا جلوہ دیکھتی ہیں تو ہے کہ یہ تمام آزمائش کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ کلیجا تھام تھام کر جلوۂ حسن لے دیکھنے والے بلا کے ہوتے ہیں۔ سچ کہا ہے۔

جلوہ دیکھا تری رعنائی کا
کیا کلیجا ہے تماشائی کا

خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا۔ جو سُنا افسانہ تھا

واقعی اگلی دلچسپیان عجب مزے کی چیزین تھین۔ نہ بھولی ہین اور نہ بھولین گی۔ اے نیلگون آسمان پر چمکنے والے تارو تمھاری صورت کہے دیتی ہے کہ ان آنکھون سے تم نے جو کچھ دیکھ ڈالا ہے وہ آج تک نہین یاد ہے یہ رات رات بھر پلک جھپکنا بے سبب نہین۔ خصوصاً وہ وقت کچھ اور بھی حسرتناک ہوتا ہے جب موجودہ آبادی میں پہلے آثار ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے صبح ہو جاتی ہے اور تمھاری ڈبڈبائی ہوئی خمار آلود آنکھین ایک مایوسی کے ساتھ جھپکنے لگتی ہین۔ اے سوتے ہوؤن کو جگانے والے اور جاگتے ہوؤن کو سُلا دینے والے نسیم سحر کے خوشگوار جھونکو! وہ کس قیامت کی گھڑی ہوتی ہے جب تم کسی افسردہ دل بیمار محبت کی طرح اُن گذشتہ سرسبز باغون اور رنگ برنگ کے دلفریب پھولون کی تلاش مین اِدھر اُدھر ٹکراتے پھرتے ہو جنکے دم سے کسی زمانے مین تمھاری بھی رونق تھی۔ اے دائمی زندگی کی شہ نشین پر بیٹھنے والے مورخین وہ عجب دلربا سمان تھا جسکو تمھارے جادو نگار قلم دکھا گئے ہین۔ ہاے اُس دلفریب داستان مین قیامت کا اثر بھرا ہے جو ہمنے تمھاری زبانی سُنی ہے۔ جس وقت تمھارے لکھے ہوے وقائع پارینہ ہماری نظر سے گذر جاتے ہین اُس وقت کیا بتائین کہ کیا نقشہ آنکھون کے سامنے پھر جاتا ہے۔ میدان آرزو مین کھیلتے ہوے ہم پہلے اپنا کام چھوڑ کے کچھ اس دلبستگی کے ساتھ گذشتہ زمانے کی طرف متوجہ ہوتے ہین کہ امید دون کی دلچسپیان بھی بھول جاتی ہین۔ وہ علما کی رحمت کے شامیانون کے نیچے والی محفلین۔ وہ ملکی ہو ملکی کے تخت پر جلوس کرنے والے بادشاہون کے دربار۔ وہ ناموری اور نیکنامی کے پہاڑ کی چوٹیون پر گڑے ہوے جھنڈے۔ وہ ترقی کی سیڑھیان لگا کر کامیابی کے آسمان پر چڑھنے والے طلبا۔ یہ سب ایسی باتین ہین کہ جب تک دنیا ہے اور جب تک ہم یا ہماری نسل کا کوئی آدمی ہے کبھی نہ بھولین گی۔ اے آب حیات کے ساقیو! (مورخین) تمھاری پرجوش تحریرین اور تمھارے جادو نگار قلم کی معجز نما بیان گذشتہ حالات کا عجب سمان آنکھون سے دکھا دیتی ہین۔

جو داستان تمھاری زبانی سُنی گئی اس مزے کی ہے کہ جن لوگون نے کبھی سُن پائی

انھون نے اور باتون سے کان بہرے کر لیے نہ پھر سنین گے تو وہی داستان سنین گے اور جنھون نے اُن گذشتہ حالات کا کوئی کرشمہ دیکھ لیا اُنکا یہ عالم ہے کہ جگرخراش آہین کھینچ کھینچ کر کہتے رہے ہین "ایکبار دیکھا ہے دوبارہ دیکھنے کی ہوس ہے"۔ اگلے واقعات کے دیکھنے والون مین سے تو زمانے نے دو ہی چار بوڑھے ایسے لگا رکھے ہین جنھون نے قومی عروج کی وہ درہم برہم محفلین آنکھون سے دیکھی ہین جب شراب دولت کے تلچھٹ کا اُتار تھا - ہمت کے بازو شل ہوجانے سے بلند حوصلہ نظرین اُسوقت کے خمار مین جھکی پڑتی تھین - شب اقبال کی صبح ہو چلی تھی - پچھلا دور تھا - اور رات بھر کے جاگے ہوے اُٹھتے چلے تھے - بدمستون کے دامن دامان صبح کی طرح چاک ہو رہے تھے - تہذیب کی شمعین جھلملانے لگی تھین - اور غفلت نصیبون کی آنکھون پر صبح کے تارون کی طرح نیند سوار تھی - نسیم سحر بھی چلتی تھی مگر اُن شمعون کے گُل کرنے کے لیے - کوئی آفتاب بھی طلوع ہو رہا تھا مگر اسلیے کہ تارے نظرون سے غائب ہوجائین - اقبال کی جو کلیان کھلنے کو باقی رہ گئی تھین وہ شگفتہ ہو رہی تھین مگر بہت ہی جلد مرجھا جانے کو - رونے کو تو شمع رات بھر روئی تھی مگر اسوقت ہچکیان بھی لینے لگی تھی - ہمارے اقبال کی رات شب وصل کی طرح مختصر تھی لیکن اسکو زمانہ گذر گیا جب سے عروج و ترقی کے چمن مین باد مخالف کے جھونکے چلنے لگے تھے - ہان فرق اتنا تھا کہ سلطنت نے ذرا بات رکھ لی تھی اور بگڑی ادائین بھی ایک دلربائی کا نمونہ نظر پڑتی تھین - جس صبح ادبار کا سمان ہمنے دکھایا یہ اُسوقت کی کیفیت ہے جب سلطنت ہمارے ہاتھ سے نکل رہی تھی - اُس گھڑی کے دیکھنے والے ابھی موجود ہین جب بقول کولڈ اسمتھ کے مغلیہ خاندان کا ہمیل پرانے دولت کا غرور) شہنشاہی دربار دہلی سے عجب عجب بگڑی ادائین ظاہر کر رہا تھا - لیاقتون کے باقیات الصالحات یعنی جودت اور قدردانی کے چھوٹے چھوٹے چشمے دونون خشک ہو رہے تھے - تہذیب کی شمعین جو باقی رہ گئی تھین وہ بھی گُل ہو رہی تھین - بلبل صبح کے مقام پر اُن حسرت نصیبون کے نالہائے جگرخراش تھے جو اپنی بے نصیبی پر کلیجا ہاتھون سے تھام تھام کر رو رہے تھے - دامن صبح کے مقام پر وہ گریبان تھے جو قومی تہذیب کی سوگواری مین چاک کیے گئے تھے - اُس زمانے سے ذرا ہی پہلے کا ذکر ہے کہ دو ایک چھوٹے چھوٹے دربار قائم تھے - گو شب عشرت کی بیداریون کا خمار تھا لیکن آنکھون پر چھینٹے دے دے کر ہوشیار ہوتے تھے کمالون کی

Marfat.com

قدردانی کرتے تھے اور لیاقتون کے صلہ مین خزانون کے دروازے کھول دیتے تھے۔

اسلام کی یادگارون مین جو چند اونچے اونچے مقبرے بنا باقی رہ گئے تھے زمانہ انکی تکمیل کر رہا تھا۔ عیش و عشرت کا نشہ حد سے گذر چلا تھا۔ لہو و لعب اُس انتہا درجے کو پہنچ چکا تھا جو ادبار سے ملا ہوا ہے مگر پھر بھی ایک بیفکری کا سرور تھا جسکا مزا دیکھنے والون کو ابتک یاد ہے۔ گذشتہ صدی کے ابتدائی زمانے کے لوگ جنکی زبانی یہ داستان ہم اکثر سُنا کرتے ہین آج اُنکی نظر مین یہ واقعات اُس خواب سے زیادہ وقعت نہین رکھتے ہین جسکا لطف کسی طرح نہین بھولتا اور جنھون نے ایکبار دیکھ لیا ہے گھڑی گھڑی آنکھیں بند کر کے لیٹ جاتے ہین کہ وہ سمان پھر نظر آ جائے۔ اے ہمارے اگلے عروج کو یاد کر کر کے رونے والو! یہ محفل ایسی نہ تھی کہ کبھی ختم ہو جاتی۔ واقعی وہ بزم ایسی نہین ہے کہ اُسکا خیال بھی کبھی ذہن سے اُتر جائے۔

آنکھون سے دیکھ کر بیان کرنیوالون کی داستانین تو ناظرین کے دل مین ایک حسرت پیدا کر کے تمام ہوگئین مگر ابھی وہ افسانہ باقی ہے جسے مورخین یاد دلا گئے ہین وہ بڑا افسانہ ہے۔ زمانے کی مجلد کتاب جسے قدرت نے ازل و ابد کی دو دفتیون مین محدود کر دیا ہے اُسکے ہزارہا جُز اسی افسانے کی نذر ہوگئے اور کسے معلوم ہے کہ ابھی افسانہ کتنے جزون کو سیاہ کریگا۔ یہ تو سب ہی جانتے ہین کہ یہ داستان قیامت تک پوری ہونے کو نہ آئیگی مگر یہ اسباب ظاہر دلچسپیون کا جسقدر پارٹ تھا وہ تمام ہوگیا۔ اے ہماری انجمن اقبال کے ممبرو تمنے اپنے زمانے مین چاہے جو کچھ کر دکھایا ہو لیکن آج ہماری نظر مین تم اُن حسرتون کا مجموعہ ہو جو کسی حوروش کے ارمان کی طرح ہمیشہ ہمارے دل مین رہین اور کبھی نہ نکلین گی۔ اگرچہ تمھارے زمانے مین تمھارے اقبال کی قسم کھائی جاتی تھی مگر سچ کہین اگر تمنے ترقی نہ کی ہوتی تو آج ہم اتنا نہ روتے جتنا یون رو رہے ہین۔ وہ انجمن جسکی رونق تمھاری ذات سے تھی ہمین کسی طرح بھول ہی نہین سکتی۔ ہمارے قومی باغ کی آبیاری جن دنون تمھارے سپرد تھی اُن دنون اُسکی بہار دیکھنے کے قابل تھی۔ مبارک تھین وہ شایستہ محفلین۔ وہ نکھری ہوئی صحبتین۔ وہ کامیابی کی نعمتین۔ وہ نیکنامی کے دربار۔ وہ خداپرستی کی مسجدین۔ وہ علم الٰہی کی خانقاہین۔ وہ مجالس وعظ۔ وہ مدارس علم۔ وہ ترقی کی منزلین۔ وہ عالی ہمتی کے سفر۔ وہ اولوالعزمی

Marfat.com

بے سمندر۔ وہ اہلکاری کے موتیے۔ وہ جادو بیانی کے مقام۔ وہ معرکہ آرائی کی صفین۔ وہ رزمگاہ کے کانپتے ہوے میدان جن کو تمنے رونق دی تھی۔ اور آخر ایک حسرت کے ساتھ دل ہاتھوں سے تھام کر ہم یہ بھی کہے دیتے ہین کہ مبارک ہین وہ گڑھے اور ٹوٹے پھوٹے گنبد جن کے نیچے تم آرام کر رہے ہو۔

مورخون کے قلم جس بزم کا سمان دکھا گئے ہین وہ ایسی نہ تھی کہ اُسکا خمار قیامت تک باقی رہتا۔ وہ محفل عشرت جسکا سرور انتہا درجے پر پہونچ گیا تھا جب تک دنیا ہے لوگون کو یاد رہیگی۔ دیکھو خیال نے تمہارے سامنے ایک طلسمی پردہ ڈال دیا ہے جسپر اگلی ترقیون کے جتنے نمونے تھے سب کے نقشے کھنچے ہوے ہین۔ زمانہ تمھین سارا گذشتہ حال دکھا رہا ہے اگر تم غور کرکے دیکھو تو معلوم ہو۔ حافظے کی آنکھین کھولو خیال کی عینک لگاؤ۔ اور اُس طلسمی منقش پردے کی طرف متوجہ ہو۔ یہ جتنے لوگ مقبرون مین پڑے سو رہے ہین دیکھو سامنے بیٹھے نظر آ رہے ہین۔ بہت سے وہ لوگ بھی ہین جو اپنے مذہبی آئین سے جلا کر خاک کر دیے گئے تھے۔ آرین لوگون کے تارکان وطن ہندستانی راج سبھاؤن مین کس قدامت کے داب سے دھوتیان باندھے کھڑے ہین۔ مبارک زبان سنسکرت کے رعب دار الفاظ کس بے تکلفی سے بولے جاتے ہین۔ وید اور شاستر کس عظمت و وقار کی نگاہ سے دیکھے جا رہے ہین۔ اور پورانون کی تصنیف کا سلسلہ کس شایستگی سے قائم ہے۔ کتنی بڑی سخت قیدون سے انسانی مدارج کا تفاوت دکھایا گیا ہے۔ اور ہر قوم اور ہر پیشے والا کس اطمینان کے ساتھ اپنے مقام پر کھڑا ہے دیسی راجاؤن کے دربارون مین اُس زمانے کے قدیمی ٹھاٹ کس اعلیٰ غرور کے جلوے مین نظر پڑتے ہین۔ ہندوستان کے زمانہ تاریخ سے پہلی بدنصیب نسل کس سرگرمی سے آرین بہادرون کی غلامی کر رہی ہے۔ بہادر راجہ کیسی کیسی اولوالعزمیان دکھا رہے ہین۔ ہستنا پور کے میدان کا ہنگامہ زورون پر ہے۔ تلوار چل رہی ہے اور سر کٹ کٹ کر زمین پر گر رہے ہین۔ راجہ رامچندر جی کی فوج کے عالی ہمت بلند حوصلون اُبھرے ہوے جوش کے ساتھ جنوب کی طرف بڑھے چلے جاتے ہین۔

اُدھر دیکھو مصر کا بازار لگا ہوا ہے۔ مصری دار العلوم میں یونانی طلبا تعلیم پاتے ہین۔ اُن پتھرون پر نقش و نگار بنائے جا رہے ہین جنکو زمانہ آج تک نہ مٹا سکا

Marfat.com

اسلام کی نیو پڑ رہی ہے۔ حکماء فلسفی جامے پہنے فراعنہ کے دربار مین جمع ہین۔ تہذیب کی پُرخوف انتہا ہے کہ بادشاہون کی طرف سے خدائی کے دعوے ہونے لگے۔ دیکھو وہ یونانیون کا ستارہ چمک رہا ہے۔ ایتھنز کی سرزمین سچے جان نثارانِ وطن سے آباد ہے۔ سکندر یونانی عالمگیری کے ولولے مین فوجین آراستہ کر رہا ہے۔ اُس طرف دیکھو درفش کاویانی ایرانی فوجون کے سرون پر لہرا رہا ہے۔ جہاندارانِ ایران کی عظمت۔ اُنکا غرور اُنکی بلند حوصلگیان۔ اُنکے ولولے۔ اُنکے جوش کس رعب وداب کے ساتھ نظر آ رہے ہین اور زیادہ نظر بڑھا کے دیکھو رومیون کی تصویرین بھی موجود ہین۔ اُنکی ترقیان۔ اُنکی شائستگی۔ اُنکا دبدبہ اُنکا اقبال اُنکی صورتون سے ظاہر ہو رہا ہے۔ رومیون کے برابر ہی دیکھو گالیا والون کا جھنڈا بھی ہوا مین اُڑ رہا ہے۔

ان سب کے بعد اُس قوم کو دیکھو جو سب کا غرور توڑنے اور سب کا سرمایۂ علمی ایک جگہ جمع کر دینے کے لیے پیدا ہوئی تھی۔ وہ ہلالی جھنڈا چمک رہا ہے۔ اہل عرب اطراف عالم مین پھیلے ہوے ہین۔ اسپین مین بیت حمرا کی بنیاد پڑ رہی ہے۔ حوالی کوفہ مین رصدگاہین بن رہی ہین۔ ہندوستان مین بڑے بڑے قلعون اور عالیشان مسجدون کی نیو دیجا رہی ہے۔ بغداد کا کتب خانہ سج رہا ہے۔ شام وروم مین دار العلوم اور یونیورسٹیان کھل رہی ہین۔ عربی زبان جزیرہ نمائے عرب سے ترقی کے ساتھ باہر نکلی ہے۔ قبطی، لاطینی یونانی ژند اور سنسکرت زبانین اُسکے لیے جگہ خالی کرتی جاتی ہیں۔ سمندرون مین عربی جہاز پھیلے ہوے ہین۔ میڈیٹرینین سی کی تجارت مسلمانون کے ہاتھ مین ہے۔ نئے شہر آباد ہو رہے ہین نئے نئے علم ایجاد ہو رہے ہین۔ جغرافیہ کی تحقیق ہو رہی ہے۔ کرۂ زمین کا دَور ناپا جا رہا ہے۔ تختِ کسریٰ پر سعد بن ابی وقاص کھڑے خطبہ پڑھ رہے ہین۔ دریاے نیل کے لہراتے ہوے پانی مین شمشیر عرب کے عکس نظر آ رہے ہین۔ اسلامی فتحیابی کا جھنڈا ہمالیہ کی چوٹیون پر گڑا ہوا ہے تو نیزے اسپین مین چمک رہے ہین۔ اُنکی تلوارین قسطنطنیہ کو گھیرے ہوے ہین تو کشتیان جزائر چین کے گرد چکر لگا رہی ہین۔ سنسکرت کے علوم کی کتابون کے ترجمے ہو رہے ہین تو لاطینی اور مصری دفاتر دھونے جا رہے ہین۔ اسلامی دربار مختلف وضعون مین نظر آ رہے ہین کہین تخت کے پاس لوگ لمبی لمبی عبائین پہنے کھڑے ہین۔ کہین قبائے عجمی دلفریبیان

Marfat.com

کر رہی ہین۔ کسی جگہ شرعی پائجامہ اور کرتہ شاہی وضع ہے تو کسی مقام پر بڑے بڑے گھیردار جامون اور چھجے دار پگڑیون سے تخت کو رونق دیجاتی ہے۔

کہان تک بیان کیا جائے؟ بھلا یہ داستان کہین پوری ہو سکتی ہے؟ مگر چونکہ حسرت کے ساتھ یاد آتی ہے اسلیے اتنا ضرور کہین گے کہ ہاے یہ مذکورہ دَور ہرگز اس قابل نہ تھے کہ کبھی ختم ہو جاتے۔ اے متلون مزاج زمانے یہ مٹانے کی چیزین تھین؟ یہ وہ سامان تھے جن کو ہمیشہ موجود رہنا چاہیے تھا۔

غور کر کے دیکھیے تو سرد مہر زمانہ کتنون کو مٹا کے بیٹھا ہے اور خدا جانے کتنون کو مٹائیگا۔ ہزارہا بارونق محفلین اسنے درہم برہم کر دین اور لاکھون انجمنین ابھی بگاڑیگا۔ جس طرح اگلون کے حالات آج ہمین ایک فسانہ معلوم ہوتے ہین اُسی طرح آیندہ نسل ہمارے حالات کو ایک جھوٹی کہانی پر ترجیح نہ دیگی۔ افسوس ہے تو اس بات کا کہ جو داستان ہمنے سنائی یہ کبھی نہ بھولیگی اور ہمیشہ دلچسپی کی نگاہ سے دیکھی جائیگی مگر ہماری کہانی مین کوئی ایسی دلچسپی نہین کہ بعد والے اسے یاد رکھین۔ زیادہ حسرت نصیبی کی بات ہے تو بس یہی۔ اے قوم کے نوجوانو تمھارا کام بس اسی قدر ہے کہ گذشتہ لوگون کی طرح اپنی داستان کو بھی دلچسپ بناؤ۔ خدا تمھین توفیق دے۔

زمانے کا تھیٹر

عالم خیال کی سَیر اور دماغی دلچسپیان غریبون ہی کی قسمت مین لکھی گئی ہین یہ مسلّم ہے کہ امرا کے حوصلے بڑھے رہتے ہین مگر کنج تنہائی مین بیٹھکر باغ خیال کی نیرنگیان اُنھین دلون کے حصے مین ہین جو دنیاوی منتشر خیالات سے خالی ہین۔ نشیب فراز عالم مین غربا ہی ٹھوکرین کھاتے ہین اور تجربہ کاری کی منزلین طے کرنا انھین تہی دستون کی قسمت مین ہے۔ یہ ہماری تھوڑی دیر کی سیر ہے جو تھیٹری اور امارت کی ہزار سیرون سے زیادہ نتیجہ خیز اور عبرت انگیز ہے۔ اس اسٹیج پر ہمنے جو خیالی صورتین دیکھی ہین وہ اُن پیاری اور بھولی صورتون سے بدرجہا زیادہ دلفریب ہین جو ہمارے ہم مشرب تھیٹرون مین دیکھا کرتے ہین۔ اس ڈرامے سے لطف اُٹھا کر جو جواہر ہمنے اپنے ذہن کے خزانے مین جمع کر لیے ہین وہ اُن پری رخون کے دلربا چہرون سے کہین بڑھے چڑھے ہین

جو ہمارے عشرت پسند دوستون کے دلون مین بسے ہوے ہین -

باغ خیال کی گلچینی مین مشغول تھے - دوشیزگان خیال کے جلوے نگاہ کے سامنے تھے اور آرزوئین دست شوق کی طرح بڑھ رہی تھیں - یکایک ایک تھیٹر کا عالم نظر پڑا - ایک قدرتی سامان نے متحیر کر دیا اور عقل اُن سادی بے تکلف چیزون کے دیکھتے ہی چکر مین آگئی - دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ زمانہ اسٹیج منیجر ہے - اور گذشتہ سچے سچے واقعات دکھائے جاتے ہین - اپنی بیکسی پر رونے والا دل بڑے جوش کے ساتھ اُدھر متوجہ ہوا - اور وہ حسرت آلود آنکھین جنکے سامنے اگلے جاہ و جلال کے نمونے پھرا کرتے تھے عجب شوق سے متوجہ ہوئین - گھنٹی بجی اور پردہ اُٹھا - لق و دق بیابان اور خودرو جنگل نظر کے سامنے ہوگئے - آبادی کا کہین نام نہ تھا - ہان چند برہنہ قوی ہیکل انسان دکھائی دیے جو بیفکری اور بے شغلی کے عالم مین غرق تھے - بھوکھ لگتی تو جنگلی پھل توڑ کے کھا لیتے اور پیاس ہوتی تو اُن نہرون کا پانی پیتے جو جنگلون مین جاری تھین - خدا جانے خود بخود اُنکے دلون مین کیا غیرت پیدا ہوئی کہ درختون کے بڑے بڑے پتے توڑ کر ستر چھپا لیا - ابھی تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ یہ لوگ اپنی بنیادی ضرورتون کو سمجھے - نیچر کا علم ان لوگون کے ساتھ تھا اور بتاتا جاتا تھا کہ تم اپنی غرضین کیونکر پوری کر سکتے ہو - زمین پر اِدھر اُدھر لوہا پڑا ملا - پیٹ پاٹ کے درست کیا اور قدرت کی کمائی پر دستِ ستم دراز کرتے لگے - اِدھر ان لوگون کی بیفکریون مین فرق آگیا اُدھر زمین کی فطرتی حالت مین انسانی کاریگریون کی کاٹ چھانٹ ہونے لگی - گنتی کے چند آدمی تھے - ہر ایک کسی نہ کسی کام مین لگ گیا - کسی نے بڑھئی کے کام کو ایجاد کیا - کسی نے لوہاری کا سلسلہ قائم کیا - کسی نے زیادہ جدت کی لی کہ جانورون کے بال کاٹ کاٹ کر اپنے لیے اُونی بھدے کپڑے بنانے لگا دو چار چھوٹے چھوٹے جھونپڑے بھی بن گئے - اور بن جُتی زمین پر آبادی اور زراعت کی داغ بیل پڑنا شروع ہو گئی -

پھر پردہ اُٹھا - ایک مقام نظر آیا جہان چند اُجڑے جھونپڑون کے بیچ مین ایک راستہ سا بنگیا تھا - ایک کپڑے والا کچھ موٹے موٹے کپڑے لیے جاتا تھا کہ دوسری طرف سے ایک لوہار آگیا - لوہار کے ہاتھ مین کُدال تھی - کپڑے والے نے بڑھ کر

Marfat.com

پوچھا اگر تمھین کپڑے کی ضرورت ہو تو مجھ سے لو اور کدال مجھے دو۔ لوہار کسی قدر معترض بھی تھا تبادلے پر راضی تو ہو گیا مگر کہنے لگا "کدال کپڑے کی نسبت زیادہ محنت سے تیار ہوتی ہے مین مبادلہ نہین کر سکتا"۔ یہ بڑی دقت پیدا ہوئی۔ کوئی ایسا ذریعہ نہ تھا کہ اس امر کا تصفیہ ہو سکے۔ اس قسم کی بعض تکرارون پر جھگڑا فساد بھی ہو گیا اور نسل انسان کی کھیتی ناجائز خونریزیون سے پامال ہونی شروع ہوئی۔ اس پردے مین انسان زیادہ نظر آتے تھے۔ خاندانی مورث اعلیٰ حکمرانی کے مجاز ہو گئے تھے۔ حاکمی محکمی نے ایک سرسری طریقہ انتقام کا بھی جاری کر دیا تھا۔ کسی عقلمند نے سکے کی ترکیب نکالی اور اشیا کی قیمتین مشخص ہو گئین۔

پردہ کھینچ گیا۔ اور انسانون کے سیکڑون مختلف گروہ نظر پڑے۔ باہمی تکرارین زیادہ جوش دکھائی دیا اور بات بات پر تلوار کھینچتی ہوئی معلوم ہوئی۔ قتل و خون کا بازار بہت گرم تھا۔ آخر ان فسادون نے دو دربار قائم کر دیے۔ ایک طرف ہندوستانی راج سبھا اپنا جلوہ دکھانے لگی۔ دوسری طرف ایرانی تخت بچھایا گیا۔ اور تخت نشین کے سر پر تاموری کا تاج دیا گیا۔ ایرانی تلوار بہادری کے آسمان پر تارون کی طرح چمکی اور اُسکی شعاعین مغربی دنیا کے کنارون تک پہونچین۔ ہندوستانیون کی پیشانی پر اولوالعزمی کا ٹیکہ چودھوین رات کے چاند کی طرح جگمگایا اور کرنین ساری مشرقی دنیا کی نورانیت کا سرچشمہ بنگئین۔ شمشیر فارس مین اولیت کے جوہر نظر آئے تو ہندوستانی دربار نے ابتدائی تہذیب اور تعلیم کی نہرین جاری کین۔ وہان کے بہادرون نے درفش کاویانی کو اپنی جرأت کی یادگار بنا کے جانشینون کی حفاظت مین دیا تو یہان کے برہمنون نے وید اور شاستر کو ترتیب دیا اور زمانے کے نہ تھکنے والے ہاتھ کے حوالے کیا۔ وہان آتشکدے روشن ہوے تو یہان تیجلے سجے گئے۔ ان دو دربارون کا شہرہ دور دور پہونچا اور ہر سرزمین پر مختلف دربار قائم ہونے لگے۔ ایک دربار بابل و نینوا مین قائم ہوا۔ دوسرا تخت مصر مین فراعنہ کے لیے بچھایا گیا۔ تیسری حکومت یونانی جان نثاران وطن کی قائم ہوئی۔ زمانے کے پُتلے ایکٹرنے قدرت کا کھیل یہین تک دکھایا تھا کہ ڈراپ سین ہوا اور لوگ گذشتہ حالات پر آپس مین گفتگو کرنے لگے۔

پھر گھنٹی ہوئی اور پردہ اُٹھا۔ وزارت مصر کی کرسی پر ایک کنعانی نوجوان نظر

ایک عالمگیر قحط نے قومی ہمدردی کا مسئلہ یاد دلایا اور اُس نوجوان کا خاندان ارض کنعاں چھوڑکر مصر مین آباد ہوا۔ قدرت نے اس نسل کے باغ کی بہت اچھی باغبانی کی اور تھوڑے ہی زمانے مین بنی اسرائیل کی اس قدر کثرت ہوئی کہ مصر مین سما نہ سکے۔ اس سین کا پچھلا حصہ نہایت ہی درد انگیز تھا۔ فراعنہ کی حکومت بنی اسرائیل پر دست ستم دراز کر رہی تھی۔ قبطیون کا ظلم آنکھون کے سامنے پھر رہا تھا۔ بنی اسرائیل کے بچون کا ماؤن کی گود سے چھین چھین کر قتل ہونا۔ اُس کنعانی مبارک نسل کا غلامی کی حالت میں بسر کرنا۔ ایک ادنی شبہے پر بیقصور نوجوانان بنی اسرائیل کا زندگی سے دست بردار ہونا۔ وہ قبطیون کا غرور۔ وہ بنی اسرائیل کی بیعزتی۔ وہ اُنکے مردون کا بیگناہ تہِ تیغ ہونا۔ وہ اُنکی عورتون کا لونڈی بنایا جانا۔ یہ سب واقعات نہایت خوبصورتی سے دکھائے گئے۔ باوجود اس ظلم وستم کے فراعنہ کے جاہ وجلال اور دولت وحشم کے نمونے بھی اس سین مین نظر پڑتے تھے۔ اُنکے ملک کی رونق۔ اُنکے علم وفضل کی ترقی اُنکی صنعتین۔ دستکاریان اس پردے کے نقش ونگار سے ظاہر ہوتی تھین۔ بہت سے کتابے نظر آتے تھے جنپر گذشتہ واقعات لکھے تھے اور اُنکی تصویرین بنی تھین۔

یہ دہ کھنچا اور ملک شام کے میدان نظر آئے۔ بنی اسرائیل کا انبوہ کثیر نظر پڑا جو ادھر اُدھر ٹکراتا پھرتا تھا۔ عورتین ساتھ تھین اور کوہ وبیابان مین مارے مارے پھرتے تھے۔ یہ لوگ فراعنۂ مصر کا جاہ وجلال توڑکر بادیہ گرد ہوے تھے۔ اور آخر مین تمام ملک شام کے حکمران ہوگئے۔ افضال الٰہی کا تاج اُنکے سرون پر تھا اور تابوت سکینا اقبال کی طرح آگے چلتا تھا۔ انبیا پیدا ہوتے تھے اور پیوند زمین ہوجاتے تھے۔ عروج واقبال نے یہان تک ترقی کی کہ ہوا پر تصرف حاصل ہوگیا۔ اور دیو وپری تابع فرمان ہوے کتب آسمانی اور صحائفِ ربانی کا نزول ہوا۔ مذہبی تہذیب مین دنیا کے سرتاج قرار پائے۔ بیت المقدس کی بنیاد پڑی۔ اور شام کے شہرون میں تروتازگی کی جان پڑنا شروع ہوگئی۔ آخران لوگون کی رفتار مین فرق آگیا۔ فسق وفجور کا بازار گرم ہونا شروع ہوا۔ انبیا اپنی قوم کے ہاتھون سے قتل ہونے لگے۔ اور بنی اسرائیل کے خداترس زہاد نے قوم کا ساتھ دینے پر گوشہ نشینی کو ترجیح دی۔ یکایک عراق کے کوہون سے ایک لشکر عظیم آیا اور بنی اسرائیل کے باغ اقبال کو پامال کرنا شروع کیا۔ سرگروہ

بنی اسرائیل مارے گئے۔ بیت المقدس مسمار کر دیا گیا۔ اور شام کے شہر تباہ و برباد ہوے
انبیاے سلف کی بہادریان اور بنی اسرائیل کی گذشتہ ناموریان سب کو بخت نصر تاجدار
نینوا کی تلوار نے خاک مین ملا دیا۔ اور بنی اسرائیل کی آبروریزی اس دفعہ کچھ اُس سے
بھی زیادہ ہوئی جیسی کہ پہلے فراعنہ کے دَور مین ہوا کرتی تھی۔ انبیازادے پا بزنجیر
بُت پرستون کے دربار مین حاضر کیے گئے اور خاندان رسالت کی عصمت مآب لڑکیان
نا خداترس وحشیون کی لونڈیان بنین۔ آسمانی کتابین دنیا سے مفقود ہو گئین۔ یک
ویک ایک ایسی ہوا چلی کہ تخت نینوا کے ساتھ بابل و نینوا بھی روے زمین سے مفقود
ہو گئے اور بنی اسرائیل کو پھر آزادی نصیب ہوئی۔ اُنکا لٹا ہوا قافلہ شام کو روانہ
ہوا تھا کہ دوسرا سین شروع ہوا۔

بحیرۂ روم کے شمالی کنارے پر کچھ روشنی نظر آئی۔ خیال کی آنکھین شوق اور دلچسپی
کے ساتھ اُدھر متوجہ ہوئین۔ کیونکہ اُو مصر والون سے لگا تھا گر وہ سرزمین نہ تھی۔ منہ
اور شنوالے جا بجا بنے ہوے تھے۔ اور بڑے بڑے عقلمند اور سوادِ وطن پر جان قربان
کر دینے والے دیویون اور پجاریون کے آگے سر جھکاے نظر پڑے۔ آپس مین تلوار چل
رہی تھی۔ اور خانہ جنگیون کے بازار مین بیش قیمت جانین بہت سستی لگا دیگئی تھین
باہمی فساد نے محدود وسعت کے اندر دو جھنڈے بلند کرا دیے۔ ایک پر لکھا تھا "ایتھنز"
اور دوسرے پر "اسپارٹا" اتنے مین مشرق کی طرف سے بیشمار فوجین بڑی شان و شکوہ
سے آتی نظر پڑین۔ یہ لوگ گھبرائے مگر سب جان دینے پر آمادہ ہو گئے۔ ایرانیون
نے اگرچہ یونان کے سب شہر مسمار کر دیے مگر فتح کا ستارہ بہادران یونان ہی کی پیشانی
سے چمکا۔ چند مدت کے بعد ایک الٰہیات کا عالم سقراط نامی خداترسی کے جرم مین ماخوذ
اور یونانی کونسل کے حکم سے قتل کیا گیا۔ جسکے قتل ہوتے ہی شمال کی طرف سے ملک
نام کا ایک نوجوان آندھی کی طرح اُٹھا۔ ایتھنز اور اسپارٹا کے جھنڈے سرنگون کر
اولوالعزمی اور بہادری کے کھیل کھیلتا ہوا ایران پر پہونچا۔ وہان کے تخت و تاج تاراج
کرتا ہوا آگے بڑھا اور سواد ہند کی ہوا کھانے لگا۔ عالی حوصلگی کا جھنڈا سرزمین ہند
گاڑ کر پلٹا اور اطراف بابل مین پہونچکر خاک مین مل گیا۔ اسکندر اگرچہ خاص یونان
رہنے والا نہ تھا مگر اُسکی بہادری یونانی تلواری کا جوہر سمجھی گئی۔ سکندر کے اوج

یونان کو یک بیک اتنی بلندی پر پہونچا دیا کہ اسکا تحمل نہ ہو سکا۔ اور تھوڑے ہی زمانے مین رومی نشان ملیا میٹ ہوا اور یونان کی دولت و تہذیب کیسی کے ساتھ رومی تلوارون کے آگے کھو گئی۔

تیسرے سین کا پردہ گرا۔ اور اٹلی کا مہذب دیار دکھائی دیا۔ جنگی قانون ایجاد ہونا شروع ہوے۔ اور حکومت کی رونق روز افزون ترقی کرنے لگی۔ رومی طرز حکومت نے بالکل نئے اصول جاری کیے۔ جنکو زمانے نے بقاے دوام کے ستون پر لکھکے لگا دیا۔ مغربی دنیا نے انکے آگے سر اطاعت جھکایا۔ اور قیاصرہ کا شہرہ ناموری کے جھنڈے پہ لکھکر ساری دنیا مین پھرا دیا گیا۔ قیاصرہ کے اقبال نے دولت و تہذیب کا بہت کچھ سرمایہ جمع کیا۔ گالیا والے اگرچہ انکی روک تھام مین بہت ثابت قدم رہے مگر بقاے دوام کا تاج رومیون ہی کے سر پر تھا۔ اسقدر تماشے کے بعد ڈراپ سین ہوا۔

پھر پردہ اٹھا تو عرب کے صحرا اور ریگستان نظر آئے۔ سیکڑون کوس تک ریگ کے تودے اور کوہستان چلے گئے تھے۔ اونٹون کے قافلے ادھر ادھر درون سے نکل آتے تھے اور پہاڑون کی آڑ مین آجاتے تھے۔ جہان کہین کوئی پانی کا چشمہ تھا وہان آس پاس بھیڑیان چر رہی تھین اور آسمان پر ابر کے ٹکڑے منڈلاتے نظر آتے تھے۔ یہان صحرائی قوم مین ایک مذہبی مقنن اور الٰہیات کا سچا ہادی پیدا ہوا۔ اُسکے مونہہ سے نکلے بہت دلون پر اثر کر گئے۔ اور اُسکی زبان کا جوش صحرانشینان عرب کی سوکھی رگون مین خون کی طرح دوڑنے لگا۔ تھوڑی ہی دیر مین یہ صحرانشین اعلی علیین کی مجالس مین چن چن کر جمع ہوے۔ اور ابھی خدا ترسی کی شراب پی پی کر بڑھنا کیا سنی جس طرح سے ارغوانی کا رنگ گورے رخسارون سے پھوٹ نکلتا ہے سرزمین عرب سے چارون طرف اُبل پڑے ہاتھ تلوارون کے قبضون پر تھے اور دل خدا کے ہاتھ مین۔ ایران کی آگ بجھاتے اور مصر سے قبطیون کا نام مٹاتے آگے بڑھے۔ اور تھوڑے عرصے مین رومی جھنڈا سرنگون کرکے دنیا کی تمام گذشتہ تہذیبون پر حاکم ہو گئے۔ صحارائے افریقہ سے کھیلتے ہوے جبرالٹر پر جھنڈا گاڑ دیا۔ اگلی دنیا کے سارے غرور توڑ دیے اور کسریٰ کا چین خاک مین ملا کر عربی عمامے کو اوج آسمانی کے پہاڑ کی چوٹی پر رکھ دیا۔ عمرانیون کی زبان شہنشاہی زبان ہو گئی۔ قدیم عبرانی زبان جو عربی کی ماں تھی اُسنے بھی جگہ خالی کر دی اور مذہبی ترقی کی گود مین عربی کو بٹھا دیا۔ ادھر رومی اور قبطی زبان نے مصر سے

Marfat.com

سے تخت کے ساتھ دنیا بھی چھوڑ دی۔ اور حکومت کی کرسی پر بھی عربی زبان رونق افروز ہوئی۔ عرب کا اقبال گذشتہ کل قومون سے زیادہ چمکا۔ سمندر کی موجون کے ساتھ لہراتا ہوا چین پہونچا۔ افریقہ کے ریگستان لپٹتا ہوا یوروپ مین داخل ہوا۔ آتش زرد سی بجھاتا ہوا ترکستان پہونچا۔ اور وہان سے پہاڑون کے دامن ناچتا ہوا ہندوستان مین آیا۔ یہ بین اگلے سب سینون سے زیادہ نظر فریب تھا۔ نیچر کا حسن اسوقت کچھ ایسے عمدہ اور خوشنما زیورمین دکھایا گیا تھا کہ تعریف نہین ہوسکتی تھی۔ اصل یون ہے کہ بیوٹیز آف نیچر ان لوگون کے زمانے مین نئی اور نرالی وضعون سے دلربا بیان کر رہے تھے۔ یہی قوم باغ دنیا کے ہر چمن کی آبیاری کر رہی تھی۔ دنیا کو تھوڑا ہی اطمینان نصیب ہوا ہوگا کہ یکایک مشرق کی طرف سے فتنہ و فساد کی ایک گھنگھور گھٹا اٹھی۔ بجلی کی جگہ اس مین تلوارین اور لمبے لمبے برچھے چمک رہے تھے۔ آنکھون مین ادبار کی خاک پڑ گئی۔ دیر تک تل چکے جانے کے بعد کھلین تو عجب قیامت خیز سمان نظر پڑا۔ بہادران اسلام خون مین لتھڑے تھے اور خاک پر لوٹ رہے تھے۔ بغداد کا جھنڈا گر پڑا تھا عباسیہ کی نیکنام نسل ادھر ادھر بھٹکتی پھرتی تھی اور کہین پناہ نہین پاتی تھی۔ تخت سلطنت پر ایک ظالم گڈریا نظر آیا جسکی جاہلانہ بہادری سے گذشتہ تہذیب پر آب شمشیر کا سیلاب آگیا۔ علما قتل ہوے۔ مدارس ڈھا دیے گئے۔ اور طلبا آوارگان دشت وحشت کی طرح بھٹکتے پھرتے تھے۔ اس طوفان کا اثر دیر تک رہا۔ اور اسلامی دولت طوائف الملوکی کے ہاتھون لٹنے لگی۔ اس تاخت وتاراج نے کچھ ایسا سمان باندھ رکھا تھا کہ پردہ گر گیا اور لوگون کو معلوم بھی نہ ہوا۔

پھر پردہ اٹھا تو زمانے کا رنگ بالکل بدلا ہوا معلوم ہوا۔ نہ وہ سلطنتین تھین اور نہ وہ قتل وخون کے میدان تھے۔ نہ وہ ظالم ہی دکھائی دیے اور نہ وہ مظلوم ہی نظر آئے۔ نہ وہ علم تھے نہ وہ فن تھے۔ نہ وہ فلسفہ تھا نہ وہ حکمت تھی۔ نہ وہ وضع تھی اور نہ وہ لباس تھا۔ مغرب کا ستارہ اوج پر تھا اور نصرانیون کے سر پر نیلا ہی تھا۔ اطمینان کے ساتھ سلطنت ہو رہی تھی۔ اور امن کا شامیانہ سب کے سرون پر ہوا تھا۔ آزادی مین تو سب شریک تھے مگر فرق اتنا تھا کہ مغرب والون پر تر و تازگی حکمرانی کی رونق تھی اور غریب مشرقی دنیا والے کاشتکارون کے مویشیون کی طرح

Marfat.com

ولاغر تھے۔ آزادی تھی مگر مفلسی کے ساتھ۔ امن تھا مگر بھوکوں مرتے تھے۔ پڑھتے تھے لیکن فاقہ کرکرکے۔ ترقی کرتے تھے مگر مرمر کے۔ یہ حالت دیکھ دیکھ کے ناظرین آبدیدہ ہوگئے اسی مقام پر تماشا ختم ہوا۔ اور زمانے کے فنشی نے پردے سے نکل کر سب کی طرف خطاب کرکے کہا "حاضرین مجلس آپ کی رونق افروزی سے ہماری عزت ہوئی۔ آج کا تماشا ختم ہوا۔ آیندہ زمانے کا کوئی اور کھیل دکھایا جائیگا۔ امید کیجاتی ہے کہ آج کی طرح آیندہ بھی آپ تشریف لاکر ہمیں ممنون احسان بنائیں گے۔

باغ آرزو

آہا ہا! سامنے کیسے پھول کھلے ہوے ہیں؟ جو ان چمن کیسا خوبصورت نظر آتا ہے پتے ہیں کہ نظر اُدھر جاتے ہی فریفتہ ہوجاتی ہے؛ درختوں کا ہرا ہرا رنگ آنکھوں میں کھبا جاتا ہے! کس قیامت کی بہار ہے؟ اس نظر فریب منظر نے دل میں کچھ ایسا جوش پیدا کرکے اپنی طرف کھینچا کہ بجھی ہوئی طبیعت میں ایک ولولہ پیدا ہوگیا۔ حوصلے بڑھ گئے اور امیدوں نے پہلو میں گدگدا کر آگے بڑھا دیا۔ حسرت نصیب زندگی میں جن ہاتھوں کو شب و روز ملا کیے تھے وہ اس شوق سے پھیلے کہ دو ایک پھول توڑ لیں۔ مگر ناکامی ہوئی۔ دو قدم اور بڑھے۔ اب یقین تھا کہ پھول بالکل پاس ہی ہیں۔ مگر پھر اتفاق پڑا۔ اور آگے بڑھے مگر پھر بھی حسرت کے سوا کچھ ہاتھ نہ آیا۔ یونہی برابر بڑھ بڑھ کے ہاتھ مارتے چلے گئے اور ناکام ہوتے رہے۔ حوصلہ پست ہونے لگا اور ارادہ کیا کہ اس خیال خام سے باز آئیں۔ حسرت بھری نگاہ سے اُن تر و تازہ اور خوشنما پھولوں کو دیکھا جس سے ہاتھ اُٹھایا چاہتے تھے۔ لیکن اس مرتبہ وہ پھول اسقدر نزدیک اور ایسے شگفتہ معلوم ہوے کہ امیدیں از سر نو زندہ ہوگئیں اور حوصلوں نے گویا منھ لال لیا۔ دل خود بخود دھڑکنے لگا "اہو ہا اب تو یہ پھول بالکل پاس ہیں۔ تر و تازگی اب کچھ اور ترقی پر معلوم ہوتی ہے۔ اب تو اُنکے رنگ بھی پہلے سے زیادہ نظر فریب ہیں" تھکے ہوے پاؤں سے پھر کام لیا۔ مگر اب بھی معلوم ہوا کہ دھوکا ہوا تھا۔ ہمت ہار کے بیٹھ گئے اور کہنے لگے "ہائے کیا اچھے پھول تھے" اتنا کہکر دیکھا تو پھول اور زیادہ نزدیک معلوم ہوے۔ ہزار دشواری اُٹھے اور گرتے پڑتے چلے لیکن مایوسیوں نے اسدفعہ بھی ناکام ہی کیا۔

Marfat.com

باغ آرزو اسی کو کہتے ہیں - یہ تو کسی کو نہیں معلوم کہ دنیا میں ہے یا نہیں مگر اتنا جانتے ہیں کہ سب لوگوں کو پاس ہی نظر آتا ہے - دلبستگیاں ہیں کہ جلوہ گاہ حسن کی طرح لگا لگا کے آگے ہی بڑھائے لئے چلی جاتی ہیں - اور کچھ ایک ہی قسم کی نہیں ہر طرح کے لطف اور ہر مذاق کی دلچسپیاں ہیں -

دیکھو وہ عورت اپنا بیمار بچہ گود میں لیے کھڑی ہے - کیسی مایوس ہو ہو کے چاروں طرف دیکھتی ہے مگر کوئی دردمند نہیں نظر آتا - آنسو بھری ہوئی آنکھوں سے کارخانہ قدرت کے تماشے تو نے دیکھ رہی ہے - دنیا بھر کی خوشیاں اور شگفتہ دلیاں اُسے ضد دکھائی دیتی ہیں - ان سب چیزوں کو ایک نگاہِ حسرت آلود سے دیکھکر اُسنے ایک آہ سرد کھینچی اور آنکھیں جھکا لیں - ہجوم یاس سے گھبرائی ہوئی نگاہ کہیں ایک حال پر ٹھہر سکتی ہے؟ اُسنے پھر آنکھیں پھاڑ پھاڑ کے ادھر اُدھر دیکھنا شروع کیا - اتفاقاً باغ آرزو پر نظر جا پڑی - وہ دیکھتی ہے کہ اُس پُر فضا باغ کی کیاریوں پر ایک مسیحا نفس حکیم کھڑا ہوا ہے اور دلفریب اشاروں سے اُسے بلا رہا ہے کہ یہاں آ - میں تیرے بچے کا علاج کر دونگا - اور حکیموں کی تشخیص اور علاج کا حال تجربے سے معلوم ہوتا ہے مگر اِنکی صورت دیکھتے ہی تسکین ہوئی جاتی ہے - غریب عورت اپنے لڑکے کو لیے ہوے خوشی خوشی اُدھر کو چلی - کامیابی کے شوق میں خدا جانے کس قدر آگے بڑھ گئی لیکن نگاہ اُٹھا کے دیکھا تو اُسی قدر فاصلہ نظر آیا جس قدر پہلے تھا - عجب حسرت کی آواز سے پکار کر کہنے لگی "حکیم صاحب! کیا میری قسمت میں نہیں لکھا ہے کہ آپ تک پہونچوں"؟ اُس طرف سے جواب ملا "گھبرانا نہیں - اب پہونچا ہی چاہتی ہو" - عورت اور آگے بڑھی - آرزوؤں کے جذبات پھر بہت دور تک بڑھا لیگئے - دیکھا تو اب بھی حکیم صاحب اُسی قدر فاصلے پر ہیں - اب عورت کے پاؤں میں بھی طاقت نہیں رہی اور پاؤں من من بھر کے ہوگئے - اس بےنصیبی پر وہ پھوٹ کے رونے لگی - ماتا کا جوش - اس حالت پر بھی اُسنے ہمت نہیں ہاری - وہ روتی ہوئی چلی - اب وہ غور کر کے یہ بھی دیکھتی جاتی ہے کہ کہیں حکیم صاحب تو پیچھے نہیں ہٹتے جاتے - ایک ہچکی کی آواز اُسکے کان میں آئی - سہم کر اُسنے اپنی گود کی طرف دیکھا - لڑکے کی حالت غیر تھی اور وہ دم توڑ رہا تھا - گھبرا کے بیٹھ گئی - مایوسی کی صورت سے حکیم صاحب کی طرف

کہ ہائے اس لڑکے کو میں وہاں تک نہیں پہونچا سکتی - اس طرف سے حکیم صاحب نے پکار کے کہا "بیٹھ کیوں گئی؟ میں پاس ہی تو ہوں - آ میرے پاس چلی آ - میرے پاس سب طرح کی دوائیں ہیں - اگر تو مانگے تو موت کی بھی دوا دے سکتا ہوں" وہ رو کے کہنے لگی "سب کچھ ہے مگر کیا کروں کہ آپ تک میں پہونچ ہی نہیں سکتی" - اتنے میں بچے کا دم نکل گیا - نا امیدی کے ہجوم میں معلوم تو کچھ نہ ہوا مگر وہ عورت اس مصیبت میں جس قدر آگے بڑھی تھی خدا جانے کس نے اوس سے بھی زیادہ پیچھے پھینک دیا -

باغ آرزو اور ہمارے بیچ میں جو ایک مختصر سا میدان نظر آتا ہے وہ ظاہر میں تو بہت چھوٹا اور بالکل صاف ہے مگر اصل میں بڑا لمبا چوڑا اور نہایت زیادہ پیچیدہ ہے اُسکے اُلجھاؤ کچھ اُنھیں لوگوں کو خوب معلوم ہیں جنھوں نے اُسکا سفر کر کے اپنی قسمت آزمائی کی ہے - ہماری زندگی کا دامن میدان آرزو کے دامن سے بندھا ہوا ہے - زندگی کی دشواریاں اور عرصہ ہستی کی دقتیں ہرگز اس قابل نہیں کہ انسان اُنکو جھیل سکتا مگر آرزو کی وہ پیاری صورتیں جو سامنے باغ آرزو میں نظر آیا کرتی ہیں اُنسے کچھ ایسی دلبستگی پیدا ہو جاتی ہے کہ یہ دشوار گذار منزلیں عجب دلبستگی کے ساتھ ایک نرالی دُھن اور محویت میں گذر جاتی ہیں - زندگی کے اس مختصر حصے کی دشواریاں ہی ایسی ہیں کہ انکو یاد کر کے رونے کے لیے بھی مدتیں چاہیے - دنیا میں ہمیں اچھی طرح اُنکے یاد کرنے کی نوبت تو آتی ہی نہیں - جھیلنا کیسا؟ یہ باغ آرزو ہی کی دلفریبیاں ہیں کہ گذشتہ رنج والم ہمیں یاد کرنے سے بھی یاد نہیں آتے - اے ہمسفران ہستی! دیکھو باغ آرزو کی بہار زندگی کے نشیب و فراز میں ہمیں کس طرح اپنی طرف متوجہ رکھتی ہے - بہت کم ایسے ہونگے جنھیں باغ آرزو کی دلفریبیاں یاد ہوں - اسی لیے ہم یاد دلاتے ہیں -

کنج عدم کی بے تعلقی اور بے غرضی نے ایسی سادگی اور بھولاپن پیدا کر دیا تھا کہ نہ کوئی آرزو تھی نہ کسی کا ارمان تھا - اُسی بے غرضی کی حالت میں خدا جانے کیا سبب ہوا کہ نہ رہا گیا اور عرصہ ہستی کو روانہ ہوئے - اوس وقت تک ہمیں تو کسی کی آرزو نہ تھی مگر ہم البتہ اوروں کے ارمان بنکر آئے تھے - غالباً اوروں کے جذبات اور دیوتاؤں کی کشش ہی نے ہمیں اس فکرمندی کے مقام میں کھینچ بلایا - یہ ایسا مقام تھا کہ یہاں کی کوئی چیز ہمارے مزاج کے مناسب نہ تھی - نہ آب و ہوا موافق تھی اور نہ یہاں کے

Marfat.com

اخلاق و عادات سے ہم مانوس تھے۔ دل بے آرزو کو وہ بےفکری کی حالت بہت ہی پسند تھی مگر یہ پہلا موقع تھا کہ ہمارے دل مین کچھ تمنائین پیدا ہوئین۔ ہائے مرتے دم تک اُس بےفکری کے زمانے کو یاد کر کرکے رویا کرتے ہین۔ وہ اگلے بچے سرور و اطمینان کی حالت جو کنج عدم مین نصیب تھی وہان تک تو ہمارے خیال کی نظر بھی نہین جاتی ہان بچپن کے دنون کو ایک حسرت کے ساتھ یاد کر کرکے رو لیا کرتے ہین۔ جب ہم مین فکر کرنے کی صلاحیت آچلی تھی۔ بچے تو تھے ہی۔ امید ایک دلفریب مربی کی صورت مین نظر آئی اور انگلی پکڑ کے اُن چیزون کی سیر کرانے لگی جنکی تمنا مین ہمین جان دینا تھی۔ عمر کے میدان مین جوجو آگے بڑھتے گئے وہ وہ آرزوئین پختگی کے ساتھ دل مین جگہ پکڑتی گئین۔ جوانی کا زمانہ آیا اور دل مین جنون انگیز جذبات ہجوم کرنے لگے۔ اِن دنون ہوش و تمکین تھامکر اتنا کہین گے کہ چونکہ حوصلے بڑھے ہوئے تھے اور پاؤن مین نیا نیا جوش اور پورا شوق بھرا ہوا تھا۔ لہذا باغ آرزو مین جو کوئی نظر آجاتا اگر ہم سے بھاگتا تو ہم بھی رگیدڈالتے تھے۔ باغ اُمید اُسوقت کچھ ایسی بہار پر معلوم ہوا کہ دل آرزو پسند گھبرا اُٹھا۔ جو چیز نظر پڑتی دلفریب تھی۔ جو پھول دکھائی دیا نظر فریب تھا۔ جس صورت کی طرف نگاہ گئی ہوش باختہ ایک دل کدھر کدھر متوجہ ہوتا اور کس کس کا آرزومند بنتا۔ اِس پھول کی خوبیون کو دیکھ رہے تھے کہ دوسرا نظر پڑا۔ اسکی خوشنمائی کو بھی جی بھر کے دیکھ بھی نہین چکے تھے کہ تیسرے پر نظر جا پڑی۔ اور اس شوق سے کہ گئی تو وہین کی ہو رہی۔ ہائے افسوس بوالہوسی باغ آرزو کی مصنوعی بہار دکھا دکھا کے یونہی بڑھاتی لیے چلی گئی اور ہم اس میدان ہوس مین چلتے چلتے ایسے تھکے کہ سارے حوصلے پست ہو گئے۔ تھوڑی ہی دیر سیر کرنے پائے ہونگے کہ طاقت نے جواب دیا اور بڑھاپا نامرادیون کی بھیانک تصویرون کا البم ہاتھ مین لیے آموجود ہوا۔ یہ عجیب وقت تھا کہ کبھی تو باغ آرزو کے سدابہار پھول نظر ملجاتے تھی اور مردہ امیدین جی اُٹھتی تھین اور کبھی وہ مایوسیان نگاہ کے سامنے ہو جاتی تھین جنکی تصویرین بڑھاپا اپنے البم مین دکھا رہا تھا۔ زندگی اور موت کی کشاکش مین پڑ گئے۔ حیات اپنی طرف کھینچتی تھی اور موت اپنی طرف۔

اے ہمسفران ہستی۔ تم سے سچ کہتے ہین کہ باغ آرزو ہے تو مزے کی چیز مگر جو فقط اسکے پیچھے پڑا رہا وہ ایسا خراب ہوا کہ کہین کا نہ رہا۔ یہ ایک بھول بھلیان ہے کہ جسنے

اندر قدم رکھا اور پلٹنا دشوار ہو گیا - اس باغ مین تم جہان تک بڑھتے چلے جاؤ گے تمہین بڑھاتا لیے چلا جائیگا۔ اسکے پھولون مین یہ قیامت کا جادو بھرا ہے کہ جبتک درختون مین لگے ہین اُسی وقت تک لطف دکھاتے ہین۔ ادھر تمنے کوئی پھول توڑا دگو تھارا ہاتھ ہی وہان تک مشکل سے پہونچیگا، اور وہ لطف تشریف لیگیا۔ یہ خوشنما بیان اُسی وقت تک ہین جب تک تم دُور سے دیکھ رہے ہو۔ دلدادگان یار سے پوچھو کہ اپنی آرزومندی کے زمانے مین اُنھون نے جن جن لطفون کا تخمینہ کر رکھا تھا اُن مین سے کتنے ہین جو وصال مین حاصل ہوے۔ اُن طالب علمون سے دریافت کرو جنھون نے تحصیل علم کے زمانے مین زندگی کی کچھ قدر نہ کی تھی کہ جن ہوسون نے اُن سے یہ محنت و مشقت کرائی تھی اُن مین سے کتنی ہین جو اب یونیورسٹی کے بڑے بڑے سرٹیفکٹ مل چکنے کے بعد اُنھین حاصل ہوئین؟ اے تم جہان تک غور کروگے یہی معلوم ہوگا کہ آرزو محض ایک دل مین رہنے والی چیز ہے۔ یہ دل سے کبھی نہ نکلیگی - اور جو نکلے وہ آرزو نہین - آرزو اسی کا نام ہے کہ

بیٹھے رہین تصورِ جانان کیے ہوے

تو جو کچھ کرنا ہے اور اس سے کچھ فائدہ اُٹھانا ہے تو باغ آرزو مین زیادہ بڑھتے نہ چلے جہان ہو وہین رہو۔ سامنے کی دلفریبون کو وہین سے دیکھو۔ اُنکے پاس جانے کا قصد نہ کرو - جو تمہین کرنا ہے وہ کرو۔ جس غرض کے پورا کرنے کیلیے دنیا مین آئے ہو اُسکی تکمیل کی فکر کرو۔ ہان جس طرح دنیا کے اور باغون مین تفریح کے لیے نکل جاتے ہو اسی طرح اس باغ کی بھی دو گھڑی سیر کر لیا کرو۔ یہ نہیں کہ اسی کے ہو رہو۔ اس خام خیالی مین پڑو گے تو یون ہی بیکار زندگی گذراتے گذراتے ایک دن ایسا اضطراب ہوگا کہ پاؤن کے نیچے سے زمین نکل جائیگی اور تم بڑی افسردگی اور بے بسی کے ساتھ قبر مین سلا دیے جاؤ گے۔

سوادِ وطن

غدر کی تباہی مین لکھنؤ کی جو حالت ہو گئی تھی وہ اس مضمون مین عجب موثر و دلگداز الفاظ مین دکھائی ہے۔

شام ہونے کو ابھی تھوڑی دیر باقی ہے۔ آفتاب مغربی کنارے پر بہت لٹک آیا ہے۔ دھوپ زرد پڑتی جاتی ہے۔ اور موسم گرما کی تپش کم ہو جانے سے کچھ کچھ خنکی پیدا ہو چلی ہے

جس مقام کا ہم حال بیان کر رہے ہیں وہ ایک وسیع اور کشادہ زمین ہے۔ مغرب کی طرف دور تک ایک میدان پھیلا چلا گیا ہے۔ جسکا خاتمہ اُسی مقام پر نظر آتا ہے جہاں آخر وقت کا زردی مائل آفتاب جلوہ افگن ہے۔ مد نظر کی انتہا اُس مقام پر ہے جہاں آفتاب سے نیچے ہٹ کر کچھ دھواں سا زمین اور آسمان کو جدا کر رہا ہے۔ گھنے اور آپس میں ملے ہوے درخت اور چند اونچے اونچے مینار اس دھوئیں میں سے مٹے مٹے معلوم ہوتے ہیں۔ میناروں کے درمیان میں بلند پرواز طیور ادھر اُدھر اُڑتے پھرتے ہیں کبوتروں کے بڑے بڑے غول ایک چھوٹے محدود دور میں چکر لگاتے نظر آتے ہیں اور کہیں کہیں کوئی کنکوا اُس ہاتھ کو یاد دلا رہا ہے جو ٹھمکیاں دے رہا ہوگا۔

پورب طرف سے ایک مسافر آ رہا ہے۔ سفر نے پریشان حالی کا بے رونق روپ اُسکے چہرے پر پھیر دیا ہے۔ اور اُسپر گرد جمی ہے۔ پاؤں تھک تھک کے من من بھر کے ہوگئے ہیں۔ سسکیاں بھر بھر کے لنگڑانے سے معلوم ہوتا ہے کہ زخمی بھی ہیں۔ مسافر سید[illegible] اور راستے کو اس طرح حیرت سے دیکھ رہا ہے کہ گویا اُس زمانے کے دیکھتے جیسے اس مقام کو دیکھا تھا اب بہت فرق ہے۔ اُسکی نظر میدان کے نشیب و فراز میں ٹھوکریں کھاتی اُس سیاہی تک پہونچی جو گھنے گھنے درختوں کو ڈھانکے ہوے تھی۔ وہ دو چار مینار جو درختوں کے اندر سے گردن نکالے اپنے بانیوں کو حسرت نصیبی کی نگاہ سے ڈھونڈ رہے تھے اس مسافر کی نظر میں کھب گئے۔ اُسنے بڑی خوشی سے ان میناروں کو دیکھا نہایت جوش کے عالم میں کسی کسان سے پوچھنے لگا "سامنے کون بستی نظر آ رہی ہے" جواب ملا "لکھنؤ" اس جواب نے خدا جانے کیا اثر کیا کہ ہارا تھکا ماندہ مسافر ایک آہ کھینچکے زمین پر بیٹھ گیا۔ اور اس قدر دل بھر آیا کہ آنسو جاری ہوگئے۔

مسافر سامنے کی طرف رخ کیے بیٹھا تھا اور ایک جوش کے عالم میں چپکے چپکے کہتا جاتا تھا "لکھنؤ! ہاے لکھنؤ!! وہ شہر جسکی زمین پر لوٹ لوٹ کے میں بڑا ہوا! خاک جسکا ایک حصہ میرے بدن کی طیاری میں صرف ہوا! وہ فضا جسکو میں نے پہلے دنیا میں آنکھ کھولتے ہی دیکھا تھا یا وہ آسمان جسکا شامیانہ بچپن میں مجھپر کھنچا تھا! وہ آب و ہوا جو سب جگہوں سے زیادہ میری طبیعت کے مناسب ہے! وہ خاک جسپر گر گر کے میرے ہاتھ پاؤں میں طاقت آئی!" اسکے بعد وہ اُس دور کی سیاہی کو

دیکھ کے کہنے لگا "اے سیاہی تیری نقاب مین کتنا پیارا اور خوبصورت چہرہ چھپا ہوا ہے!
اگرچہ تیس برس ہوے مجھے زیارت نہین نصیب ہوئی مگر اُسکی محبت میرے دل سے نہین نکل
سکتی۔ خدا ہی نے اس خوشنما صورت پر عاشق بنا کے مجھے دنیا مین بھیجا تھا۔ اے سیاہی
تجھی کو لوگ سواد وطن کہتے ہین۔ حسینون کی زلفین جس طرح پیارے چہرون پر بکھری رہتی
ہین اُسی طرح تو ہمارے وطن کی سرزمین کو ڈھانکے ہوے ہے۔ تیری کشش اور تیرا جذب
...ہدی رخون کی دلربا اداؤن سے بھی کچھ بڑھا ہوا ہے۔ تجھکے اندر غربت زدہ اسی لیے
لیٹتے ہی سو جاتے ہین کہ شام غریبان کی تیرگی تیرے سانولے پن کو یاد دلا دلا کے اُنکا دل
بہلا دیا کرتی ہے۔ اے وہ پیاری عمارتو جو اس سیاہی مین کہین کہین نظر آ رہی ہو تمکو خدا
جانے مین نے کہان کہان یاد کیا ہے۔ ریگستان کی بالو پر لیٹ لیٹ کر مین تمہاری ہی
خیالی صورت سے دل بہلایا کرتا تھا۔ خارستانی صحراؤن کے کانٹے تلوؤن سے نکالتے
وقت تمہین مجھے یاد آیا کرتی تھین۔ بنگالے کے طوفان۔ پنجاب کے جاڑے۔ جنوب کی
ہوائین تمہارے زیر سایہ رہنے کی اطمینانی حالت کبھی بھولنے نہیں دیتی تھین۔ اے سواد
وطن تیرا سانولاپن کیسا بھلا اور کتنا پیارا معلوم ہوتا ہے۔ ہاے مین نے تجھے کتنی مدت
کے بعد دیکھا ہے۔

اسے سیاہی کے نیچے آباد ہونیوالے ہموطنو۔ یہ غریب الوطن تیس برس بچھڑ کر تمسے
ملا ہے۔ مین کیسا خوش نصیب ہون کہ بچپن کے دوستون کی زیارت کرونگا۔ وطن کے
دلفریب سبزہ زارون اور خوشنما پھولون کو دیکھونگا۔ پڑوس کے مکان اور گھر کی اس پاس
والی دیوارین نظر آئینگی۔ اہل خاندان کو اپنی صورت دکھا کے خوش کرونگا۔"

مسافر کے ہاتھ پاؤن مین ایک قوت پیدا ہو گئی۔ ہمت بڑھ گئی۔ امیدین اُسکے
آگے ہو لین اور گرد آلود چہرے پر رونق آ گئی۔ الغرض آرزوؤن کا خیالی پلاؤ پکاتا ہوا
چلا۔ دل مین کہتا جاتا تھا "ہاے لکھنؤ تیری زیارت مشکلون سے نصیب ہوئی ہے۔ اے
منحوس زمانہ غدر تیرے ہاتھون مجھے سالہا سال آوارہ گرد اور جلاوطن رہنا پڑا۔ ہاے
میرے پیارے معشوقو مین تم سے مدتون جدا رہا۔ میرے بچے خدا جانے کس حال مین ہونگے؟
میری خورد سال بی بی نے یہ تنہائی کا زمانہ معلوم کیونکر بسر کیا ہوگا؟ مین نہین جانتا
کس نے اُنکی خبرگیری کی ہوگی؟ جن بچون کے سر پر کوئی خبرگیران نہ ہوا ہو اُنکے سنبھلنے کی

کیا امید ہو سکتی ہے؟ اس بیکسی کی حالت مین بی بی نے خدا جانے کیونکر زندگی بسر کی ہوگی! مسافر جسے امید طرح طرح کی باتین یاد دلاتی ہوئی کھینچے لیے جاتی تھی میدان طے کر کے اُن بڑے بڑے درختون مین داخل ہوا جو دور سے گھنے معلوم ہوتے تھے۔ ہر ہر پتے اور ہر پھول کو وہ عجب شوق کی نگاہ سے دیکھ رہا تھا۔ آخر آبادی مین داخل ہوا۔ اور آبادی کی حالت دیکھ دیکھ کر اُسکے دل مین چوٹ لگنا شروع ہوئی۔ ایک کھنڈر دیکھکر آہِ سرد کھینچی اور کہنے لگا "ہاے یہ تو میرے اُن دوست کا مکان ہے جنکے ملنے کو مین ہفتے مین ایکبار گیا کرتا تھا۔ ایسا تباہ ہو گیا۔ یہ پختہ عمارت اور اتنی جلد گر گئی! خدا جانے وہ کہان ہین؟ معلوم ہوتا ہے میری طرح وہ بھی خانمان برباد ہو گئے۔ دیکھون اپنے گھر کو مین کس حالت مین پاتا ہون؟ یہان تو جو مکان نظر آتا ہے کھنڈر پڑا ہے۔ جدھر نظر اُٹھاؤ ادبار کا پھاوڑا چل گیا۔ ہاے میری قسمت مین تھا کہ لکھنؤ کو اس تباہ حالت مین دیکھونگا؟ ہاے پیارے لکھنؤ تو کتنا خوبصورت اور آباد شہر تھا اور اب کیسا تباہ و برباد نظر آتا ہے؟ کیا شہر کے بیچ مین بھی یہی کیفیت نظر آئیگی؟" ہمارا غریب الوطن مسافر یہ کہتا ہوا آگے بڑھا مگر شکستہ حال مکانات اور کھدی ہوئی عمارتون کے کھنڈر ساعت بساعت اُسکے غم کو ترقی دیتے جاتے تھے۔ غرض ٹھنڈی ٹھنڈی سانسین لیتا اور آہین کھینچتا شہر کے بیچ مین داخل ہوا۔ بڑی بڑی چوڑی اور کشادہ سڑکین دیکھ کر پہلے تو وہ حیرت مین آگیا کہ ایسی چوڑی سڑکین یہان کیونکر بن گئین مگر جب غور سے دیکھا اور معلوم ہوا کہ ہزارہا عالیشان عمارتین ان سڑکون مین آگئین تو بے اختیار اُسکے آنسو بھر آئے۔ "ہاے وہ کدال جو اِن مکانون پر چلی اُس سے کتنے دلون مین زخم پڑ گئے ہونگے؟" ایک مقام پر ٹھہر کر "افسوس یہ کیسا عظیم الشان مکان تھا؟ خدائی نظر آتی تھی۔ آج جہان کتے لوٹ رہے ہین! کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ جن لوگون کے یہ مکانات تھے وہ کہان چلے گئے؟ انکی تباہی کو اُنھون نے کس نگاہ سے دیکھا ہوگا؟ ہاے کیونکر دیکھا گیا ہوگا؟ انسان دنیا مین کیسے ان موقعون پر ضبط کر جاتا ہے؟ واقعی یہ اُنھین لوگون کا کام تھا کہ اپنی ایسی ایسی عمارتون کو مسمار ہوتے دیکھا اور کلیجا نہ پھٹ گیا۔" اسی خیال مین چلا جاتا تھا کہ ناگہان چونک کر کہنے لگا "مین کہان چلا جاتا ہون؟ کچھ پتہ نہین لگتا کہ یہ کون مقام ہے؟ افسوس لکھنؤ کو مین نے ایسی تباہ حالت مین پایا کہ اُسکی گلیان جو میری آنکھون مین پھر اک

Marfat.com

ہیں اب اُنسے بالکل نابلد ہوں۔ یہ تو کچھ صورت ہی بدل گئی۔ کوئی اور شہر تو نہیں ہے؟ خدا جانے کہاں کہاں چکر کھاتا ہوا اُس میدان میں جا کے نکلا جو آصف الدولہ بہادر کے امام باڑے کے سامنے واقع ہے۔ یہ حسرت انگیز میں اُسکے بیتاب کردینے کیلیے کافی تھا پہلے تو ایک حیرت کے عالم میں رہ گیا اور بعد وہ اگلی عمارتیں جو یاد آئیں تو بے اختیار پھوٹ پھوٹ کے رونے لگا۔ ہر ہر پتھر کو عجب بیتابی سے دیکھتا تھا اور اس طرح دل ہاتھوں سے تھام کر ضبط کرتا تھا کہ گویا اُسی پتھر کو اُٹھا کے کلیجے پر رکھ لیتا ہے۔" ہائے اس میدان میں کس کس کی آرزوئیں خاک میں لوٹ رہی ہونگی؟ کتنے حسرت نصیب مایوس ہو ہو کر خانمان برباد ہوگئے ہونگے؟ اے سواد وطن مجھے یہ نہیں معلوم تھا کہ تیرے سیاہ دامن میں ایسی حسرتوں کا سامان جمع ہے۔ تونے بڑا دھوکا دیا۔ تیری ہی دلفریب صورت مجھے اِس بدنصیبی کے مقام پر کھینچ لائی۔ میرے حق میں تو وہ وحشت نوردی ہی اچھی تھی۔ میں وطن کو اِس حالت میں ہرگز نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔" یہ دردمند مسافر روتا ہوا اور طرف مُڑا۔ لیکن اب ہر طرف سے مایوسی ہی کے نمونے دکھا رہا تھا۔ دل میں اس بات کا اندیشہ پیدا ہوا کہ میرا گھر بھی تباہی کی نذر ہو گیا ہوگا۔ "دیکھوں اُسکا کچھ نشان بھی معلوم ہوتا ہے کہ نہیں؟ ننھے ننھے بچوں کی پرورش ایک دُکھیا بے وارث عورت سے کیونکر ہوسکی ہوگی؟ لڑکیاں اگر جیتی ہیں تو جوان بلکہ صاحب اولاد ہونگی۔ بڑا لڑکا خدا جانے کس مشغلے میں ہوگا؟ چھوٹا بھی بیس چوبیس برس سے کیا کم ہوگا؟ خدا جانے اُنکی کیونکر گذرتی ہوگی؟ غرض ادھر اُدھر بھٹکتا ہوا اور راہگیروں سے پتہ پوچھتا ہوا گھر کے پاس پہونچا۔ پڑوس میں ایک دوست رہتے تھے۔ محلے والوں میں سب کے پہلے اُنکی صورت نظر آئی۔ چہرہ افسردہ۔ طبیعت بجھی ہوئی۔ بشرے پر آثار ملال۔ سر سے پاؤں تک شکستہ حال۔ کھڑے اپنا مکان کھدوا رہے تھے۔ مسافر نے غور سے دیکھ کر پہچانا اور جا کے بغلگیر ہوا دونوں نہایت خلوص سے ملے۔ ہمارا نو وارد دوست نہایت افسوس کے ساتھ کہنے لگا "اس مکان کے کھدنے کا مجھے بڑا قلق ہے۔ افسوس سارا لکھنؤ کھدا پڑا ہے۔" جواب ملا "جی ہاں۔ یہ تو روز ہی رہا کرتا ہے۔" اتنا کہا، مزدوروں کی طرف دیکھ کے کہا "جلدی کھودو۔ بیٹھے کیا کرتے ہو؟" مسافر دل ہی دل میں بیتاب ہو گیا کہ "ہائے ان لوگوں کو اب تباہی سے ایسا اُنس ہو گیا ہے کہ اُسے ایک معمولی امر تصور کرتے ہیں۔ اسکے

Marfat.com

یہ کیسا متمول شخص تھا؟ اور کس شوق اور ارمان سے یہ مکان بنوایا تھا؟ اور وہ کیسے آج کس اطمینان سے اُسکو کھڑا کھدوا رہا ہے!" مسافر اُنسے رخصت ہوکر اپنے دروازے پر گیا۔ نشیمن کسی مدقوق کی ہڈیون کی طرح چار چار اُنگل اُبھری ہوئی تھین لونی آدھی آدھی دیوارون کا فیصلہ کر چکی تھی۔ پکارا تو ایک صاحب باہر نکلے۔ صاحب سلامت کے بعد مسافر نے اپنا نام و نشان بتایا تو وہ نہایت ادب سے بغلگیر ہوے۔ جس سے معلوم ہوا کہ صاحبزادے تھے۔ بڑی خوشی کے ساتھ باپ کو گھر مین لیگئے اور سب سے پکار کے کہا "ابا جان تشریف لائے ہین"۔ مسافر کی ضعیفہ بی بی دوڑی آئی اور شوہر کی صورت دیکھتے ہی خوشی کے آنسو آنکھون مین بھر لائی۔ کنبے بھر نے آکے گھیر لیا۔ ایک بیٹی سسرال مین تھی اُسکو تو ڈولی گئی دوسری آتے ہی باپ کے پنکھا جھلنے لگی۔ بہوین اگرچہ پرانی ہو چکی تھین مگر سسرے کے سامنے شرماتی ہوئی آئین اور ادب سے بیٹھ گئین۔ مسافر کو خاندان کی جانب سے اطمینان ہو گیا مگر مکان کو جہان سے دیکھا وہین سے شکست ہو رہا تھا۔ سبب دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ دونون لڑکے بے روزگار بیٹھے ہین۔ یون ہی تنگی سے گذرتی ہے مکان کیا بنوائین۔ چھوٹے نے ضرورتِ زمانہ کا لحاظ کرکے انگریزی بھی عمدہ طور پر حاصل کی بی۔ اے پاس ہے مگر چونکہ کوئی سفارش کرنیوالا نہین اسلیے کوئی صورت نہین نکلتی۔ بڑے کو نوکری کی تلاش مین یہان تک ناکامی ہوئی کہ بیچارہ مایوس ہوکر بیٹھ رہا۔ ساری املاک بک چکی۔ ایک رہنے کا مکان رہ گیا ہے۔ دیکھیے کب تک ساتھ دیتا ہے۔

سوادِ وطن کے دھوکے مین پھنس جانیوالا مسافر آبدیدہ ہوگیا۔ خاندان کے لوگون کی جو جماعت اُسکے گرد بیٹھی تھی اُسکو دیکھ دیکھ کر اپنا غم غلط کرنا چاہتا تھا مگر کسی طرح تسلی نہ ہوتی تھی۔ اُسکے دل پر تباہیِ وطن کا صدمہ زیادہ اثر کرتا گیا۔ یہان تک کہ ضبط نہ ہوسکا اور چلا کے کہہ اُٹھا "اے تم لوگون سے مین اپنی ذرا بھی تسکین نہین کر سکتا مجھے وطن کا صدمہ کبھی نہ بھولے گا۔ الٰہی مین اُس شہر کو ایسا تباہ ہرگز نہین دیکھ سکتا جسکو سب سے زیادہ آباد چھوڑ کے گیا تھا۔ اے وطن۔ مجھے کیا معلوم تھا کہ تو اس حالت مین ہے۔ تجھ کو تو مین نے بڑی بڑی مصیبتون مین یاد رکھا تھا۔ تیرے خیال سے مین نے دنیا کے بڑے بڑے شہرون کو اپنی نظر مین ہیچ سمجھا۔ اے اہلِ وطن تم سے نہین بنین

Marfat.com

ہماری دنیا سے رخصت"۔ یہ کہکے زمین پر گر پڑا۔ اور نہایت ضعیف آواز میں یہ الفاظ اُسکی زبان سے سُنے گئے " اے سوادِ وطن تو نے بڑا دھوکا دیا۔ یہ دھوکا قیامت تک یاد رہیگا" اور دم نکل گیا۔

اے مصیبت زدگانِ وطن کاش تمھین معلوم ہوتا کہ وطن کیسی قیمتی چیز ہے۔ اور اُسکی حمایت مین تمھین کیا کچھ کرنا چاہیے۔ سچ کہا ہے ؎

حب الوطن از ملکِ سلیمان خوشتر   خارِ وطن از سنبل و ریحان خوشتر
یوسف کہ بمصر پادشاہی میکرد   می گفت گدا بودنِ کنعان خوشتر

شامِ غربت

ایک حرمان نصیب مسافر کو صحرا نوردی اور بادیہ پیمائی کرتے کرتے اچانک ایک پُر فضا مقام مین کسی پہاڑ کے نیچے پہونچکر شام ہو گئی۔ وہ گھبرا کر آنکھ اُٹھا کے جو دیکھتا ہے تو معلوم ہوا کہ آفتاب کی زرد زرد کرنون کا سنہرا پن جو درختون کے ہرے ہرے پتون پر طلائی بیل بوٹے دکھلا رہا تھا اُسکا بھی اب آخری وقت ہے۔ سبزہ زار کی اور شگفتہ سبزی پر سیاہی کچھ ایسی غالب آگئی ہے کہ اب اُسے کاہی کہنا چاہیے۔ لق و دق میدان جو دامن اُمید کی طرح وسیع تھا اُس مین دُور تک جاتے ہوئے نگاہ بھی آہِ نارسا کے مانند ٹھوکرین کھاتی ہے۔ تمام صحرا میں کسی خستہ جگر کے سینہ سوزان کا مثل دھوان بھرا ہوا ہے۔ وہ وقت قریب آیا جاتا ہے جس مین مسافرون کو قدم قدم پر ٹھوکرین کھانا پڑینگی۔ راستہ بھلا دینے والون کی بدلی ہوا چاہتی ہے سراب کی چادر اوڑھ کر لیٹ رہنے کو ہے۔ غول بیابان کی باری آئی۔

وہ دشت پیما اس حالت کو دیکھ کر ذرا ٹھہر گیا۔ اُسکا جوش جنون اُسے اجازت نہین دیتا تھا کہ دم بھر کیلیے بھی چین لے۔ گو پاؤن رہے جاتے تھے مگر دل نہین ٹھہرتا تھا۔ آخر الامر ہزار پس و پیش کے بعد وہ گھٹنون پر ہاتھ رکھکر سسکیان بھرکے بیٹھ گیا اور تلوون سے کانٹے نکالنے لگا۔ اس سے فراغت کرکے چہرے کی گرد جھاڑ پونچھ کر وہ اپنے دلی ولولون کو عجب یاس اور درد کے لہجے مین ظاہر کر رہا ہے۔

شب ہجران کے تڑپنے والو! شب وصال کے مزے لوٹنے والو!

Marfat.com

مین اسوقت ہم اُس یاس نصیب کو دیکھ رہے ہین - اُسکی حسرت صورت ہماری
آنکھون کے آگے ہے اور اُسکی پُر درد آوازین ہمارے کانون مین بھری ہوئی ہین
اگر تم مین کچھ سننے کی طاقت ہو تو بولو - اگر صبر کر سکتے ہو تو کہو - اتنا ہم بھی کہین گے
کہ اسکا سننا ذرا مشکل ہے - اسکا خیال گذرتے ہی تاب لانا انسان کا کام نہین
اے غم کدۂ دنیا مین پہلے پہل قدم رکھنے والو! تم ضرور سُن لو - ان جانکاہ جھگڑون
مین پڑنے سے پہلے طبیعت کو رنج و الم سے مانوس کر لینا تمھارے لیے ضروری ہے
کیونکہ تم ابھی اس راستے کے نکڑ ہی پر ہو - ہر قدم پر ایک نہ ایک مصیبت کا سامنا
ہوگا - اس راستے مین خدا جانے کتنی مصیبتین تمھین اپنا مہمان کرینگی اور نہ معلوم
کتنی مصیبتون کو تم خود اپنا مہمان بناؤ گے - یہ دردمند اُسی راستہ سے گیا ہے
جس مین تم بھی قدم رکھ چکے ہو - تمھاری طرح شروع مین یہ بھی بڑی امنگون سے
ساتھ خوشیان مناتا چلا تھا - یہی شخص جسکی غم و الم نے آجکل دعوت کی ہے تمھاری
طرح برسون عیش و عشرت کا مہمان رہ چکا ہے - یاد رکھو جس طرح یہ مصیبت زدہ
اب کڑی منزلین جھیل رہا ہے تمھین بھی جھیلنا ہونگی - اسلیے اے ماتم سرائے ہستی
کی پہلی منزل والو! تم سے متوجہ ہو کے کہتے ہین - ذرا کان لگا کر سنو - اس داستان
غم سے اگر مزا نہ آئیگا تو تمھین اپنے آگے والا راستہ بخوبی معلوم ہو جائیگا - تمھارے
لیے یہ فساد نہین ہے بلکہ مصیبت کی منزلون کا جغرافیہ ہے - باتین تو اس کشمکش والے
آوارہ کی سنو ہی گے پہلے ذرا اُسکی حسرت بھری صورت تو پہچان لو - دیکھو بیچارہ کس
بدنصیبی اور افسردہ دلی سے بیٹھا ہوا ہے -

دامن کوہ کی سنگلاخ زمین مین ایک بڑی چٹان پر (جو چند بوٹون کے
جھنڈ کے نیچے پڑی تھی) چادر کے کونے سے سوکھی مرجھائی پتیان اوسکانے جھاڑ کر
بیٹھ گیا ہے - بادسموم کے گرد آمیز جھونکون نے اسکے بالون کو کسی عاشق کے دل
کی طرح مٹی ہی مین نہین ملایا ہے بلکہ صحرانوردانِ الفت کے راستون کی طرح
اُلجھا بھی دیا ہے - اُسکے خاک آلودہ اُلجھے بال کیا ہین کسی شوخ چشم کا بگڑا
مزاج ہین یا کسی برگشتہ بخت کا خواب پریشان - چہرے پر یاس برس رہی ہے
ہاتھون کو کبھی ملتا ہے کبھی اُنسے کلیجا پکڑ لیتا ہے - پیرون مین آبلے پڑے ہین

Marfat.com

کسی کسی جگہ کانٹوں کے گہرے زخموں سے خون نکل آیا ہے۔

اے خود رفتگانِ عشق! اگرچہ یہ نالہ کشی نہیں کرتا مگر ایسی دردخیز آواز سے باتیں کرتا ہے کہ اگر سنو تو چیخ اُٹھو۔ اگرچہ کثرتِ غم سے اُسکی آنکھوں سے آنسو نہیں بہتے مگر وہ حسرت آلود آنکھیں ہیں کہ دیکھو تو رو دو۔ القصہ صورت تو وہ ہے کہ ہماری طرح تمہارے خیال ہی میں پڑی رہے تو بہتر۔ خدا آنکھوں سے نہ دکھلائے۔

پیارے دوستو! اگر تم اسوقت اُسکے سامنے جاکر کھڑے ہو تو تمھیں صرف اپنی وحشت انگیز صورت ہی کے دکھلانے میں مشغول نہ رکھیگا۔ بلکہ پُرسوز لہجے میں نرم آواز سے کچھ زمزمے سنائیگا کہ تم سارا عیش و عشرت بھول جاؤگے۔ ہائے افسوس تو یہی ہے کہ تم نے ایسی کوئی آواز سُنی ہی نہیں۔ ہمارے کانوں میں اُسکی آواز آرہی ہے۔ بس ہمارے دل سے پوچھو۔ دیکھو۔ یہ اب وقت کی حالت پر نظر کرکے آسمان کی طرف آنکھ اُٹھاکر کہ رہا ہے:- اے کارپردازانِ قدرت! تمنے دو دو قوتوں کو ملایا اور ہم یونہی حرمان نصیب بنے رہے؟ اس سنسان جنگل میں بھی اُس رات کا سامنا کرنا پڑیگا جس میں ہم کو ستارے گنتے گذرتی تھی؟ کیا بسترِ غم چھوڑ کر ہمیں اس خاردار کوہستانی زمین پر بھی تڑپنا پڑیگا؟ اے کمبخت آسمان! تجھے ہمیں پر شام کرنا تھی؟ اے کالی کلوٹی شبِ فراق! اپنا بھی تو نے ساتھ چھوڑا:-

اے نازک دل دوستو! اتنا سُنکر اگر تم میں تحمل باقی ہو تو کہو کچھ اور اُسکی باتیں سنائیں؟ اگر بیتاب نہ ہو گئے ہو تو تھوڑا بہت اور سُن لو۔ یہ باتیں پھر نہ سننے میں آئیں گی ایسا بلا رسیدہ جنگل سے ملیگا۔ اے بیقرار دل والو! یہ پُردرد قسمتوں سے ہاتھ لگ گیا ہے۔ ٹھہرو! اب یہ اپنے گذرے ہوے دوستوں کو یاد کرکے عالمِ خیال میں انکو مخاطب بناکر کہ رہا ہے:- اے یارانِ رفتہ! جانتے ہو کہ تمہارا دوست اسوقت کہاں ہے؟ وہ اسوقت ایک چٹان پر سینہ ٹیکے بیٹھا تمکو یاد کر رہا ہے۔ سچ کہنا کبھی تمکو بھی اُسکا خیال گذرتا تھا؟ ہائے وہ بدنصیب بھولنے ہی کے قابل ہے۔ جبکی بسترِ راحت پر تن تنہا سونیوالے دوستو! تم بہت اچھے ہو۔ تمکو تو میٹھی نیندوں کے بدلے موت بھی نہیں آتی۔ اب یہاں بھی ہمارا اُسوقت کا سامنا ہوا چاہتا ہے جس میں لاکھ کسی کا انتظار ہو مگر تم دل بہلا دیا کرتے تھے۔ افسوس! وہ وقت سر پر آگیا اور تم سا تسلی دینے والا کوئی نہیں نظر آتا:- اے اس

Marfat.com

فسانۂ حسرت کے سننے والے احباب! کہو۔ طبیعت زیادہ بیقرار تو نہین ہوئی؟ جملے تو یہ نشتر تھے۔ کلیجا منہ کو آگیا ہوگا۔ اگر کچھ برداشت ہو تو ابھی اور سُن لو۔ ہوش باقی ہو تو اُسکی نالہ کشی پر دل لگاکر توجہ کرو۔ سلسلۂ حیات مین کبھی نہ کبھی اسوقت کا تم سے بھی سابقہ پڑ جائیگا۔ ان باتون کو یاد رکھو۔ چُپ رہو! غضب ہو گیا۔ اس خانمان برباد کو اپنا وطن اور اہلِ وطن یاد آگئے۔ اسی مین شامل کرکے وہ اپنے بچھڑے عزیزون کو بھی یاد کر رہا ہے۔ ان فراموش کار بچپن کے دوستون سے خدا جانے یہ کتنی مسافت پر ہے۔ گو اُن سبھون کو اسکا دھیان بھی نہ ہوگا مگر یہ اپنے خیال کو کچھ ایسا سچا ٹیلیگرام سمجھا ہے کہ بڑی بے تکلفی کے ساتھ اُنسے باتین کر رہا ہے۔ اُسے اسکا غم بھی نہین ہوتا کہ وہ لوگ سنتے ہین یا نہین۔ اس آپ ہی کہنے اور آپ ہی سننے مین نہ معلوم وہ اپنے دل کو کس قدر تسکین دے رہا ہے۔ وطن کی طرف دیکھ کر کہتا ہے۔ "اے بچپن کے دوستو! اے ہمارے پسینے کی جگہ خون گرانیوالے عزیزو! تمنے تو ہمارے بڑے بڑے ساتھ دیے ہین۔ جہان جان کا خوف تھا وہان تکمو تم نے ہمسے کنارہ کشی نہین گوارا کی دیکھو یہان ہم کس تنہائی مین پڑے سسک رہے ہین۔ جانتے ہو وقت کون ہے؟ شام۔ تمھین خیال کرو کہ تمھارا دوست اس اندھیرے مین پہاڑ کے نیچے اکیلا آنکھین پھاڑ پھاڑ کر تمھین ڈھونڈھ رہا ہے۔ خدا کے لیے کوئی تو آجاؤ اے تم سے تو ہمین سب سے زیادہ امید تھی۔ تم بھی اب بیگانے ہو گئے؟"

اے داستان غم مین مزے لینے والو! کہو شیشۂ دل مین ٹھیس تو نہین لگی؟ کلیجا خون تو نہین ہو گیا؟ ہم جانتے ہین کہ تم بیتاب ہوے جاتے ہو۔ مگر کیا کہین۔ ابھی اس صحرا کے سیر کرنیوالے کا دُکھڑا ختم نہین ہوا۔ اسے نہ معلوم کیا کیا یاد آ رہا ہے اور خدا جانے یہ کس کس کو تنہائی مین پکار رہا ہے۔ بن پڑے تو دو ایک جملے اور سُن لو۔ گو اسوقت اسکا کوئی امیس نہین ہے مگر تم ذرا کچھ تھوڑی دیر ساتھ دو وہ خیال ہی کے ذریعے سے سنو! لو اب قیامت کا سامنا ہے۔ اسے اپنا پیارا معشوق یاد آیا۔ دل جو بھر آیا ہے تو منہ سے صاف آواز بھی نہین نکلتی۔ مگر ہچکیان لے لیکر کچھ کہ رہا ہے۔ خوب غور سے کان لگا کر سننا چاہیے۔ دیکھین کیا کہتا ہے۔ اُف بھئی! اس گھڑی جو کچھ کہ رہا ہے خدا نہ سُنوائے۔ محبوب کی طرف متوجہ ہو کر آہ سرد بھر کر کہتا ہے:۔

"دل عجب شہر تھا خیالون کا   لوٹا مارا ہے حُسن والون کا

کیون جی تم بھی بیرخی کرنے لگے؟ نہین نہین! تمھاری تو یہ عادت ہی ہے۔ مگر عادت سہی یہ بھی ہاں لیکن بھلا یہ بھی کوئی ناز و نیاز کا مقام ہے۔ للہ یہان تو نہ ستاؤ۔ دیکھو ہم اسوقت کس صحرائے وحشت مین اپنی پیاری ہر دم کی انیس امید کے سہارے پر تمھین یاد کر رہے ہین۔ ہان سچ ہے ایسے پُرخوف مکان مین کوئی ساتھ دے سکتا ہے کہ تم دو گے۔ پر اسی کمبخت دل کی حسرتین ہین

یہی پھرتا ہے مجھکو جا بجا دل   مرا بیتاب میرا چلبلا دل

اسے اس جگہ کوئی ساتھ دینے والا نہین۔ کوئی اتنا نہین پوچھتا کہ تم کہہ کیا رہے ہو؟"

اے اس غمزدہ کے قصۂ فرقت پر کان لگانے والو! بتاؤ کلیجے مین ناسور تو نہین پڑ گیا؟ بیقراری حد سے تو نہین گذری؟ سینے مین آگ تو نہین لگ گئی۔ واقعی تونے بڑا صبر کیا۔ سچ پوچھو تو تونے اپنی بساط سے زیادہ جرأت کی۔ مگر افسوس کہ اس خستہ جگر کا طومار غم رہا جاتا ہے سب کو تو یاد کر چکا دیکھو اب آخری ہانک کہاں لگاتا ہے۔ نہ کوئی آگے ہے نہ پیچھے ہے۔ اور رات کا اندھیرا پھیل چکا ہے۔ اس سناٹے اور ہُو کے عالم مین تن تنہا بیٹھا رو رہا ہے۔ خیالی ...ل کے راستے سے تونے آکر خبر لی ہے تو کیا اب چھوڑ دو گے؟ ہرگز نہین۔ خود تجھسے یہ کب ہو سکے گا۔ خیال کرو! ہائے اب نہین سنا جاتا ہے۔ بھئی خدا گواہ ہے اب تو بڑے ستم ہو رہا ہے۔ اتنی دیر تک سب کو یاد کرکے اُسنے پکارا مگر کسی کی طرف سے جو کچھ جواب نہین ملا تو عجب حسرت اور ناامیدی کی باتین کر رہا ہے۔ پہلے تو ایک یون ہی سی امید سے کچھ تسکین تھی مگر اب ہر طرف سے مایوسی ہی نظر آتی ہے خدا جانے کس دل سے اب یہ چلا چلا کر کہہ رہا ہے "لو نہ بولو اچھے تم سب کا ساتھ چھوڑا۔ تمھارے جواب تمھارا نام بھی کبھی زبان پر آئے۔ جب تم ہی رکھائی اور بے اعتنائی کرتے ہو تو پھر ہم کہان تک خوشامد کرین۔ کب تک سر پھرائین۔ پیارے محبوب! تمھاری بے پروائی کی وجہ سے تمھین بھی بھلائے دیتے ہین۔ دل سے تمھاری محبت جائے تو کہان ممکن مگر ہان یہ عہد کیے لیتے ہین کہ اگر زبان سے تمھارا نام نکل جائے تو زبان کاٹ ڈالین۔ دیکھ لینا۔ ہم بھی قول کے پورے سچے ہین۔ اب ہم انھین دوستون سے دل بہلائے لیتے ہین جو یہان تک ہمارے مونس و ہمدم بنے رہے۔ اے ہماری وحشت تو بڑی دولت نکلی۔ ایسی ایسی کڑی منزلون مین ساتھ دینا تیرا ہی کام تھا۔ اے ہماری مایوسی خدا تجھے سلامت رکھے تونے ایک حال پر تو کر دیا لاکھ مصیبت و الم کا سامنا ہو مگر وہ امید والا روز روز کا سوہان روح تو گیا۔ جانکاہی

کے جھگڑوں سے تو چھٹکارا ہو"۔

اے پرانی آلت پر آنسو بہانے والو! بتاؤ دل پر کیسی گذری؟ چوٹ تو بڑی لگی ہے کہو دل تو بچا؟ ہے نازک چیز۔ چکنا چور تو نہین ہوگیا؟ لو قصہ بھی تمام ہوا۔ رات زیادہ آئی۔ ہمارا بیچین دل مسافر بھی۔ کچھ دن بھر کی تھکن کے خمار اور کچھ ٹھنڈی ہوا کے جھونکون سے مست ہوکر اُسی چٹان پر گر پڑا۔ گرتے ہی آنکھ لگ گئی۔ بدخوابیون اور نیند مین چونک چونک پڑنے کا حال پھر صبح کو پوچھین گے۔ اے ٹھنڈی ہواؤن کے جھونکو ذرا تیز نہ چلنا۔ اس آفت زدے کو بڑی مصیبتون سے نیند آئی ہے۔ کہین جاگ نہ پڑے۔ ذرا بھی چونک پڑا تو قیامت ہو جائیگی۔

غربت زدون کے سر پہ چلا ئیو نہ آکر اے شور صبح محشر جاگے مین رات بھر کے

بہ گلہائے بہشتم مژدہ نتوان داد در راہش
من آن خاکے کہ از نقش کف پائے نشان دارد

ایک مشہور عربی شاعر نے اپنی ایک پُر جوش نظم کو عجب قیامت کی تمہید سے شروع کیا ہے۔ وہ اپنے اونٹ کی طرف خطاب کرکے کہتا ہے "ٹھہر جا۔ اب ہم فلان میدان مین اور اُن اُن پہاڑیون کے درمیان پہونچے ہین تو اپنی معشوقہ اور وطن کو یاد کرکے لین" اُسکے کلام سے مترشح ہوتا ہے کہ گویا اُسکا وطن اُسی مقام پر تھا جہان اب وہ کھڑا ہوا ہے اور بالفعل اُسکے منہدم آثار ادھر اُدھر نظر آرہے ہین۔ پھر اُس ریگستان مین اُن آثار کی تصویر کھینچکے وہ عجب حسرت سے کہتا ہے کہ " باد شمال اور باد جنوب کے جھونکے کبھی ان کھنڈرون پر بالو کے ڈھیر لگا دیتے ہین اور کبھی وہ ٹوٹے پھوٹے آثار کھل جاتے ہین اور اپنی شکستہ حالی کی صورت آوارہ گرد مسافرون کو دکھانے لگتے ہین"۔ اتنا کہکے وہ خدا جانے اپنے وطن کی کیا کیا باتین اور کون کون صحبتین اور کیسی کیسی کیفیتین بیتاب ہو ہوکے یاد کرتا ہے۔ اگر کوئی صاحبدل اُس نظم کو دیکھے اور فرض کرے کہ خود ہی شاعر اُسی میدان مین کھڑا اُن اشعار کو حسرت کے لہجے مین پڑھ رہا ہے تو ممکن نہین کہ بیتاب نہ ہو جائے۔ اور حقیقت مین جب وہ چیز نظر سے گذر جاتی ہے جو کسی ایسے کو یاد دلاتی ہو جس سے کسی قدر کا تعلق تھا تو طبیعت قابو مین نہین رہتی۔ بارہا تجربہ ہوا ہوگا کہ راہ مین جب کسی غ

Marfat.com

آشنا کی قبر نظر پڑ گئی تو کیسی کیسی باتین اور کیا کیا واقعات آنکھون کے سامنے پھر گئے۔ عورتون کو صندوق کے کپڑے اُلٹتے پُلٹتے جب کسی داغ دے جانیوالے بچے کا کُرتا نظر آجاتا ہے تو گھنٹون اُسے دیکھ دیکھ کے رویا کرتی ہین۔ بوڑھون کی صحبت مین کوئی اگلا تذکرہ چھیڑ دو تو گھڑیون ایک دردمند لہجے مین پُرانے دوستون کو یاد کیا کرتے ہین۔ پیاری صورتین دیکھکر کون نہین خوش ہوتا۔ مگر جب کسی کی کسی سے ملتی ہوئی صورت نظر سے گذر جاتی ہے تو کوئی اگلا دلربا اس طرح یاد آجاتا ہے کہ کلیجے پر ایک چوٹ سی لگ جاتی ہے۔ راستے مین چلتے چلتے جب اُس مکان پر نگاہ جا پڑتی ہے جس مین کبھی عیش و عشرت کی صحبتین ہوا کرتی تھین تو یک بیک دُنیا آنکھون مین تاریک ہو جاتی ہے۔ بیچارے آوارہ گرد جب کبھی جنگل مین کوئی ایسا پھول بھی دیکھ پاتے ہین جسے وطن مین دیکھا تھا تو اس تازہ صدمہ کے آگے اپنی بادیہ پیمائی کی مصیبت بھی بھول جاتے ہین۔ صحن چمن مین سیکڑون افسردہ پھول پڑے ہوتے ہین مگر جس دم انکو دیکھ کر وہ وقت یاد آجاتا ہے جب کسی دوست نے صبح کو رخصت ہوتے سے چند منٹ پہلے بچھونے پر سے باسی پھول سمیٹ کر چلمن ہٹا کے پھینک دیے تھے تو دل بے اختیار ہو جاتا ہے۔ تارے جھلملا جھلملا کے روز ہی غائب ہو جاتے ہین مگر جب کبھی اُنکی اُتری صورت دیکھ کر اُس پیارے کا ان شب کی صورت یاد آجاتی ہے جو تڑکے گلے لپٹ لپٹ کر رخصت ہوا تھا تو خود بخود دل بھر آتا ہے۔

یہ تو خیر دنیاداری کی باتین تھین۔ دینی امور مین دیکھیے تو وہان کچھ اس سے بھی زیادہ حسرت کا سامان موجود ہے۔ ایک صحابی کا تذکرہ ہے کہ اسلام کی پچھلی دولتمندی خیال کر کے بیتاب ہو گئے اور کہنے لگے "ہم سبھون نے (ابتدائے اسلام مین ایمان لانے والون نے) ایک کام (ترقیِ اسلام) کو شروع کیا۔ ان مین سے بعضون نے اپنی کوشش سے نفع اُٹھایا اور بعضے اسی کوشش کی نذر ہو گئے۔ نفع ہم اُٹھا رہے ہین۔ اور کوشش کی نذر ہو جانیوالون مین ایک حمزہ تھے کہ دفن کیے جانے کے وقت اتنا کپڑا بھی نہ تھا کہ اُنکا پورا جسم ڈھک سکے۔ ایک چادر تھی جسے اگر سر کی طرف کھینچتے تو پاؤن کھل جاتے اور پاؤن کی طرف کھینچتے تو سر کھل جاتا۔ اُسی چادر مین لپیٹ کر اُنھین دفن کیا" اتنا کہا اور زار و قطار رونے لگے۔ بظاہر دیکھیے تو وہ رونے کا وقت نہ تھا روم و شام اور عراق و عجم کے خزانے مدینے مین کھنچے چلے آتے تھے۔ ہر عربی کی دولتمندی

Marfat.com

کا زمانہ تھا۔ مگر نہیں - ایمانی جوش نے وہ اگلی حالت یاد دلادی جب جاں نثاران اسلام پھٹی چادریں اوڑھ اوڑھ کے اور لاٹھیاں باندھ باندھ کے تخت روم اور تاج کسرے پر حملہ کرنے چلے تھے۔

یہ بھی ایک اگلا واقعہ تھا جو اُسی پُرجوش زمانے کے ساتھ ختم ہوگیا۔ مگر ہم غور کریں تو موجودہ پابندانِ دین اب بھی ذرا ذرا سی باتوں پر ماگلے مذہبی واقعات کو یاد کرکے متاثر ہو جاتے ہیں۔ جب کسی سچے مسلمان کو ٹھنڈے پانی سے بھرا ہوا گلاس دیکھ کر شہیدانِ کربلا کی پیاس یاد آجاتی ہے تو بے اختیار آنسو ٹپک پڑتے ہیں۔ موجودہ آزادی کا خیال کرکے جب کسی کو معتزلہ کا وہ پُرفتن زمانہ یاد آجاتا ہے جب ایک سچے عقیدے پر ثابت قدم رہنے کی سزا میں امام احمدؒ بن حنبل پر سیکڑوں کوڑے پڑ گئے تھے اور امام محمدؒ بن اسمٰعیل بخاری کو تنگ آکر یہ دعا مانگتے بن پڑی تھی کہ "الٰہی - ارضک واسعۃٌ۔ قد ضاقت علیّ (خدایا تیری زمین وسیع ہے مگر مجھ پر تنگ ہوگئی) تو دل پاش پاش ہو جاتا ہے۔

واقعی اگلی دنیا کی حسرت نصیب یادگاروں میں سے جو کوئی چیز نظر سے گذر جاتی ہے بے رُلائے نہیں چھوڑتی - دنیا میں ایسا کوئی نہ ملیگا جسکے دردمند بنانے کے لیے دنیا نے کچھ سامان نہ فراہم کر رکھا ہو - کوئی ہو اور کسی قوم اور کسی مذہب کا شخص ہو اگر عبرت کی آنکھ کھول کے دیکھے تو وہ آنسو بہا لینے کے ذریعے اُسے ہر مقام پر ملجائیں گے۔ سنگدل سے سنگدل ہو اور سخت سے سخت طبیعت کا آدمی ہو یہ یادگاریں ایسی نہیں ہیں کہ نظر سے گذریں اور وہ ضبط کیے بیٹھا رہے۔

پیارے ہموطن اہل ہنود ذرا اتنی ہی بات کا خیال کریں کہ ہندوستان ہندوستان کیوں کہلاتا ہے تو مدتوں تاب نہ آئیگی۔ اور اُنھیں تجربہ ہو جائیگا کہ حسرت کس قدر جلد دل پر فتح پا سکتی ہے۔ وہ پُرانے شہر جہاں بڑے بڑے آرین بہادروں کے نقش قدم نظر آتے ہیں وہ سب ایک حسرت واندوہ کا سمان پچھلے تاتخان ہند کی نسل کو دکھا رہے ہیں۔ وہ خوشنما لمبے لمبے شوالے اور وہ عالیشان پُرتکلف مندر جو گنگا اور جمنا کے ایسے پاک چشموں کے کناروں پر نظر آرہے ہیں۔ وہ مقدس سرزمین جہاں بڑے بڑے نامی وداتاؤں نے جیٹھ بیٹھ کے تپسیا کی تھی۔ وہ مبارک مقام جو سیتا جی کی رسوئی کے نام سے مشہور ہے۔ وہ جمنا کے کنارے والا اگلا حسن خیز جنگل جہاں اب بھی کبھی کبھی سری کرشن جی کی بنسی کی

سہانی ہوا مین گونجتی ہوئی آواز کا دھوکا ہو جاتا ہے ۔ وہ جنوبی ہند کے حیرت مین ڈالدینے والے مندر جو پہاڑون کو کاٹ کاٹ کے بنائے گئے ہین یہ سب ایسی چیزین ہین کہ انکی اصلیت کا خیال کرتے ہی معتقدون اور قدر دانون کے کلیجون مین ناسور پڑ جاتے ہونگے۔ یہ سب آثار سلف ہین جو دیکھنے والون کو خدا جانے کیا کچھ یاد دلا دیا کرتے ہین ۔

ہندوستان کے جنوبی و مغربی ساحل پر آباد ہونیوالے پارسی اگرچہ آج تواریخ کے سوا کوئی ایسا سامان نہین رکھتے جو اُنھین اُنکی قدامت یاد دلائے مگر ملک پارس کا نام اُنھین تھوڑا رونا رونا بتاتا ہوگا جب وہ خیال کرتے ہونگے کہ جس سرزمین نے اپنے تئین اُنکی نسل سے خالی کر لیا وہ آج تک اُنھین کے نام سے پکاری جاتی ہے۔ جب اُنھین یاد آتا ہوگا کہ وہ وہی زمین ہے جسپر ہزارہا سال درفش کاویانی کا سایہ رہا اور سیکڑون برس وہ برگزیدہ آگ بھڑکتی رہی جو زرتشت کے مبارک ہاتھون سے روشن ہی گئی تھی ۔ جہان کیکاؤس و کیخسرو کے ایسے اولوالعزم بادشاہ اور اسفندیار کے ایسے شاہزادے اور رستم کے ایسے پہلوان ہو گذرے ہین ۔ پارسیون کے دلون کو یہ باتین یاد کے اُس سے زیادہ صدمہ پہونچ سکتا ہے جو توران کو ایران کے ہاتھ سے پہونچا تھا ۔ آنکھین سیاوش کے قتل پر خون روئی تھین اُنسے بدرجہا زیادہ اُن آنکھون کی حالت ہے جو یزدجرد کے قتل کے بعد سے اب تک آتش پرستون کے اگلے حالات یاد کر کر کے رو یا کین ۔

اگرچہ صفحۂ دنیا پر ہر قوم اور ہر فرقے کے لیے حسرت واندوہ کا سامان جمع ہے ۔ لاؤ ہر شخص کسی نہ کسی چیز کو دیکھ کر گھڑیون اگلی باتون کے سوچ مین غمگین بیٹھا رہ سکتا ہے مگر جس قدر سامان غم خاصۃً مسلمانون کے لیے جمع ہے اُس قدر کسی کے لیے نہین ۔ ایک دردمند مسلمان عبرت کی نگاہ سے دیکھے تو دنیا کی ہر چیز اسلام کی یاد مین ایک سوگوارانہ وضع بنائے ہے ۔ دنیا کی ہر حالت اور ہر وضع ۔ ہر سوسائٹی اور ہر محفل مسلمانون کے سامنے غم کا کوئی نہ کوئی ذریعہ پیش کر رہی ہے ۔ اسلامی سوسائٹی کچھ ایسی ترقی کے بعد گری ہے کہ دنیا مین آج کوئی محفل اور کوئی انجمن کوئی کلب اور کوئی صحبت نہیں جسمین اُنکے اخلاقی نمونے ایک حسرت نصیب یادگار کا کام نہ دے رہے ہون ۔ اگر یورپ مین پبلک یا سوشل انجمنین ہین تو اُن مین وہی آپ مین سنی جا رہی ہین جنکے طرزادا اور جوش

اور آزادی سے صاف عربی خطبوں کی جھلک دکھائی دے جاتی ہے۔ اگر ہندوؤن کی محفلین ہین تو اُنکو وہی الفاظ وہی محاورات وہی شکلین اور اُسی مذاق کی باتین منق دے رہی ہین جنکوا سلام اور عرب سے بلا واسطہ لگاؤ ہے۔ اگر پارسی تھیٹرون مین ڈراما دکھا رہے ہین تو اُنکی دلچسپی خالص اُسی مذاق سے ہے جو مسلمانون کا تھا۔ مسلمان اگر عبرت کی آنکھین کھول کے دیکھین تو اُنھین کوئی جگہ ایسی نہ ملیگی جہان وہ اپنی آنکھون کے آنسو خشک کرسکنے کا موقع پائین۔ یورپ مین جائین تو اسپین کے گرے پڑے محل اور وہ شکستہ مسجدین جو نمازیون کے انتظار سے تھک کر خدا کی عبادت کے لیے خود سربسجود ہوگئی ہین اپنی مدتون کی جمع کی ہوئی حسرت یک بیک اُنکے دل مین بھردین گی افریقہ مین جائین تو قریب قریب سارے افریقہ کے ریگستانون کے چمکتے ہوے ذرے بتلانے لگین گے کہ بقول گبن[*] کے جو نورانی پوڈر اسلام نے ساری دنیا کے چہرے پر پھیر دیا تھا وہ سمٹ کر یہان کے بالو مین مل گیا۔ یہ ایسا سین نہ ہوگا کہ اگر مسلمان دل رکھتے ہین تو ضبط کرسکین۔ اگر ایران مین جائین تو خراسان اور نیشاپور کی سواد ایک حسرت کی سیاہ چادر دکھائیگی کہ زمانے نے اسلام کے بڑے بڑے نامورون کی قبرون کو کس بیدردی کی حالت مین پاکے یہ چادر چڑھادی ہے۔ اگر ایشیاے کوچک اور شام مین جائین تو زمین زبان حال سے یہ کہتی معلوم ہوتی کہ انبیاے بنی اسرائیل کے بعد مجھے خدا پرستان اسلام ہی نے رونق دی تھی۔ اگر ہندوستان ہی مین رہین تو اگلی دینی مقدس عمارتون کا ہر ہر پتھر غیرت دلا دلا کے کہ رہا ہے کہ اگر شرم ہے اور ترقی نہین کرسکتے تو مجھی سے اپنے سر کو پھوڑ کے مرجاؤ۔ مین اگلے دنون تمھارے محلون کے کام آتا تھا اب اِس کام آؤنگا۔ اسپین کا بیت حمرا۔ دمشق کی مسجد بغداد کی گرتی ہوئی عمارت۔ کوفے کی رصدگاہون کے کھنڈر۔ نیشاپور کے شکستہ مدرسے۔ ہرات کی خانقاہین۔ بخارا کے حسرت نصیب دار العلوم۔ دہلی کی مسجد۔ آگرے کا تاج بی بی کا روضہ۔ لکھنؤ کے امام باڑے۔ برما کی نئی وضع کی مسجدین۔ جزائر چین کی اسلامی یادگارین۔ اور دنیا بھر کی باقی اسلامی عمارتین مسلمانون سے پکار پکارکے کہ رہی ہین کہ آؤ ہماری دیوارون سے سر ٹکرا جاؤ۔ چند روز بعد یہ بھی نہ ملین گے۔ ہم وہ زمانہ نہین دیکھنا چاہتے جب ہماری شکستہ حالی پر کوئی رونیوالا بھی نہ ہوگا۔

[*] یہ ایک انگریزی مورخ ہے جسنے زوال روم کی تاریخ بڑی خوبی سے لکھی ہے۔

Marfat.com

دو ہم تمھین اپنے فنا ہونے سے پہلے فنا کرتے جائین۔ اگر تم ہمین نہین سنبھال سکتے تو ہمین دنیا مین رہنے کی کیا ضرورت ہے؟"

جوش

تمام وہ جذبات جن کی کاریگری سے نیچر کے ہال مین طرح طرح کا فرنیچر سجا گیا ہے ان کا سرچشمہ اگرچہ دل ہی تصور کیا جاتا ہے مگر ہر دل مین اتنی صلاحیت نہین۔ کام کچھ اُسی دل سے نکلتا ہے جس مین پورا پورا جوش بھرا ہو۔ ایک پُرجوش دل ہی ہماری ساری ہمتون کا سرچشمہ ہے۔ ایک چالاک گھوڑے پر جو اثر چابک سے پڑتا ہے، حسُن کی سحر طرازیون مین نازو انداز جو دلکشی پیدا کر دیتے ہین وہی کیفیت سچے جوش سے دل مین پیدا ہو جاتی ہے۔ گورے رخسار والے نفستہ مزاجون کو اگرچہ کمسنی ہی کے زمانے سے آرزومند بناتے ہین مگر اُسوقت کچھ اور ہی دلفریب عالم ہوتا ہے جب اُمنگون کا اُبھار ناز آفرین [illegible] کو نئے سانچے مین ڈھالتا ہے اور جوانی کا جوش پیارے بھولے چہرے پر نیا رونق دیتا ہے۔

نظام عالم کو غور کر کے دیکھیے تو ہر چیز کے لیے ایک جوش اور اُمنگ کا زمانہ اور وقت معین ہے۔ نیچر کی فیاضیان اُسوقت خوب تصریح کے ساتھ معلوم ہو جاتی ہین۔ صفحاتِ تاریخ سے مدد لیکر دنیا کی اگلی پچھلی حالت کو ایک خاص مقام پر جمع کر لیجیے اور دیکھیے کہ کون کس زمانے مین زور دن پر تھا اور کیسے کن دنون ترقی تھی۔ کب کسکی اُمنگون کا وقت تھا اور کس مبارک ساعت مین کسے جوش تھا۔ قدرت نے ہر ایک کو تھوڑا بہت جوش ضرور دیا ہے۔ باغ ہستی کی یہ چہل پہل جو ہماری عقلون کو حیرت مین ڈال دیتی ہے فقط اُن جوش بھرے دلون کی اُمنگون کا نمونہ ہے جنھون نے اپنی طبیعت داری سے کچھ کام کیا۔

خدا نے زمین کو ایک سادے تختے کی طرح بچھا دیا۔ جن دلون مین جوش پیدا کرتا تھا اُنکے آزمانے کے لیے جو چیزین بھی پیدا کین تو بالکل بے تکلف اور بے قرینہ۔ یہ بھی کوئی قرینہ تھا کہ کہین میدان ہے تو کوسون وہی چلا جاتا ہے اور پھر اس آفت کا کہ انسان ملنے کو ترس جائے۔ کہین جنگل بن ہے تو اس قیامت کا گھنا کہ آفتاب کی

روشنی بھی نہین پہونچتی۔ پہاڑ ہین تو بے تکان بڑھتے ہی چلے جاتے ہین۔ اور اُسپر یہ تم
کہ راستے رُکے ہوے ہین۔ نہ ادھر کا آدمی اُدھر جا سکتا ہے اور نہ اُدھر کا آدمی ادھر
آسکتا ہے۔ پانی ہے تو ہزارہا کوس تک اس تلاطم کے ساتھ لہرین لے رہا ہے کہ دیکھتے ہی
حوصلے پست ہو جاتے ہین۔ یہ سب چیزین ایسی حائل تھین کہ امیدون کو بھی راستہ ملنا
دشوار تھا۔ مگر اے دل کے تخت پر بیٹھنے والے جوش! تو نے یہ سب مہمین سر کرلین۔ اُسی
سادے تختے پر پہلے نئی نئی طرح کے کینڈے ڈالے گئے۔ وہ خیالی زلفیون کی تصویرین
جو ہنوز فعل کی محفل مین نہین آئی تھین اور قوت کا پردہ ڈالے بیٹھی تھیں اُنکے خاکے
پڑنا شروع ہوے۔ بتدریج ہوتے ہوتے سب کچھ ہو گیا۔

آسمان پر دیکھو تارے کس بے ترتیبی سے بکھرے ہوئے ہین۔ زمین و آسمان ابتدائے
تخلیق کے وقت ایک دوسرے کا نمونہ تھے۔ جس طرح آسمانی اجسام بے ترتیب نظر آتے
ہین اُسی طرح زمین کی چیزین بھی بالکل بے قرینہ تھین۔ انسانی جوش نے زمین مین عجیب
عجیب دلچسپیان پیدا کر دین۔ اور قدرت کی لائی کو ایک حیرت مین ڈال دینے والے
انتظام سے چُن دیا۔ اگر نسل انسانی کی کوئی شاخ آسمان پر بھیجہ یجاتی تو وہان بھی وُہ
جوش کی کاریگریان تارون کو اپنے اپنے موقع پر رکھ کے اور خوشنمائی سے ترتیب دیکے
ایک نظر فریب باغ کھلا دیتین۔ انھین جگمگاتے ہوے اجرام فلکی کے ذریعے سے کچھ ایسی
صناعی دکھائی جاتی کہ آسمان پر بیل بوٹے بنجاتے۔ مگر خدا کو منظور تھا کہ تارے ہمیشہ
دنیا والون کو زمین کی اگلی بے ترتیبیون کا نمونہ دکھاتے رہین۔

یہ سارا کارخانۂ عالم فقط ہمارے جوش کی مہربانی سے چلتا ہے ورنہ مجھے بے
جوش اور افسردہ دل سے ایک گھڑی بھر بھی یہ انتظام نہین باقی رہ سکتا۔ اگرچہ بہت
لوگ ایسے بھی نکلین گے جن مین وہ بیقراری کا جوش نہین جو کوئی دلچسپی کا سامان دکھائے
مگر وہ لوگ فقط انسانون کی تعداد بڑھانے کے لیے ہین۔

ہماری زندگی کے مختلف حصے ہین۔ بچپن مین ہم صرف تعلیم پایا کرتے ہیں۔ یعنی
اس بات کا سامان کرتے ہین کہ وہ جوش جو آگے چل کے ہمارے دلون مین پیدا ہو
اُس سے کام لیکے کوئی مفید نتیجہ نکال سکین۔ بڑھاپا ایک افسردہ کر دینے والا پیام
لیکے موجود ہو جاتا ہے تاکہ ہمارے دلون کا وہ جوش بجھا دے جسے اگر ہم قبر مین لیکے جائین

تو ہجوم شوق اور کثرت آرزو سے کسی پہلو پہ قرار نہ پڑے اور ایک حال پہ لیٹا نہ جائے۔ جوانی اُس جوش اور اُمنگون کا زمانہ ہے جن دونون دل سے عجیب قسم کی جدت دکھائے اور بے کچھ کیے نہین رہا جاتا۔ ہاے جوانی کا جوش ایک ولولہ انگیز جنون پیدا کر دیتا ہے۔ کہ جو دُھن دل مین آگئی ہے ایک بیتابی کا نمونہ دکھائے نہین رہتی۔ اگر حُسن عالم فریب کی طرف متوجہ ہو گئے تو اس بیقراری کے ساتھ کہ پیاری صورت والے تنگ آگئے اور حسینون کو پیچھا چھُڑانا مشکل ہو گیا۔ ایک وحشت پیدا کرنے والا جنون ہے کہ نہ پاس ہے نہ عزت کا خیال ہے۔ کسی کا آنچل پکڑ لیا تو اب چھوڑتے ہی نہین۔ قابو کے لپٹ گئے تو اس طرح بھینچ بھینچ کے پیار کر رہے ہین کہ گویا زندگی بھر کا حوصلہ آج ہی نکال لینگے۔ رخصت کوئی ہزارون قسمین کھا کھا کے کل ہی آنے کا وعدہ کر رہا ہے مگر ہنے مختصر دو باتین کہنے کے لیے بٹھا لیا تو آفتاب نکل آیا دھوپ چڑھتی جاتی ہے اور اُن باتون کا سلسلہ کسی طرح موقوف ہوتے ہی کو نہین آتا۔ پھر اس بحر طویل مین نہ تو خیال ہے کہ کوئی بدنام ہوگا نہ اس بات کا لحاظ ہے کہ اب کوئی گورے گورے اور پیارے پیارے ہاتھ جوڑ جوڑ کے اور دلفریب اداؤن سے منتین کر کر کے جانے کی اجازت مانگ رہا ہے۔

یہ تو عشق کا جوش تھا لیکن حُسن کو اُس زمانے مین دیکھیے جب جوش اُس کی دل فریبیون کو اُبھارنے لگتا ہے تو طبیعت اور بھی بے اختیار ہو جاتی ہے۔ جو چہرہ گورا ہی وہ ہمیشہ گورا رہتا ہے مگر اُمنگون کا زمانہ اُس گورے پن کے نیچے جب لوگون مین دوڑتے ہوے پُرجوش خون کا سرخ اَستر دیدیتا ہے تو کچھ ایسا ہلکا ہلکا گلابی رنگ پیدا ہو جاتا ہے کہ اُسکے آگے کم عمری کی اُجلی رنگت پھیکی پڑ جاتی ہے اور زمانے کے زیادہ نمو دکھائے ہوے سفید چہرے خوب کھائے ہوے معلوم ہوتے ہین۔ لب لعلین ہمیشہ سرخی مائل رہتے ہین مگر اُس جوش کے موسم مین ان سے سرخی گویا ٹپکی پڑتی ہے۔ ناز و انداز حسینون کو بہت کم نچلا بیٹھنے دیتے ہین مگر اس ظالم جوش شباب سے خدا بچائے کہ وہی بیقراری کی ادا بیتابی اور نیم بسملی کی صورت مین آشفتہ مزاج دیکھنے والون مین دکھانے لگتا ہے۔ الغرض جوش دنیا کے جذبات کو عجب دلبستگی کا جامہ پہنا کے ظاہر کردیا کرتا ہے۔

ضعیفی اور بڑھاپا اگرچہ تجربہ کاری اور پختہ مغزی کا سِن خیال کیا جاتا ہے مگر علما

فضلا اور اعلیٰ سے اعلیٰ فنون کے ہیرو اُن دنون فقط اس کام کے ہوتے ہین کہ تیمنًا و تبرکًا بٹھا رکھے جائین۔ اُنسے بھی اگر کچھ ہو سکتا ہے تو اُسی زمانے مین جب زندگی کا پُرجوش حصّہ اُنھین کسی معمولی حالت پر قرار نہین لینے دیتا۔ پُرجوش دل والون کی دنیا کبھی ایک حال پر نہین ٹھہر سکتی۔ زمانے کی گاڑی جو بہت تیز جا رہی ہے اگر غور سے دیکھیے تو ہمارے دلون کا جوش ہی اسے لیے جاتا ہے۔ وہ بخارات جنھین الما روح کہتے ہین اس گاڑی کے حق مین وہی ایک پُرزور اسٹیم کا کام دے رہے ہین۔ جوش والون کی صورتین دیکھیے تو ایک حیرت مین ڈالدینے والا عجیب و غریب سامان نظر پڑیگا۔ جو شخص ہوگا پورے جوش مین بھرا ہوگا۔ جو حالت ہوگی کامل زور پر ہوگی۔ عشاق ہین تو جنگلون کی ہوا کھا رہے ہین چٹانون کی ٹھوکرین کھاتے ہین اور پہاڑون سے سر ٹکراتے ہین۔ چلنے پر آئے تو دامن صحرا نا پے چھوڑا۔ بیٹھ گئے تو جنون انگیز اور ولولہ خیز نالہ کشی سے کلیجون مین ناسور ڈالدینا کیا پیچ سکون کو ہلا ڈالا۔ ناہوش ہین تو محفل عشرت مین بیٹھے ناز آفرینیان کر رہے ہین چلبلاپن ہے کہ کسی حال پر ٹھہرنے ہی نہین دیتا۔ نگاہ ناز کی مستانہ روی للچائی نگاہ سے دیکھنے والون کو قدم قدم پر ٹھوکرین کھلوا رہی ہے۔ مشق نازنے آرزومندون کے دلون مین جوش جنون پیدا کر رہی ہے۔ مستانہ چال کی فتنہ انگیزی نظام عالم کو درہم برہم کیے دیتی ہے۔ فلسفیانہ مذاق کے پُرجوش علما اسی دھن مین ہین کہ جس طرح ہو سکے اگلی فلاسفی کو بگاڑ کے چھوڑین۔ کوئی ایسی بات ایجاد ہو جو خواب مین بھی کسی کے خیال مین نہ گذری ہو کوئی ایسا خیال پیدا کرین جو دوشیزگان باعصمت کے بندے کی طرح کورا اور اچھوتا ہو۔ اطبا اسی اُدھیڑبُن مین ہین کہ اپنی عقل آرائی سے فن طب مین کوئی نئی بات دکھائین علاج کا کوئی نیا قانون ایجاد کرین۔ فکر ہے کہ جس طرح بن پڑے ابن سینا کا نام مٹ کے دنیا سے جائین۔ باریک بین عقل اُس مقام سے کوئی نیا مسئلہ نکال لائے جہان تک ہوشیارانِ ہند کے جوہون کی طرح کسی کی نظر بھی نہ پہونچی ہو۔ انجینیر اپنے کام مین کس سرگرمی سے مشغول ہین ریاضی کے اصول مین عقل لڑا لڑا کے غور کر رہے ہین کہ کوئی نئی کل ایجاد کرین۔ کسی ایسے کام مین سہولت پیدا ہو کہ دنیا کا کوئی شخص بے ہماری ایجاد کی مدد کے زندگی بسر نہ کر سکے شعرا نازک خیالی کے دریا مین اس طرح ہمت باندھ باندھ کے غوطے لگا رہے ہین کہ گویا وہ دُر شاہوار جسکی تمنا مین دنیا کا ہر شاعر نامراد گیا انھین کے ہاتھ لگیگا۔ میدان سخن مین اس تیزی

Marfat.com

سے فقرے گھوڑے دوڑا رہے ہین کہ معلوم ہوتا ہے پالا انھین کے ہاتھ رہیگا۔ انشا پرداز اور ادیب اپنی عبارت کی خوبیان دکھانے کے لیے فقرے وہی کام لے رہے ہین جو سراپا جانان کا خیال باندھتے وقت دلدادگان یار لیا کرتے ہین - الفاظ کی ترتیب مین اس سے کم خوبیان نہین دکھا رہے ہین جو کوئی چابکدست مشاطہ یار کی صورت مین دکھایا کرتی ہے - دُھن بندھی ہے کہ وہ معجز نمائی کی بندش ہو جو شیکسپیر سے انگریزی مین حریری سے عربی مین اور سعدی سے فارسی مین نہ بن پڑی ہو - اسپیکر قومی جلسون مین اس جوش سے کھڑے تقریر کر رہے ہین کہ دلون مین آگ لگائے دیتے ہین - تاریخون سے کیسے کیسے واقعات نکال کے پیش کر رہے ہین کہ سننے والون کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہین - اور پھر بھی اُنکے جوش کو تسلی نہین ہوتی - عقل کا جاسوس تمام تاریخون کے ورق اُلٹے ڈالتا ہے کہ کوئی ایسا واقعہ چھانٹ کے نکالے جو آج تک کسی کو نہ سوجھا ہو - ایک بہادر سپاہی کس طرح جوش مین آ کر میدان جنگ مین جانبازی کر رہا ہے - جان لڑائے دیتا ہے کہ یا تو معرکے مین وہ جرأت دکھائے جو کسی نے نہ دکھائی ہو یا اپنے خون کی نہر رگون کے عوض میدان جنگ کی زمین پر بہا دے

حضرات! آپ نے دیکھا کہ جوش کیا سیرین دکھا رہا ہے اور پُر جوش دل والے کیسے کام مین مصروف ہین؟ ہر چیز کچھ اُنھین دونون لطف پر ہوتی ہے جب اُس کے جوش یا اُمنگ کا زمانہ ہوتا ہے - باغ کو اُس موسم مین دیکھو جب جوش و سرور مین بلبلون سے ہنسی نہین ضبط ہو سکتی - جب درختون کی شادابی - پتون کا ہرا بھرا رنگ - شگوفون کا چٹکنا - پھولون کا مہکنا - ٹھنڈی ہوا کے جھونکے - بوے گل کا سیر کرنیوالون کے استقبال کے لیے دور دور تک نکل جانا - نہرون کی روانی - سبزے کا لہلہانا - چڑیون کا چہچہانا قومی باغ کے اُس موسم بہار کو یاد دلا دیتا ہے جب وہ شاداب تھا اور تر و تازہ تھا - صحن چمن کی جو حالت دکھائی گئی جس وقت اُسکا ظہور ہوتا ہے اُس وقت ایک عالم ہوتا ہے کہ از خود رفتگان عشق کے جنون کو اور ترقی ہو جاتی ہے - مگر اصل یون ہے کہ جوش کے یہ ظاہری نمونے دیکھ کے جب وہ وقت یاد آ جاتا ہے جب ہماری رگون مین حمیت قومی کا جوش تھا ہمارے قومی باغ مین دلچسپیون اور ترقیون کی چہل پہل تھی اور ہماری قومی زندگی کا شباب تھا تو بے اختیار آنسو بھر آتے ہین اور دل کچھ ایسی افسردگی کے ساتھ اس لفظ "جوش" کے

Marfat.com

بھلا دینے کی صلاح بتاتا ہے کہ حوصلے پست ہو جاتے ہین - افسوس اب ہمین وہ اسپیکر بھی نہین ملتے جو ہمین ترقی کا جوش دلائین اور ہمارے دلون مین جوش پیدا کرین اگر اُن دنون کے اسپیکرون مین سے کاش ہمین کوئی اسپیکر ہی ملجانے اور پرجوش الفاظ مین غیرت دلانے تو یقین ہے کہ ہمارے دلون کا جوش اس طرح اُبھر پڑے جس طرح فصل گل کا عالم دیکھ کر جنون آوارگان ہجران کے جوش مین ترقی ہوتی ہے - افسوس نہ کوئی یاد دلانیوالا ہی ہے نہ کوئی یاد کرنے والا - اے ہمارے پاک خدا! تو ہمارے قومی جوش مین برکت دے -

کامیابی

خدا جانے خواب تھا کہ خیال تھا مگر اتنا ضرور کہین گے کہ مزے کا عالم تھا - غرض اسوقت طبیعت کو ذرا اطمینان سا حاصل ہو گیا - مکروہاتِ زمانہ سے ایکدم بھر کو رہائی نصیب ہو گئی تھی - قاعدے کی بات ہے کہ جب انسان کو اپنے افکار سے نجات ملتی ہے تو اور طرف متوجہ ہوتا ہے لہذا اگر ہم بھی ایک شوق کی نظر سے ادھر اُدھر دیکھنے لگے تو کچھ قصور نہین ہوا - چارون طرف ایک میدان نظر آیا جو دامان تمنا کی طرح پھیلتا چلا گیا تھا - یہ میدان نہایت ہی دلفریب تھا - اور واقعی اُس مین کچھ اس قیامت کی دلکشی تھی کہ دیر تک ہم اپنے تئین بھولے رہے - اور طرف تو خیر مگر سامنے نظر دور تک بڑھی اُس میدان کا دلچسپ سین طے کر کے ایک پہاڑ کے دامن مین پہونچی - نگاہ کی رفتار زمانے بھر مین مشہور ہے اور کون نہین کہ سکتا کہ بڑی بڑی دشوار گذار منزلین سہولت کے ساتھ طے کر جاتی ہے - زیادہ طول دینے سے کیا فائدہ؟ دامن کوہ تک پہونچا تھا کہ ہماری نظر ایک جست مین اُسکی چوٹی پر تھی - یہ معمولی بات ہے کہ اکثر پہاڑون پر چڑھتے وقت بہت سی چٹانین اور مختلف قسم کے نشیب و فراز مزاحم ہوا کرتے ہین مگر نگاہ کی رفتار ان چیزون کو دھیان مین بھی نہین لاتی اور اس پیچیدہ اور سنگستانی راستے پر اُسی طرح دوڑتی ہوئی جاتی ہے جس طرح کسی مسطح تختے پر - پہاڑ کی چوٹی بہت بلند معلوم ہوتی تھی اور انسان خیال کر سکتا تھا کہ شاید اس سے اونچا پہاڑ دنیا بھر مین نہ ہوگا پہاڑ کی چوٹی پر ایک تصویر تھی اور اُس مین دو وصف نہایت کمال کے ساتھ پائے جاتے تھے - ایک تو یہ کہ گو بہت دور تھی مگر اس قدر صاف نظر آتی تھی کہ کوئی نزدیک

Marfat.com

کی چیز بھی کیا نظر آئیگی۔ اور دوسرا وصف اُسکی وضع کے اعتبار سے تھا۔ یعنی یہ کہ ہر شخص جو اُس تصویر کو دیکھتا تھا اپنے زعم مین سمجھتا تھا کہ اس تصویر سے جو دلچسپی مجھے ہے وہ کسی کو ہوگی نہ تصویر نہایت خوبصورت بنی ہوئی تھی۔ اور بظاہر معلوم ہوتا تھا کہ اس سے زیادہ خوبصورت چیز آج تک کبھی نظر سے نہین گذری۔ اور شاید یہی سبب تھا کہ جس نے ایک نظر دیکھ لیا فریفتہ ہوگیا۔ اسی عام قاعدے کے موافق ہماری نظر بھی وہان گئی تو وہین کی ہو رہی۔ اُس مقام سے ہٹنا دشوار ہوگیا۔ ابھی تک تو ہماری نظر ہی اُس راستے پر گئی تھی اب خود ہماری رفتار کا مرکز بھی وہی تصویر ہوگئی۔ عجب ذوق و شوق اور جوش و خروش سے اسی طرف کی سیدھ باندھ کے روانہ ہوے۔ چلتے وقت اودھر اُدھر پلٹ کے دیکھا تو سب ہی اس سفر کی تیاریان کر رہے تھے۔ اپنے جوش کو ذرا اور بڑھایا اور تیزی سے قدم اٹھا اُٹھا کے چلنے لگے کہ سب کے پہلے ہم ہی پہونچ جائین۔ بڑی مصیبتون سے ہانپتے ہوے یہین کوہ تک پہونچے۔ بالکل تھک گئے تھے۔ اور گویا پاؤن کی طاقت نے جواب دیدیا دم بھر کے لیے ٹھہر گئے کہ ستالین۔ اودھر اُدھر دیکھا تو اور لوگ جو ہمارے ساتھ یہ سامان کر رہے تھے وہ بھی ہمارے برابر ہی یہان تک پہونچ گئے تھے۔ بڑی حیرت ہوئی کہ بیکار ہی ہم دوڑتے آئے۔ خیال آیا کہ کہین ایسا نہ ہو کہ ہم یہین بیٹھے ستایا کرین اور لوگ آگے نکل جائین۔ فوراً اُٹھ کھڑے ہوے اور تھکے ہوے پاؤن سے کام لیا یہین کوہ تک تو بآسانی چلے آئے تھے مگر اب مصیبت کا سامنا ہوا۔ ابھی تھوڑی ہی چڑھائیان چڑھی تھین اور تھوڑی ہی چٹانون کو طے کیا تھا کہ پہاڑ کے وسط مین ایک مسطح مسافت نظر آئی۔ بظاہر تو اس مسافت کا طے کرنا آسان تھا مگر قدم اُٹھاتے ہی قیامت کا سامنا ہوگیا۔ پہاڑ کا مسطح حصہ جہان تک نظر آتا تھا وہ سب ایک گہرا دلدل تھا۔ اگر اُسی وقت سے کچھ تدبیر کرتے جب گھٹنون ہی تک دلدل مین دھنسنے کی نوبت آئی تھی تو شاید کوئی اور راستہ ملجاتا۔ مگر ہم کچھ ایسے جوش مین جا رہے تھے کہ دلدل کا خیال بھی نہ کیا اور آگے قدم مارتے چلے گئے۔ آخر کمر کمر تک اور پھر گردن تک دلدل مین جا رہے۔ اور ایسے پھنسے کہ بالکل بےبس ہوگئے۔ جب اس قابل نہ رہے کہ ذرا بھی آگے بڑھنے کا زور لگائین تو قوت نے مایوس کرکے ساتھ چھوڑ دیا۔ آنکھون مین آنسو بھر آئے اور عجب حسرت کی نگاہ سے اُس پیاری دلفریب تصویر کو دیکھا جو چوٹی پر نظر آرہی تھی۔ یہ بالکل بیکسی کا وقت تھا

Marfat.com

اور ہرگز امید نہ ہو سکتی تھی کہ کوئی ہماری مدد کو آئیگا۔ ناگہان آسمان سے ایک فرشتہ اترتا نظر آیا۔ اُسنے آتے ہی کہا" تو یہان تک اپنی قوت سے آیا ہے تو اب مین تیری مدد کرون۔ مین اسی لیے ہون کہ انسان کی مدد کرون مگر اُسوقت جب وہ اپنی قوت سے پورا کام لے چکے۔ جو لوگ اپنے تئین خود ہی بیکار کر دیتے ہین اُن سے مجھے کچھ علاقہ نہین۔ لا اپنا ہاتھ بڑھا مین تیرا ہاتھ پکڑکے تجھے اس مصیبت سے نجات دلا دون گا" پوچھا" اے فرشتۂ غیب تیرا نام کیا ہے؟" جواب ملا" مجھے ہمت کہتے ہین۔ مین تیری ہی ہمت ہون مگر اُسوقت کام آتی ہون جب تو خود اپنے لیے کچھ کر لے" آخر اُس فرشتے نے ہاتھ پکڑکے اس جانکاہ آفت سے نجات دلوائی اور دلدل کے میدان سے نکال کر اُس پار کھڑا کر دیا۔ اپنی کامیابی پر خوش ہو کے فخر کی نظر سے ادھر اُدھر دیکھا۔ اگرچہ وہ انبوہ نہین نظر آیا جو ابتدا سے ساتھ ہوا تھا مگر بعض اور بھی نظر آئے جو ہمت کی مدد سے یہان تک پہونچ گئے۔ بلکہ بعض ہم سے پہلے پہونچے تھے۔ جنھین ہم نے نہایت حسد کی نگاہ سے دیکھا اور لپکے کہ اُنسے آگے نکل جائین۔

ہمت بھی انھین لوگون کے کام آتی ہے جو آپ اپنی مدد کرتے ہین

الغرض آگے روانہ ہوے۔ اب ٹھوکرین کھاتے اور چٹانون سے بچتے چڑھتے چلے جاتے تھے۔ ایک مقام پر دو راستے نظر آئے اور تردد ہوا کہ کس طرف چلین ایک راستہ تو بہت اونچا ہوتا چلا گیا تھا۔ اور اسی معمولی طریقے پر تدریجاً بلندی کو گیا تھا۔ ہمارے بہت سے ساتھی اُس بلند راستہ پر ہو لیے۔ مگر ہمین عقل سے معلوم ہوا کہ جس چوٹی تک ہم جانا چاہتے ہین یہ راستہ وہان نہین گیا ہے۔ اس خیال سے ہمنے اور چند اور لوگون نے دوسری راہ اختیار کی۔ جو لوگ بلندی کی راہ سے گئے تھے وہ جاتے جاتے ایک اونچے پر پہونچے اور وہان جا کے دیکھا تو آگے اس قدر نشیب تھا کہ نیچے دیکھ کے ڈر معلوم ہوتا تھا۔ وہ مقام اس قدر بلند تھا کہ ہم کیا ساری دنیا اُن لوگون کو دیکھ رہی تھی۔ شاید کوئی مقام نہ ہوگا جہان کے لوگ اُنھین نہ دیکھ رہے ہون۔ وہ نہایت حیران ہوے اور اپنی غلطی پر پچھتانے لگے ایک تردد کے عالم مین کھڑے سوچ ہی رہے تھے کہ ایک بدصورت اور مہیب شکل کا دیو خدا جانے کس طرف سے آگیا۔ پہلے تو وہ اُنھین دھمکاتا رہا اور چونکہ اُسی جانب آ کے کھڑا ہو گیا تھا جس طرف سے وہ لوگ آئے تھے اسلیے اُنھین پلٹنا بھی دشوار ہو گیا۔ بیچارے سہمے جاتے تھے اور قریب تھا کہ نیچے گر پڑین کہ اُس دیو نے اپنے منہ پر ہاتھ پھیرا اور اُسکے ہاتھ سے

Marfat.com

ویسا ہی چھوٹ آئی اور وہی ہاتھ بڑھا کے ایک ایک کے منہ پر پھیرنا شروع کیا۔ جسکے منہ پر ہاتھ پھیرا کالا ہو گیا۔ اور دنیا بھر کے لوگ دیکھ دیکھ کے ہنسنے لگے۔ اسکے بعد اُس دیو نے گونج کر کہا "یہ قلعہ حرص کا ہے۔ جو لوگ اعتدال سے گذر کر حرص کی بلا میں پڑ جاتے ہیں انکی یہی سزا ہے۔ اور ابھی کیا ہے۔ سزا تو باقی ہے" یہ کہکے اُسنے ایک ایک کو پکڑ پکڑ کے اور چاروں طرف دکھا دکھا کے نیچے پھینکدیا۔ بظاہر اب وہ لوگ پاش پاش ہو گئے ہونگے مگر کسی کو بھی نہ معلوم ہوا کہ کہاں گرے۔ کیونکہ جس طرف اُسنے پھینکا تھا ایسا نشیب کا مقام تھا اور اس قدر تاریکی تھی کہ کسی کو پتہ نہیں معلوم ہوتا تھا اور شاید خود سے کوئی اُس مقام تک پہونچ بھی نہ سکتا ہو۔

جو لوگ حرص میں مبتلا ہیں وہ بدنامی کے بعد گمنامی کے غار میں پھینکدیے جاتے ہیں

ہم اور ہمارے ساتھی اطمینان کے ساتھ چلے جاتے تھے۔ جاتے جاتے ہمون نے پھر اُس تصویر کو نظر اُٹھا کے دیکھا۔ بہ نسبت سابق کے اب قریب تھی اور معلوم ہوتا تھا کہ گویا ہم لوگ بہت پاس پہونچ گئے ہیں۔ خوشی کے ساتھ دل میں شوق اور جوش نے ترقی کی۔ وہ کیسے خدا کو کچھ بھلائی منظور تھی کہ اس جوش کے اُبھرنے کے وقت ہم اپنی معمولی چال چلا کیے۔ مگر ہمارے ہمراہی تیزی سے بڑھے۔ صاف صاف کیون نہ کہیں اپنی قوت سے زیادہ دوڑنے لگے۔ اور اس طرح کہ نظر تو اُس تصویر کی طرف تھی اور پاؤن سنگستانی زمین پر پڑ رہے تھے۔ یکایک ہماری راہ میں ہی ایک ایسا مقام پڑا جسکے آگے ایک بہت ہی نیچی گھاٹی تھی۔ وہ لوگ جو رَو میں دوڑتے چلے جاتے تھے بلا دیکھے بھالے وہان تک پہونچ پہونچ کے گرنا شروع ہوے۔ ہم پیچھے سہولت سے آ رہے تھے۔ لہذا حیرت تھی کہ یہ لوگ وہان پہونچ پہونچ کے کیا ہو جاتے ہیں۔ دل میں ڈرے اور سنبھل سنبھل کے چلنے لگے۔ جب وہان پہونچ کے دیکھا تو ہوش اُڑ گئے۔ ہمارے ساتھی نیچے چوٹ کھائے پڑے تھے اور دردناک آواز میں نالہ و فریاد کر رہے تھے۔ چند منٹ اُنکے حال پر افسوس کر کے اپنی فکر ہوئی کہ اب ہم کس طرف سے جائیں جو مقام نہایت پُر خطر تھا۔ بغور دیکھا تو معلوم ہوا کہ دہنے ہاتھ کی طرف ایک راستہ گیا ہے اور چکر کھا کے اُسی طرف گیا ہے جدھر ہم جانا چاہتے تھے۔

جو تیز چلتا ہے وہ گر پڑتا ہے

اُسی طرف مڑے اور دل میں ٹھان لی کہ کسی طرح کوشش کر کے منزل مقصود تک پہونچ جانا چاہیے۔ جب یہ چکر نکل گیا راستہ بہت صاف معلوم ہوا۔ مگر ہم اُسی طرح سہولت

Marfat.com

سے آہستہ آہستہ قدم اُٹھاتے ہوے چلے جاتے تھے - کیونکہ بخوبی تجربہ ہو چکا تھا - الغرض مرتے کھپتے اور یہان تک بخوشی خاطر پہونچ جانے پر خوش ہوتے ہم اور ہمارے چند ہمراہی جا رہے تھے - یہان پہونچ کے ہم سبھون نے پلٹ کے دیکھا کہ دیکھین ہم کس قدر بلندی پر چڑھ آئے ہین - دنیا بہت نیچی معلوم ہوئی اور سب لوگ بدحواسی کے ساتھ ہماری طرف دوڑتے اور ٹھوکرین کھاتے نظر آئے - ہمنے اپنی خوش نصیبی پر خدا کا شکر کیا - مگر ہمارے ساتھیون کے دل مین کچھ ایسا غرور تھا کہ اُن لوگون کی طرف دیکھکے بہت ہنسے - اور جوش مین آکر کودنے لگے - یہ لوگ کچھ ایسی مستانہ روی سے کودتے اُچھلتے چلے کہ اتنی دُور کے تھکے ہوے پانون من من بھر کے ہوگئے - طاقت نے جواب دیدیا - اور بالکل چلنے کے کام کے نہ رہے - آخر تھک کے بیٹھ گئے اور اُس تصویر کو جو اَب بہت ہی نزدیک تھی حسرت کے ساتھ دیکھنے لگے - یہ اپنے ہاتھون سے اپنے پانون سہلاتے جاتے تھے - اور اُس میدان مین بیٹھے اپنی ناکامی پر افسوس کر رہے تھے - ہمنے ہمدردی کی راہ سے پاس جاکے چاہا کہ اُن مین سے کسی کو اُٹھائین اور اپنے ساتھ لیجائین - مگر افسوس ہم اُنکی بالکل مدد نہ کرسکے - اُن مین اتنی بھی طاقت نہ تھی کہ کسی کے سہارے سے چل سکین -

غرور کرنیوالے اپنی کوششون مین آپ تھک جاتے ہین

خلاصہ یہ کہ ہم نے سب کا ساتھ چھوڑا اور تن تنہا آگے روانہ ہوے - اب وہ مقام بالکل قریب ہی تھا - اور ہم تھوڑی سی محنت سے اُس تصویر تک پہونچ گئے - یہ تصویر ایک ایک نہایت ہی حسین و نازنین عورت کی تھی - سر پر سونے کا تاج تھا اور اُس تاج پر لکھا ہوا تھا "کامیابی" - تصویر کے برابر ایک دروازہ تھا - یہ دروازہ نہایت خوشنما بنا ہوا تھا - اور اُسکی عظمت اور شانداری سے معلوم ہوتا تھا کہ اسکے اندر جو کچھ ہوگا خوب ہوگا -

چونکہ یہان تک پہونچتے پہونچتے ہم بہت تھک گئے تھے اور یہان پہونچکر استغنا سا ہو گیا تھا اسلیے اطمینان سے بیٹھ گئے - پہلے تو بیٹھے بیٹھے اُس تصویر کو دیکھا کیے جسکے دیکھنے سے کسی طرح سیری نہین ہوتی تھی - اُسکے بعد اپنی پشت کی طرف دیکھنا شروع کیا -

یہ وہ مقام تھا جس سے زیادہ بلند کوئی مقام نہین - ساری دنیا ہمین اپنے سامنے نظر آ رہی تھی - جب تک ہم اُس پہاڑ کے نیچے تھے اُسوقت تک دنیا نہایت بُری اور فکرمندی کی جگہ معلوم ہوتی تھی - دل مین کچھ ایسی فکرین سمائی ہوئی تھین کہ دنیا کی کوئی چیز بھلی

نہیں معلوم ہوتی تھی۔ مگر اس بلندی پر چڑھ کے دیکھا تو دُنیا کا مجموعی سین نہایت ہی دلفریب معلوم ہوا۔ واقعی دنیا کا چہرہ نہایت خوبصورت ہے۔ قدرت نے اسے عجیب پیاری صورت دی ہے۔ ہم کیا کہیں کہ اسوقت ہمارے سامنے کیا تھا؟ سمندر لہریں لے رہے تھے۔ پہاڑوں کی چوٹیاں آسمان سے باتیں کر رہی تھیں۔ دریا بہ رہے تھے۔ نہریں جاری تھیں کہیں دھوپ تھی۔ کہیں سایہ تھا۔ اور کہیں پانی برس رہا تھا۔ ہوائیں چل رہی تھیں۔ طیور زمین کے پیارے چہرے پر ادھر اُدھر قربان ہوتے پھرتے تھے۔ سڑکیں کوسوں تک چلی گئی تھیں۔ کہیں آبادی تھی اور کہیں ویرانہ تھا۔ کسی جگہ گھنے جنگل سطح زمین کو چھپائے ہوئے تھے۔ اور کسی مقام پر ہزاروں کوس تک صحرا و بیابان پُرشوق ہاتھوں کی طرح دامن آرزو پھیلائے تھے۔ عالیشان عمارتیں کہیں دنیا کی قدامت کو یاد دلاتی تھیں اور کہیں نئی جدتوں کا نمونہ دکھاتی تھیں۔ جا بجا باغات تھے۔ اونچے اونچے درخت جھوم رہے تھے اور چھوٹے چھوٹے پودے اُمنگوں پر آئے ہوئے پریرخوں کی طرح اپنی بہار دکھا رہے تھے۔ پھولوں کے تختوں پر مختلف رنگوں نے عجب بہار کا سماں پیدا کر رکھا تھا۔ ہرے ہرے کھیت اور سبزہ زار لہلہا رہے تھے۔

اس سین کے ساتھ دنیا کے لوگوں کو دیکھا تو نسل انسانی عموماً اُسی تصویر کی طرف متوجہ معلوم ہوئی جسکا شوق ہمیں اس مقام پر کھینچ لایا تھا۔ ہر پیشے اور ہر فرقے۔ ہر قوم و ہر مذہب۔ ہر ملک اور ہر جزیرے کے لوگ ہمیں اپنی ہی طرف آتے دکھائی دیتے تھے۔ عرب کے قافلے۔ افریقہ کے اونٹوں کی قطاریں۔ فرانس کے تاجر۔ امریکہ کے طباع۔ انگلستان کے انجنیر۔ روس کی فوجیں۔ ٹرکی کے بہادر۔ چین کے صناع۔ ایران کے فصحا۔ ہندوستان کے مفلس۔ سلطنتوں کی فوجیں۔ ملکوں کی رعایا۔ مذہبوں کے مقتدا۔ سب اسی طرف چلے آتے تھے۔ سمندر کی کشتیاں۔ خشکی کی گاڑیاں۔ بڑے بڑے جہاز۔ لمبی لمبی ریلوے ٹرینیں جسے دیکھا اُسے اپنی ہی طرف آتے پایا۔ قسم قسم کے اوزار۔ وضع وضع کے اسلحے۔ طرح طرح کی کتابیں اُن لوگوں کے ہاتھ میں تھیں جو ایک جوش و خروش کے ساتھ ادھر کھچے چلے آتے تھے۔

ان لوگوں کو آتے دیکھ کر دل میں خیال آیا کہ کہیں ایسا نہ ہو ہم یہ تماشا دیکھا کریں اور وہ لوگ پہنچ کے دروازے کے اندر کی سیر کر آئیں۔ اُٹھے اور دروازے کے قریب گئے

Marfat.com

دروازہ بند تھا - اور محراب میں کچھ لکھا نظر آیا - پڑھا تو یہ عبارت کندہ تھی "جسے دائمی زندگی اور سچی خوشی پسند ہو اُسکے لیے یہ باغ اور محل ہے - مگر اسکے اندر وہی داخل ہوسکتا ہے جسنے اولو العزمی کی منزل طے کی ہو - اور اُس ملک کی تصویر تک پہونچ گیا ہو جو کامیابی کا تاج پہنے بیٹھی ہے"

اتنے میں چند اور شخص آ گئے - یہ بالکل یوروپین وضع کے تھے - انگریزی ٹوپیاں سر پر تھیں - اور کوٹ پتلون زیب بدن تھا - ان لوگوں نے آتے ہی دروازے پر دستک دی - ایک نورانی صورت کا فرشتہ اندر سے نکلا - اور نہایت تپاک سے ہاتھ ملا کر اندر لیے چلا گیا - ہم نے دل میں کہا خوب ترکیب معلوم ہو گئی - بڑھ کے ہمنے بھی دستک دی - وہی فرشتہ نکلا اور ہماری صورت دیکھنے لگا - ہمیں نہایت حیرت ہوئی کہ تپاک سے ملنے کی جگہ وہ صرف ہماری صورت دیکھ رہا تھا - جب اُس سے کوئی حرکت نہ محسوس ہوئی تو ارادہ کیا کہ خود ہی بے تکلف دروازے کے اندر چلے جائیں - ہمارا قدم بڑھانا تھا کہ اُسنے ایک کے ہاتھ پکڑ لیا - اور کہا "ہوش میں ہو کہ نہیں ؟"

ہم - "ہوش میں نہ ہوتے تو یہاں تک کیونکر آتے ؟"

فرشتہ - "خواب میں آنے کا اعتبار نہیں - صرف تم کو یہ راستہ دکھا دیا گیا ہے کہ اپنے ہم ملکوں کو لے آؤ - ورنہ ابھی تم یہاں کے مجاز نہیں"

ہم (جھلا کر) "سوتے آپ ہونگے - ہم تو اچھے خاصے جاگ رہے ہیں"

یہ کہنا تھا کہ اُسنے ہمارے دونوں ہاتھ پکڑ کے اس زور سے ہلائے کہ بے تحاشا آنکھ کھل گئی - آنکھیں ملتے اُٹھ بیٹھے - دیکھا تو اُسی مقام پر تھے جہاں سے چلے تھے اور اتنی محنت کرکے پہونچے تھے - افسوس !

اندھیری رات کا خواب

بزم جاناں والوں کو کیا معلوم کہ ہجر نصیبوں پر آج کیا گذر گئی - اور یاران طرب کی صحبتوں سے لطف اُٹھانیوالے کیا جانیں کہ بیچارے غربت زدہ کس حال میں ہیں - جلوان یار تو وہ سماں دیکھ رہے ہیں جو غریب ہجران نصیبوں کو کبھی چاندنی رات میں نہ نصیب ہوا - کوئی با ہوش پہلو میں ہے - اور آرزوئیں دست بستہ سامنے کھڑی ہیں

ایک پیارا چہرہ نہیں چاند کا ٹکڑا نظر کے سامنے ہے۔ جسکی شعاعیں دل کی اُس تاریک منزل کو روشن کیے دیتی ہیں جہاں معمولاً ارمان بھٹکتے پھرتے ہیں۔ وہ تاریک مقام جہاں ہجوم شوق سے کسی آرزو کا پتہ نہ لگتا تھا وہاں بھی ایسی روشنی ہے کہ ہزاروں آرزوؤں کو نکالتے ہیں اور پورا کرتے ہیں۔ دستِ شوق فرقت زدوں کے ہاتھوں کی طرح گریبان سے دامن کی طرف اور دامن سے گریبان کی طرف بہک نہیں جاتا بلکہ جب پڑتا ہے موقع ہی سے پڑتا ہے۔ کمرہ اس طرح جگمگا رہا ہے کہ روشنی کی زیادتی اُس حسرت نصیب تاریکی سے ملی جاتی ہے جہاں آوارہ گرد بھٹکتے پھرتے ہیں۔ یعنی آنکھوں میں خیرگی آئی جاتی ہے۔ پھر اس منزل عیش میں انھیں بھلا کب یاد آتا ہوگا کہ آج کی کالی رات دشت وحشت والوں پر کیا قیامت ڈھا رہی ہے۔ اگرچہ اُنکی مصیبت یاد کر کے تمام خوشیوں پر ایک حسرت چھا جاتی ہوگی مگر نہیں انکو یاد کر لینا چاہیے۔ عشرت کی گھڑی میں غم کا یاد کر لینا سرور کے نشے کو حد سے گذرنے نہیں دیتا ہے۔

بزم جاناں والوں کی مقصدوری کا سامان تو دیکھ لیا اب ذرا اُن خوش قسمتوں کو بھی دیکھیے جو یاران وطن میں مند بیٹھے ہیں۔ چونکہ نئی تہذیب کا زمانہ ہے لہذا وہ لیمپ روشن ہے جسکی روشنی اپنی تیزی کی وجہ سے کمرے میں سما نہیں سکتی۔ ایک نظر فریب نورانیت دروازے کھلے ہوے دروازوں پر اُسکی شعاعیں دیکھ کر نیچے گذرنیوالے بھی دم بھر کے لیے ٹھہر کے لطف اُٹھا لیتے ہیں۔ سفید دیواروں پر روشنی کی شعاعوں نے ایک ایسا سنہرا پانی پھیر دیا ہے کہ کسی کے نازک بدن کی کُندنی رنگت اور کسی کے رخسار آتشیں بے تکلف یاد آ جاتے ہیں۔ ظریف طبع نوجوانوں کی بذلہ سنجیوں پر قہقہے اُڑ رہے ہیں اور خوش مذاق ارباب وطن کے لطیفے ہماری اُس مادری زبان کی خوبیاں ظاہر کر رہے ہیں جسکے مٹانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ زندگی اس بےفکری میں گذر رہی ہے کہ قومی ادبار بھی بھولا ہوا ہے۔ قہقہوں کی آوازوں نے کمرے کی فضا کو اس قدر بھر لیا ہے کہ یہاں تک اُس نالۂ و فریاد کی حسرت خیز صدا بھی نہیں آتی جو دیوار کے نیچے کسی مبتلاے الم کی آہ شرربار کے ساتھ بلند ہوتی ہے۔ روشنی کی اُجلی کرنیں ذہن نے اُس خزانے کو منور کیے ہوے ہیں جہاں سے علمی ورثے کے نازک خیال دلفریب لطیفوں کو ڈھونڈھ کے نکال لاتے ہیں۔ انھیں بھی نہیں معلوم کہ رات کیسی کالی اور کس درجہ مہیب ہے۔ یہ بھی غم کی گھڑی کو بھولے بیٹھے ہیں۔

Marfat.com

خبر بھی نہین کہ کوئی کس حال مین ہوگا۔ ہاے کسی کو بھی اُس حرمان نصیب کا خیال نہین جو یاس وحسرت کے بیچ مین بلاخیز منزل مین کھڑا نالہ کشی کر رہا ہے۔

بلاکشان فرقت۔ آج تمھین یقین آیا ہوگا کہ غم کا کوئی ساتھی نہین۔ اس اندھیر مین تم کیسے تنہا بیٹھے ہو؟ کوئی بھی ہے؟ تمھارے خیالات بھی تو ڈر کے مارے تمھاری آنکھون کے سامنے سے بھاگ کر دل مین جا چھپے ہین۔ سنا ہے کہ امیدین تک بھی جا... ہین اور آرزوؤن کو بھی نکلتے ڈر معلوم ہوتا ہے۔ جس خورشید کی تمنا ہے وہ یاد بھی آتا ہوگا تو اس طرح کہ سامنے آیا اور آتے ہی خوف سے کانپنے لگا اور غائب ہوگیا۔ ... اور تمھین تازہ صدمہ دیجاتی ہوگی۔ کسی کو ڈرتے دیکھ کر دل مسوس کے رہ جاتے ہوگے... غنیمت سمجھو کہ اس تاریکی مین ایک ہم سا حسرت پسند تمھین ڈھونڈھنے نکلا ہے۔ اندھیر... مین کچھ سوجھتا ہی نہین۔ کدھر ہو؟ کچھ منہ سے بولو تو معلوم ہو۔ آؤ ہم تم دونون بیٹھ... یہ آفت نصیبی کا سمان دیکھین۔

یہ سین جو تمھین اس آفت خیز مقام مین نظر آرہا ہے عجب بیتاب کر دینے والا سین... ہم تو اس سین کا نقشہ کھینچکے زمانے بھر کو دکھا دیتے اور اس خوبی سے کہ جسکی نظر پڑ جا... تڑپ جاتا۔ مگر جب کوئی چیز نظر ہی نہین آتی تو کیا خاک کوشش کرین۔ یہان تو حسرتو... اور مایوسیون پر بھی غم کی ایسی سیاہ چادر ڈالدیگئی ہے کہ کوئی سامانِ الم بھی نہین دکھائ... مگر خیر۔ آؤ خیال سے مدد لیکے دیکھین کہ اسوقت کیا ہو رہا ہوگا۔ اور یہ تاریکی دنیا پر کیا... ڈال رہی ہوگی۔ نظر نہین کام کرتی تو کیا ہوا ہم یون بھی بہت سی ایسی باتین بتا... ہین جو اس کالی ظالم رات کی تصویر کھینچ دینگی۔ وصلت نصیبون کے خیالات کسی... دست درازیون سے بکھر جانیوالے لمبے بالون مین اُلجھے ہوے ہین۔ یارانِ وطن کے... ان باتون کی تلاش مین مین جنھین وہ تازہ کنبالیون کی مدد سے نورانی سینون مین ڈھ... رہے ہین۔ بعض بلاکشان غربت اور چند جنون آوارگانِ فرقت کے خیالون کے سا... ہمارا خیال اس اندھیری رات کی طرف متوجہ ہوا ہے جو غریبون پر ستم ڈھا رہے ہین... رات زیادہ آچکی ہے۔ دنیا والون پر زیادہ غفلت طاری ہوئی تو آسمان... اپنا پاسبانی کا کام اور ہوشیاری سے انجام دینا شروع کیا۔ اسلیے کہ تارون نے... آنکھین زیادہ کھولدی ہین۔ یا یون کہیے کہ جس طرح وفورِ غم سے داغِ جگر زیادہ اُبھر...

Marfat.com

میں اُسی طرح تاریکی زیادہ پھیلی تو تارے اور چمک اُٹھے۔ صحرا ہے اس سبب سے پرندوں کی بھی آواز نہیں آتی۔ جوشِ جنون کے ساتھی اور دشتِ وحشت کے رفیق وحشیانِ صحرا کی بھیانک آوازیں آدھی رات کی ہواؤں میں گونج رہی ہیں۔ سنّاٹے کی آواز جس نے ایک سنسناہٹ پیدا کر دی ہے اُس میں کچھ ایسی بیخودی کی تاثیر بھری ہوئی ہے کہ بیقراری کے عالم میں بھی بے اختیار جی چاہتا ہے آنکھیں بند کر کے لیٹ جائیے۔ کسی کسی وقت ہوا چلنے لگتی ہے اور درختوں کے پتے کھڑکھڑانے لگتے ہیں اور تھوڑی دیر کے بعد پھر سناٹا ہو جاتا ہے اور وہی ایک حسرت ناک سکوت کا عالم تاریکی کے آثار کو اُبھار اُبھار کے نمایاں کرنے لگتا ہے۔ گھڑی گھڑی نظر گھبرا کے آسمان کی طرف جاتی ہے کہ شاید وہاں کوئی تارا ہی نظر آجائے مگر افسوس اب وہاں بھی ناکامی ہونے لگی۔ کیونکہ ابر گھر آیا ہے۔ مایوسی کے ساتھ نگاہ پلٹی تو اور غضب ہو گیا۔ اب تاریکی کچھ پہلے سے بھی زیادہ ہے۔ ہاتھ کو ہاتھ نہیں سوجھتا درختوں کے بعض چکنے پتوں پر کسی کسی تارے کی شعاع پڑ جاتی تھی اور اُن گھٹا ٹوپ اندھیرے میں اُسکی مٹی مٹی روشنی دیکھ کر گھبراتے ہوئے دل کو ذرا تسلی بھی ہو جاتی تھی۔ ہائے اب وہ بھی نہیں۔ بادل گرجنا شروع ہوا اور نہ نظر آنیوالی فضا میں مہیب آواز گونجنے لگی۔ وحشیانِ صحرا خدا جانے کس کونے میں دبک رہے کہ اب اُنکی آواز بند ہے۔ آسمان کے مست خرام بادل ہاتھیوں کی طرح جھومتے ہوئے نکلے تو سب خوفزدہ ہو کر بھاگ گئے۔ گرسلے اور رکانِ غربت تم میں سے جو کوئی یہاں بیٹھا ہو وہ اور ہم اس تاریکی میں کہاں جا سکتے ہیں۔ ہمارے لیے کوئی مفر نہیں۔ کہیں پناہ نہیں۔ مینہ برسنے لگا تو کیا ہوگا؟ اتنے میں بجلی چمکی اور ہوا زور و شور سے چلنے لگی۔ درختوں کے پتے زور زور سے کھڑکھڑانے لگے۔ اور ایک قیامت خیز طوفان نے جنگلی درختوں کے اُس سلسلے کو جو سامنے زمین میں ملا ہوا آسمان کے رنگ سے کچھ کچھ جدا معلوم ہوتا تھا درہم برہم کرنا شروع کیا۔ وہ سیاہی جو درختوں کی وجہ سے سلسلہ وار آسمان کے کنارے کنارے دور تک چلی گئی تھی اُس میں ایک نشیب و فراز کی کیفیت نظر آنے لگی۔ جس وقت بجلی چمک جاتی ہے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کس طرح پتے زور زور سے ہل رہے ہیں۔ اور کتنے ٹہنے پھٹ پھٹ کے زمین پر گر پڑے ہیں۔

اے اے صحرا ہم کہاں جائیں؟ جس طرف نظر اٹھاتے ہیں مایوسی ہی مایوسی

نظر آتی ہے۔ اتنے مین ایک طرف دُور پر کچھ روشنی معلوم ہوئی، یہ روشنی کبھی تو بالکل دب جاتی تھی اور کبھی اُبھر پڑتی تھی۔ ایسے نازک وقت مین یہ روشنی نہایت غنیمت معلوم ہوئی اُٹھ کے اُسی طرف روانہ ہوے کہ اگر پناہ نہ ملی تو کوئی ہمدرد ضرور ملجائیگا۔ گرتے پڑتے چلے۔ کئی بار ایسے گرے کہ زخمی ہوگئے۔ سیکڑون جگہ ٹھوکرین کھائین۔ دامن پیچ پیچ کے خار دار جھاڑیون ہی مین رہ گئے۔ غرض ہزار خرابی اُس مقام تک گذر ہوا جہان وہ روشنی ہو رہی تھی۔ کسی ٹوٹے ہوے شکستہ حال مکان مین ایک چراغ ٹمٹما رہا تھا۔ ہوا کے ہر جھونکے پر یقین ہو جاتا تھا کہ ابکی ضرور گل ہو جائیگا۔ مگر قسمت جسے ابھی باد مخالف کے زور بہت سے جھونکون کی مصیبت دکھانا منظور تھی آڑے آجاتی تھی اور نہین گل ہونے دیتی تھی۔ اس مکان کے دروازے پر کوئی بوڑھا بیکسی کی صورت بنائے سر گریبان بیٹھا تھا۔ اب پانی بھی زور سے پڑنے لگا۔ لپک کے اُس پرانی عمارت کے نیچے پہونچے بوڑھا شاید اسوقت ایک لمبی سانس کھینچ رہا تھا کہ پانون کی چاپ معلوم ہوئی اور چونک پڑا۔ ہنوز سینے کی ٹھنڈی سانس پوری آہ کو تمام بھی نہ کرچکی تھی کہ بوڑھا ہماری طرف متوجہ ہوگیا۔ پوچھا "آپ اسی مکان مین رہتے ہین؟ جواب ملا "ہان" پوچھا "آپ نے یہ ویرانہ کیون اختیار کیا ہے؟" کہا "قسمت" پوچھا "اسم شریف" آواز آئی "ہاے یہ نہ پوچھیے"۔ پوچھا "کیون"؟ کہنے لگا "آپ کو رنج ہوگا" اس سوال و جواب سے ہمدردی کے جوش کے ساتھ اُس بوڑھے کی طرف سے دل مین ایک اُنس بھی پیدا ہوگیا۔ کچھ تو بھیگنے کی تکلیف کچھ حیرت غرض پاس جا کے دیکھنے لگے۔ اُف بوڑھا پھوٹ پھوٹ کے رو رہا تھا۔ اور کانپتے ہوے ہاتھون سے آنسو پونچھتا جاتا تھا۔ آخر روتی آواز سے ہچکیان روک روک کے پوچھنے لگا "آپ کون ہین؟"

ہم نے کہا "ایک غریب و بیکس مسلمان ہین۔ دور سے روشنی دیکھ کر اس امید پر چلے آئے کہ آپ کے ہان پناہ ملجائیگی"۔ یہ جواب سُنکے بوڑھا اور بھی بیتاب ہوگیا اور دھاڑین مار مار کے رونے لگا۔

اُسکی حالت دیکھ کر ہمین اپنی مصیبت بھی بھول گئی۔ آخر نہ رہا گیا۔ پوچھا فرمائیے تو۔ آپ کون بزرگ ہین؟" بولا "مین وہ فرشتہ غیب ہون جو مسلمانون کی مدد کو بھیجا گیا تھا"۔ نہایت حیرت و افسوس سے پوچھا "اسد اکبر۔ اسد رجنا توان

کہنے لگا "کس مپرسی کی وجہ سے میری یہ نوبت ہے۔ ورنہ میں ابھی اچھا ہوتا۔ فکروں نے مجھے بالکل توڑ دیا۔" پوچھا "یہ چراغ کیا ہے؟" کہا "اسلام کا اقبال"۔ ایک آہ کے ساتھ میری زبان سے نکل گیا "افسوس یہ تو گل ہی ہوا چاہتا ہے۔ اور یہ مکان کونسا ہے؟" جواب دیا "اسے دار السلام کہتے ہیں"۔ میں نے کہا "تو مجھے یہاں ضرور پناہ مل جائیگی" بوڑھا کہنے لگا "یہ تو وہ مکان ہے کہ جو اس میں داخل ہوا اُسے پناہ مل گئی۔ اسی کی شان میں ہے۔ مَن دخلہٗ کانَ آمناً۔ مگر اب مجھے خوف ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اُن لوگوں کو لیکر بیٹھ جائے جو اسکے نیچے پناہ ڈھونڈھنے آئے ہیں"۔

الغرض میں جھپٹ کر اُس مکان کے نیچے ہو رہا۔ اب طوفان زور پکڑ گیا۔ آندھی کے جھونکے تھپیڑے دینے لگے۔ اور پانی اس تیزی سے برسنے لگا کہ خدا کی پناہ۔ مکان کی پُرانی چھت جابجا سے ٹپکنے لگی۔ اور ساعت بہ ساعت یقین آتا جاتا تھا کہ مکان گرا چاہتا ہے۔ آخر یہاں تک دہشت طاری ہوئی کہ میں چلّاتے چلّاتے غش کھا کر گر پڑا تھوڑی دیر کے بعد آنکھ کھلی تو نہ وہ مکان تھا اور نہ وہ بوڑھا تھا۔ معلوم ہوا کہ خواب میں یہ عالم نظر پڑا تھا۔

دمِ واپسین

ہر شے کا پچھلا حصہ ایک دردناک اثر رکھتا ہے۔ حسرت پسند دل جو درد آشنا دلوں کی طرح ہر مقام پر دو آنسو بہا لینے کا موقع ڈھونڈھتے پھرتے ہیں ہر چیز کی آخری حالت پر نظر ڈالیں۔ بہت کچھ سامان غم نظر آ جائیگا۔ نئے دولتمند اُن دلخراش کیفیتوں کو نہیں دیکھ سکتے ہیں جنھیں ہماری آنکھیں دیکھ رہی ہیں۔ اگر اُنھیں یہ سیر منظور ہو تو اُن لوگوں کی آنکھوں سے دیکھیں جن کی طرف سے زمانے نے منھ پھیر لیا ہے۔ اور دولت جنکا ساتھ ابھی حال میں چھوڑ چکی ہے یا چھوڑتی جاتی ہے۔ دولتمندوں نے اگر سیر بھی کی ہے تو اُن شکستہ اور قدیم عمارتوں کی جن کے نیچے کوئی آباد نہیں۔ اگر وہ اُن ٹوٹے پھوٹے محلوں کی کیفیت معلوم کیا چاہتے جن کی گرتی ہوئی دیواروں کی آڑ میں اور جن کی ٹپکتی ہوئی بوسیدہ چھتوں کے نیچے اگلے خاندانوں کی تباہ حال نسل ایک بیکسی اور شکستہ حالی کے ساتھ آباد ہے تو وہ حسرتناک سامان دیکھنے میں آئیں جسے ہم بیان کر رہے ہیں۔ وہاں

جو چیز ہوگی خاتمے کا نشان دے رہی ہوگی۔ اور جو شے نظر آئیگی زبانِ حال سے صاف صاف کہ رہی ہوگی کہ "مین کچلی ہون"۔ شروع ہی سے چلو۔ دیوارین گویا چپکے چپکے کان مین کہ رہی ہونگی "ان غریبون سے نہ کہنا ورنہ انکا دل ٹوٹ جائیگا۔ ہم آج ہی کے اور مہمان ہین"۔ چھت بتا رہی ہوگی کہ "نیچے سے ہٹ جاؤ۔ مین آیا ہی چاہتی ہون۔ کہین ایسا نہ ہو کہ کچل جاؤ"۔ زمین ظاہر کر رہی ہوگی کہ "میری سطح صورت جی بھر کے دیکھ لو۔ پھر آؤگے تو یہان گری ہوئی عمارت کا ایک تودہ ہوگا۔ مجھے نہ دیکھوگے"۔ یہ تو خیر قدیم تھیٹر کا ایک اسٹیج تھا۔ جسپر اگلی دنیا نے عجیب عجیب دلفریب تماشے دکھائے ہون گے۔ اب اُسکے ایکٹرون کی صورت دیکھو۔ جو لوگ غم و اندوہ کی وضع بنائے اور صبر کی سل چھاتی پر رکھے اس محل مین ہین وہ خود تو کچھ نہین کہتے مگر اُنکی ہر ہر شے اور ہر ہر وضع صاف کہ رہی ہے کہ "یہ تو خیر کسی کی یادگار رہین مگر انکی یادگار کوئی نہ ہوگا"۔ انکے جسم کے پھٹے کپڑے بتا رہے ہین کہ "آج تو ہمین بھی دیکھتے ہو۔ کل یہ بالکل برہنہ ہونگے"۔ انکے ہاتھ مین اگر کوئی پیسہ ہوگا تو وہ بھی یہ کہ رہا ہوگا کہ "میرے بعد یہ کوڑی کوڑی کو محتاج ہونگے۔ پھر انھین ٹکا نہ نصیب ہوگا"۔ گرستی کی ہر چیز اُن لوگون کی نگاہ بچا بچا کے اشارہ کر رہی ہوگی کہ "ہمارے دیکھنے کا ارمان ہو تو دل کھول کے دیکھ لو۔ پھر نہ پاؤگے"۔ غرض کوئی چیز ایسی نہ ملیگی جو اتنی امید دلاتی ہو کہ "مین کل بھی ہونگی"۔ غم کے پسند کرنے والون نے کبھی کبھی ایسے سین دیکھ پائے ہین جن کو زندگی بھر یاد کر کرکے رویا کرتے ہین۔ مگر افسوس یہ منظر آسودہ حالون کی نظر سے نہین گذرے کہ کاش اور نہین تو عبرت ہی پکڑتے۔

اگر تامل کر کے دیکھو تو دنیا بھر مین حسرت اُسی مقام پر نظر آئیگی جہان کسی چیز کا خاتمہ ہو۔ بزم ماتم والے کیون سینہ کوبی مین دل و جان سے معروف ہین؟ اور بزم عزا والے کیون ایک سناٹے مین بیٹھے ہین؟ صرف اسلیے کہ کسی کو حسرت کے ساتھ چارون طرف دیکھ کر دم توڑتے دیکھ یا سُن چکے ہین۔ یہ کسی کو یاد کرتے ہین کہ "ہائے نامراد گیا!" عالم ہو یا جاہل۔ خوبصورت ہو یا بدصورت۔ جوان ہو یا بوڑھا۔ کوئی ہو جب اس بات کا یقین دل کے رخصت ہونے لگتا ہے کہ اب نہ ملین گے۔ تو کسی مین اتنی تاب نہین رہتی کہ ضبط کیے بیٹھا رہے۔ جب کوئی بستر مرگ پر پڑے پڑے تیمارداروں سے رُک رُک کے یہ کہنے لگتا ہے کہ "ہمارا کہا سُنا معاف کرنا" پھر کس مین اتنی جرأت باقی رہتی ہے کہ آنسو نہ نکلنے دے۔ بڑے بڑے

Marfat.com

سورما بہادر اور جانبازون کو بھی کبھی اس موقع پر پایا ہے تو بچون کی طرح روتے ہی پایا ہ؟
کون ہے جسکو یہین بے بس نہین کر دیتا؟ اور کس کو دیکھا ہے کہ ایسی حالتون مین بھی صابر و شاکر
پایا ہو؟

یہ تو دائمی مفارقت تھی - دور و دراز کے سفر مین کسی جگہ دو ۔ وز زیادہ رہ جانے کا
اتفاق ہوا ہو تو وہان کے دوستون سے رخصت ہوتے وقت چونکہ یہ خیال ہوتا ہے کہ
اب مشکلون مین ملاقات ہوگی ۔ دل قابو مین نہین رہتا - دل کو سمجھا سمجھا کے ضبط کرتے
ہین کہ دوستون سے ہنسی خوشی رخصت ہولین مگر نہین بن پڑتا - آنسو نکل ہی آتے ہین
گھر سے نکلتے وقت چونکہ مدت کے سفر کا پروگرام پیش نظر ہوجاتا ہے اسلیے وہ وقت بھی
زندگی کے آخری حصے کا ایک شائبہ دکھا جاتا ہے - اور یہی وجہ ہے کہ اُسوقت بی بی کی
غمناک صورت نگاہ اُٹھا اُٹھا کے دیکھتے ہین اور نہین دیکھ چکتے ۔ بچون کو گود مین اُٹھا اُٹھا
کے پیار کرتے ہین مگر دل نہین بھرتا -

کچھ اسی پر منحصر نہین کہ دم واپسین کا سمان اُسی مقام پر نظر آئے جہان کوئی دم توڑ
رہا ہو - اور زندگی کے ساتھ دنیا اور دنیا والون سے بھی رخصت ہوتا ہو - بلکہ زندگی کے
انقلابات جبت موقعون پر یہ حسرتناک تماشا دکھا دیتے ہین - جب بچپن کا زمانہ اور بیفکریون
کا سین رخصت ہونے لگا تھا اُسوقت اگرچہ ہمین پورا ہوش نہ تھا مگر پھر بھی کوئی ایسی کیفیت
ضرور دیکھی تھی کہ جوانی بھر افسوس کے ساتھ یاد کرتے رہے اور رو دیکے ۔ بچپن کی بیفکریان
عجب عجب طرح سے ظاہر ہوتی رہین اور کبھی خیال بھی نہ کیا - وہ بھولی باتین - دنیا کو دیکھنے
بھالنے کا شوق - وہ دن دن بھر کھیل مین مصروف رہنا - ماں باپ کے سوا وہ کسی کو
اپنا امیدگاہ نہ سمجھنا - بی شادی کے سوا وہ کسی سے نہ ڈرنا - یہ سب ایسی باتین تھین
کہ کبھی انکی طرف غور نہ کیا - اور غور کیا تو کب؟ جب یہ ساتھ چھوڑ چکین - فکرون کے
میدان مین جس وقت ہمنے اُداس ہو کر قدم رکھا اور جھجکتے جھجکتے اُسکی سرحد مین داخل ہوئے
واقعی وہ ایک پرحسرت وقت تھا - اس مین کوئی شک نہین کہ بچپن کے زمانے کا دم واپسین
تھا - اسکے بعد جوانی نے اگرچہ انکار کا بار سر پر لاد دیا - مگر ہاتھ پاؤن مین قوت بھی اسکے
اُٹھانے بلکہ کچھ نہ سمجھنے کی دیدی تھی - آئندہ مین دل مین پیدا ہوتی تھین - بلکہ حوصلہ کچھ ایسا
بڑھا ہوا تھا کہ خود جان جان سے آرزو مین پیدا کرتے گئے - اسے عجب زمانہ تھا - کچھ ایسا

عالم تھا کہ مرنے کے بعد بھی یاد رہیگا - اور ممکن نہین کہ قیامت تک بھولے - جوانی کی امنگین دل کے ولولے - حوصلون کا بڑھنا - امیدون کا بر آنا اور پھر بھی رہ جانا - عشق کا پریوشون کے کوچے مین سرگردان رکھنا اور نہ تھکنا - وہ عالی حوصلگی - وہ بلند پروازی - بھلا یہ بھولنے کی چیزین تھین ؟ تم ہی انصاف کرو کہ جس وقت ان سب چیزون کا ساتھ چھوٹا ہوگا کیا گذری ہوگی ؟ بس ایسی گذری کہ روتے ہین اور کبھی نہین رو چکتے - کیون ؟ اسلیے کہ یہ سب چیزین جس وقت رخصت ہوئین اُس وقت کو آنکھون سے دیکھ لیا ہے - اور وہ وقت جوانی کا دمِ واپسین تھا - اسکے بعد وہ سِن شروع ہوا جس مین گویا خوشی ہمارے لیے تھی ہی نہین - ایک طبعی سکوت تھا کہ جب کسی سے بات بھی کرنے لگتے تھے تو جی یہی چاہتا تھا کہ چُپ ہو رہین - ہر وقت ایک مایوسی چھائی رہتی تھی - اور یقین ہوتا جاتا تھا کہ جو جو آرزوئین دل مین باقی ہین اب یہ باقی ہی رہین گی - یہ قیامت تک دل ہی مین رہین گی - اس سِن مین وہ بات ہی کون ایسی ہوئی تھی جسکو یاد کرتے - اور اس سِن سے کیا نفع اُٹھایا تھا کہ رخصت ہوتے وقت یاد آتا - مگر تھا کیا کہ بڑھاپے کا دمِ واپسین وہ وقت تھا جب دنیا بھر کو چھوڑ رہے تھے - ہائے افسوس پورے ساٹھ ستر برس کا ساتھ چھُٹ رہا تھا - در و دیوار کو حسرت سے دیکھتے تھے کہ افسوس اب انھین نہ دیکھین گے - ہر ہر شخص کی صورت غور کرکے دیکھ رہے تھے کہ ہائے اب ان لوگون کی زیارت نہ نصیب نہ ہوگی - بچپن کے ساتھی ماں باپ تو نہ تھے مگر بال بچے تھے جنھین عجب مایوسی کی نگاہ سے دیکھ رہے تھے کہ انھون نے بڑی خدمت کی - کیسے کیسے بد ست و پائی کے موقعون پر کام آئے اور یون یکایک چھوٹے جاتے ہین -

اگرچہ زندگی مین بڑے بڑے تغیرات ہوے - بہتون سے ملے اور بہتون سے جدا ہوے کتنون کے آرزومند ہوے اور کتنون کی خود آرزو بنے رہے - کن مکلون کو چھوڑا اور کیسے کیسے احباب کی مفارقت نصیب ہوئی - یہ سب باتین اپنے محل پر چاہے جس حد تک موثر ہون مگر یہ پچھلا وقت جب آخری دم کا سہارا بوڑھاپا ہم سے رخصت ہو رہا تھا بلکہ یون کہنا چاہیے کہ ساری دنیا نظر سے غائب ہوئی جاتی تھی انتہا سے زیادہ تکلیف دہ اور روح فرسا تھا -

کون کہہ سکتا ہے کہ دمِ واپسین دلون پر اثر نہین کرتا - کسی بستر مرگ والے کی تھرائی

Marfat.com

آنکھوں میں کوئی ایسی باطنی اور برقی قوت ہوتی ہے کہ اُسکا اثر پورے سینہ پر پڑ جاتا ہے اور دیکھنے والوں کی صورتوں سے معلوم ہونے لگتا ہے کہ ان میں اب صبر کی تاب نہیں۔ واقعی وہ صبر کا وقت نہیں ہوتا۔ اور موقعوں پر تو ایسا ہوا ہے کہ جب کسی نے ساتھ چھوڑا کوئی اُسی کی ضرورت چھڑاتی تھی۔ اگرچہ رخصت ہونے وقت اُسکی آنکھوں میں آنسو بھر آئے تھے مگر اپنے دل سے وہ اسی بات کا آرزومند تھا کہ ہمیں چھوڑ کے چلا جائے۔ مگر یہاں یہ عالم ہے کہ وہ خود دل ہی دل میں افسوس کر رہا ہے کہ "اے ہمارا جی نہیں چاہتا مگر کیا کریں بے بسی ہے۔ قضا کے فرشتے ہماری اور اُسکی دونوں کی آرزوؤں کا خون کرکے چھڑاتے ہیں۔ اور اُن اُمیدوں کو جو سینے میں کثرت کے ساتھ ہجوم کیے ہوے ہیں یک بیک سینے ہی میں اُن کا کام تمام کردیتے ہیں۔ افسوس۔ دمِ واپسیں کا وہ نمونہ جو موت کی زبردستیوں سے نظر آتا ہے عجب بے بسی اور بیکسی کا نمونہ ہوتا ہے۔

آخر ہم اب کیا کریں؟

اِس قسم کے سوال اکثر بیکسی کے وقت کیے جاتے ہیں۔ جب کوئی انتہا سے زیادہ تنگ آجاتا ہے اور کسی طرح زور نہیں چل سکتا تو گھبرا کے کہہ اٹھتا ہے "اب کیا کیا جائے؟" کسی پر جب ناگہان مصیبت آپڑتی ہے اور اُسے بادی النظر میں نجات پانے کا کوئی ذریعہ نہیں نظر آتا تو یک بیک ہاتھ پاؤں بھول جاتے ہیں اور بدحواس ہو کے چلا اٹھتا ہے "اے۔ اب کیا ہوگا؟" اسی قسم کا ایک یہ بھی سوال ہے۔ اسکا استعمال ہمیشہ سخت سے سخت مایوسی کے اوقات میں ہوا کیا ہے۔ صحرانورد جب چلتے چلتے تھک گیا ہوگا۔ بادیہ گرد جب نشانِ منزل پانے میں عاجز آگیا ہوگا۔ تشنہ لب کو جب پیاس بجھنے کی امید نہ رہی ہوگی۔ بھوکے کو جب قوتِ لایموت کی جانب سے ناامیدی ہوگئی ہوگی۔ مریض کو جب زندگی سے یاس ہوگئی ہوگی۔ صاحبِ فراش جب اپنے تئیں دوہی چار روز کا مہمان سمجھنے لگا ہوگا۔ پریشان بخت جب قسمت کی لڑائی میں زک پا چکے ہونگے۔ اہلِ جہاز کو جب یقین ہوگیا ہوگا کہ جہاز اب وہیں تہ میں ڈوبا چاہتا ہے۔ ان سب موقعوں پر چاہے جا کے سن آئیے۔ ہر ایک نے ہان یہی کوئی ایسا ہی جملہ ہوگا جو اس جملے کے ہم معنی ہو۔ یہ سب موقعے ایسے تھے جن کا اثر کسی خاص حد تک محدود تھا لیکن بالفعل ہم دیکھتے

ہین کہ یہ جملہ کسی ایسی عام مصیبت کی وجہ سے استعمال کیا گیا ہے جسکا اثر ساری دنیا پر پڑتا ہے ۔ واقعی قوم کی حالت ایسی ہی ہے ۔ ہمدردان قوم نے کوئی دقیقہ اُٹھا نہین رکھا ریفارمر اپنی قوت بھر زور لگا چکے ۔ اسپیکرون کی زبان نے جہان تک یاری دی کہہ چکے ۔ مصنفین اسی کے متعلق کتابون کے بہت سے اجزا سیاہ کر چکے ۔ مضمون نگار پورے طور پر اپنا زور قلم دکھا چکے ۔ خلاصہ یہ کہ سمجھانے والے سمجھا چکے اور رونے والے رو چکے مگر کچھ اثر نہ ہوا ۔ قومی حالت جو تھی سنبھلنا تو درکنار کچھ اُس سے بدتر ہی ہے ۔ ایسے وقت مین یہ سوال بےموقع نہین ہے ۔ قوم پر جو تباہی آ چلی اُسکے دفع ہونے کی امید ہمین تو نہین شاید کسی کو ہو ۔ پھر اس مصیبت سے گھبرا گھبرا کر اگر ہم یہ جملہ نہ کہہ اُٹھین تو کیا کرین؟ اور یقین ہے کہ چند روز بعد دنیا کے ہر کونے سے حامیانِ اسلام یہی جملہ کہہ اُٹھینگے ۔

حسن و عشق کے چرچے جو ہمارے لٹریچر کی جان تھے اب تو وہ بھی بھول چلے ہین ۔ اور قریب قریب وہی حالت پیدا ہو چلی ہے جو سعدی اپنی ایک نظم مین نہایت عمدگی سے ادا کر گئے ہین ؎

چنان قحط سالے شد اندر دمشق   کہ یاران فراموش کردند عشق

اور واقعی اب موجودہ مصیبت نے اس حالت کو پہونچا دیا ہے کہ حسنِ مہوشان کے شوق مین بھی ہمین کمی معلوم ہوتی ہے ۔ وہ دلفریب ادائین ۔ اور وہ زاہد فریب ناز و انداز ۔ وہ ترسا ترسا کے جلوہ دکھانیوالی صورتین ۔ وہ لُبھا لُبھا کے اپنا شیدا بنا لینے والی شکلین ۔ وہ مار ڈالنے والی نگاہین ۔ اور وہ زندہ کر لینے والے لب لعلین ۔ غرض وہی حسن جو ہر وقت ملک اور قوم کے خیال مین بسا رہتا تھا اب اُسکی ہر چیز پھیکی معلوم ہوتی ہے ۔ یہ تو یہ ۔ اب تو ہم اس سے بھی اُکتا چلے کہ اگلی قومی ترقیون کے نوحے دکھائین ۔ اگلی قومی کہانیان ایک دفعہ نہین ہزار دفعہ بیان کی گئین ۔ مگر اُن کہانیون کا انجام یہی ہوا کہ جس طرح مغلانی کی جھوٹی کہانیون سے بھولی بے ہوش لڑکیان اور ناسمجھ لڑکے سو جایا کرتے ہین اُسی طرح اُن قومی کہانیون سے قومی غفلت کو تھوڑی بہت اور ترقی ہو گئی ۔

ہاے ! کون سے واقعات تھے جنکو معصرون نے اور ہم نے توضیح کے ساتھ نہین بیان کیا ؟ کون سا حال ہے جو باقی رہ گیا ۔ اُس موسم کا سمان کس نے نہین دکھایا ۔ جب باغ اسلام پر بہار آئی ہوئی تھی ۔ جب بغداد کے جھنڈے کا سایہ اِدھر گنگا تک اُدھر

Marfat.com

ٹیکس تک پڑتا تھا - جب اسلامی یونیورسٹیاں کھلی ہوئی تھین - اور عربی مدارس مرجع عالم تھے - جب یورپ والون کے یہ خیالات تھے کہ "علم مسلمانون ہی کے پاس ہے اور شیطان علم کا پھل کھلاکے مار ڈالتا ہے" - جب اسلام کے تجارتی جہاز سمندرون کی سیر کرتے پھرتے تھے - اور جب اُنکی فتحین سمندر کی لہرون کے ساتھ جاتی تھین - جب اُنکی صناعیون کا چرچا تھا - اور اُنکی عمارتین دنیا کو حیرت مین ڈالدیتی تھین - جب وہ ہر فن کو رونق دے رہے تھے - اور اپنے بعد والون کے لیے علم و فن کا بہت بڑا ذخیرہ جمع کر رہے تھے - جب اُنھین کی پیروی کا نام تہذیب تھا - اور ہر کمال کا تسلیم کیا جانا اُنکی زبان اور اُنکے قلم کے اختیار مین تھا - یہ سمان سیکڑون دفعہ دکھایا گیا - اور یہ حالات ہزارون دردِ ایک حسرت کے ساتھ دوہرائے گئے - مگر اثر خاک نہ ہوا -

افسوس - یہی واقعات کسی زمانے مین جادو کا اثر رکھتے تھے - اسی قسم کی باتین تھین جو خطبون مین بیان کیجاتی تھین جنھون نے تخت کسریٰ اور اقبال قیصر دونوں کو اُلٹ دیا تھا - یہی واقعات اُن اگلی کتابون مین ظاہر کیے جاتے تھے جو ہر ہر شخص کو ترقی کا جوش دلاتی تھی - اور جن سے اسلام نے وہ کر دکھایا جو دنیا کبھی نہ بھولیگا - اسی قسم کے حالات سُن سُنکے اگلون نے ایسا کیا کہ جب تک دنیا مین رہے آفتاب کی طرح چمکے اور جب دُنیا والون سے رخصت ہوئے تو سیدھے جنت مین چلے گئے -

گذشتہ نیکنامون کے سوانح عمری دیکھیے تو صاف معلوم ہو جائے کہ اُنکے دلون مین اسی قسم کی باتین سُن کے جوش پیدا ہوا تھا - اور کس کس طرح عبرت حاصل کرکے انھون نے اپنے تئین اس مرتبہ کو پہونچایا تھا کہ آج ہم اُنھین یاد کرتے ہین - اور اپنے اوپر روتے ہین - دینی اور دنیاوی دونون ترقیون کو دیکھیے تو اُن لوگون کو اُنھیں ذریعون سے حاصل ہوئی تھین جو آجکل ہم روان قوم کی طرف سے ہمارے سامنے پیش کیے جاتے ہین -

اے خدا اُن اگلے دلون مین تونے کیا بات پیدا کر دی تھی کہ جو باتین ہزارہا مرتبہ ہمارے سامنے پیش کی گئین اور ہم ذرا بھی متاثر نہ ہوے - اُنھین باتون سے اُنکے دل مین ایک ایسی چوٹ لگ جاتی تھی کہ ہمت کے پاؤن سے کھڑے ہو جاتے تھے اور جو کچھ کر گذرتے تھے سب ہی کو یاد ہے - دو صورتون سے خالی نہین - یا تو وہ بات ہمارے دلون مین نہین ہے اور یا اُن باتون مین اب تاثیر نہین رہی - مگر اس مین شک نہین کہ اگر باتون مین تاثیر

Marfat.com

نہ ہونے کا بھی نقصان ہے تو بھی ہماری ہی شامت اعمال ہے۔ کتنی بڑی حیرت کا مقام ہے کہ وہی چیز جو انکو جوش دلاتی تھی ہمارے حق مین ایک خواب آور دوا کی تاثیر رکھتی ہے! یہی اتفاق اُنھین بھی اُنھین الفاظ اور اسی لہجے مین بتایا گیا تھا جس مین ہم سے کہا جاتا ہے مگر اُنھین غیرت آجاتی تھی اور ہمین نہین آتی۔ یہی علم ذوق و شوق اُسی ذریعے سے اُنکے دل مین پیدا کر دیا گیا تھا جس سے ہمارے دل مین پیدا کرایا جاتا ہے مگر افسوس وہ استاد زمانہ ہو گئے اور ہمارا یہ عالم ہے کہ جنکی شاگردی کرین وہ بھی ہماری شاگردی کو اپنا ننگ تصور کرتا ہے۔

جب یہ حالت ہو چکی اور قومی دنیا پر اس قدر ادبار چھا گیا۔ اور اسلامی جہاز ایسی تباہی مین آگیا۔ اور قومی ہمدرد اس درجہ رو چکے کہ اب رونا بھی نہین آتا اور آنسو خشک ہو گئے تو اگر ہم انتہا سے زیادہ حسرتمند ہو کر اور مایوسی سے گھبرا کر یہ نہ پوچھین کہ "اب ہم کیا کرین؟" تو کیا کرین؟ ایک جہاز ڈوب رہا ہے۔ وہ زمانہ بالکل قریب آگیا ہے کہ تہ مین پانی پہونچ جائے۔ جہاز والے سب غافل سو رہے ہین۔ جو جاگتے ہین وہ بیکار کوششون مین عاجز آگئے۔ اور سونیوالون کو جگاتے جگاتے تھک گئے مگر کوئی نہین جاگتا۔ جنھین اس بدنصیبی پر رونا تھا جی بھر کے رو چکے۔ ایسی حالت دیکھکر ٹھیک ایک آدھ دردمند جاگنے والا مایوس ہو کر کہہ اُٹھتا ہے "افسوس! اب ہم کیونکر نجات پائینگے؟" مگر سبھون نے دیکھا ہوگا کہ جب کسی مصیبت سے گھبرا کر یہ سوال کیا جاتا ہے تو ادھر اُدھر سے کوئی نہ کوئی تسلی دینے والا بھی موجود ہو جاتا ہے۔ نوجوان چوڑیان بڑھانیوالی نے شوہر کی پچھلی سانس نکل جانے دیکھکر جب بڑی مایوسی کے ساتھ سر پٹک کے کہا ہوگا کہ "اب کیا ہوگا؟" تو ممکن نہین کہ دو چار غم نصیب اپنا رونا موقوف کر کے اُسے تسلی نہ دینے لگے ہون۔ بوڑھیا مان نے اپنے نو عمر بچے کا دم ٹوٹتے دیکھ کر جب کلیجا تھام کے یہی سوال کیا ہوگا تو ضرور کسی نہ کسی نے اُسکی دلدہی کی ہوگی کہ "گھبراؤ نہین خدا مسبب الاسباب ہے۔" ڈوبنے والے نے جب دو تین غوطے کھا لیے ہونگے اور زندگی سے مایوس ہو کر اپنے دل مین کہا ہوگا کہ "اب کیا کرون؟" تو ساتھ ہی کنارے پر سے کسی کو شور کرتے سُن لیا ہوگا کہ "پریشان نہ ہو ہم آتے ہین۔" ان سب کو کوئی تسلی دینے والا مل گیا اور اپنے دل کو ان باتون سے بہلا سکے جو گویا امید نے اُنکے کانون مین کہہ دین۔ مگر وہ آفت نصیب اور مایوس الحال جنھون نے

Marfat.com

قومی تباہی پر نا امید ہو کے یہ سوال کیا ہے انکو کوئی اتنا بھی نہین نظر آتا جو ذرا ڈھارس بندھائے ۔ اور کہے کہ "گھبراؤ نہین ۔ ہم تمھاری مدد کو آتے ہین"۔

اگرچہ ہمین کسی طرف سے کسی قسم کے جواب کی امید نہین مگر ہندوستان کیا معنی ساری دنیا سے یہی سوال کرتے ہین کہ "آخر ہم اب کیا کرین؟" ہر طرف یہی بحث سُنی جاتی ہے کہ اسلام نے یہ ترقی کی تھی ۔ اور یون عروج کو پہونچا تھا ۔ اور یون دنیا کو فتح کیا تھا ۔ یا یہ باتین سنی جاتی ہین کہ اب یہ خرابی ہے ۔ اور لوگ اس طرح آپس مین نا اتفاقی کرتے ہین سب کچھ ہے مگر ہمین کوئی صاف صاف اس سوال کا جواب دے کہ "جب اسلام کی یہ حالت ہو گئی تو ہم کیا کرین؟" وہ بڑے بڑے ریفارمر جن کی سحر نمائی اور جادو بیانی اندنون مسلم سمجھی جاتی ہے ہمارا خطاب اُنھین کی طرف ہے ۔ انھون نے قومی معاملات پر بہت کچھ غور کیا ہے اور ہر قسم کا تجربہ اُٹھا چکے ہین ۔ اُنکو خوب سمجھ لینا چاہیے کہ اب نہ گذشتہ حالات کے یاد دلانے سے کچھ ہوتا ہے ۔ اور نہ موجودہ حرکات پر غیرت دلانے کا کوئی نتیجہ ہے ۔ صرف اسی بات کے سوچنے کا زمانہ ہے کہ "اس بیکسی اور مایوسی کی حالت مین ہم کیا کرین؟"

"نہین"

عجب لفظ ہے ۔ جن لوگون نے مختلف زبانون کے لغات مین زندگی صرف کی ہے انھین معلوم ہوگا کہ بعض الفاظ متضاد معنی رکھتے ہین ۔ خصوص عربی لغت کی کتابین تو اس قسم کے لغات اضداد سے بھری پڑی ہین ۔ یہ لفظ بھی اپنے آثار کے لحاظ سے ہمین اسی قسم کا معلوم ہوتا ہے ۔ کیونکہ ایک طرف تو مشہور ہے کہ "ایک نہین سے سو بلائین ٹلتی ہین" اور دوسری طرف اہل غرض خصوصاً ہمارے ملک کے بڑے پُر شوق آرزومند عاشق مزاجون کو روز ہی تجربہ ہو جایا کرتا ہے کہ ایک نہین سے اُن پر کیسی کیسی مایوسیان طاری ہو جاتی ہین اور کتنی کتنی بڑی نا امیدیان مبتلائے آفت کر دیتی ہین ۔ کسی کی زبان سے "نہین" نکلا اور وہ بیتاب ہو گئے ۔ کسی نے روکھی صورت بنا کر سر ہلا کے زبان سے "اُہون" کہا اور انھون نے کلیجا ہاتھون سے تھام لیا ۔

غور سے دیکھیے تو دونون چیزین اپنے موقعے پر مزے کی ہین ۔ بے مزہ کوئی نہین ۔ وہی بات لیجیے جس سے سو بلائین ٹلتی ہین ۔ بالکل ٹھیک ۔ مثل مشہور ہے "گردن [illegible]

Marfat.com

ونگردون یک عیب" ۔ کردن کیا معنی؟ یہی کہ زبان سے "نہین" کہدنیا۔ پھر دیکھیے کہ عیب بھی ہے تو کس مزے کا کہ سیکڑون عیوب سے نجات ملجاتی ہے۔ قوم کے وہ ناسمجھ جنکی فضول خرچیون پر ایک زمانہ رو رہا ہے۔ اگر یہ "نہین" کا سہل سا لٹکا سیکھ لین تو نہ انپر وہ مصیبت آنے جسنے ہزارون گھرانے تباہ کردیے۔ اور لاکھون خاندان خاک مین ملادیے۔ اور نہ ہمدردان قوم کو اس طرح ناامید ہو ہو کے رونا پڑے جس طرح آجکل رونا سویا کرتے ہین۔ اور کوئی مشکل نہین۔ آپ ہی تبلائیے کہ اب اس سے زیادہ آسان ترکیب کون ہوگی؟

حیرت تو یہ ہے کہ یہی "نہین" ہم سے زیادہ اُن لوگون کے کام آئی ہے جنکی آنکھون پر غفلت کے پردے پڑے ہین۔ جنھین کچھ سوجھتا ہی نہین کہ ملک مین کیا ہو رہا ہے اور قوم پر کیسی تباہی آگئی۔ اپنے ذوق کے موافق وہ اس لفظ سے بڑا کام نکال لیجاتے ہین اور سچ تو یون ہے کہ اگر ہم اُنکی سوسائٹی مین جائین تو یہ لفظ ہمین کھل جانے اور گھبرا کے ہم یہ دعا کرنے لگین کہ خدا کرے ہمین یہ لفظ بھول ہی جائے۔ معاذاللہ۔ یہ ایک مختصر سا لفظ ہے کہ ساری لیاقتین۔ اور تمام زبان آوریان۔ ریفارمرون کے خیالات عقلا کی تدبیرین۔ واعظون کی نصیحتین سب اسکے سامنے مٹ کے رہ جاتی ہین۔ اجباب ملاحظہ فرمائیے۔ "نہین" بدتہذیبون کو چھوڑیے۔ "نہین" ان خیالات سے باز آیئے "نہین" بٹیر بازی۔ مرغ بازی۔ پتنگ بازی۔ کبوتر بازی۔ یہ سب رذیلون کی باتین ہین شریفون کو ان سے تعلق نہ رکھنا چاہیے۔ "نہین" پڑھنا لکھنا شریف کے لیے ضروری ہے۔ "نہین" روپیہ مفت نہ لٹانا چاہیے "نہین" یہ خدا کی امانت ہے۔ "نہین" ایکدن مرنا ہے۔ "نہین"۔ خدا کو مُنہ دکھانا ہے۔ "نہین" کچھ دین کی بھی فکر چاہیے۔ "نہین"۔ ہر بات سوچ سمجھ کے کرنا چاہیے۔ "نہین" معاذاللہ! آخر ضد کی بھی کوئی حد ہے؟ جناب ضد بُری ہوتی ہے "نہین" معقول۔ سُنا آپ نے؟ دیکھیے یہی لفظ کس قدر۔ اُن لوگون کے کام آتا ہے۔ یہ سب "نہین" کی پہلی ہی صورتین ہین۔ غور تو اس بات پر کرنا ہے کہ یہ لفظ کس آسانی سے بلاؤن کو ٹالدیتا ہے۔ "عقلمند کی دو۔ بلا" ایک مشہور مقولہ ہے۔ مگر انصاف کیجیے کہ "نہین" ایک ایسا لفظ ہے جو عقلمند اور بیوقوف۔ سمجھدار اور ناسمجھ ہر ایک کی مصیبت ٹالدیتا ہے۔ عقلمند جس بات کو نامناسب

Marfat.com

سمجھتا ہے اُسکی نسبت سوچ سمجھ کے "نہین" کہدیتا ہے - بیوقوف جس امر مین ایک ادنی ظاہری مخالفت پاتا ہے فوراً بے غور کیے "نہین" کہدیتا ہے - سمجھدار اسی لفظ کو لوگون سے مشورہ لیکے کہتا ہے اور ایک ناسمجھ بچہ منہ پر آجاتا ہے تو نوجوان امرائے قوم کی طرح بُری اور بھلی ہر بات پر "نہین" کہنے لگتا ہے - غرض کوئی نہین جو اس لفظ کو استعمال مین نہ لاتا ہو - جو بُری بلا کسی مہیب دشمن کی طرح لوگون کے سامنے پیش [ہو]جاتی ہے وہ اگر ٹلتی ہے تو "نہین" سے - حقیقت مین "نہین" ایک بڑا مفید اور [ب]یکار آمد منتر ہے -

یہ تو پہلی جہت تھی - اب دوسری جہت لیجیے - وہ قیامت ہی ڈہا دیتی ہے - [ن]ہین کے پہلے اور دوسرے اثر مین یہ فرق ہے کہ پہلا اثر تو کہنے والے پر پڑتا ہے - بلا [ا]سی کے سر پر نازل ہوتی ہے جسے یہ ظالم لفظ سننا پڑتا ہے - ہاے اسکی مصوتین دیکھیے تو [ج]سکو اتنا بڑا صدمہ پہونچے کہ کبھی بھولے ہی نہین - بھولنا کیسا ہر وقت دل پر ایک [ا]سکا اثر باقی رہے - ایک آوارہ گرد حرمان نصیب دشت وحشت کی خاک چھانتا [پھر]تا ہے - گم گشتگی کے ہاتھون اس قدر تنگ ہو رہا ہے کہ باوجود تھک جانے کے [ک]ہین جگہ دم نہین لیتا - تلوون مین کانٹے پیوست ہوگئے ہین اور جو جو قدم آگے رکھتا [ہے] اور زیادہ پیوست ہوتے جاتے ہین مگر اتنا بھی نہین ٹھہرتا کہ اُنھین نکال سکے [چ]لدے - زندگی سے عاجز آگیا ہے - امید گھڑی گھڑی پہلو مین گدگدا دیتی ہے اور جو پانون بالکل بیکار ہوگئے ہین اُنھین اور جلدی اُٹھا اُٹھا کے چلنے لگتا ہے جیسے [کہ] اسے بیابان مین دُور سے کسی اور شخص کی صورت نظر آتی - یہ اُسے دیکھ کے لپکا [اور] اُسنے جو اسکی صورت دیکھی تو وہ بھی اسکی طرف جھپٹا - دونون چونکہ مُردہ جوش [سے] کام لیکر چلے تھے - دو ہی چار قدم چلے ہونگے کہ گر پڑے - اب پڑے پڑے ایکدوسرے کی صورت دیکھ رہے ہین - اور دل مین افسوس کر رہے ہین کہ "ہاے آواز نہین پہونچ سکتی" - امید نے خدا جانے دونون کے کانون مین کیا کہہ دیا اور نہین معلوم ہمت نے [ک]یسی مدد کی کہ دونون گھٹنے پکڑ پکڑ کے اور سسکیان بھر بھر کے اُٹھے - اور شوق کے ساتھ ایک دوسرے کے پاس جانے کی کوشش کرنے لگے - شوق نے بڑی مدد کی کہ دونون [می]ن تھوڑا ہی فاصلہ رہگیا - مگر کہان تک؟ پھر گر پڑے - جب اپنی اپنی قطعی پر آ کھینچے

Marfat.com

سے فرصت ملی تو ایک نے پوچھا "آپ کو راستہ معلوم ہے؟" اسکے ساتھ ہی اُسنے بھی سوال کیا "کہین اُدھر پانی تو نہین مل سکتا؟ پیاس کے مارے میرا دم نکلا جاتا ہے۔" دونون طرف سے ایک ساتھ آواز آئی "نہین" - اور اس آواز مین خدا جانے کیا تاثیر تھی کہ سُنتے ہی دونون کو غش آگیا - صاحبو! اس "نہین" نے اُن دونون پر جو اثر کیا ہو مگر بتایئے آپ پر کیا اثر ہوا؟

ایک ہمدرد قوم نے دم بھر غور کرنے کیلیے دل بیتاب کو ٹھہرایا ہے۔ دل ہی دل مین کہہ رہا ہے کہ "افسوس اب تو امیدون مین روز بروز ناامیدی ہی ہوتی جاتی ہے۔ کیا کیا جائے؟ آخر تنزل کی بھی کوئی انتہا ہے؟ باغ اسلام ویران ہوگیا - ہری ہری کونپلین جو نکلی تھین وہ بھی مُرجھا گئین - آبیاری کی کچھ فکر نہین کیجاتی - دیکھیے کیا ہوتا ہے - ہائے دنیاوی وقعت اور عزت درکنار اب تو یہ لوگ دین کو بھی روز بروز چھوڑتے جاتے ہین۔ مسجدین سنسان پڑی ہین کوئی خبرگیران نہین - قومی مسافر اور غریب الوطن مارے مارے پھرتے ہین اور کوئی نہین پوچھتا - اِتقا کا نام نہین رہا - زہد مین ریا ملا ہوا ہے - عبادت دکھانے کو کیجاتی ہے - فقیری جوگ ہوگئی - امرا کو کچھ فکر نہین - علما کو خیال نہین کہ اب کیا ہونیوالا ہے - مقتدایان دین باہم لڑتے ہین اور ایک دوسرے کی تکفیر کرتے ہین - عوام اُن بھیڑون کی طرح جنکا کوئی نگہبان نہ ہو اِدھر اُدھر بھٹکتے پھرتے ہین - اور اس سب پر مصیبت یہ کہ افلاس کو اُس جگہ سے اُنس سا ہوگیا ہے جہان مسلمانون کی آبادی ہو" یہ سوچتے سوچتے وہ آبدیدہ ہوگیا - پھر آپ ہی خیال کیا - کہ "فلان شخص اسوقت بڑا صاحب مقدور ہے - اگر وہ قومی خدمت پر آمادہ ہو جائے تو بہت کچھ کام نکل سکتا ہے کسی نہ کسی قدر اصلاح ضرور ہو - ممکن ہے کہ اپنے سرمایے ہی سے کوئی کام کر لے - اور وہ ایک موثر شخص بھی ہے - اگر اُسکی زبان سے کسی کام کی تحریک کرائی جائے تو اور بہت سے اُمرا بھی متوجہ ہو جائینگے - فقط یہی نہین عوام بھی اُس بات کو دل سے سُنینگے جو اُسکی زبان سے کہلائی جائیگی" یہ کہکے بشاش چہرے سے اُٹھا اور ذی مقدور رئیس قوم کے پاس گیا - وہان جاکے اپنی غرض نہایت پُردرد الفاظ مین بیان کی - جہانتک زبان نے یاری دی قومی ادبار کی تصویر کھینچ کے دکھا دی - اور اُس رئیس کا دل نرم کرنے مین کوئی دقیقہ اُٹھا نہین رکھا - جواب ملا "اجی میرے کیے سے کیا ہوگا؟" جو دو سہ

Marfat.com

الفاظ مین کہا جاتا تو "نہین" ہوتا - یہ نہین کا مترادف جواب سُنکے اُسکے دل پر چوٹ
لگی اور ایک بار کوشش کی کہ اپنی نا امیدی کو رفع کرے - اُسی غرض کو مکرر لجاجتانہ انداز
مین کہا - مگر پھر بھی وہی بلکہ اُس سے زیادہ سخت جواب ملا - روتا ہوا اُٹھا کہ کسی عالِم
کے پاس جائے - اور اپنی غرض اُن سے کہے - عالم صاحب فضیلت آبی کی وجہ سے
اپنے تئین پختہ مغز سمجھتے تھے - بلکہ یون کہنا چاہیے کہ سنگدلی کا مادہ اُن مین زیادہ تھا
اُنکے زعم مین کسی اور کی رسلے پر عمل کرنا اُنکے مرتبے سے بہت ادنی بات تھی - اس
درد مند ہمدرد قوم کے حسرت بھرے جملون کو غور سے سُنا بھی نہین اور صاف صاف
کہدیا "نہین مجھسے کچھ نہین ہو سکتا" یہان یہ شخص بالکل نا امید ہو گیا - اور وہیں کے
... دل مین کہتا جاتا تھا کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچی پیشین گوئی کی تھی -
... تھا کہ ایک زمانہ فتنون کا ایسا آئیگا کہ اُس زمانے مین سب سے اچھا وہی شخص
... جو دنیا کو چھوڑ دے - اور شعب الجبال یعنی پہاڑون کی گھاٹیون مین بھیڑ بکریون
... گلّہ لیکے بیٹھ رہے - اور اُنہین پر زندگی بسر کرے - گویا اُس مقام پر سکونت
... جہان تک نہ فتنہ ہاے دنیا کا اثر پہونچتا ہو - اور نہ دنیا کے لوگ پہونچ سکتے ہون
... خداے لایزال کے کسی کی حکومت ہو - اور نہ کسی کی حفاظت ہو - بیشک
یہی زمانہ ہے - جب دنیا سے مایوسی ہو گئی - اور قوم روز بروز اپنی طرف سے
نا امید کرتی جاتی ہے تو مجھے یہان رہنے کی کیا ضرورت ہے" دیکھیے صرف
"نہین" کا لفظ تھا جسنے اس جان نثار قوم کا دل دنیا سے کھٹا کر دیا - اب اس سے
زیادہ کیا نا امیدی ہوگی کہ یہ شخص دنیا کے چھوڑ دینے پر آمادہ ہو گیا -

ایک نامراد عاشق جسنے اپنی زندگی مین تمناے یار کا بہت کچھ لطف اُٹھایا ہے
اور جسکی عمر گویا وصالِ جانان کی آرزو مین گذر رہی ہے - خیالی امیدین باندھتے باندھتے
...گی سے تنگ آگیا - اب روز بروز اسکے دل پر نا امیدی غالب آتی جاتی ہے. جس
...ت کی امید اُسکے دل سے نکل گئی اور نکلتی جاتی ہے کہ وہ کبھی اپنے خیالات اور اپنی غرض
... کامیاب ہوگا - اُسے یقین ہو گیا کہ معشوق باوفا نہین بیوفا ہے - مگر امید نے
... ایک دل مین ایک جوش کے ساتھ ترقی کی - اور ترقی کرتے کرتے اس حد کو پہونچی کہ
سب نامرادیان بھول گئین اور یہ آرزو مند امید کی رسی مین بندھا اور کھنچتا ہوا

Marfat.com

در جاناں پر پہونچا۔ کوے جاناں کی ہوا کھائی۔ وہاں کے سین کو کچھ ایسا مانوس پایا کہ درو دیوار
زمین و آسمان جو چیز آنکھوں کے سامنے آگئی اُسے محبت کی نظر سے دیکھا جسے اُسکے خیال میں
عزت حاصل تھی کہ کبھی کبھی معشوق کی پیاری آواز اُس میں گونجتی ہے۔ اور دل میں بڑی پیور
محبت کے ساتھ کہا کہ "ہاے یہی فضا میرے لیے وہ آلۂ ٹیلیفون ہے جسکے ذریعے سے میں اپنی
ماہوش معشوقہ کی باتیں سُن سکتا ہوں"۔ اس خیال نے اور ترقی کی کہ ایک عجیب امیدوارانہ
سکوت کے ساتھ کھڑا ہو گیا کہ شاید کسی طرف سے اُس مہ جبین کی آواز آجائے۔ اتنے
میں اوپر ایک کھڑکی کھلی۔ جسکے کھلنے کی آواز نے اُس سراپا اُمید پر حسن کے نقیب کی
آواز کا اثر کیا۔ اور اُس نے نہایت ادب سے اوپر نگاہ اُٹھائی۔ شوق کے ولولے کب
رُکنے دیتے تھے۔ آنکھ لڑنا تھا کہ اس مہتاب کی مدت کی ترسی ہوئی نگاہیں شوخیاں کر
لگیں۔ نہایت ہی پُرشوق لہجے میں ہمارے دلدادہ یار نے کہا "آخر کبھی آرزو بھی پوری
ہو گئی؟" جواب ملا "نہیں"۔ دل پر ایک چوٹ لگی۔ مگر ضبط کرکے پوچھا "پھر کیا میرے
کو ترس نہ آئیگا؟" اب بھی وہی جواب سُنا گیا کہ "نہیں"۔ پھر صبر کیا۔ اور کہا "ا
تمناؤں کے بر آنے کی کوئی صورت بھی ہے؟" آواز آئی "نہیں" اب کی انتہا سے زیادہ
ضبط کرنا پڑا۔ کیونکہ بیتاب عاشق نے کلیجے پر ہاتھ رکھکے سوال کیا "آخر ہمارے مرض
کوئی علاج بھی ہے؟" ایک بے رُخی کے ساتھ پھر کہہ دیا گیا "نہیں" مشتاق نے اس کھ
نہیں کے ساتھ ہی کہا "کیا تمھیں یہ بھی نہیں معلوم کہ کوئی مر جائیگا؟" مسکرا کر جواب د
"نہیں" اُس ماہوش کے مسکراتے وقت خدا جانے کس قیامت کی بجلی گری تھی کہ اُ
پیاری زبان سے "نہیں" نکلی اور ادھر یہ آرزومند دھم سے زمین پر گرا۔ دیکھا تو
نہ تھا۔ مگر عاشق کے دائمی سکوت نے خدا جانے کیا اثر کیا تھا کہ اُس ملائک فریب نا
کو اپنے دل پر اختیار نہ رہا۔ یکایک نازک دل میں ایک ایسا جنون انگیز جوش پیدا
کہ نہ پاس ناموس تھا اور نہ خیالِ رسوائی۔ اُدھر عاشق زمین پر گرا اور اُدھر وہ
کھڑکی سے کودی۔ ناز و انداز ایک طرف رکھ دیے گئے۔ غرور حسن بالاے طاق رہا او
جان دادہ کی لاش سے لپٹ کر کہا "نہیں میں غلط کہتی تھی۔ مجھے تمھارے جان
کا یقین تھا" لاش نے زبان حال سے کہا "نہیں"۔ بیتاب ہوکے کہا "ہاے۔ اب ا
پھر کبھی "نہیں" نہ کہونگی"۔ سکوت کے لہجے میں جواب ملا "نہیں"۔ مایوس ہوکے پوچھ

Marfat.com

"تو کیا اب نہ اٹھوگے؟" پھر وہی جواب ملا۔ "نہیں" اس پچھلی "نہیں" نے اس حورِ وش نازنین پر بھی ایک دائمی خموشی طاری کر دی اور بڑی حسرت کے ساتھ اپنے شیدا کی لاش پر گر کے ہمیشہ کے لیے سو گئی۔

حضرات! اب فرمایئے کہ اس "نہیں" نے کیسا اثر کیا؟ اور آپ کی کیا حالت ہے؟ دل میں ضبط کی تاب تو نہ رہی ہوگی۔ مگر ہم جانتے ہیں کہ آپ میں جواب کی طاقت نہیں۔ علاوہ بریں ڈرتے ہیں کہ کہیں آپ بھی "نہیں" نہ کہدیں۔ ہمیں اس جواب سے بہت خوف معلوم ہوتا ہے۔ خدا کے لیے اگر یہی کہنا ہو تو زبان روکے رہیے گا۔

ہائے! نہیں! تو بڑا سخت لفظ ہے! بس اب ہماری یہی دعا ہے کہ "بار الٰہا چاہے کچھ ہو مگر ہم یہ ظالم لفظ نہ سنیں"۔

سہر کی رات

یہ گولڈ اسمتھ کے ایک مضمون کا ترجمہ ہے۔ گولڈ اسمتھ کے نام سے ہندوستان بخوبی واقف ہے۔ کچھ ضرورت نہیں کہ اس مقام پر اسکی جادو بیانیوں کی تعریف کیجائے۔ مگر دیکھنا اس بات کا ہے کہ اردو میں اگر ایسے مضامین ترجمہ کر کے نکالے جائیں تو لوگ پسند کرینگے یا نہیں۔ ناظرین اس مضمون کو ملاحظہ فرماتے ہی ہمیں مطلع فرمائیں کہ وہ اس مضمون کو پسند کرتے ہیں یا نہیں۔ اور انکے ٹیسٹ (ذوق) میں اس قسم کے مضامین عام پسند ہونگے یا نہیں۔ اب آپ اس مضمون کو ملاحظہ فرمائیں۔

گھڑی نے ابھی دو بجائے۔ جھلملاتی ہوئی شمع کی لو شمعدان میں اونچی نیچی ہو رہی ہے۔ پہرے والے پر ایسی غنودگی سوار ہوئی کہ یہ بھی بھولا ہوا ہے کہ کتنی رات آئی۔ جفاکش اور آسودہ دونوں آرام میں ہیں۔ اور فکر۔ گناہ۔ بدمستی۔ اور ناامیدی کے سوا کوئی نہیں جاگ رہا ہے۔ میکش اور ایک سا پیتا ہلاک کرنیوالا جام بھر رہا ہے۔ چور اپنی آدھی رات کی گشت میں ہے۔ اور خودکشی کرنیوالا خود اپنی مبارک جان پر حملہ کرنے کیلیے اپنا گنہگار ہاتھ اٹھا رہا ہے۔

اب کچھ ضرورت نہیں کہ ہم قدامت کے صفحے الٹیں یا موجودہ لیاقتوں کے خیال میں رات کا وقت ضایع کریں۔ بلکہ تنہائی میں ہمیں ان مقامات کی سیر کرنا چاہیے جہاں اگرچہ اب نہیں مگر اسوقت سے چند ساعت پہلے بہودہ شان و شوکت سیر کر رہی تھی۔ جہاں ہی

Marfat.com

بھی دھوم دھام پہلے ایک تماشا دکھا رہی تھی اور اب کیسی منھی لڑکے کی طرح خود اپنی طبیعت سے خاموش ہوگئی ہے۔

چاروں طرف کیسی تاریکی جھک آئی ہے! گل ہونے کے قریب پہونچا ہوا چراغ زرد زرد شعاعیں ڈال رہا ہے۔ کوئی آواز نہیں آتی۔ مگر ہاں گھڑی کا کھٹکھٹانا اور دور دور کے کتوں کا بھونکنا سنائی دے رہا ہے۔ انسانی غرور کے تمام ولولے بھولے ہوئے ہیں۔ جو ساعت اس وقت کے مثل ہوگی وہ انسانی فضولیوں سے خالی ہونے کی کیفیت کو بخوبی ظاہر کر سکے گی۔

یہاں بھی کبھی وہ وقت آئیگا۔ جبکہ یہ خاص خاص اوقات کا سناٹا ایک معمولی حالت ہو جائیگا۔ اپنے باشندوں کی طرح خود شہر بھی فنا کے پردے میں آجائیگا۔ اور اپنے مقام پر ایک لق و دق میدان چھوڑ جائیگا۔ جو شہر ہمارے اس شہر سے بڑے بڑے تھے کسی زمانے میں اپنی شان و شوکت دکھلا گئے ہیں۔ ان کی نعمتیں بھی ویسی ہی بڑھی ہوئی تھیں۔ انکی خوشیاں بھی اسی زور پر تھیں اور غیر محدود تھیں۔ اور انکی محدود نظر نے وعدہ کرتی تھی کہ شان و شوکت ہمیشہ قائم رہیگی۔ اولاد بھی بعض ہی بعض کے نقش قدم دکھا سکتی ہے۔ دردمند سیاح شہروں کے حسرتناک کھنڈروں کی سیر کرتا ہے۔ اور دیکھتے ہی عبرت حاصل کرتا ہے۔ اور ہر زمانے ملکیت کی ناپائداری سمجھ جاتا ہے۔ مسافر وہاں کھڑا ہو کے کہتا ہے "یہاں لوگوں کا قلعہ تھا۔ دیکھو گھانس اُگی ہوئی ہے۔ اس مقام پر اُنکا دربار تھا اور اب سانپ بچھوؤں کا گذر نگاہ ہے اس جگہ شوالے اور ہار رنگ کے مکان بنے تھے۔ مگر اب فقط غیر متمائز ٹیلے رہ گئے ہیں۔ یہ لوگ اس سبب سے مٹ گئے کہ اولاً عیش و عشرت اور حرص نے اُنھیں ناتوان کر دیا۔ سلطنت انعام و اکرام صرف دل کے خوش کرنے پر دیے جانے لگے۔ اس سے علاقہ نہ رہا کہ عمدہ کام کیے جائیں اُنکی دولت اور شان و شوکت نے غیر قوموں کو بلایا۔ جنھیں اگرچہ پسپا شکست ہوئی۔ مگر اُنھوں نے پھر چڑھائی کی اور متواتر لڑائیاں لڑکے فتح کر لیا۔ آخر حامیان ملک ہوگئے اور اُنپر گمنامی کا پردہ پڑ گیا۔"

اُن سڑکوں پر کے آدمی نظر آرہے ہیں جنپر ابھی تھوڑی دیر ہوئی بھیڑ لگی تھی! اور جو آرہے ہیں اُنھوں نے اپنا دن کا برقع اُتار ڈالا ہے اور اپنی زناکاری یا اپنی بدنصیبی سے چھپانے کی کچھ کوشش نہیں کرتے۔ مگر یہ کون ہیں جنھوں نے سڑکوں کو اپنا بستر بنا لیا ہے۔

تھوڑی دیر کیلیے دولتمندون کے دروازون پر شکستہ حالی کے ساتھ سو گئے ہین۔ یہ مسافر آوارہ گرد۔ اور یتیم ہین جن کی حالتین اس قدر ذلیل ہوگئی ہین کہ سنبھلنے کی ذرا بھی امید نہین رہی۔ اور جنکی مصیبتین اتنی بڑی ہین کہ رحم کیے سے بھی نہین دفع ہو سکتین۔ ان لوگون کی بدنصیبی خوف کو رحم سے پیشتر اپنی طرف متوجہ کر لیتی ہے۔ ان مین سے بعض تو ایسے ہین کہ چادر کیسی گدڑی بھی نہین نصیب ہے۔ اور بعضون کو بیماری نے گھلا کے ناتوان کر دیا ہے۔ دنیا نے اُنھین چھوڑ دیا ہے۔ اور سوسائٹی نے اُنکی تباہ حالی کی طرف سے اپنی پیٹھ پھیر لی ہے اور انھین برہنگی اور گرسنگی کے سپرد کر دیا ہے۔ یہ غریب تھرتھراتی ہوئی عورتین کسی زمانے مین نہایت خوشحال تھین۔ اور لوگون نے بڑی خوشامد کر کے اُنکے حسن سے نفع اُٹھایا۔ اُنپر جن عیاش بدکارون کا چلا چل گیا اب انھین بدکارون نے اس حال کو پہونچا دیا کہ جاڑے کی سختیان برداشت کر رہی ہین۔ اب شاید یہ عورتین اپنے اُن بیوفا عاشقون کے دروازون پر پڑی ہوئی فریاد کر رہی ہین جو سنگدل بدکار ہین اور جن سے لعنت ملامت کے سوا کسی بات کی اُمید نہین۔

ہاے مین کیون انسان پیدا ہوا تھا کہ شکستہ حالون کی مصیبت دیکھتا ہون اور اُنپر رحم نہین کر سکتا۔ اے خانمان برباد لوگو! دنیا تمھین لعنت ملامت کریگی مگر مدد نہ کریگی بڑے لوگون کی خفیف سے خفیف بدنصیبیان۔ مالدارون کی نہایت ہی موہوم دشواریان انکو فصحا کی سحر بیانیان زیادہ بڑھا بڑھا کے دکھا کر ہمارے ہمدردی کے تخم کو اپنی طرف متوجہ کر لیتی ہین۔ مگر غریب روتا ہے اور کسی کو پروا نہین ہوتی۔ وہ طرح طرح کے ظلمون سے ستایا جاتا ہے اور ہر قانون جو اور لوگون کی حفاظت کرتا ہے غریبون کے حق مین ایک دشمن ہو جاتا ہے۔

میرا دل کیون ایسا پند اثر بنایا گیا ہے؟ یا میری قسمت لوگون کی یہ مصیبتین دفع کر دینے کے قابل کیون نہ ہوئی؟ درد مندی کے ساتھ جب کسی کی مدد کرنے کی قوت نہ ہو تو صرف یہی ہوتا ہے کہ انسان کو بے بسی کی حالت اُس شخص سے بھی زیادہ بدنصیب معلوم ہوتی ہے جو اعانت کا خواستگار ہے۔ اب تو اس مصیبت کے سین کو چھوڑ کے ہم اُس مقدس زہد بیانی کو ڈھونڈھین جو سوتے کے وقت تک بھلائی ہی بھلائی کا نام لیا کرتا تھا۔ اور اسوقت چُپ کے نکلا ہے تاکہ آدھی رات کے پردے مین اپنی بدکاریون کو آزادی دے۔ اور بدکاریان بھی وہ جو بہت سخت ہین۔ اسلیے کہ اُنکی چھپانے کی کوشش کرتا ہے۔ تاریک گلیون مین دیکھو

Marfat.com

وہ کس طرح ہانپتا ہوا جاتا ہے۔ اور ہر صورت پر کسی شناسا کا دھوکا ہونے سے کس قدر جلد جلد قدم اٹھا رہا ہے۔ سارا دن اُسنے اُن لوگون مین گذارا جن سے اسے نفرت تھی۔ اور اب اُن لوگون مین رات گذارنے کے لیے جاتا ہے جو خود اُس سے نفرت رکھتے ہین۔ خدا کرے کہ وہ ان بدکاریون مین پکڑ لیا جائے اور خدا کرے کہ صبح کو شرمندہ اُٹھے۔ مگر اس سے مجھے کیا فائدہ؟ بدکار اگر پکڑ لیا جائے تو بدکاری چھوٹ نہین جاتی۔ بلکہ اُس مین بے شرمی کے ساتھ اور فریب پیدا ہو جاتا ہے۔

انتظار

واقعی عجب مزے کی چیز ہے۔ مگر خدا نہ کرے کہ اسکا چسکا پڑ جائے۔ جسے یہ حالت پسند آگئی اصل تو یون ہے کہ وہ کہین کا نہ رہا۔ وہ لق و دق صحرا جن مین انسانی حوصلے چارون طرف پھر آتے ہین اور نشان منزل نہین پاتے۔ اُن ہی آوارہ گردون سے آباد ہین جو انتظار کرتے کرتے گھبرا کے نکل کھڑے ہوے۔ اُن دشوار گذار وادیون اور گھاٹیون مین جو ہماری اگلی منطق آمیز فلاسفی کی طرح اُلجھے ہوے ہین وہی پریشان بخت ٹھوکرین کھاتے پھرتے ہین جن کو انتظار نے کچھ امید دلا کے گھر سے باہر نکالا ہے۔ ریگستانی صحراؤن کے بے استقلال ٹیلون پر آرزو نے فریب کا ایک جال پھیلا رکھا ہے جس مین پھانسنے کے لیے انتظار کا جاسوس لوگون کو ادھر اُدھر سے کھینچ لاتا ہے۔ وہ خار بیابان جو ببول کے درختون سے گر گر کے زمین پر بکھر گئے ہین اُنھین دامنون مین اُلجھا کرتے ہین جو کبھی حالتِ انتظار مین ایک فوری جوش پیدا ہو جاتے وقت گریبان کا ساتھ دیا کرتے تھے۔ وہ گھنے جنگل جو کسی کی زلف برہم کی طرح سلجھنے کا نام بھی نہین لیتے اُن مین وہی حرمان نصیب پھرتے ہین جنھین انتظار کچھ تسکین دلاتا ہوا لیے جاتا ہے۔ وہ ناپیدا کنار اور متلاطم سمندر اُنھین جہازون کو تھپیڑے دے رہا ہے جن مین چند حسرت مند کسی انتظار مین بڑھے چلے جاتے ہین۔

انتظار ایک سکوت کا نام ہے جس مین کسی ہم پہلو نازنین کی طرح خیال کلسنے نے پہلو بدلنا عجب کیفیت دکھاتا رہتا ہے۔ امید انتظار ہی کی گود مین پلتی ہے۔ اور آرزو اسی کی دلدہیون سے دل بیتاب کو بیچین نہین ہونے دیتی۔ انتظار کا سکوت جو مزے دکھاتا ہے وہ کچھ ایسے حد سے گذرے ہوے ہین کہ باغ ہستی کی تمام دلچسپیان بھلا دیتے ہین۔ غور سے دیکھیے تو زندگی

کی ابتدا اور انتہا دونون ایک قسم کے انتظار ہی کا سمان دکھا رہی ہین۔ وہ سادگی کا زمانہ جب نیچر کے صناع نے ہمہ ہستی کا رنگ نہین چڑہایا تھا ایک ایسے سکوت کا وقت تھا جو بالکل اُن حالتون کے مشابہ تھا جب ہمین کسی خوروش کا انتظار ہوا کرتا ہے اور پاؤن کی چاپ پہ کان لگائے کنج تنہائی مین بیٹھے ہوتے ہین۔ اور اگر ہم اپنی زندگی کی اغراض پر نظر ڈالین تو صاف معلوم ہو جائے کہ دراصل وہ زمانہ انتظار ہی مین گذرتا تھا۔ قاعدے کی بات ہے کہ جو چیز دور پہ ہوتی ہے بھلی معلوم ہوتی ہے۔ اور اسکی نسبت اس بات کا ایک سراپا شوق انتظار ہوتا ہے کہ وہ ہمارے پاس چلی آئے یا ہم اُسکے پاس پہونچ جائین۔ یہ نیلا نیلا مدوّر آسمان۔ یہ جگمگاتے ہوے پیارے تارے۔ یہ کسی کی پُرافشان پیشانی کی طرح جھلکتی ہوئی کہکشان۔ یہ جھوم جھوم کے چلتے ہوے بادل۔ یہ درد جگر کی طرح چمک اُٹھنے والی بجلی۔ یہ حسینون کی شرمندگی کا رنگ اُڑا لینے والی شفق۔ سب کی سب کیون ایسی بھلی معلوم ہوتی ہین؟ اسلیے کہ دُور ہین۔ یہ میدانِ آرزو کی طرح کوسون تک پھیلے ہوے سبزہ زار۔ یہ آسمان کے کنارون کو تھپیڑے دینے والے سمندر۔ یہ اونچے اونچے پہاڑون کی خوشنما چوٹیان۔ یہ جوشِ شوق کی طرح لپٹتی ہوئی گھاٹیان۔ اسی دُوری کے باعث اپنی خوشنمائیان دکھا کر لبھا لیا کرتی ہین۔ جب تک دنیا کی دلچسپیون کو ہم دور سے دیکھ رہے تھے ضرور ہے کہ یہی کیفیتین جنھون نے اب ہمین زندگی سے بیزار کر دیا ہے زیادہ بھلی معلوم ہوتی ہون۔ انگلستان کا ایک بچہ جس طرح آنکھ کھولتے ہی ترقی کے شوق مین خیال کی عینک لگا کر مشرقی دنیا کو دیکھتا ہے اور کہتا ہے کہ "آہا! ہا! ہم ہندوستان جائین گے"۔ اُسی طرح اُس زمانے مین ہمین یہ خیال بہت ہی خوش کرتا ہوگا کہ "ہم دنیا کی سیر کرین گے"۔ خدا جانے کیا کیا ارمان ہونگے۔ اور کیسی کیسی آرزوئین ہونگی۔ اُسوقت دنیا کو ہم دور سے دیکھ رہے تھے۔ حقیقت مین یہ بڑی خوبصورت اور دلفریب نظر آتی ہوگی۔ پھر کیونکر یہ انتظار نہ ہوتا کہ ہم اس خوشنما مقام پر کب پہونچین گے۔ اور اس ایک عام آرزو کے ساتھ اُسوقت کا انتظار نہین معلوم کیا کچھ ارمان دل مین پیدا کر دیتا ہوگا۔ ہونے کو تو وہ ہی معمولی باتین ہونگی جن سے روزمرہ سابقہ پڑا کرتا ہے مگر اس انتظار کی حالت مین یہ بڑی کیفیت کی چیزین معلوم ہوتی ہونگی۔ دل مین کہتے ہونگے کہ "دنیا مین جاتے ہی ہم یون ہاتھون ہاتھ لیے جائینگے ہمارے رنج و راحت کا لوگون کو اس درجہ خیال ہوگا۔ اور اس طرح ہماری نازبرداری ہوگی

Marfat.com

یوں لکھ پڑھ کے ترقی کرینگے۔ یہاں کی طرح بیواسطگی اور بے تعلقی کی حالت نہ ہوگی بلکہ دنیا میں زمانہ بھر میں ایک معزز مقام دکھائیگا۔ بیسوں کا اشتیاق ہوگا۔ اور بہت لوگ ہمارے مشتاق ہونگے۔ پری رخوں سے دل بہلے گا۔ اور مہوشوں کی صحبت میں گذریگی" (ہائے! یہ نہیں معلوم تھا کہ یہاں قوم پر روتے گذریگی) غرض اُس زمانے میں ایک انتظار تھا جو باغ ہستی کی کیا کیا باتیں یاد دلایا کرتا تھا۔ اور ایسا سچا انتظار تھا کہ وہاں کی کسی چیز کو کبھی آنکھ اُٹھا کے نہ دیکھا۔ اُس مقام پر رہنے کا پورا زمانہ اُس بیخودی کی نذر کردیا جو دنیا کا انتظار کروا رہی تھی۔ یہ اسی سبب سے ہے کہ یہاں آکر وہاں کی باتوں پر ہزاروں غور کرتے ہیں اور ایک بھی نہیں یاد آتی۔

یہ تو وہ انتظار تھا جو سیر عالم سے پہلے ہماری خموشی پسند طبیعتوں کا مشغلہ تھا۔ اب اُس پچھلی حالت کو دیکھو جس سے مرنے کے بعد لوگوں کو سابقہ پڑا کرتا ہے۔ شہر خموشاں والوں کی خموشی جسنے صرف اُنھیں پر نہیں بلکہ اُنکے آرام گاہوں پر بھی ایک حسرتناک بیخودی کا سماں پیدا کردیا ہے صاف بتا رہی ہے کہ وہ کسی کے انتظار میں ہیں۔ دیکھو کس اطمینان سے لیٹے ہیں۔ اور کس درجہ اپنے خیال میں ڈوبے ہوے ہیں کہ لاکھ اپنی طرف متوجہ کرو۔ شانہ پکڑ پکڑ کے ہلاؤ۔ شور غل کرو۔ رو و پیٹو۔ چلاتے چلاتے اپنے تئیں ہلاک کر ڈالو۔ مگر وہ نہیں خبر ہوتے۔ گویا قسم کھا کے لیٹے ہیں۔ اور ایسے محو ہیں کہ قیامت تک ہماری طرف متوجہ نہ ہونگے۔ یہ پوچھا جائے کہ اُنھیں کس کا انتظار ہے تو اگرچہ صحیح بتانا مشکل ہوگا مگر انکی دنیاوی آرزوؤں پر نظر کر کے کچھ نہ کچھ بتا دینا ممکن ہے۔ واعظانِ دین اور پیشوایان مذہب نے اُنھیں آیندہ کے لیے ایسی اُمیدیں دلائی تھیں کہ غالب انکی یہ شہر خموشاں کی زندگی نہایت ہی دلچسپ اور پُرشوق انتظار میں گذرتی ہوگی۔ اُنھیں باغ جنان میں داخل ہونے کا انتظار ہوگا اور جنت کا وہ جغرافیہ جو واعظوں کی زبانی سن چکے ہیں پیش نظر ہوگا۔ وہ بہتی ہوئی اور لہریں لیتی ہوئی دودھ اور شربت کی نہریں وہ جھومتے ہوے درخت۔ وہ تر و تازہ میوے۔ وہ موتیوں کے مکان۔ وہ دائمی خوشی کا سماں۔ وہ خوش نوا طیور کا چہچہانا۔ وہ طوبیٰ کا خوشگوار سایہ۔ وہ وفاداری سے کام پر غلمانوں کا دوڑنا۔ وہ مہ لقا اور نازنین حوروں کا پہلو میں بیٹھنا۔ آنکھوں کے سامنے پھر رہا ہوگا۔ دل میں اس طرح امیدوں کا نقشہ باندھتے ہونگے کہ "یوں باغ عدن کی

سیر کرین گے - یون وہان کے مرصع تختون پر تکیہ لگا لگا کے بیٹھین گے - یون حورون سے ہمکنار ہونگے - یون غلمانون سے خدمت لین گے - اور یون شرابِ طہور کے دَور چلین گے" یہ زندگی کے بعد والا انتظار ہے - اور اُن لوگون کا شغلہ ہے جو ٹوٹی پھوٹی قبرون کے نیچے آرام سے لیٹے ہین - اور یارانِ دنیا کو دل سے بالکل بُھلا چکے ہین -

دنیا اُسی وقت سے شروع ہوئی ہے جب ازلیت کے انتظار کی بیخودی سے چونک پڑنے کا اتفاق ہوا - اور اسوقت تمام ہو جاتی ہے جب آنکھون پر ایک غنودگی طاری ہوتی ہے - اور انتظار ابد کی بیخودی ہوش و حواس پر غالب آ جاتی ہے - اگر یہ دعویٰ کیا جائے کہ ہماری فطری حالت ایک انتظار کا سکوت ہے تو نادیانہ ہوگا - قطع نظر اس سے کہ دنیاوی زندگی کا آغاز و انجام انتظار ہی ہے - انتظار کو ایک فطری اور طبعی حالت ثابت کرنے کے لیے ہم کہہ سکتے ہین کہ انسان کو جب تمام کامون سے فراغت ملتی ہے اُسوقت چُپکے بیٹھ جاتا ہے اور خیالِ آیندہ امیدین یاد دلا دلا کر انتظار کا شغلہ پیدا کر دیتا ہے -

جن اوقات مین انسان کو انتظار کے سوا اور کوئی شغلہ نہین سوجھتا اُنھین تو دیکھیے کہ کس اطمینان کے وقت ہوتے ہین - جب دنیاوی کاروبار سے فراغت ہو چکتی ہے جب یقین ہو جاتا ہے کہ اب کوئی کام نہین رہا - جب کھا پی کے آرام سے لیٹتے ہین - جب سونے کو ہوتے ہین - جب گردشِ زمانہ سے نجات ملتی ہے - جب کوئی فکر نہین رہتی - یہ اوقات ہی بتا رہے ہین کہ انتظار انسان کے لیے ایک طبعی حالت ہے - دنیا مین آتے وقت وہ اگلا انتظار جو ازل کے سیدھے سادھے عالم مین بھولی طبیعت کا مشغلہ تھا - اگرچہ نہین رہا - مگر یہ ہرگز نہین کہا جا سکتا کہ انتظار سے نجات مل گئی - بس اسی قدر ہوا کہ پہلے انتظار کے ہاتھ سے دامن چُھٹا اور ایک اور انتظار مین مبتلا ہو گئے جسکی عمر خود ہماری زندگی کے ساتھ پوری ہو گئی - یہ دنیاوی انتظار بظاہر تو بڑی دور کی دلفریب آرزوؤن کی طرف متوجہ معلوم ہوتا تھا مگر اصل مین زندگی کے ختم ہونے کے وقت کی طرف متوجہ تھا - کیونکہ جس روز زندگی تمام ہوئی وہ سب آرزوئین بھی تمام ہو گئین جنکا شوق دنیا مین - اگر دل مین پیدا ہوا تھا تو یہ نہین کہا جا سکتا کہ سب دنیاوی آرزوئین پوری ہو گئین - بلکہ تمام ہو گئین - جس مضمون کو دوسرے الفاظ مین لوگون نے یون ادا کیا ہے کہ "خاک مین مل گئین"

Marfat.com

زندگی سے پیشتر اور بعد کا انتظار کا بہت ہی بسیط اور سادہ معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ ایک نہایت ہی اطمینان اور سکوت مین گذر جاتا ہے۔ بس ایک ہی شوق ہوتا ہے۔ اور ایک ہی چیز کی لَو لگی ہوتی ہے۔ مگر درمیان کا دنیاوی انتظار قیامت کا ہوتا ہے۔ ہائے اُس مین چپکے بیٹھتے ہی نہین بن پڑتا۔ دنیا ایک ایسا مقام ہے جہان اگر کسی مین خود انتظار کی صلاحیت نہین ہوتی تو اُسکی ذات سے اورون کو انتظار ہوتا ہے۔ یعنی اگر ہم یہ غرض نہین پوری کر سکتے تو اور بہتسے لوگ ہمارے عوض مین یہ کام کرنے کو موجود ہو جاتے ہین ہم بچے تھے اور تمام چیزون سے بے پروا تھے تو ہمارے مان باپ ہماری ذات سے کیسی کیسی امیدین رکھتے تھے؟ اُسوقت اُنکی زندگی کا زیادہ حصہ اسی انتظار مین گذرتا تھا کہ "لڑکا بڑا ہوگا۔ اُسکے ہاتھون ہمارے یہ یہ ارمان نکلین گے۔ پروان چڑھے گا۔ آخر عمر مین ہماری خبر گیری کریگا"۔ غرض اسی قسم کی سیکڑون باتین تھین جنکے انتظار کو قدرت نے اُنکی زندگی کا مشغلہ قرار دیدیا تھا"

پرائے انتظار کی گود مین پلتے پلتے ہم اس درجے کو پہونچے کہ خود ہمارے دل مین بھی انتظار کا مادہ پیدا ہوگیا۔ پہلے تو صرف یہی انتظار شروع ہوا کہ ہم بڑے ہون۔ پھر ترقیون اور لیاقتون کا انتظار کرنے لگے۔ یہان تک کہ پورے جوش کے سن کو پہونچکر خوبرویون کی وعدہ وفائی کا انتظار دل کا دلچسپ مشغلہ ہوگیا۔ انتظار کا پورا لطف حاصل ہوا تو اسی زمانے مین۔ ہائے وہ کیا اچھی اور اطمینان کی حالت ہوتی ہے جب ہم کسی مہجبین کے شوق مین سراپا انتظار بنے بیٹھے ہوتے ہین۔

یہ ایک ایسا انتظار تھا کہ اس سے نجات ملنا دشوار معلوم ہوتا تھا مگر بچہ مغربی کے زمانے نے جب جوانی کی اُمنگون کو فرو ہوتے دیکھ کر اپنا موقع پایا تو دل کو ایک اور طرف متوجہ کر دیا۔ جس سے یہ غرض ہے کہ اُسنے قومی مرثیہ سنا کر قوم کی حالت یاد دلائی۔ اور آیندہ کی امیدین بتا کر دل مین قومی ترقیون کا انتظار پیدا کر دیا۔ بس اب اسی قدر آرزو ہے کہ خدا اس انتظار کو پورا کرے۔ آمین!

سادگی

ہر چیز جب تک صرف نیچر کی صناعیون کا نمونہ ہے اور زمانے کی کاریگریون سے

Marfat.com

تکلف کا رنگ نہین چڑھایا ہے عجب تحسین کر دینے والا اثر رکھتی ہے۔ دنیا اپنی اصلیت کے لحاظ سے بڑی موثر چیز تھی۔ مگر افسوس زمانے کے انقلابات نے رنگ آمیزیان کرتے کرتے اسے بھدا کر ڈالا۔ نسل انسانی کے پہلے شخص نے دنیا کو عجب خوشنما صورت مین پایا ہوگا۔ افسوس اُسکے دل کے جذبات ہمین نہین معلوم۔ اور ہمارے ذہن مین بھی نہین آسکتا کہ اُسنے کس کس چیز سے کیا کیا لطف اُٹھایا ہوگا۔ زمانے کے مزاج مین خدا جانے کس قیامت کی شہرت پسندی ہے کہ صرف اپنی یادگارین قائم کرنے کے لیے دنیا کی صورت بدلے دیتا ہے۔ اور بدل دی۔ زمانے نے سیکڑون پہلو بدلے۔ اور ہر مرتبہ جب ہی پہلو بدلا ہے جب پہلے پہلو کی کوئی نہ کوئی یادگار قائم کر لی۔ دنیا پر ہزارہا ہی طرح کے رنگ چڑھائے گئے اور زمین کے خوشنما چہرے پر لاکھون ہی قسم کے زیور سجے گئے مگر پھر بھی جب کوئی مقام ان مصنوعی تکلفون سے خالی نظر آجاتا ہے طبیعت بیتاب ہو جاتی ہے۔

وہ دشوار گذار کوہستان اور وہ بلا خیز بیابان جہان زمانے کی کاریگری کے دیکھنے دنیا دار لوگ مشکل سے جا سکتے ہین اگر عشرت پسندی کو چھوڑ کر کبھی اُن مقامون کی ہوا کھاؤ تو معلوم ہو کہ قدرت نے غریب بھول چوک کر آنکلنے والون کے لیے کیا کچھ سامان دلچسپی جمع کر رکھا ہے جو یہان کبھی خواب مین بھی نہین نظر آتا۔ ہندو متھالوجی (دیوبانی) کا یہ بیان کسقدر قرین انصاف معلوم ہوتا ہے کہ "جنت ہمالیہ کی دشوار گذار چوٹیون پر ہے" جن کوہستانون پر لوگون کا گذر ہوا ہے وہان کی کیفیت اُن لوگون کو جو نیچرل نظارہ (جلوہ گاہ فطرت) کے عاشق ہین زندگی بھر نہین بھولتی۔ جب اُن پہاڑون کا یہ حال ہے تو وہ پہاڑ جنکو ہم نے نہین دیکھا ہے بیشک جنت کہے جانے کے قابل ہونگے۔ یہ کیون؟ صرف اس سبب سے کہ انسانی پر تکلف کاریگریون سے بالکل پاک و صاف ہین۔ عموماً وہ ہین نہایت دلفریب ہوتے ہین جنکی آرایش مین قدرت کے سوا دوسرے کا ہاتھ نہین لگا ہے۔ مسافر سفر کی سخت سے سخت مصیبتین جھیل کر اُس مقام پر پہونچتا ہے جہان اُسے اور لوگون کے نقش قدم نہین نظر آتے۔ اور گمراہی بھٹکا بھٹکا کر وہان تک پہونچاتی ہے۔ تکلیف اور مصیبت اُسکا ہاتھ پکڑ کے کھینچ لیجاتی ہے اور اُس مقام پر کھڑا کر دیتی ہے جسکے دیکھنے کو عموماً قدرتی حسن پسند کرنیوالون کی آنکھین ترسا کرتی ہین۔ وہ شوق کے ساتھ ملی ہوئی حیرت سے دیکھتا ہے کہ مین ایک پہاڑ پر کھڑا ہون جسکی سطح سبزۂ خودرو سے ڈھکی ہوئی ہے۔ جا بجا پاک اور صاف چشمے نہایت

Marfat.com

شفاف ہین مگر جو جو آگے بڑھتے ہین دنیا کی کثافتین مَیلا کرتی جاتی ہین - دل مین خیال کرتا ہے کہ یہ نہرین اُسی دُنیا کو جا رہی ہین جسے مین چھوڑ آیا ہون - مگر افسوس وہان کے لوگون کو یاد کرتا ہے اور سواد وطن کا خیال کر کے قصد کرتا ہے کہ ان نہرون کے ذریعہ سے اپنی خبر آباد دنیا تک پہونچائے - مگر وہان کا سین اُسے اپنی طرف متوجہ کر لیتا ہے اور بیتاب ہو کر پھر اُن کیفیتون کو دیکھنے لگتا ہے جو اُسے سامنے نظر آ رہی ہین - خودرو پھول مختلف رنگون کا نمونہ دکھا کر باغ نیچر کی دلفریبیون کو بڑھا رہے ہین - طرح طرح کی جھاڑیان اور قسم قسم کے پودھے دُور تک جانیوالی نظر کو عجب دلچسپی کے ساتھ درمیان ہی مین روک لیتے ہین - آزاد طیور اُڑتے پھرتے ہین - اور وہ چوپائے چر رہے ہین جنھون نے آج تک سوئٹزرلینڈ کے پہاڑون مین بسنے والون کی طرح اپنی آزادی کو ہاتھ سے نہین کھویا ہے - یہ چوپائے اسلیے بیخوف سیر کرتے پھرتے ہین کہ انھین یہان شکاریون کا بھی ڈر نہین - مسافر نہایت ہی خود رفتہ ہو ہو کر ان کیفیتون کو دیکھ رہا ہے - اور بخصوص یہ خیال کرتا ہے کہ یہ وہ مقام ہے جہان کسی کی حکومت نہین - اور وہ زمین ہے جسکا کوئی محصول لینے والا نہین - یہ سادگی کا سمان دل مین آزادی کا ایک جوش پیدا کرتا ہے اور وہ جوش جسقدر اس غیر آباد مقام سے مناسب ہے کسی مقام سے نہین - یہان جو چیز نظر آتی ہے آزاد ہوتی ہے - درخت بے تکلفی سے ہر مقام پر اُگ آتے ہین - باغبان نے کوئی ایسی حدین نہین قائم کی ہین جنکے باہر اُگنا دنیا کی ہوا کھاتے ہی اُنکا خاتمہ کر دے - چونکہ کسی قسم کی کاٹ چھانٹ نہین کیجاتی ہے اسلیے وہ بیساختگی کے ساتھ دست شوق کی طرح ٹہنیان پھیلا دیتے ہین - ٹھنڈی ہوا کے آزاد جھونکے پاک صاف چشمون سے تازگی کی کیفیت حاصل کرتے ہوے آتے ہین اور یہ ٹہنیان جھوم جاتی ہین - درختون کی یہ خوش آیندہ حرکت نازک دماغ طیور کو ناگوار گذرتی ہے - وہ اُڑ کر کسی اور مقام پر جا بیٹھتے ہین اور اپنے جانفزا نغمون کو اُن جھونکون کے ساتھ دامن کوہ مین پھیلا دیتے ہین - پہاڑ گونج اُٹھتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ کوئی قدرتی فرشتہ اُن نغمہ سنج طیور کے ساتھ سُر ملا رہا ہے - یہ وہ سمان ہے جو خواہ مخواہ دل کو فریفتہ کر لیتا ہے - اور انسان اگر کبھی ایسی نمائش گاہ فطرت مین پہونچ جاتا ہے تو بمشکل واپس آ سکتا ہے -

تارون بھری رات مین کسی وسیع میدان مین جا کے کھڑے ہو جاؤ تو عجب سین نظر آئے - رات کے سیاہ آسمان مین چمکدار تارون کی روشنی بزم قدرت کی عجب پیاری بہار

Marfat.com

دکھایا کرتی ہے۔ اُسوقت کا آسمان اُسوقت کی زمین اُسوقت کے درختون مین دور دور پر شہابی رنگ کی روشنی کا کھائی دینا۔ یہ ایسی چیزین ہین جن مین ایک خاص قسم کی دلچسپی ہے جو دُنیا مین اور کہین نہین نظر آ سکتی۔

خود انسان کے حالات کا اندازہ کرو تو وہ حالات جو تکلفاتِ دنیاوی سے بالکل پاک ہین انتہا سے زیادہ دلفریب نظر آئینگے۔ وہ ابتدائی زمانہ جب نسل انسانی مین دنیاوی گرگریون کا زیادہ رواج نہین ہونے پایا تھا ایسا زمانہ تھا کہ تواریخ کے صفحات اُلٹ الٹ کر جب ہم اُسپر غور کرتے ہین تو دل بے اختیار اُس زمانے کی باتون کا والہ و شیفتہ ہو جاتا ہے۔ اُن پچھلے لوگون کے پاس کچھ نہ تھا۔ قدرت کے تحفے یعنی درختون کے پھل اُنکی بے محنت غذا تھی پہلے تو کچھ اسکی پروا بھی نہ تھی کہ ننگے ہین۔ اور جب کچھ خیال آیا تو درختون کے پتے ستر پوشی کا کام دینے لگے۔ ایک بسیط اور سادی زندگی تھی۔ نہ کوئی غم تھا نہ کچھ خوشی تھی۔ جہان غور و فکر کرکے دیکھئے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اُنکے پاس کچھ نہ تھا مگر خدا جانے کیا بات تھی کہ ہمکو انپر حسد معلوم ہوتا ہے۔

وہ کوہ قاف کی دلربا پری یعنی سرکیشیا کی بھولی دوشیزہ لڑکی۔ جسنے دنیا سے بہت کچھ لطف اُٹھایا ہے۔ سادگی اُسکا لباس ہے اور پھول اُسکے زیور ہین۔ پہاڑ کے دامنون مین آزادی سے سیر کرتی پھرتی ہے۔ نہرون کے کنارے بیٹھکر ہاتھ مُنہ دھوتی ہے اور اُس حسن کو نِکھارتی ہے جسپر دنیاوی کاریگری کے مصورون نے کبھی قلم نہین لگایا ہے۔ اُسکا حُسن تکلفات سے بالکل پاک ہے۔ وہ اپنے دل مین اُن چیزون کی تمنا بھی نہین رکھتی جو بناوٹ سے تعلق رکھتی ہین۔ اسی سادگی نے اُسکے حُسن کو دنیا بھر مین مشہور کیا۔ عام خیالات اُسکی طرف متوجہ ہوگئے۔ اور آخر اُسکو مجبور ہونا پڑا کہ اپنے آزادی کے مقام کو چھوڑ دے۔ نہایت حسرت کے ساتھ اُن پہاڑون اُن گھاٹیون اور اُن نہرون کو رخصت کرے۔ جسکے چند روز بعد وہی لڑکی امراے ترک اور روساے ایران کی محلسراؤن کو رونق دیتی ہے۔ جہان تھوڑی ہی مدت مین دنیاوی تکلفات اُسکے حُسن کے قدرتی جذبات کو خاک مین ملا دیتے ہین۔

ذرا مذاہب کی ہسٹری پر نظر ڈالو اور دیکھو۔ اُنکی ابتدا کس بے تکلفی کی خبر دے رہی ہے۔ وہ قدیم زمانہ جب آرین عابد پہلے پہل ہندوستان مین آئے تھے۔ اور یہ ہندوستان

Marfat.com

کا اگلا سین جب یہاں ایک آزاد قوم آباد تھی اور پہاڑوں کے دامنوں میں اور دریاؤں
کے کناروں پر شکار کھیلتی پھرتی تھی کیسا سادہ زمانہ تھا۔ نہ بناوٹ کے نمونے تھے۔ نہ
تکلف کے کرشمے تھے۔ نہ آبادی کا نام تھا۔ نہ تمدن کا نشان تھا۔ بس ایک خدا کی مخلوق تھی
جو اپنی بے تکلفی اور آزادی کے جوش میں خود اُسے بھی بھولی ہوئی تھی۔ عرب کی سادگی پر
غور کرو تو سب سے زیادہ حیرت ہو۔ ریگستان۔ بے سبزے کے پہاڑ۔ کھجوروں کے جھنڈ
اور ببول کے جنگل۔ بس یہی ایک ہدیے تھے جو خدا کی جانب سے اُس صحرا میں آنکلنے والوں
کے سامنے پیش کیے گئے تھے۔ اور خصوصاً وہ ابتدائی زمانہ جب پہلے پہل یہ ہدیے اُس بیکس
بچے والی عورت کے سامنے پیش کیا گیا تھا جسکو اُسکا شوہر اُس صحرا میں تنہا چھوڑ گیا تھا۔
بچے کی پیاس سے حیران ہو کر وہ عورت صفا و مروہ پہاڑیوں پر "العطش العطش"
کہتی ہوئی دوڑتی تھی اور پانی کو ڈھونڈتی تھی مگر نہیں ملتا تھا۔ آخر وہ بچہ ریگ سے
کھیل کھیل کر اور سنگستانی میدان پر گر گر کر بڑا ہوا اور اُس مشہور قوم اور مذہب کا بانی ہوا
جو دنیا میں بہت مشہور ہے۔ یہ اُسی مقام کو ذکر ہے جہاں اب تک آباد ہے۔ اسلام کی پرورش
بالکل سادگی کی حالت اور نیچر کے بہت سادے منظر میں ہوئی۔ وہی قوم جسکے سفیر اور ایلچی
اپنے سادے بے تکلف اور پھٹے پُرانے کپڑے پہنے ہوئے بے تکلف قیاصرہ کے دربار میں
جاتے تھے اور ساسانیوں کے تخت کی خبر لیتے تھے۔ عرب کی ابتدائی سادگی سب طبیعتوں سے
کچھ بڑھی ہوئی تھی۔ اور یہی وجہ تھی کہ وہاں کے لوگوں کا جوش بھی سب سے بڑھا ہوا تھا۔
اُنکو اس سے قطعی نفرت تھی کہ دنیاوی زندگی دولتمندی کے تکلفوں سے خراب کیجائے جبتک
یہ خیال اُن میں قائم رہا وہ نہایت ہی قوی رہے اور دنیا بھر میں اُنکی دھاک بیٹھی رہی۔
مگر جس وقت سے اوروں کی طرح اُن میں بھی تکلفات پیدا ہونا شروع ہوئے وہ خراب
ہوگئے۔ اُنکے جوش میں کمی آگئی اور اُنکی ترقی کی رفتار رُک گئی۔ اے خدا اُن میں پھر
وہی سادگی کا جوش پیدا کر۔

دِہات کی زندگی

اے شہروں کے عالیشان محلوں میں رہنے والو! تمھیں نہیں معلوم کہ دہات والے
دنیا سے کیا لطف اُٹھاتے ہیں۔ تم ایک منزلِ عشرت میں ہو۔ عالم کی نیرنگیاں تمھاری نظر

Marfat.com

سے بہت کم گذرتی ہین۔ جس مقام پر تم ہو وہان صبح و شام کی مختلف کیفیتین بھی اپنا پورا پورا اثر نہین دکھا سکتین۔ خبر بھی نہین ہوتی کہ آفتاب کب نکلا اور کب غروب ہوا۔ ہوا کس طرف کی چلی۔ اور کیا بہار دکھا گئی۔ مگر غریب دہات والے جنھین تم نے اکثر ذلت کی نظر سے دیکھا ہوگا وہ ان امور کا ہر وقت اندازہ کرتے رہتے ہین۔ ہر صبح اُنھین ایک نیا لطف دکھاتی ہے اور ہر شام سے اُنھین ایک نئی راحت نصیب ہوتی ہے۔

گاؤن کے جفاکش رہنے والے صبح ہونے سے پہلے ہی نیند کا پورا مزا اُٹھا چکتے ہین۔ صبح کے تارے ہنوز جھلملانے بھی نہین پاتے ہین اور وہ اپنی رات کی ضروری راحت سے اُکتا چکتے ہین۔ ایسے وقت مین نسیم سحر کے خوشگوار اور نازک جھونکے آتے ہین اور بڑے ادب سے اُنھین جگانے لگتے ہین۔ اسوقت اُنکے ناز اور باد سحر کے نیاز دیکھنے کے قابل ہوتے ہین۔ صبح کی ہوا نہایت شگفتگی کے ساتھ جگاتی ہے اور وہ نہین جاگتے۔ صرف کروٹین بدل بدل کے رہ جاتے ہین۔ باد سحر یون ہی اصرار کرتی ہوتی ہے کہ صبح کے نقیب عرفان سحر اُٹھتے ہین۔ اور اُنھین اُٹھاتے ہین۔ غریب محنت پسند لوگ تازہ دم اُٹھ بیٹھتے ہین۔ وقت کی کیفیتین نہایت غور سے اور بڑے لطف کے ساتھ دیکھتے ہین۔ اُنکا پہلا کام ہوتا ہے کہ جھونپڑون سے باہر نکلے۔ آسمان کو دیکھا جس مین تارے جھلملا رہے تھے۔ اُفق مشرق کی روشنی پر نظر ڈالی جو رات بھر کے چھپے ہوے تارون پر غالب آتی جاتی تھی۔ کچھ کچھ نمودار ہو نیوالے درختون کو دیکھا جن پر چڑیان چہچہا رہی تھین۔ یہ سمان اپنی خوبیان دکھا کر اُنھین بیخود کرنے کو تھا کہ اُنھون نے اپنے دن کے کام کو یاد کیا۔ آگے بڑھے اور رات کی دبی ہوئی آگ پر گری پڑی پتیان جمع کر کے آگ جلائی۔ تاپ تاپ کے افسردہ ہاتھ پاؤن کو گرمایا۔ اسکے بعد پاس کے شکستہ جھونپڑے مین جا کے بیل کھولے۔ اور عین اُسوقت جبکہ آفتاب کی کھرمسی کھڑی کرنین مشرقی کنارۂ آسمان سے اوپر کو چڑھتی نظر آتی تھین۔ یہ لوگ لمبے لمبے ہلون کو کندھے پر رکھ کر کھیت کی طرف روانہ ہوے۔ کھیتون کی مینڈون پر جا رہے ہین۔ اور زمین کی فیاضیون کو کس مسرت اور خوشی کی نظر سے دیکھتے جاتے ہین۔ ہر ہرے کھیت ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کے چلنے سے لہرا رہے ہین۔ نظر اُس خوشگوار سبزے پر عجب لطف کے ساتھ کھیلتی ہوئی دور تک چلی جاتی ہے۔ چھوٹے چھوٹے پودے جو خدا کے پاس سے دنیا والون کی روزی لیکر آئے ہین کس قدر شگفتہ اور بشاش نظر آتے ہین۔ رات

Marfat.com

کا برقع اُڑھا کر آسمان نے اُنھین اور خوبصورت بنادیا ہے - کیونکہ تارون کی چھاؤن مین اُن
اُنکی نازک اور چھوٹی پتیون پر شبنم کے موتی جھلک رہے ہین - ایک عالم جواہر ہے جس
جھلملاتے ہوے تارون کی شعاعین خدا جانے کیا کیفیت دکھا رہے ہین - کیا ریان کیا ہر
کسی رات کی بے تکلفی کا صدمہ اُٹھائے ہوے سراپا ندامت حوروش کا پسیجا ہوا چہرہ ہے
جسپر سے پسینے کی طرح شبنم کے قطرے ٹپک ٹپک کر گر رہے ہین - ان جفا کشون نے اُس د
میدان کو نہایت شوق سے دیکھا جو اسوقت نو صرف اُنکی نظر ہی کو خوش کرتا ہے
اصل مین قدرت کے ہدیے اور نیچر کے تحفے ہر جاندار کو اُسی کی فیاضیون سے ملتے ہین - یہ
کھیتون پر پہونچکر اپنی غفلت پر نادم ہوگئے - کیونکہ اور لوگ ان سے بیشتر پہونچ چکے تھے -
یہ سب لوگ تر و تازہ کھیتون مین منتشر ہوگئے - آفتاب کی کرنون نے جو ابر غ
سب کو ایک نظر سے دیکھتی ہین کھیتون کی مینڈون پر اور کنوؤن کے کنارون پر انکا
ادا کیا - اب یہ لوگ اپنے کام مین اس قدر مصروف ہین کہ نیچر کے جذبات بھی اپنا ا
نہین ڈال سکتے اور قدرت کی بہار بھی انکی دلفریبی کرنے سے عاجز ہے - وہ ہرا ہرا سبز
وہ سہانا سمان - وہ صبح کی بہار - وہ تر و تازہ ہوا - وہ اُجلی کرنین - ایسی چیز
جنکا شوق اکثر منچلی طبیعت والون کو شہرون سے باہر کھینچ لیجایا کرتا ہے - اُنکو
ہی بار رہا ہمپر ایسی وحشت سوار ہوئی ہے کہ گھر سے دو دو - تین تین کوس تک نکل
گر یہ لوگ اپنے روزانہ کامون مین ایسے مصروف ہین کہ ان کیفیتون کو آنکھ اُٹھا ا
دیکھتے - زمین کی اُس استعداد کے بڑھانے مین دل و جان سے ساعی ہین جو
انکے لیے نہین تمام دنیا کے لیے مفید ہے - جان توڑ توڑ کر محنت کر رہے ہین
کم قوت بیل جو شاید رزق رسانی عالم کی فکر مین دُبلے ہوگئے ہین انکے ہاتھون کی
ہین اور زمین کو پیداوار کے قابل بناتے چلے جاتے ہین - اپنی محنت آسان کر
لیے یہ لوگ نہایت د... اک آواز مین کچھ گاتے جاتے ہین اور اُنکی آواز کھلے - ا
گونج گونج کر ایک نئی کیفیت پیدا کرتی جاتی ہے - کنوؤن کے کنارے والے
زمین کو سیراب اور چھوٹے چھوٹے درختون کو زندہ کر رہے ہین - دیکھو وہ کس
اِس بات کے منتظر ہین کہ ڈول اوپر آئے اور اُنڈیلین اور جس وقت ڈول
مین آجاتا ہے کس جوش کے عالم مین چلا اُٹھتے ہین "اللہ دین" پانی اُنکی

جسکی امید مین وہ آرزومند ہین کہ کبھی آسمان کو دیکھتے ہین اور کبھی کنوون کی طرف رُخ کرتے ہین - آفتاب پوری بلندی پر پہونچکر نیچے کی طرف مائل ہوتا ہے - اور جھکتے جھکتے افق مغرب کے قریب پہونچتے وقت باغ عالم کی دلچسپیون سے رخصت ہونے کے خیال مین زرد پڑجاتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ آفتاب کی حالت اور وضع مین اختلاف ہوجاتے ہین مگر یہ نہ تھکنے والے اور دُھن کے پکے دہقان ایک ہی وضع اور ایک ہی صورت سے اپنا کام کیے جاتے ہین - نہ محنت انھیں تھکاتی ہے - نہ مشقت انھین ماندہ کرتی ہے - نہ دھوپ سے پریشان ہوتے ہین نہ کام کرنے سے اُکتاتے ہین - الغرض آفتاب غروب ہوتا ہے - دن ان سے رخصت ہوتا ہے - اور یہ شام کی دلفریب کیفیتون کا لطف بخوبی دیکھ کر یہ اُمید لگاکے کہ کل کھیتون کو آج سے زیادہ تروتازہ پائین اپنے کھیتون سے رخصت ہوتے ہین - خوش خوش اُس بیچے اور کم حیثیت گھر مین آتے ہین جسے ہم نہایت ذلت کی نگاہ سے دیکھا کرتے ہین - بی بی غریب کا کھانا اور فصل کے مناسب غذا انکے سامنے لاکے رکھدیتی ہے - اور یہ دل سے خدا کا شکریہ ادا کرکے کھاتے ہین اور دوسرے دن کی محنت کا خیال کرکے اپنے تئین جھوٹی سی سلا دیتے ہین - یہ وہ وقت ہے جبوقت شہرون کے پہرون چڑھے تک سونے والے سیر کا اپنی شرمناک زندگی کے برے نمونے دکھانے کے لیے جاگتے ہوتے ہین - زاہد نماز عشا پڑھ چکے ہوچکا ہے - بیفکرے گپین اُڑا رہے ہین - شعرا مضمون آفرینی کی فکر مین ہین - امرا کے کھانے کھلنے کا اہتمام ہوتا ہے - بچے کہانیان سن رہے ہین - طلبا کتاب پر جھکے ہوے ہین بکیش و پیاس بجھا رہے ہین جو کمبخت نہین بجھتی - سیہ کار بدکاری کی دُھن مین شہر کی سڑکین اور گلیان چھان رہا ہے - اور یہ جفاکش عجب میٹھی نیند مین غافل سوگئے ہین تاکہ تڑکے آنکھ کھلے - یہ چھلا اطمینان اور یہ سچی آسایش بیشک رشک کے قابل ہے -

دہات کی کنواری لڑکی اپنے خیالات اور اپنے ارادون اور اپنے حرکات وسکنات غرض ہر حیثیت سے پاکدامن اور باعصمت ہے - اسکا حسن اُسکی سادگی ہے - اُسکی خوبیان اُسکے کام کاج ہین - صبح کو اُٹھتے ہی وہ دھان کوٹنا شروع کرتی ہے اور گھر بھر کی ضرورت کے موافق چاول تیار کرلیتی ہے - گیہون پیس کر آٹا رکھتی ہے - اور بڑی شلفتگی اور خوشی کے ساتھ اس کا ہاتھ بٹاتی ہے اور اسے اس امر کا روز موقع دیتی ہے کہ گھر کے آدمیون کے لیے کھانا پکالے - قدرت کا نمبتی اور سادہ ہے یعنی دودھ دہی عموماً اُسے بافراط ملا کرتا ہے

اسے وہ بڑی مسرت کے ساتھ خدا کا شکریہ ادا کر کے اپنی غذا مین شریک کرتی ہے۔ ہماری طرح اس دولت سے وہ خود غرضی نہین کرتی۔ بلکہ پڑوس والون کو اسمین شریک کرتی ہے کام اُسے اتنی بھی فرصت نہین دیتے کہ اپنے حُسن کی قدر کرے۔ خدا نے اُسے جیسا حُسن دیا ہے اُسکو ویسا ہی باقی رکھتی ہے۔ نہ دنیاوی تکلفات کی اُسے خبر ہے اور نہ اُنکو پسند کرتی ہے۔ کبھی کبھی سادہ اور بعد از زیور اُسکے حُسن کے بڑھانے مین کام آجاتا ہے۔ مگر شہر کی وضعدار اور حُسن فروش لڑکیون کی طرح اُسپر وہ کچھ غرور اور ناز نہین کرتی۔ اُسکی نظرین اُسکے ہاتھ پاؤن اُسکے حُسن عالم فریب سے زیادہ قیمتی ہین۔ وہ جانتی ہی نہین کہ ادا کیا چیز ہے اور غمزہ کسے کہتے ہین۔ اُسے خبر نہین کہ اُسکے حُسن کا کیا اثر ہو سکتا ہے اور اُس سے کیونکر کام لے۔ اسی سبب سے وہ اپنے باپ کی خادمہ ہے۔ اپنی مان کی فرمانبردار ہے۔ اپنے بھائیون کی مطیع ہے۔ اور ایک روز اپنے شوہر کی لونڈی ہو جائیگی۔ بےعصمتی کی اُسے ہوا بھی نہین لگی ہے۔ شہر کے سیہ کار بدمعاشون کی نظر سے اُسکا پیارا خوبصورت چہرہ چھپا ہوا ہے۔ بُری نظر سے دیکھنے والون کے جال مین وہ نہ پھنسی ہے اور نہ پھنسے گی۔ اُسے حیرت ہوتی ہے کہ شہر کی لڑکیان کیون بدمعاشون کے پھندے مین پھنس جایا کرتی ہین۔ اپنے باپ کی طرح وہ بھی رات کو سویرے ہی سو رہتی ہے۔ اُسکے گھر مین ناولانہ یا اُس قسم کی ساتھ کی لڑکیان بھی نہین جنکی زبانی پلنگ پر لیٹ کے سوتے وقت وہ بدکاری کا جوش پیدا کرنیوالی حُسن وعشق کی کہانیان سُنا کرے وہ اپنی محنت کی داستان اپنے دل سے کہتی ہے اور آپ ہی سنتی ہے۔ اور چونکہ کل کے کامون کا خیال آجاتا ہے اسلیے لیٹتے ہی سو جاتی ہے۔ اُسکے پیارے نازک خوبصورت اور دنیا بھر سے زیادہ بھولے چہرے کی شگفتگی اور افسردگی فصل کی عمدگی اور خرابی پر منحصر ہے۔ فضول میلے اُسے خوش نہین کر سکتے۔ ناچ رنگ مین اُسکا دل نہین لگتا۔ گانا نہ خود جانتی ہے اور نہ کچھ اسکا ذوق ہے بلکہ اُسکو اور اُسکے گھر کو اُس روز بڑی خوشی ہوتی ہے جس روز نئی فصل کا تحفہ پُرانے مٹی کے برتنون مین اُسکے سامنے لا کے رکھا جائے۔

گاؤن عموماً قدرت کا سچا جلوہ گاہ ہوتا ہے۔ وہان کے سین اپنی سادگی اور اپنی دلفریب کیفیتون کے ساتھ انتہا سے زیادہ دلچسپ ہوتے ہین۔ اے شہر کے نازک خیال اور چابکدست کاریگرو! وہان تمہاری صناعیون کی بالکل قدر نہین۔ وہان صرف قدرت کی کاریگری عزت کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہے۔ اور خدا کی فیاضیان بڑی فیاضی کے ساتھ پسند

Marfat.com

گیجاتی ہین اور نہایت شوق سے بیجاتی ہین - اُنکی خوشی کا پیمانہ بہت چھوٹا اور تنگ ہے۔ وہ بہت تھوڑے مین خوش ہوجاتے ہین - اور ادنی مسرت اُنکی دلفریبی کے لیے کافی ہوتی ہے۔ وہ لہلہاتے ہوے سبزہ زار جنھین وہ روز صبح و شام کو آتے جاتے وقت دیکھا کرتے ہین اُنکے مسرور کردینے کے لیے بہت ہین - وہ تر و تازہ کھیت جن سے زیادہ پیداوار کی امید ہے اُنکی خوشی کو اعتدال سے زیادہ بڑھا دیا کرتے ہین۔

دہات کا چودھری اگرچہ اُسکی حکومت چند کچے اور ٹوٹے پھوٹے مکانون اور ایک وسیع میدان پر محدود ہے مگر اپنے حلقے کا پورا بادشاہ ہے۔ اُسکے آگے وہان کی مختصر آبادی مین ہر ایک کا سر جھک جاتا ہے۔ اُسکے راج کو ہر شخص بلا عذر تسلیم کرلیتا ہے۔ اُسکے فیصلون کا کہین اپیل بھی نہین ہوتا - مگر باوجود اس حکومت کے دیکھو وہ کس بے تکلفی سے اپنے مکان کے دروازے پر بیٹھا ہے۔ دنیاوی پُرتکلف فرش کی ضرورت نہین - میز کرسی کو وہ ناپسند کرتا ہے۔ قدرت کے سادے فرش اور خدا کی زمین پر اُسکا دربار لگا ہوا ہے۔ وہ اپنے ماتحتون کو اپنے برابر کے قریب ہی سمجھتا ہے اسی لیے نہ وہ کسی ممتاز مقام پر بیٹھتا ہے اور نہ گانؤن والے کسی پست کی جگہ پر ہین - بس یہ حالت ہے کہ اگر عزت ہے تو سب کی اور اگر ذلت ہے تو سب کی۔ اُسکے گھر مین بھی وہی سامان اور وہی فرنیچر ہے جو اُسکے ماتحتون کے گھر مین ہے - پیال اُسکا نرم اور آرام دِہ بچھونا ہے۔ کچی مگر صاف اور لپی ہوئی کوٹھریان اُسکی خوابگاہ اور ہال ہین کشش اور مسرت بخش ہین۔ بیٹیون کے ہاتھ پاؤن اُسکے خادم ہین - کوٹھیون مین بھرا ہوا غلہ اُسکی دولت ہے - چند ڈھیلے اور غلہ فروشی اُسکا قیمتی سرمایہ ہین۔ ایک کم حیثیت مکان اُسکی کوٹھی ہے۔ اور گرد کے کھیت اور آس پاس کا سبزہ زار اُسکا جانفزا باغ ہے۔

گانؤن والون کی یہ بات کس قدر قابل حسد ہے کہ وہ ایک سادی اور بسیط حالت مین ہین - اُنکی کفایت شعاری کی زندگی کس صفائی اور اطمینان سے گذرتی ہے - اُنکی فکرین ہمارے مقابل مین بہت کم ہین - وہ ہمارے روپے پیسے کے بھی محتاج نہین - ہمارا سکہ بھی اُن مین بہت کم مروج ہے - چونکہ اُنکی نظر ہر وقت رزاق مطلق کی طرف لگی رہتی ہے اسلیے وہ خدا کی بو اسطہ نیا منیون ہی سے سکے کا کام بھی نکال لیتے ہین - غلہ اور اناج اُنکا سکہ ہے - دنیا کی ہر چیز جو اُنکی ضرورتین رفع کرسکتی ہو غلہ کے عوض مین اُنکو بآسانی اور بکفایت مل سکتی ہے۔

غریب دہاتیون کی یہ بات اس قابل ہے کہ ہم اُن سے ایک بکار آمد سبق لین - وہ یہ کہ اُن مین پورا اتفاق ہے - وہ ایک ایسے کوتے مین پڑے ہین کہ گورنمنٹ بھی اُنکی زیادہ حمایت نہین کرسکتی - اور اُنکے دشمنون کے مقابل مین اُنھین قوی نہین بنا سکتی۔ مگر اتفاق اُنکی قوت ہے اور باہمی ہمدردی اُنکا ہتھیار ہے - افلاس اور آفاتِ سماوی بھی کبھی اُنکے دشمن ہوجاتے ہین - مگر وہ اسی ہتھیار کو لیکے اُٹھتے ہین اور کامیاب ہوتے ہین - کھیتون مین پانی پہونچانے وقت وہ باہم ایکدوسرے کی مدد کرتے رہتے ہین - کھیتون مین بیج ڈالتے وقت وہ ایکدوسرے کو غلہ قرض دیتے رہتے ہین -

اور سب سے بڑی یہ بات ہے کہ ایک عالم کی فکر اپنے سر لیتے ہین - اور دنیا بھر کے لیے خود مصیبت مین پھنستے ہین - ہم بیکار ہین اور اپنی اغراض اور بقاے زندگی کے اسباب کو بھولے ہوے ہین مگر ہماری طرف سے اس کام کو وہ پورا کرتے ہین - اس جفاکشی کے انعام مین خدا کی طرف سے اُنھین جو کچھ ملتا ہے اُس مین سے خود بہت کم لیتے ہین اور سب ہمارے حوالے کردیتے ہین - ایک کسان کی زندگی پر غور کرو اور اُسکی سالانہ محنت و مشقت کا اندازہ کرو کہ کس طرح جان توڑ توڑ کر اور اپنے تئین مٹا مٹا کر جفاکشی پر تُلا رہتا ہے - اور اسکے بعد یہ غور کرو کہ وہ کس لیے اس مصیبت مین پڑتا ہے تو معلوم ہوگا کہ دنیا کا کتنا بڑا ہمدرد ہے اور حُبِّ ملک کس قدر اُسکے مزاج مین کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ بیشک وہ ساری دنیا کے لیے محنت کرتا ہے - اور اُس سے زیادہ نوعِ انسانی کا دوست دنیا بھر مین نہ ملے گا -

اے ہمدردی قومی کا لفظ بار بار زبان پر لانے والو - اگر اپنی کوششون کا کچھ نتیجہ دیکھنا چاہتے ہو تو ان غریب جفاکش دہقانون کی پیروی کرو - قوم کی کھیتی روز بروز کمھلاتی جاتی ہے اور چند روز مین بالکل سوکھ جائیگی - تمھارا فرض ہے کہ جلدی اُٹھو جس طرح ہو سکے اپنی راحت بیچ بیچ کر ان کھیتون مین پانی پہونچاؤ - اسلامی کھیتی کے پودے یعنی موجودہ نسل بھی نہ سنبھلی تو کہین کے نہ رہوگے -

آہ

دل سے نکلی اور دل ہی مین جاکے ٹھہری - دل کا بخار اسے باہر نکالتا

دل ہی کے جذبات اسے اپنی طرف کھینچ لیتے ہین - اس مین وہ اثر ہے کہ مظلوم کی صورت دیکھنے کی نوبت نہین آئی اور دل بیچین ہو گیا - پڑوس مین کسی طرف سے آہ کی پُردرد آواز آئی اور کلیجا ہاتھون سے تھام لیا - خوشی ہے - مزے ہین - صحبتِ احباب ہے - پریوشون کی مہمانداری ہے - سب کچھ ہے - مگر یہ ظالم لفظ سُنا اور چہرون پر افسردگی سی چھا گئی - اُف - قیامت کی تاثیر ہے - مجال کیا کہ سُنین اور ضبط کیے بیٹھے رہین - کان مین آواز آنے اور بیتاب نہ ہو جائین - خصوصاً نرم و نازک دلون پر تو یہ لفظ ستم ہی کر جاتا ہے - خدا کی قسم دل قابو مین نہین رہتا - کچھ ایسی مایوسی اور بیکسی آنکھون کے سامنے پھر جاتی ہے کہ زندگی اجیرن معلوم ہونے لگتی ہے - سارا کارخانہ عشرت درہم برہم ہو جاتا ہے -

واقعی دنیا مین یہی ایک لفظ ہے جسکے اثر کو جادو کہیے - اعجاز کہیے - جو کچھ کہیے بجا ہے - ہمین تو حیرت ہو جاتی ہے جب دیکھتے ہین کہ کیسے کیسے دلی جذبات اور طبعی جوش اس ایک لفظ کی آواز آتے ہی یک بیک بیٹھ کے رہ جاتے ہین - کسی کام مین کتنے ہی مصروف ہون یہ ظالم آواز آئی اور بے اختیار جی چاہا کہ ع "مین بھی اسکو جواب دلدون" باپ بچے کو پیار کر رہا ہے - اور بچہ بھی کون؟ جو اکیلا ہے - جس نے خود غرضی کے ملے باپ مان کی ساری آرزوئین ایک اپنی ہی ننھی سی جان مین بھر لی ہین - اندازہ کیجیے کہ وہ کتنا بڑا جوش محبت تھا جسے یہ آرزومند باپ اسوقت خرچ کر رہا تھا - مگر خدا جانے کس ظالم نے دیوار کے نیچے کھڑے ہو کر ایک آہ کھینچ دی کہ غریب بے تحاشا چونک پڑا - دل دھڑکنے لگا - آنسو بھر آئے اور گھبرا گھبرا کے اِدھر اُدھر دیکھنے لگا - پیار کرنا تو درکنار بچے کی صورت دیکھنا بھی بھول گیا - ایک ایک کی صورت دیکھتا ہے اور درد بھری آواز سے کہتا ہے "بھئی کون تھا؟ کس قدر پُر درد آواز تھی!"

چند انتہا سے زیادہ زندہ دل اور بذلہ سنجون کے عاشق کامل احباب مین بیٹھے لطف صحبت اُٹھا رہے ہین - صحبت بھی کیسی؟ جس مین فکر کسی طرح پھٹکنے نہین پاتی - ہر ایک تُلا ہوا ہے کہ جس طرح ممکن ہو بیفکریون ہی مین وقت کٹے - اگر کسی کی زبان سے کوئی تذکرۂ غم چھیڑ بھی جاتا ہے تو بے توجہیون سے ٹال دیا جاتا ہے - نہ کوئی غم ہے - نہ کچھ الم ہے - نہ بیوفائی کا شکوہ ہے - نہ یار کا گلہ ہے - نہ اظہار مصیبت ہے - نہ زمانے کی شکایت ہے - جو ہے مسرت کے نشے مین ڈوبا ہوا ہے - ناگہان کسی طرف سے آہ کی ایک دلخراش آواز آئی

Marfat.com

اور سب عجب حسرتمندی کے ساتھ خاموش ہو گئے۔ نہ وہ چپچہے رہے۔ نہ وہ قہقہے رہے۔ باہم ایک دوسرے کی صورت دیکھ رہے ہین۔ اور آنکھون آنکھون مین ایک دوسرے سے سوال کر رہے ہین کہ "کسی پر کیا گذر گئی؟"

وہ غربت زدہ مدتون کے بعد ابھی گھر مین آیا ہے۔ یاران وطن گھیرے بیٹھے ہین۔ باہم ملنے جلنے سے فراغت ہو چکی۔ اب ہر طرف سے اظہارِ مسرت ہو رہا ہے۔ لوگ اسکی صورت دیکھ دیکھ کے خوش ہو رہے ہین۔ اور وہ ایک ایک پر نظر ڈال کر مسرور ہو رہا ہے۔ جوشِ مسرت اسقدر بڑھا ہوا ہے کہ کوئی اتنا بھی نہین پوچھتا ہے کہ سفر مین کیا کیا دیکھا؟ کہان کہان گئے؟ کس کس جگہ کی سیر کی؟ کن کن مصیبتون سے سابقہ پڑا؟ کیسی کیسی جھیلی؟ مزاج پرسی مین بھی ہر طرف سے آواز آتی ہے کہ خیریت ہے؟ شور مبارکباد سے کان بہرے ہوے جاتے ہین۔ خوشی کا یہ عالم تھا کہ ناگہان قریب ہی سے آہ کی صدائے جانگداز آئی اور سب بیقرار ہو گئے کلیجون مین ناسور پڑ گئے۔ اور دل تڑپ گئے۔ بیچارہ جسنے ہزارون تمناؤن کے بعد ابھی ابھی صورتِ وطن دیکھی تھی۔ بیتاب ہو کے کہ اُٹھا "ہاے۔ یہ آواز تو کہین جنگل مین سنی تھی۔"

اُس دلدادۂ یار کو دیکھو جس نے خدا جانے کتنی وعدہ خلافیون کے بعد آج صورتِ یار دیکھی ہے۔ جو کلیجا برسون تڑپا کیا تھا اور جو دل مدتون دھڑکا کیا تھا آج ٹھہرا ہے۔ اس قدر ہجوم شوق ہے کہ غور کر کرکے اور سنبھل سنبھل کے صورتِ جانان دیکھتا ہے مگر جب نظر پڑتی ہے اُسکی دانست مین ادچھی ہی ہوتی ہے۔ کسی طرح تسلی نہین ہوتی۔ جی نہین بھرتا کوئی اُسی سے پوچھے کہ اس تھوڑی سی مدتِ وصال مین پوری کرنے کے لیے کتنی تمنائین اور کتنی آرزوئین دل مین لیے بیٹھا ہے۔ اس بھیر عاشق کا کسی اور طرف متوجہ ہونا کسقدر حیرتناک واقعہ ہے۔ مگر زیرِ دیوار کسی دل جلے نے زور سے سینہ کوٹ کے اور سارے جوشِ الم کو اکٹھا کر کے ایک پُر سوز آہ کھینچی۔ اُف۔ مار ڈالا ظالم نے۔ غضب کر دیا۔ جو روشن معشوقہ کے شیشۂ دل مین ایک ٹھیس لگی۔ پیارے نازک چہرے پر گھبراہٹ اور خوف کے آثار نظر آنے لگے۔ وہ نظر فریب رنگ جو آرزومندون کی تمنائین پوری کر کے اُڑا کرتا تھا یون ہی اُڑ گیا۔ اور یہ نہ پوچھو کہ عاشقِ بیدل پر کیا گذری۔ اُسے اپنا ہجران زدگی کا زمانہ یاد آگیا معشوقۂ پری جمال کی طرف دیکھ کے کس بیکسی اور بیتابی سے کہ اُٹھا" ہاے۔ کبھی ہم بھی یون ہی آہین کھینچا کرتے تھے۔" مگر وہ راز و نیاز تشریف لیگئے۔ اب دونون اُس آہ کھینچنے والے

Marfat.com

...ان کے حال پر ترس کھا کھا کر افسوس کر رہے ہیں۔

اب آپ ہی بتائیے کہ یہ اعجاز نہیں تو اور کیا ہے۔ کن کن بجوؤیوں کے عالم میں اور کیسی کیسی از خود رفتگیوں کی حالت میں یہ آواز آئی ہے اور تڑپا گئی ہے۔ محبت پدری کا کہیں پتہ نہ لگا۔ محبتِ احباب پر اداسی چھا گئی۔ حب وطن خاک میں مل گئی۔ عشق کا جوش بد نامی کے قریب پہونچے ہوے نوجوان اور شریف بیکسوں کے نشے کی طرح ہرن ہو گیا۔ اب اس سے زیادہ کیا ہوگا۔ واقعی آہ وہ ظالم چیز ہے کہ اسکی نسبت ہمیشہ ہی دعا کیے رہتے ہیں خدا نہ سنوائے۔ مگر پھر بھی کبھی ہماری ہی زبان سے نکل جاتی ہے۔ اور لطف یہ کہ ہمارے دل کی آگ نہ بجھی اور بیچارے سننے والوں کے دل پر کڑی گذر گئی۔ وہ تلملا کے رہ گئے اور ہم جیسے تھے ویسے ہی ہیں۔ کاش آہ کھینچنے والوں کو معلوم ہو جایا کرتا کہ انکی آہ کشی سے سننے والوں پر کیا اثر پڑ جاتا ہے۔

آہ کی دلخراش آواز میں جگر میں ناسور ڈال دینے کی تاثیر کے علاوہ ایک خاص قسم کی وحشت کا اثر ہے کہ کیسا ہی جوشِ محبت کا وقت ہو اور طبیعت کسی سے کیسی ہی مانوس ہی ہو۔ آہ کی آواز آئی اور ہر طرف بیکسی چھا گئی۔ اُس محبت اور اُنس کا کوسوں پتہ نہیں۔ ہاے بڑی بڑی اُلفتوں کو اس آہ نے خاک میں ملا دیا ہے۔ اور بڑے بڑے دلدادہ عاشقوں پر اس آہ نے ظلم کیا ہے؟ خیال کرو کہ کن کن موقعوں پر اس ظالم آہ نے اُن کا دل دُکھایا ہے۔ بلکہ ایسی وحشت سوار ہوئی ہے کہ بیچارے وصال یار کا مزہ بھول گئے ہیں۔

اسی وحشت کی وجہ سے آہ کو سنسان جنگلوں اور غیر آبادیا بانوں کے ساتھ ایک خاص مناسبت ہے۔ اکثر موثر آہ کی آوازیں اُنھیں پُر وحشت صحراؤں میں آیا کرتی ہیں جہاں کوئی سننے والا نہیں ہوتا۔ وہاں کے سین میں اس آواز کا اثر دوبالا ہو جایا کرتا ہے کھلے ہوے میدان میں ہر آواز کا قاعدہ ہے کہ گونج اُٹھتی ہے اور یہ آواز اپنی مناسبت کی وجہ سے اور زیادہ گونجتی ہے۔ کسی جبل کو ڈھونڈھتی ہوئی دُور تک جاتی ہے اور اگر کوئی لگ گیا تو اُسکے دل میں ایک زخم ڈال کر واپس آتی ہے۔ خانماں برباد جو دشت وحشت سے واپس آتے ہیں آوارہ گرد جو مدتوں کے بعد صورت وطن دیکھتے ہیں اُنھیں دیکھا ہے تو بیقرار و مضطر ہی پایا ہے۔ کیوں؟ اسلیے کہ اُنھوں نے اچھی طرح اور پیادہ پائی کے سفر میں

دلخراش آہین سُن لی ہین جو صحرائے وحشت کے سین مین ایک اثر پیدا کرتی رہتی ہین۔ اور جو بہت زیادہ موثر ہوا کرتی ہین۔ سچ تو یہ ہے کہ ہم اُن آہون کی تاثیر سے بالکل ناواقف ہین۔ ہمارے دل پر کبھی کوئی ایسا اثر نہین پڑا جسکو ہم اُس سے تشبیہ دین۔ ہان کسی قدر لگاؤ ہے تو اُن کم اثر آہون ہی کو ہے جن کی آواز کبھی کبھی ہمارے کانون تک پہونچ جایا کرتی ہے۔ اور ایک دفعہ کی بیتابی کا مزا اُٹھا کے مدتون ہم اُن آہون کو یاد کیا کرتے ہین یتیم کے زار زار اور بلک بلک کے رونے کی صدا اور جوان مرگ شوہر کی لاش پر کمسن بیوہ کا بین اور اُسکی پُر درد صدا بہت کم ایسے ہین جنھون نے نہ سُنی ہو۔ جنھون نے ان آوازون کو سُنا ہے کچھ وہی سمجھ سکتے ہین کہ وہ پُر اثر آہین جن سے سنسان بیابانون کا سکوت ٹوٹتا ہے کسقدر موثر ہوسکتی ہین۔ جو کچھ ہو۔ یہ آہ ہے موثر چیز۔ اور وہ بہت اچھے ہین جنکو سننے کا اتفاق نہین ہوا۔ اور ہم بھی یہی دعا کرتے ہین کہ خدا نہ سُنوائے۔ حقیقت مین آہ مگر خراش بڑی ظالم چیز ہے۔ ایسی ظالم۔ کہ اسکا ایک دفعہ کا اثر مدتون چین نہین لینے دیتا۔

سنہ ختم — غریب کا چراغ — سنہ شروع

ہائے دیکھو کس طرح ٹمٹما ٹمٹما کے جل رہا ہے۔ اسکی ماند روشنی یا تو پرانے جھونپڑون کی پھونس کی چھت اور چٹائیون اور ٹٹیون پر پڑتی ہے۔ بس بعینہ جس طرح ٹوٹے پھوٹے کھنڈرون مین مسلمانون کا اقبال چمک رہا ہے۔ اور یا اُن کھُلے میدانون مین جنپر ہمارے میدانِ آرزو کی طرح سناٹا چھایا ہوا ہے۔ اُن میدانون مین جگنوؤن کے مثل یہ چراغ دور پر جھلملاتا نظر آتا ہے۔ اور عجب حسرت بھرے جذب سے بہک کر جا نکلنے والون کو اپنی طرف کھینچتا ہے! اے نئی روشنی کے جگمگاتے ہوے لیمپون کے گرد بیٹھنے والو! تمھین اس چراغ کی قدر نہ ہوگی مگر ہائے یہ بے تکلف چراغ جسکی قدر کچھ اگلون ہی کو خوب تھی تمھاری تیز روشنی والے لیمپون سے کہین زیادہ مفید ہے۔ اسکے دونون سین دیکھنے کے قابل ہین۔

اُس جھونپڑے کو دیکھتے ہو؟ کتنا مختصر ہے! بنانے والے نے اپنے سرچھپر کا احسان لینے مین بھی بڑی بے پروائی کی ہے۔ کیونکہ اگرچہ چارون طرف بہت جگہ خالی پڑی ہوئی ہے مگر وہ زمین کا بہت ہی تھوڑا حصہ اپنے استعمال مین لایا ہے۔ ایک چراغ اندر ٹمٹما رہا ہے اور ٹٹیون کی درزون سے اُسکی زرد زرد روشنی نکلتی ہے۔ اور باہر کی لونچی نیچی غیر مسطح

Marfat.com

زمین پر ایک سنہرے سینکیے کی وضع بنا دیتی ہے۔ یہ روشنی اس قدر ہلکی ماند اور دھیمی ہے کہ موسم سرما کا کہرا بہت نزدیک ہی اسکا اثر مٹا دیتا ہے۔ اندر ایک چھوٹا سا خاندان زندگی بسر کر رہا ہے۔ جھونپڑے کا مالک یا اس خاندان کا جفاکش بادشاہ ٹیبا حقہ پی رہا ہے۔ اپنا فرض ادا کر چکنے کی خوشی دنیا کی سب خوشیوں سے بڑھی ہوتی ہے۔ وہی خوشی ایک دل کو روشن کر دینے والے نور کے مثل اُسکے چہرے پر بیٹ رہی ہے۔ چار برس کا ناسمجھ بچہ دن بھر کے بعد اپنے باپ سے ملا ہے اور اس شوق سے اُسکی گود میں بیٹھا ہے کہ کھیلتے کھیلتے جب پاؤ آگے بڑھ آتا ہے تو یک بیک پیچھے کھسک کے اچھی طرح بیٹھ جاتا ہے۔ چھ برس کی بھولی معصوم لڑکی سامنے بیٹھی ہے اور جہان اپنے چھوٹے بھائی کی باتون سے خوش ہو رہی ہے وہان اُسپر حسد بھی کر رہی ہے کہ ابا کی گود میں بیٹھا ہے۔ یہ دونون بچے اپنی پیاری پیاری اور میٹھی میٹھی باتون سے اُسکے دن بھر کے تھکے اور مضمحل دل کو بہلا رہے ہین۔ اور وہ انکی بھولے پن کی حرکتون مین اس دلچسپی سے غرق ہے کہ زندگی بھر کی فکرین بھولی جاتی ہین۔ اور ان سب پر طرہ یہ ہے کہ ٹمٹماتے ہوے چراغ کی دھندلی روشنی ننھے بچے کے خوش خوش اور باپ کی صورت کی عاشق لڑکی کے بھولے اور باپ کے مطمئن چہرون پر پڑ رہی ہے۔

یہان سے تھوڑی دُور ہٹ کر لڑکون کی مان اُسی چراغ کے تلے ایک پھٹی چادر اوڑھے اپنے دوپٹے مین پیوند لگا رہی ہے۔ اُسکے برابر ہی بڑی گنواری لڑکی ٹوپی کاڑھ رہی ہے یہ ٹوپیان ایک شہر کے ٹھیکے دار کی معرفت کاڑھنے کو مل جایا کرتی ہین۔ اور اُنکی اجرت جو ہماری نظر مین نہایت حقیر ہے اس خاندان کی روزی کا ایک حصہ ہوا کرتی ہے۔ جھونپڑا بہت تنگ ہے۔ ہوا بہت رُک رُک کے آتی ہے۔ سامان بہت ادنی حیثیت کا ہے۔ رہنے والے غریب اور چھوٹی قسمت کے لوگ ہین۔ اور ایسے ہین کہ وہ ادنی ادنی فکرین جن پر ہم توجہ بھی نہین کرتے انکے دلون پر بڑے سخت اثر ڈال دیا کرتی ہین۔ مگر یہ زرد زرد شعاعون کا چراغ ان سب کے چہرون کو نہایت شگفتہ۔ تازہ اور بشاش دکھاتا ہے۔ ننھے بچے کی ناسمجھی کی باتین۔ منجھلی لڑکی کا بھولا اور پیارا دلفریب چہرہ جسپر مفلسی کے علاوہ سادگی کا روغن بھی پھرا ہوا ہے۔ بڑی لڑکی کا ایک متانت اور سنجیدگی کے ساتھ اپنے کام مین مشغول ہونا۔ اور اُسکی نیچے کو جھکی ہوئی حسین اور عصمت شعار آنکھین۔ باپ کا اطمینان اور بچون کی باتون سے خوش ہو ہو کے ہنسنا۔ مان کا اپنی فرسودہ کے لباس کا درست کرنا اور

کفایت شعاری کے اصول کو بغیر کسی قسم کی افسردہ دلی کے برتنا - یہ سب ایسی دلفریب دلربا اور قیمتی چیزین ہین کہ اعلیٰ سوسائٹی اور رئیس یا رئی کے بڑے بڑے محل اور اونچی اونچی کوٹھیان چھان ڈالو کہین نہ نظر آئین گی - موم بتیون کی نفیس اور خوشگوار کرنون مین - عمدہ عمدہ قیمتی ولایتی لمپون کی آنکھون کی چوندھیا دینے والی شعاعون مین یہ سین کبھی نہ نظر پڑے گا - ہاے اس قسم کے سین نظر آئین گے تو اسی دیسی چراغ کی مٹی مٹی روشنی اور زرد زرد شعاعون مین

پہلا سین تو دیکھا اب دوسرے سین کی بھی سیر کرلو - اُس میدان مین دیکھو ایک چراغ ٹمٹما رہا ہے - ہوا آہستہ آہستہ چلتی ہے اور اُسکی لو کو زیر و زبر کر رہی ہے - چراغ گویا گُل ہو ہو کے روشن ہوتا ہے اور روشنی مٹ مٹ کے نمودار ہوتی ہے - دُور سے دیکھنے والا مسافر کبھی اُسے جگنو سمجھ کے مایوس ہو جاتا ہے - اور کبھی غول کا خیال کر کے ڈرنے لگتا ہے - مگر باوجود ان سب باتون کے وہ ڈر ڈر کے قدم اُٹھاتا ہے اور اسی طرف بڑھتا چلا جاتا ہے -

چراغ کی روشنی کبھی اپنی پیلی کرنین آس پاس کے درختون تک بڑھا دیتی ہے - اُنکے ہوا سے ہلتے ہوے پتون پر یہ کرنین سیکڑون جگنو سے چمکا دیتی ہین - اور پھر یکبیک یہ روشنی غائب ہو جاتی ہے اور جنگل کا سناٹا اپنی معمولی خموشی اور تاریکی کی حالت پر آ رہتا ہے - زیادہ آگے بڑھ کر مویشیون خصوصاً بکریون کی آوازین سنتا ہے اور اُسکے دل کے خیالات اور شکوک یکایک غائب ہو جاتے ہین - اب وہ زیادہ آرزومند ہو کے تیز چلنے لگتا ہے اور اُس کم حیثیت جھلملاتے ہوے چراغ کے پاس پہونچتا ہے - اور دیکھتا ہے کہ ایک ٹٹی دو لکڑیون کے سہارے پر ترچھی کھڑی ہے اور اُسکے نیچے کوئی ایسا شخص بیٹھا ہے جسنے دنیا کی ساری خوشیون اور تمناؤن کو لات مار کے اپنے سامنے سے ہٹا دیا ہے - کچھ بکریان اور بھیڑین سامنے روشنی کے رُخ پر اطمینان سے بیٹھی جگالی کر رہی ہین جنکے منہ کی حرکت سے دھندلی روشنی مین ہر وقت اپنے کام مین مشغول رہنے اور نیز اطمینان اور بےفکری سے زندگی بسر کرنے کا عجب طرح سے پتہ لگتا ہے - اس سے پیشتر مسافر صرف جانورون کی آواز سنتا تھا اب ان بے زبان جانورون کے جگالی کرنے کی آواز بھی سنتا ہے - یہان کی ساری رونق اصل مین پوچھو تو صرف اُس ٹمٹماتے ہوے چراغ سے ہے جو ایک آوارہ گرد کو دور سے کھینچ لایا ہے - مسافر کی چاپ پا کر وہ شخص اسکی طرف متوجہ ہوا اور دیکھتے ہی اُٹھ کھڑا ہوا - اس غریب - اس بے سرو سامانی مین اور اس چراغ کی تاریکی مین

روشنی مین اس شخص نے صرف کھڑے ہو کر خلق و مروت کی وہ ادا دکھادی جو شاید دنیا مین اور کہین نہ نظر آتی۔ مسافر نے سلام کیا۔ اور دل مین اس قدر جوش مسرت پیدا ہوا ذکہ نہ ضبط ہو سکا خود ہی دوڑ کے لپٹ بھی گیا۔

اب اُس ٹیڑھی ٹٹی کے نیچے بیچ مین وہی چراغ جل رہا ہے جسے ہمنے غریب کا چراغ کہا۔ ایک طرف میزبان بیٹھا شگفتہ ہو ہو کے احوال پوچھ رہا ہے۔ اور دوسری طرف بیٹھا ان ذلت کے سامانون کی دلفریبیون کو گھبرا گھبرا کے دیکھ رہا ہے۔ چراغ کی روشنی دو چہرون پر پڑ رہی ہے جن مین دونون بشاش ہین۔ ایک کو ہمجنس ملا ہے اور قومی ہمدردی کا جوش اُسے خوش کر رہا ہے۔ دوسرے کو پناہ اور آرام کی جگہ ملی ہے اور میزبان کے بے تکلفانہ اخلاق اُسے مسرور بنا رہے ہین۔ اے دنیا کو غور سے دیکھنے والو! انصاف تمھارے ہی ہاتھ ہے۔ بھلا کبھی کسی شمع اور کسی لیمپ کی روشنی بھی ایسے دو راستباز اور صاف دل دوستون کے چہرون پر پڑی ہوگی؟ کبھی نہین۔ وہان تکلف کی راہ سے جس طرح چہرے زبردستی ضرورت سے زیادہ پُر تکلف اور خلیق بنائے جاتے ہین اُسی طرح صرف دکھانے کے لیے وہان کے چراغون کی روشنی بھی بہت تیز ہوتی ہے۔

غریب کا کم حیثیت چراغ دیکھنے مین تو بہت ذلیل ہے مگر اصل مین دیکھو تو یہی چراغ ہے جو پہلے پہل تہذیب کے راستون مین روشن کیا گیا۔ اسی کی مدد سے تمام وہ جگمگاتی ہوئی روشنیان ظاہر ہوئین جن کی جگمگاتی ہوئی کرنین آج نظرون کو جھپکائے دیتی ہین۔ تمھین اسکا صحیح اندازہ کرنا ہو تو تھوڑی دیر کے لیے اگلی دنیا مین چلے جاؤ اور گذرے ہوے زمانے پر خیال کرو۔ تاریخین تمھین سہولت پہونچا دین گی۔ دُنیا کے سب سے پہلے دربارون کو دیکھو گے تو شاہی تختون کے آگے بھی یہی چراغ نظر آجائیگا۔ تاج سلطنت کے جواہر بھی اسی چراغ کی دُھندلی روشنی مین جھلکتے دکھائی دین گے۔ ذرا اور ادھر ہٹو گے تو نکتہ رسی (عشرت پسندی) نے اس چراغ کو حقیر سمجھ کے درباروں سے تو نکلوا دیا ہوگا۔ کیونکہ مومی اور کافوری شمعون کی روشنی کے ہوتے ہوے دولتمند لوگ بھلا اسے کیون پسند کرنے لگے تھے۔ مگر ہان بڑے بڑے نامور فلسفیون کے دماغ اور بڑے بڑے نازک خیالون کے دل اسی چراغ کے آگے بیٹھے غور کر رہے ہونگے۔ سقراط و افلاطون اور اسلام کے بڑے بڑے نامور فلسفیون کے نازک دماغون تک اسی چراغ کی شعاعین پہونچ سکی ہونگی جو وہان جھونپڑے کی رونق تھا۔ اور وہان

Marfat.com

صحرائے وحشتناک کے پُرحسرت سین میں ایک کیفیت پیدا کر رہا تھا۔

وہ مطبعہ کتابیں اور وہ قدامت کے منتخب کارنامے جو زمانے کی امانت داری میں رکھ کر ہم تک پہونچے ہیں۔ جن کو فلسفی اپنے ایمان سے کم نہیں جانتے۔ اور عقلمندوں کی دنیا جنکی ہمیشہ تعظیم کرتی آئی اور کرتی ہے۔ سب کے سب اُنھیں ٹمٹماتے ہوئے مٹی کے چراغوں کے سامنے لکھے گئے ہیں جنھیں آج اپنے بیہودہ غرور کی بدولت ہم نے اپنے گھروں سے نکالدیا۔

اصل میں یہ عمدہ عمدہ شمعیں جن سے آجکل کی نکھری ہوئی صحبتوں کی رونق ہے اور یہ جگمگاتے ہوئے لمپ جنکی شعاعیں اکثر فیشن ایبل میموں اور لیڈیوں کے گلابی رخساروں ہی پر پڑتی ہیں لکژریاں (عشرت پسندی) کا بہت پُرخوف اور بُرا نمونہ ہیں۔ لکژری سے اُنھیں کچھ ایسا لزوم ہو گیا ہے کہ جہاں لکژری ہے وہاں یہ بھی ضرور ہیں اور جہاں یہ نہیں وہاں لکژری بھی نہیں۔ عشرت پسند اپنی قدیم آرزوئیں پوری کر رہے ہیں۔ قسمت اُنھیں کامیاب کر رہی ہے۔ اگر اُنھوں نے غریب دیسی ٹمٹماتے چراغ کا ساتھ چھوڑا تو چھوڑنے دو۔ کیونکہ وہ بامراد ہیں۔ مگر اے ہماری شکستہ حال قوم تیری کون مراد بر آئی ہے؟ کس مقصد میں تو کامیاب ہوئی ہے؟ جو تو نے بھی اپنے تئیں اُسی قسم کی خوفناک لکژری میں ڈالدیا جو آج تک سیکڑوں قوموں کو تباہ کر چکی ہے۔

مسلمانو! اول تو یہی نہیں کہا جا سکتا کہ تمھارے لیے کسی قسم کی امیدیں بھی ہیں۔ اور ہیں بھی تو تم سے بہت دُور ہیں۔ تمھاری سوسائٹی اس پچھلی ترقی کی دوڑ میں ابھی اُس درجے کو نہیں پہونچی کہ یہ لکژری تمہیں ذرا بھی پھبتی ہو۔ کسی زمانے میں تم اس قابل ہو گئے تھے۔ اور اُسی کا یہ نتیجہ ہے کہ آج اس حالت کو پہونچ گئے ہو۔ تمھارے گھروں اور تمھاری صحبتوں میں تمھاری حالت کی مناسبت سے اور نیز لکژری سے بچنے کے لیے وہی ٹمٹماتا ہوا چراغ ہونا چاہیے جسے ہم ابھی "غریب کا چراغ" کہہ چکے ہیں۔

اے "غریب کے چراغ" تو پہلے بھی ہمارا ساتھی تھا اور اب بھی ہمارا مونس ہے۔ ہم پہلے بھی تیرے قابل تھے اور اب بھی ہیں۔ کیا خوب کہا ہے ہمارے ہادی برحق رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے "اَلْاِسْلَامُ بَدَأَ غَرِیْبًا وَسَیَعُوْدُ غَرِیْبًا" یعنی اسلام غربت سے شروع ہوا اور پھر اُسی غربت کی حالت پر عود کر جائے گا۔

Marfat.com

جھلملاتا ہوا تارا

دنیا مین جو سین سب سے زیادہ موثر سمجھا جاتا ہے اُسکی بڑی رونق اُس آسمان سے ہے جسکے تارے جھلملا رہے ہون - یہ پچھلے کا وقت ہوتا ہے - بلکہ جب صبح نمودار ہو چلتی ہے اور یقین آجاتا ہے کہ مہمان شب سے اب زیادہ اصرار کیا گیا تو اپنے بناؤن کی طرح خود بھی بگڑنے لگین گے - یہ تارا اُسوقت کسی سے پچھڑنے والون کی تصویر ہر اُس شخص کے سامنے پیش کر دیتا ہے جو صبح صبح بشاش اُٹھتا ہے اور اپنے دنیاوی کامون کی طرف متوجہ ہونا چاہتا ہے - یہ خیال کرنے کی بات ہے کہ اس دل دُکھا دینے والے تارے نے اپنی حسرت بھری صورت دکھانے کے لیے وقت کتنا معقول تجویز کیا ہے - دن بھر دنیا والے اپنے کام مین پھنسے رہتے ہین - اُنھین معلوم بھی نہین ہوتا کہ دنیا مین کیا ہو رہا ہے - اس بات کی بھی خبر نہین ہوتی کہ آفتاب کہاں پہونچا اور وہ تمام چیزین جن سے بزم نیچر کی زیب و زینت ہے کس وضع پر ہین اور کیا بہار دکھا رہی ہین - رات سارے عالم کو وہ کالی اور میلے روپ کملی اُڑھا کے سُلا دیتی ہے جسے امیر و غریب بادشاہ و امیر بھی اوڑھتے ہین - اس غفلت سے کبھی آنکھ کھلتی بھی ہے اور اُلٹا اُکتا کے چاہتے ہین کہ مُنہ کھولدین اور قدرت کی بہار سے کچھ لطف اُٹھائین مگر نیرنگ ساز زمانے نے کچھ اس حکمت اور پیچیدگی سے وہ کملی اُڑھائی ہے کہ لاکھ پریشان ہو ہو کے اور اُس سے گھبرا گھبرا کے کوشش کرتے ہین کہ مُنہ کھُل جائے مگر نہین کھُلتا - الغرض چار پہر تک ساری دنیا باغ عالم کی دلچسپیون سے محروم رہتی ہے - اور اس عرصے تک کی بیکاری مین چونکہ بہت ترس ترس کے وقت کاٹنے کا اتفاق ہوتا ہے اسوجہ سے اکثر لوگ تڑکے ہی اُٹھ بیٹھتے ہین اور دنیا کا وسیع منظر جسے رات بھر نہین دیکھنے پائے تھے اُسکو اسوقت اس ذوق و شوق سے دیکھتے ہین کہ قسمت کی ہر ادنیٰ ادنیٰ کاریگری پر مزہ آجاتا ہے - اور پھر اسوقت اُدھر متوجہ ہوتے ہی عجلت ہوتی ہے - نیند بھر کے سو چکے - اور اپنے روزانہ کاروبار مین مشغول ہونے کا ابھی وقت نہین آیا - ہائے کس قیامت کی گھڑی ہے ! کسی نئے نئے جنون پر آنے والے کے ملیح چہرے کی طرح رات کی بے رونق سیاہی مین ایک ہلکا ہلکا نور بھی پیدا ہو گیا ہے - پھول کھلتے جاتے ہین اور آسمان شبنم کے صاف اور شفاف پانی سے اُنھین نہلاتا جاتا ہے -

Marfat.com

قدرت کو بھی اسوقت جوانان چمن کا حسن دلفریب دکھانا منظور ہے کیونکہ انکی دہانی پوشاک پر ایسی مرصع کاری کر دی ہے کہ جدھر نظر اُٹھائیے نظر بھالینے والی جواہر کا جلوہ آنکھون کے سامنے ہوجاتا ہے۔ طیور کی خوش الحانی اُس ہوا مین گونج رہی ہے جسپر گویا ابھی وقت کے انتظار مین کامل چار پہر تک سناٹا طاری رہا تھا۔ ان سب چیزون کو دیکھتے دیکھتے دنیا والون کی نظر نماز سے فراغت کر کے دعا مانگنے والون کی طرح آسمان پر جاتی ہے اور ہاے! وہان یہ تارا نظر پڑتا ہے جو باغ عالم کی ساری دلچسپیون کو نظر کے سامنے آتے ہی خاک مین ملا دیتا ہے۔

جھلملاتے ہوے تارے مین کچھ ایسی حسرت کی کیفیت پائی جاتی ہے کہ اسکے غم یاد دلانے والی شکل دیکھتے ہی خدا جانے کن کن چیزون کا خیال آجاتا ہے اور کون کون باتین نظر کے سامنے پھر جاتی ہین۔ اصل مین یہ تارا کسی خاص شخص کی نہین مجسم حسرت کی تصویر ہے مگر کچھ ایسی سچی تصویر ہے کہ دنیا کا کوئی اندوہناک چہرہ نہین جو اُسکو دیکھ کے نہ یاد آجاتا ہو۔ اے ہماری طرح قدرت کی کاریگریون کی قدر کرنیوالو! ذرا دم بھر بیٹھ کے اس تارے کا چہرہ غور سے دیکھو۔ دیکھو کس کمال کی تصویر کھینچی ہے کہ ہے تو عالم خیال کی یاد دلانے والی مگر جس حسرت نصیب کی صورت سے چاہو منطبق کر لو۔ بس یہی بات ہے جو انسانی کاریگریون مین نہین پیدا ہو سکتی۔ یہ حسرتناک سین دیکھنے کے قابل ہے کہ دنیا سے رخصت ہونیوالا تارہ آسمان پر جھلملا رہا ہے اور ہمارا ساتھ چھوڑنیوالی شمع دنیا کی روشنی ملی ہوئی تاریکی مین ٹمٹما رہی ہے۔ دونون کا سامنا ہے۔ شمع تارے کی صورت دیکھتی ہے۔ تارہ شمع کی صورت دیکھتا ہے۔ اور ہم چپکے بیٹھے ایک افسردہ دلی کے ساتھ دونون کو دیکھ رہے ہین۔ بھلا اب اندازہ کرو کہ یہ تارا کسے کسے یاد دلاتا ہے؟

یہ بھی خیال ہے کہ کوئی کسی سے رخصت ہو رہا ہوگا؟ ہاے! خدا جانے غریب کے دل پر کیا گذر رہی ہوگی! کسی مہمان شب کی معطر زلفون کے خوشبودار تیل سے چکنائی ہوئی گوری پیشانی پر اسی جھلملاتے ہوے تارے کی شعاعین چلمن سے چھن چھن کے پڑتی ہون گی اور دامن شمع مین پھیلکے شہادت نصیب پروانون کے تڑپنے کی آواز نے پیاری نیند میں خلل ڈالدیا ہوگا۔ آنکھین مل مل کے اُن گورے رخسارون پر سے زلفین ہٹائی ہونگی جن پر رات کی بے تکلفی کی کروٹون مین بالون کے نشان بن گئے ہونگے۔ ہاے ان گرمی اداون

Marfat.com

کے ساتھ لبِ نازک پر "جاتے" کا لفظ بھی آ گیا ہو گا - اور اس ظالم لفظ کے سنتے ہی تازہ صدمۂ فراق اُٹھانیوالے بدنصیب کا چہرہ اُس حسرت کا تیسرا نمونہ ہو گیا ہو گا جو اس پُر اندوہ سین میں ایک طرف جھلملاتے تارے سے اور دوسری طرف شمع سحر سے ظاہر ہو رہی تھی - یہ غم نصیب صورت بالکل اُس تارے کے مشابہ ہے - آپ چاہے ملا لیجیے - دیکھیے غریب کس بیکسی سے بیٹھا ہے اور ترس نہ کھانے والے کی صورت دیکھ دیکھ کے کس مایوسی کے ساتھ نظر نیچی کر لیتا ہے - نقش حیرت ہو رہا ہے - یہ بھی بھولا ہوا ہے کہ قسمت آزمائی ہی کی غرض سے سہی کسی کے روکنے کی کچھ کوشش تو کرے - اس ستمکش کی اور اس تارے کی صورت اس قدر ملتی ہے کہ ممکن نہیں صبح کے جھلملاتے تارے کو دیکھیے اور وہ یاد نہ آ جائے۔

اُس غریب کو آج سفر کی پہلی منزل میں قدم رکھنا ہے - گھر والوں کی باتوں میں رات کو اسدرجہ طبیعت بہلی رہی کہ بیچارہ بہت دیر میں سویا - آدھی رات کو آنکھ لگی ہے اور کئی گھنٹے تک برخوابیوں میں پریشان رہکر اسوقت توپ کی آواز سے جو اس نے دل کے دھڑکنے کی آواز کی طرح کان میں آئی چونک پڑا ہے - گھبرا کے اُٹھ بیٹھا ہے - اعزا و اقربا اور یاران وطن گھیرے کھڑے ہیں - ایک ایک سے رخصت ہوتا ہے - ہر ہر شخص سے بانشا مصافحہ کرتا ہے اور چشم پُرنم سے اُن محبت بھری صورتوں کو بار بار دیکھتا ہے جو اُسکے خیال میں اب برسوں نہ نظر آئینگی - روانگی کا وقت سر پر کھڑا ہے اور قضا کے فرشتے کی طرح سب لوگوں کا ساتھ چھوڑنے کی تاکید کر رہا ہے - اسی عالم میں اس شخص کو بھائی کی آنکھ میں ایک آنسو نظر آیا جیسے کسی تارے کا عکس جگنو کی طرح چمک گیا - اسکی آنکھوں میں بھی تو آنسو بھرے ہوئے تھے - صرف چھیڑنے کی دیر تھی - بھائی کی اشک فشانی دیکھ کے تاب نہ آئی - منہ پھیر کے رونے لگا - منہ پھیرنا تھا کہ اُس ظالم تارے کی صورت نظر کے سامنے ہو گئی جسکا عکس بھائی کے قطرۂ اشک میں چمکتا نظر آیا تھا - ہائے یہ صبح کا جھلملاتا تارا تھا - اُدھر اُسکا جھلمل جھلملا کے چمکنا - ادھر اس حسرت نصیب کا ڈبڈبائی ہوئی آنکھوں سے دیکھنا جسکے سبب سے یہ تارا کچھ اور بھی مٹا مٹا نظر آتا تھا - یہ ایسی چیزیں ہیں کہ اگر ایک دفعہ نظر آ جائیں تو عمر بھر کے لیے کافی ہونگی - یہ جھلملاتا تارا روز نظر آئیگا اور اُس غم رسیدہ کو ہمیشہ بھائی کی یاد دلایا کرے گا - افسوس بھائی کی یادگار کی جگہ اپنے خیال میں یہ اس تارے ہی کو سمجھا ہے - خدا جانے کہاں کہاں دیکھے گا اور کس کس

طرح بیتاب ہو ہو کے یاد کرے گا۔

ایک دو نہیں۔ یہ جھلملاتا تارا حسرت کے سیکڑوں نمونے دکھا دیا کرتا ہے۔ اسکی قدر اُن عشاق سے پوچھو جنہیں اسے اور اسکے ساتھیوں کو گنتے راتیں بسر ہوتی ہیں۔ اسکی حسرت کا اثر اُس حرمان نصیب سے دریافت کرو جسے اِسکے گل کرنے کی کوشش میں پرسوز اور دھوان دھار آہیں کھینچتے صبح ہو گئی ہے۔ پری رخون کا جھرمٹ اسی جھلملاتے تارے کی چھاں میں گنگا پہونچتا ہے۔ ہمکناران شب اسی کی روشنی میں گھرون کو سدھارتے ہیں۔ مرغانِ سحر کو یہی جگاتا ہے۔ مؤذنون کو یہی بیدار کرتا ہے۔

ذرا دنیا کے وسیع سین پر نظر دوڑاؤ۔ دیکھو کیا ہو رہا ہے۔ اور کیسی دلفریب کیفیتیں نظر آتی ہیں۔ سراؤن کے پھاٹک کھُلے ہیں۔ مسافر کمر باندھ رہے ہیں۔ قافلوں میں روانگی کے وقت نے ایک ہلچل ڈالدی ہے۔ فوجی خیمون کی قطار میں کوچ کا بگل دیا گیا ہے۔ مسجدون سے کھنکارنے کی آوازیں آ رہی ہیں اور نمازی فصیلوں پر بیٹھے وضو کر رہے ہیں۔ شوالون کے گھنٹے رات کے سوئے ہوؤن کو جگا رہے ہیں۔ بزم نجم کے پُرجوش اہبکار یعنی طبلہ جنون انگیز ولولوں کو اُبھار رہے ہیں۔ پچھلے کا سویا ہوا کانسٹبل جاگا ہے۔ اور صحن میکدہ والون میں ٹھنڈی ہوا کے جھونکوں سے حس و حرکت پیدا ہوئی ہے۔ مریدان پیر مے فروش کا رات کا برہم جتھا دَورِ صبوحی کی آرزو میں پھر تہذیب کے ساتھ حلقہ باندھ کے بیٹھا ہے۔ پری وشون کا جھرمٹ دُور دور کے محلّون سے سمٹ سمٹ کر دریا کنارے جا رہا ہے کہ تارون کی چھاں میں نکلجائے۔ حسینون میں ایسی بھی ہیں جن کی آرزو پوری ہوئی ہے اور رات بھی جاگی خمار آلود آنکھیں لئے کے مسجدون کا طاق بھرنے چلی ہیں۔ الغرض جس مقام کو دیکھو کیفیت سے خالی نہیں۔ اور عین اسی لطف اور جاڑ کے وقت یہ مصیبت کی تصویر نوشتۂ تقدیر کی طرح ہر ایک کو آسمان پر نظر پڑی ہے اور دیکھتے ہی بیتاب ہو گیا ہے۔ اس تصویر کو دیکھ کر کچھ دنیا والون ہی کو صدمہ نہیں پہونچا ہے۔ بلکہ آسمان پر بھی ایسی حسرت چھائی ہے کہ سپیدہ صبح کی گریبان چاکی مدکنار جس تارے کو دیکھیے اُسکی صورت پر ایک اُداسی چھائی ہوئی ہے۔ اُداسی کیسی صاف معلوم ہوتا ہے کہ آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے ہیں۔

الغرض یہ تارا جسے روز صبح کو ہم جھلملاتے ہوے دیکھا کرتے ہیں کچھ عجب حسرت

Marfat.com

اندوہ یاد دلانیوالی چیز ہے - اے پُر درد دل والو! اگر کوئی ذریعۂ غم ڈھونڈھتے ہو تو، روز تڑکے اُٹھو کے جھلملاتے ہوے تارے کو دیکھ لیا کرو-

مسلمانو! تمھین شکایت ہے کہ کوئی اگلی داستان سُنا کے بیچین کرنیوالا نہین- اور اگر تمھین شکایت نہین ہے تو بہ ہو ضرورت ہے کہ تمھارے لیے کوئی اس قسم کا سامان ہم پہونچے- تم اپنے تئین بھولے ہوے ہو- کوئی کچھ کہتا بھی ہے تو تمھارے دل پر اثر نہین پڑتا- لو ہم بتائے دیتے ہین کہ داستانِ غم کیسی حسرت کی تصویر نظر کے سامنے پھر جائے تمھین تمھارا موجودہ اقبال آنکھون سے دکھا دینے والا یہی تارہ ہے جسے ہم جھلملاتا ہوا تارہ کہہ چکے ہین - روز صبح کو اسے دیکھو- اپنے اقبال کو یاد کرو- اپنی حالت کا اندازہ کرو- اور روؤ-

خیالِ خام پختن ہاے یاران عالمے دارد

اصل تو یون ہے کہ جہان دو گھڑی کے لیے بیٹھ گئے اور ادھر اُدھر کی باتین شروع ہو دین - پھر کیسا ہی غم والم ہو دل بہل ہی جاتا ہے - کتنی ہی سوہانِ روح اور جانکاہی کی حالت مین ہون مگر کیا مجال جو چین نہ پڑ جائے - یہ وہ مزا ہے کہ جہان جا ہو لو- وہ لطف ہے کہ ہر جگہ موجود- وہ ہمدم ہے جو دشت نوردانِ الفت کے پیرون کے نیچے آنکھین بچھاتا چلتا ہے - وہ مونس ہے جو شبِ غم مین بھی ساتھ نہین چھوڑتا- سو فسطائیہ اسکی خوش آدائیون اور جان نثاریون پر کچھ ایسے لٹو ہوے تھے کہ مرتے دم تک اسی کا کلمہ پڑھتے رہے - کیسی ہی اُلجھن ہو اور اسنے آکے کلیجے پر ہاتھ رکھدیا- پھر ٹھنڈک پڑ ہی جاتی ہے- کیسے ہی رو رہے ہون اور اسنے پہلو مین گدگدا دیا پھر ہنستے ہی بن پڑتی ہے

سچ پوچھو تو عالم خیال ہر فرقہ کی تسکین کے لیے عجب مزے کی چیز پیدا کیا گیا ہے ہماری کشتیِ عمر تلاطم اشک سے کب کی ڈوب گئی ہوتی مگر خیال ہی سنبھالے ہوے ہے- اسی کے دم دلاسا دینے سے لب گور تک پہونچے ہو دن کی جان لب تک آتی ہے اور نہین نکلتی اسی کی دلدہی ہے کہ نیم بسملانِ تیر نگہ تڑپتے ہین مگر مرنے کا نام نہین لیتے- اسی کے تسکین دینے سے کلیجہ دھڑکتے ٹھہر جاتا ہے- اسی کی خبرگیری سے دل تڑپتے تڑپتے رُک جاتا ہے- مبتلایان فرقت اسی پر آسرا لگائے بیٹھے ہین- بادیہ پیمایانِ غربت شام کے

Marfat.com

وقت اسی پر کمر کھولتے ہین۔ کڑی منزلین طے کرنیوالے اسی سے دل بہلایا کرتے ہین۔ شب تنہائی مین پہلو بدلنے والے اسی سے باتین کیا کرتے ہین۔ شام غریبان والون کی نگاہ مین اسی کی بدولت صبح وطن کا نقشہ پھر جاتا ہے۔ غریب الوطنون کو اسی کی بدولت بچپن کے دوست یاد آجاتے ہین۔ نظربازون کو کوے یار مین یہی لیجاتا ہے جس پر ستون کا ہاتھ دامن یار تک یہی پہونچاتا ہے۔

تم جو دیکھتے ہو کہ رندان تردامن خرابات مین بیٹھے خم پر خم لنڈھا کر دل بہلا رہے ہین۔ اسی خیال کی بدولت ہے۔ ہاے میکشی مین یہی کرورروپے کی بات ہے کہ ادھر دو ایک گھونٹ حلق کے نیچے اُترے اور عالم خیال کی سیر ہونے لگی۔ رُخ یار دکھا نہین اور بوسے لے رہے ہین۔ زلف پریشان نظر سے گذری نہین اور دماغ خوشبو سے ترو تازہ ہوگیا۔ یار منزلون دُور ہے اور گلے لگائے لیتے ہین۔ معشوق اپنے گھر مین فرش گل پر سو رہا ہے اور آپ لپٹے جاتے ہین۔ غرض سارا ساز و سامان عشرت پیش نظر ہوگیا۔ مستی ہے اور شاہد پرستی۔ پیارا گلا ہے اور پُر آرزو باہین۔ دامن یار ہے اور دست شوق۔ عارض تابان ہے اور بوسہ بازیان۔ سینۂ یار ہے اور دست درازیان۔ جوش سُرور ہے اور چشم نیم باز۔ خندۂ مستان ہے اور تبسم ناز ؎

ما در پیالہ عکس رخ یار دیدہ ایم ای بیخبر ز لذت شرب مدام ما

پیر میفروش کے آگے ایک بازار عیش لگا ہوا ہے۔ یہ سب غم کش ہین جو عالم خیال مین لذت وصال اُٹھانے آئے ہین۔ قلقل صراحی کی آواز آرہی ہے۔ دَور پر دَور چل رہا ہے۔ سیہ مستیان ہین اور بے تکلفی کی باتین۔ دل پُر آرزو ہے اور وصل کی گھاتین۔ نسیم سحر ہے اور موسم بہار۔ پہلوے یار ہے اور لب جوئبار۔ زبان ہے کہ قصۂ ہجران ختم کیے دیتی ہے۔ مدتون کی ترسی ہوئی آنکھین ہین کہ رُخ جانان مین گھور گھور کر نظر ہی لگائے دیتی ہین۔ دل ہے کہ برسون کی حسرتین نکالے ڈالتا ہے۔ دست تعدی ہے کہ کسی طرح رُکتا ہی نہین۔ خیال یار بیر خیان کر رہا ہے اور آپ ہین کہ گستاخ ہی ہوے جاتے ہین۔ صورت یار لاکھ منہ پھیرے لیتی ہے مگر آپ ہین کہ بڑھ بڑھ کے بوسے لیے ہی لیتے ہین۔ چھڑون کی جھنکار کانون مین آئی اور "بسم اللہ آئیے" کہکر اُٹھ کھڑے ہوے۔ پیرون کی چاپ آئی اور استقبال کے لیے دوڑے۔ چوڑیان ٹوٹنے پر کسی کا منہ بنانا آنکھون کے سامنے ہوا

خوشامد کرنے لگے - دزدیدہ نگاہی کا خیال گذرا اور کلیجا تھام کر کہنے لگے ع قربانِ نگاہ تو شوم باز بگو ہے ۔ غرض دل ہے کہ عشرت کدۂ یار کا مزہ لے رہا ہے - آنکھین ہین کہ کوئی پیاری صورت اُنکے آگے پھر رہی ہے - کان ہین کہ اُن مین گھڑی گھڑی سسکیان بھرنے کی آواز بھری ہوئی ہے - دماغ ہے کہ بوے زلفِ یار سے معطر ہو رہا ہے - یہی نہین - خیال اس سے بھی زیادہ بلند پروازیان کر رہا ہے - یار کی دلدہی کرتے کرتے مجلسِ وعظ مین جو پہنچ گئے تو ہلچل مچا دی - زاہد پر بے تکلف پھبتیان کہ رہے ہین - بات بات پر زبان پکڑے لیتے ہین - ناصحِ مشفق کو منہ کھولنا مشکل کر دیا - مسجد والون کا دم بند کر دیا کسی طرح نچلے نہین بیٹھتے - دعوے ہین کہ مُلّا کی پگڑی اُچھال دینگے - منصوبے ہین کہ ظروفِ وضو مین شرابِ خوش رنگ بھری جائے تو اچھا - ارادے ہین کہ خدا کے گھر مین بُت پرستی کی ٹھہرے - ولولے ہین کہ محرابِ مسجد پر ابروے یار کا خیال جمانا چاہیے - دو گھڑی کے لیے [illegible] کر کے یہان سے بھی نکل کھڑے ہوے - دل ہی دل مین سیر کرتے ہوے لبِ گنگا جا پہنچے - وقت چاہے کوئی ہو اپنے حساب تڑکا ہے - پریرخون کی زیارت کر رہے ہین - ماہوشون پر بے تکلف کھڑے نگاہِ شوق ڈال رہے ہین - کانون مین ہر ہر گنگا کی میٹھی آواز آ رہی ہے - نازک بدنون کی غوطہ زنی سے پانی کی مستانہ موج زنی خمار آلود آنکھون مین پھر رہی ہے - وہ لبِ دریا پریون کا جھمگٹا - اور وہ مشّی بھا ساڑیون مین سے سیم تنون کے صندلی رنگ کا پھوٹ پھوٹ کر نکلنا نظرون مین سمایا ہوا ہے - دو چار پر دست درازی بھی کر بیٹھے - مگر مجال ہے کہ کوئی ٹوک سکے - کافر نگاہون سے کھلی اشارہ بازیان کر رہے ہین - بھلا کوئی روکے تو سہی - مزے لے لے کے لبِ شیرین کے بوسے لے رہے ہین لیکن کوئی کچھ کہ سکتا ہے - آزادی ہے کہ جو چاہین کر گذرین کوئی دم نہین مار سکتا - ایک تھوڑی دیر کے لیے یہان بھی صحبتِ خوبان کو برہم کر دیا - اسکے لپٹ گئے - اُسکے گلے مین ہاتھ ڈال دیا - اسکا منہ چوم لیا - اسپر دستِ شوق دراز کر بیٹھے - غرض خوب اچھی طرح آرزوئین پوری ہو چکین تو ہٹنے کا نام لیا - جی کھول کے حسرتین نکال لین تو آگے بڑھکر ارادہ کر دیا تو ایک دم زدن مین کلکتے پہنچے - کھڑے شامِ نمائشگاہ کی چہل پہل دیکھ رہے ہین - سبزہ اندامون کا ٹہلنا - پتلی کمر والون کا گیسوے دراز کے جھونکے مین آ آ جانا - ایک جانب جادو نگاہانِ بنگالہ کا شرما شرما کر مہین ساری مین کچھ چھپا لینا:

Marfat.com

دوسری جانب گلگھان یورپ کا پھرتی و چالاکی سے قدم رکھنا سارا جلسہ آنکھون کے آگے ہے کسی کا ڈر ہے نہ خوف ہے۔ بیخوف وہراس جہان دل مین آیا چلے گئے۔ جس مجمع مین چاہا ڈٹ گئے۔ گل پیرہنون کا غنچہ ہے تو وہین کھڑے پیاری پیاری باتین سُن رہے ہین۔ نازک اندامون کا غول ہے تو اُسی مین کھڑے لگاوٹ بازیان کر رہے ہین۔ جس سے چاہا دو مُنہ ہنس بول لیے۔ جدھر رغبت ہوئی دستِ شوق پھیر دیا۔ جی بھر گیا تو وہان سے بھی چل کھڑے ہوے۔ واپس آتے وقت شام اودھ کی سیر کرتے ہوے خراباتیون کے جلسے مین آ پہونچے تھے کہ دل مین آیا لاؤ ذرا کوے جانان اور عشرت کدۂ یار کی بھی ہوا کھا آئین دل مین آنا تھا کہ وہین تھے۔ لاکھ دربانون اور رقیبون کا ڈر تھا مگر کچھ ایسا بہروپ بدلکر گئے کہ چھپانا کیسا کسی کی نظر بھی نہ پڑی۔ سب کی آنکھون مین خاک جھونک کر کمرے پر پہنچ ہی گئے۔ اب نہ بیرخی ہے نہ انکار ہے نہ بیوفائی ہے نہ چشم پوشی ہے۔ یار کے زانو سے زانو بھڑائے بیٹھے ہین کوئی ٹوکے تو سہی۔ مجال کیا جو ہم بوسہ کے لیے بڑھین اور یار منہ پھیر لے۔ ہم خواہش وصل ظاہر کرین اور لب جانبخش سے نہین نکلے۔ جو چاہین کر گذرین کوئی کچھ کہہ سکتا ہے۔ ہجر کیسا اور فراق کیا چیز ہے۔ دامن یار پکڑ لیا تو چھوڑنے کا نام ہی نہین لیتے۔ رقیبون پر ہنسنے لگے تو اُنھین پیچھا چھڑانا مشکل پڑ گیا۔ دستِ شوق جو بڑھا تو ہزار سسکیون کی آواز آرہی ہے کسی طرح پھرنے کو آتا ہی نہین۔ ہاتھا پائی پر آ گئے تو کسی کے ہانپنے کا خیال ہی نہین کرتے۔ وصل کی ٹھان لی تو فرشِ گُل پر مزے سے لیٹ کر ہاتھ پکڑ کے یار کو کھینچ ہی لیتے ہین۔ غرض جو کچھ آرزوئین تھین سب تمام ہو گئین۔ جتنی حسرتین تھین دل کھول کر نکال لین۔ اسیر کیا منحصر ہے ساری دنیا کی ہوا کھا آئے زمانے بھر کی خاک چھان آئے تو پھر وہی ہندوستان تھا اور ہجوم پرستان۔ وہ عالمِ بیخودی مین باغ خیال کے مزے جو یاد آئے تو ساقی باہوش کی طرف دیکھ کر کہنے لگے بس ایک جام اور۔ ابھی دل نہین بھرا

مکن بیدار ازین خوابم خدارا — کہ دارم عشرتے خوش با خیالش

دو چار جام اور لنڈھائے تو مزے سے درِ میخانہ پر لیٹ کر رات بھر مین خدا جانے کہان کہان ہو آئے۔ نہ غم ہجران تھا۔ نہ خوابِ پریشان۔ نہ کج ادائی زمانہ تھی۔ نہ کج خلقی ہم تھے اور تماشاگاہِ عالم۔ دلِ پُر آرزو تھا اور کامیابیان۔ قدمِ شوق تھے اور منزل

واقعی بادۂ گلگون حسرت نکلنے کا عجب سہل سا لگتا ہے۔ خیال اسی کی گود مین پلتا ہے۔ دل اسی کی ابھارون سے بڑھتا ہے۔ وہ شوقون کی جان ہے تو حسن پرستون کا ایمان۔ غربت زدون کا مونس ہے تو بلا کشون کا ہمدم۔ نیرنگی زمانہ پر نظر ڈالنے والون کے لیے ایک عجب جام جہان نما ہے کہ خرابات میں بیٹھے ہی بیٹھے ساری دنیا کی سیر کر آئے۔ جہان چاہا ہو آئے۔ جدھر گذر ہو گیا۔ ع اسے دیکھا اُسے دیکھا اِدھر جھانکا اُدھر تاکا ۔ یہ سب کیون؟ اسلیے کہ خیال کو اس سے ترقی ہوتی ہے۔ عالم خواب کا خوب سمان بندھتا ہے۔ سچ ہے دنیا مین خیال نہین تو کچھ بھی نہین۔

دنیا کا سارا کارخانہ غور سے دیکھو تو بالکل خیال ہی کے ساتھ وابستہ نظر آئیگا۔ وہ کم عمر پری رُخ جن کو زمانہ بڑی اللہ آمین سے پال رہا ہے دل ہی دل مین خوش ہوے جاتے ہین کہ ایکدن لوگ ہمپر بھی مرتے ہونگے۔ ہم بھی ہزار مین ایک ہونگے۔ ہماری نگاہ بھی تیر کا کام کر گئی۔ ہماری مستانہ چال سے بھی لاکھون دل پسین گے۔ ہمارے دروازہ پر بھی ہجوم عاشقان ہوگا۔ تھوڑے دن کہین جلدی سے اور نکل جائین تو ہمین دعوائے دلبری ہو ع - ابھی فتنہ ہین کوئی دن مین قیامت ہونگے۔

ہر مہینہ خدا جانے کس انتظار مین کٹتا ہے۔ کیا جانے کیونکر دن گن گن کے سال تمام ہونے کو آتا ہے۔ منتین مانی جاتی ہین۔ خدائی راتین ہوتی ہین۔ سال گرہون مین کیسی کیسی دھوم مچتی ہے۔ طاق بھرے جاتے ہین۔ ادھر نوجوانون کا شوق گدگدا رہا ہے کہ ہم ہی اس پریچہرہ کو اپنے قبضے مین لائین گے۔ ہمارا ہی دل اسکی نازبرداری کریگا۔ مسجدون مین ٹوپیان اُتار اُتار کر دعائین ہو رہی ہین کہ خدا جلد جوان کرے۔ وہ حساب لگایا جاتا ہے کہ سالگرہ کو کتنے دن رہے۔ ہر گھڑی زبان پر ہے۔

خدا ترا بتِ کمسن دراز سن تو کرے ستم کے تو بھی ہو قابل خدا وہ دن تو کرے

وہ ناشاد بیوہ جسکا وارث ایک ننھا سا بچہ چھوڑ کر جوانی ہی مین داغ دیگیا ہے اُس سے پوچھو کہ خیال مین کیا مزا ہوتا ہے۔ اُسکی کتنی امیدین خالی اس ایک ننھے سے دم پر منحصر ہو لی ہین۔ وہ اتنے سے آسرے پہ صحیح سلامت رہنے کیلیے کیا کیا منتین مرادین مانتی ہے۔ اور ذرا سے سہارے پر کن کن عشرتون کے خیال سے دل بہلاتی ہے۔

دوسری طرف دیکھو زاہد شب بیدار مسجد کے حجرے مین تہجد ادا کر کے مصلے کے

Marfat.com

اور سجدے مین پڑا ہے۔ ماتھے پر گھٹا پڑ گیا مگر سر رگڑے جاتا ہے۔ آنکھون مین نیند بھری ہے مگر چھینٹے دیدیکر عبادت مین مشغول ہے۔ ساری دنیا خواب غفلت مین ہے مگر یہ شب ہجران والون کا ساتھ دے رہا ہے۔ رات کے چلنے والے تک درختون کے نیچے پڑ پڑ کر اونگھ گئے۔ مگر یہ شمع گور غریبان کی چوٹ پر آنسو بہا رہا ہے۔ کیون؟ صرف خیال ہے جو سونے نہین دیتا۔ حورون کی صورت اسکی آنکھون کے آگے ہے جو مزے مزے کی لگاوٹ بازیون سے نیند حرام کیے دیتی ہے۔ کوثر و سلسبیل اسکی نظرون کے آگے موجین مار رہے ہین جنھین دیکھ دیکھ کر شوق مین آکر یہ پلک بھی نہین مارتا۔ سمجھتا ہے کہ اسی جاگنے کے صلہ مین یہ مزے نصیب ہونگے۔ خیال جما رہا ہے کہ حورون سے یون ملین گے اور یون اخلاص بڑھائین گے۔ یون چشم خمار آلود کے بوسے لین گے اور یون عارض تابان پر جان قربان کرین گے۔ یون گلوے مصفا مین ہاتھ ڈالین گے۔ اور یون دست شوق دراز کرینگے یون غلمانون سے خدمت لین گے۔ اور یون لطف صحبت کے مزے اُٹھین گے۔ باغ بہشت ہوگا اور سایۂ طوبیٰ ہوگا۔ لب سلسبیل ہوگا۔ اور سن شباب ہوگا۔ حورون کی ہمکناری ہوگی معطر ہوا کے جھونکے ہونگے۔ اور شراب طہور کے دور چلین گے۔ اگر دیکھا جائے تو حضرت زاہد اسی آسرے پر خدا جانے کن کن باتون کا خیال جما کر شب تنہائی اور اپنی افسردہ دلی کو بھلا دے رہے ہین۔

جس فرقے اور جس گروہ کو دیکھو وہ لاکھ کلفتین ہون دم بھر کے لیے اسی باغ خیال مین آکے دل بہلا لیا کرتا ہے۔ یار کو رخصت کرتے وقت کہ دینا کہ "بھولئے گا نہین"۔ یہ حضرت خیال کی بدولت ہے۔ وطن چھوڑتے وقت اہل وطن سے پژمردہ خاطری کے عالم مین کہنے لگنا "نامہ و پیام سے یاد کرتے رہنا" انھین بزرگوار کی فرمایش سے ہے۔

وہ جو دشت غربت مین پہاڑ کے نیچے بیٹھا ہے۔ تم دیکھتے ہو کہ اس سنسان جنگل اور وحشت کے مقام مین اُسکے آگے پیچھے کوئی نہین ہے۔ خونخوار درندون کی آوازین اس کے کانون مین بھری ہین۔ اور بھیانک وہمی صورتین اسکی آنکھون مین پھر رہی ہین۔ مگر مطمئن ہو کے کانٹون کے جھنڈ کے نیچے یہ کن باتون سے اپنے دل کو تسلی دے رہا ہے؟ وہی جو اسکے مونس و غمخوار خیال نے بتلائی ہین۔

——·—·• ❖ •·——

بیخودی

عجب عالم ہے۔ نہ کوئی آرزو ہے نہ تمنا ہے نہ فکر ہے نہ غم ہے۔ مسرت کے ایک ناپیدا کنار سمندر مین ڈوبے ہوے بےفکر بیٹھے ہین۔ جو چاہتے ہین بیخوف و ہراس کہہ گذرتے ہین۔ کوئی اعتراض کرنیوالا نہین۔ اسکا لطف کچھ وہی خوب جانتا ہے جو اسکے مزے سے واقف ہے۔ ہر شخص کیا جانے کہ جو لوگ ایک عالم وجد مین ہین اُنکو اپنی بےتکلفی کی اداؤن اور بیتابی کی باتون مین کیا مزا ملتا ہے۔ کوئی کیا جانے کہ اُنھین کس قیامت کا اطمینان نصیب ہے۔

دنیا ایک ایسا مقام ہے جس مین کوئی شخص فکرون سے خالی نہ ملیگا۔ جو ہوگا کوئی نہ کوئی آرزو اُسکے دل کو پریشان ہی کیے ہوگی۔ ایسا کوئی نہین جو دنیا مین آیا ہو اور اس دنیاوی زندگی مین اُسے کوئی اطمینان اور فارغ البالی کا وقت مل گیا ہو۔ ہان اگر تھوڑا بہت اطمینان نصیب ہے تو اُنھین لوگون کو جنھون نے افکارِ دنیا کو لات مار کے سامنے سے ہٹا دیا ہے اور بےفکر و بےہراس بیٹھے ہین۔ دنیا کی ابتدا و انتہا پر نظر ڈالی جائے تو دونون جانب بیخودی ہی کا سمان دکھائی دیگا۔ وہ دیکھو ملک عدم سے ایک طرف سے آنیوالون کا قافلہ آتا ہے اور دوسری طرف سے جانیوالے جایا کرتے ہین۔ آنیوالے دیکھو کس بےفکری اور دلجمعی کے ساتھ آتے ہین۔ اس بیخودی کا کچھ ٹھکانا ہے کہ جس بستی سے آنے کا اتفاق ہوا ہے وہان کا حال ذرا بھی نہین جانتے۔ کچھ خبر نہین کہ وہ ملک کیسا ہے اور وہان کی آب و ہوا مین کیا تاثیر ہے۔ خدا جانے کس قیامت کی محویت ہے کہ کسی سے ملنے اور بات کرنے کی بھی عادت نہ ڈالی۔ ہنسنا بولنا تک نہ سیکھا۔ یہ تو آنیوالون کا حال تھا۔ اب جانیوالون کو دیکھیے۔ انکا نبر کچھ اُنسے بھی بڑھا ہوا نظر آتا ہے۔ اچھے خاصے بیٹھے تھے یک بیک خدا جانے کیا وحشت سوار ہوئی کہ کسی کی طرف آنکھ اُٹھا کے بھی دیکھنے کی قسم کھالی۔ سو سو طرح سے چاہتے ہین کہ چلتے چلاتے دو باتین کرلین مگر انھین اس سے کچھ غرض نہین کہ کسی کی تمناؤن کا خون ہوا جاتا ہے اور کسی کی آرزوئین خاک مین ملی جاتی ہین۔ اخلاقی حیثیت سے دیکھا جائے تو اُنھین کون بات نہین آتی۔ سب ہی کچھ آتا ہے۔ لطف صحبت اُنھین ہم سے زیادہ ہے۔ فصاحت و بلاغت مین ہم ان کی پیروی بھی نہین کرسکتے۔ ملنا جلنا ہنسنا بولنا کس بات مین اورون سے کم تھے۔ مگر انکے

Marfat.com

وجد اور اُنکی بیخودی نے اس درجہ بے پروا کر دیا ہے کہ نہ تو ہماری آہ و زاری پر ترس کھاتے
ہین نہ ہماری باتین اُنھین اپنی طرف متوجہ کر سکتی ہین۔ نہ ہماری نامرادیون اور بیکسیون
کی پروا ہے۔ اپنے بیخود دل سے وہ خوش ہین اور اُنکا وجد آشنا دل اُن سے خوش ہے
ہائے یہ بیخودی اور وجد ہی ایک ایسی چیز ہے جسنے دنیا کو تھکا دیا۔ اور جسپر نہ کسی فلسفی کا
زور چل سکا اور نہ کوئی عقل قابو پا سکی۔ افسوس اس پچھلے عالم سے نکل کے جو جانے
لگا کچھ ایسی خموشی سے گیا کہ زمانے بھر کو حیرت ہو گئی۔ اور آج تک ہے۔ یہ ابتدائی اور
انتہائی دونون حالتین قدرت کی عجب مسٹری (راز) ہین۔ یہ راز ہمیشہ عقلا کا معرکہ آرا
رہا اور آج تک کبھی حل نہ ہو سکا۔

ان باتون کو جانے دیجیے جنکو دنیاوی زندگی سے کچھ ایسا تعلق نہین۔ کیونکہ ازل کے
خلوت نشین اور ابد کے گوشہ گزین دونون کا حال ہین صرف اپنے قیاس یا بچے مجذوبون
کے ارشاد سے معلوم ہوتا ہے۔ شاید کوئی نہ ملنے۔ دنیاوی زندگی کی بیخودیان بھی کچھ کم
لطف انگیز نہین ہین۔ یہان کی بیخودیان جس حد پر واقع ہوئی ہین عجب مزے کی
چیز معلوم ہوتی ہین۔

مجنون لوگون کی بیخودی کوئی ایسی چیز نہین ہے جسکو زمانہ اور قسم کی بیخودیون
کی طرح ادب اور تعظیم کی نظر سے دیکھتا ہو۔ مگر انصاف تو کرو کہ اس ذلیل اور بے حیثیت
بیخودی کے پردے مین کتنے لطف اور مزے چھپے ہوے ہین۔ ہزار ذلیل ہین۔ گلیون
گلیون خاک چھانتے پھرتے ہین۔ لیکن اُنکی بے پروائی اور بیفکری ان مین سے کسی
کو بھی دھیان مین نہین لاتی۔ پھر بھلا یہ آزادی کسے نصیب کہ جو چاہین کر گذرین کوئی
ہاتھ پکڑنے والا نہین۔

ہائے اُس صاف باطنی پاکبازی آزادی اور بے ہراسی کے عالم پر جو ایک مجنون
کے حرکات و سکنات سے ظاہر ہوتا ہے بڑے بڑے عقلا کو حسد آ جاتا ہے۔ پنچایتی اور شخصی
دونون حکومتون کے قوانین سے وہ مستثنیٰ ہے۔ نہ بادشاہ کی تلوار اُسکے دل پر اپنا رعب
بٹھا سکتی ہے نہ فوجون کی سنگینین اُسکی طبیعت مین کسی قسم کا خوف پیدا کر سکتی ہین۔ نہ
کوتوال اُسکے جرمون کو جرم سمجھتا ہے۔ اور نہ پولیس کا ہیبت ناک کانسٹبل اُسے ماخوذ کر سکتا
بس ہر مقام اور ہر حالت مین وہ ہوتا ہے اور اُسکا چلبلا اور آزاد دل۔ قدرت کا دیا

منظر ہوتا ہے اور اُسکے گستاخ ہاتھ۔ واقعی جب تک دنیا ہے ایک سڑی سودائی کے سوا اور کسی کو یہ بات نہ نصیب ہوگی کہ جو چاہا کہہ بیٹھے۔ جو دل مین آئی کر گذرے۔ جدھر منہ اُٹھ گیا ہزار روک ٹوک ہے بے تکلف چلے گئے۔ جس سے جی چاہتا ہے ہنستے بولتے ہین جسکو چاہتے ہین چھیڑتے ہین۔ اسکا مُنہ چڑھا دیا۔ اُسپر دست درازی کر بیٹھے۔ لت مار بیٹھے۔ اُسکی خوشامد کرنے لگے۔ یہان بیٹھ گئے۔ وہان لیٹ گئے۔ لڑکے ڈھیلے مار رہے ہین تو پروا نہین۔ لوگ ہنس رہے ہین تو غرض نہین۔ کوئی مار پیٹنے کو بڑھا تو خوف نہین۔ پولیس نے گرفتار کرنا چاہا تو اندیشہ نہین۔ نہ محتسب سے ڈرتے ہین۔ نہ قاضی شرع سے خوف کھاتے ہین۔ ؎

بیگانہ ہم پیر دیر از من مرنج ۔۔۔ من بہ مستی بستہ ام احرام را

بے تکلفی ہے کہ خدا کی پناہ۔ بے پروائی ہے کہ معاذ اللہ۔ کون کہہ سکتا ہے کہ یہ از خود رفتگی اس قابل نہین ہے کہ ہمین حسد آئے۔

یہ تو بیچارے مجنون تھے۔ اب اُن مجذوبون کو دیکھیے جنھین زمانہ مجذوب کے مقدس لفظ سے یاد کرتا ہے اور جنکے آگے دنیا والون مین سے بہتون کے سر تعظیماً جھک جاتے ہین۔ انکو کچھ نہ پوچھیے۔ بس یہ عالم ہے کہ

ہم وہان ہین جہان سے ہم کو بھی ۔۔۔ کچھ ہماری خبر نہین آتی۔

ایک استغراق کے عالم مین بیٹھے ہوے ہین۔ زمانے مین کچھ ہو رہا ہے اُنھین پروا نہین۔ انھون نے قبل از وقت اپنے تئین تکلفات دنیاوی اور تکلیفاتِ شرعی سے بری کر کے صرف یہی نہین بلکہ دنیا کی حدود سے باہر نکال دیا۔ گویا اپنے حساب دنیا ہی مین نہین ہین۔ بڑے بڑے اہم معاملات اور کبھی نہ بھولنے والے واقعات نظر کے سامنے سے گذرتے ہین اور وہ بے خبر ہوتے۔ ذرا تم ہی دیکھو کہ دنیا مین کیا ہو رہا ہے اور زمانہ کیا کر رہا ہے۔ سلطنتین مٹی جاتی ہین۔ مذہبون پر ریفارمیشن (اصلاح) کے نام سے جدت کا روغن پھیرا جاتا ہے۔ ملکون کی وضع اور نوعیت مین تغیر ہو رہا ہے۔ جغرافیہ والے کیا چیز ہین۔ سلطنتون کی باندھی ہوئی حدین بدلتی جاتی ہین۔ کوئی قوم تباہ ہوتی ہے اور کوئی ترقی کر رہی ہے۔ بازار موت ترقی کے ساتھ گرم ہے۔ وبا ہر سال آتی ہے اور لاکھون کو اپنے ساتھ لیے چلی جاتی ہے۔ غرض کیا ہے جو نہین ہوتا۔ مگر وہ کسی طرح خبر

Marfat.com

نہین ہوتے۔ ایک بیخودی کی عینک آنکھون پر لگی ہوئی ہے جو دنیا کے فتنہ و فساد کو دیکھنے ہی نہین دیتی۔ تمام وہ باتین جو بڑے بڑے فلسفیون اور پولیٹیشنون (امور تمدنی پر بحث کرنیوالون کو پریشان کردیتی ہین وہ اُن سب سے بیخبر ہین۔ زمانہ اُنھین اپنی دلبستگیون کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہے۔ بڑی بڑی دلفریب چیزین دکھا کے اپنا جادو ڈالتا ہے مگر اُنپر کچھ اثر نہین ہوتا۔ دنیا والے اپنی اپنی غرضین لے لیکے اُنکے پاس جاتے ہین مگر وہ ذرا توجہ نہین کرتے۔ اس بے توجہی سے ٹالتے ہین کہ اہل غرض کے ساتھ ساری دنیا اُنکے سامنے نادم ہو جاتی ہے۔ کیون؟ اسلیے کہ دنیا والے صرف اپنی ذات سے نہین جاتے ہین بلکہ اُن لوگون کو طمع دلانے کے لیے خدا جانے کس کس قسم کے نادر و بیش بہا اشیا اور دولت کے کیسے کیسے نمونے لیجاتے ہین مگر وہ اپنے نفس پر پورا قابو پا چکے ہین۔ یہ سب چیزین اُنکے دل کو نہین پھیر سکتی ہین۔ وہ اپنی دُھن کے سچے ہین۔ اور جس قابل قدر مجنونانہ بے پروائی سے بیٹھے ہین اُس مین کبھی رخنہ نہین پڑنے پاتا۔ ان کی مجذوبانہ بڑ۔ جو بیخودی کی ادائین دکھاتی ہے وہ بھی لطف سے خالی نہین۔ دیکھو کس بے تکلفی سے زمین پر بیٹھے ہین۔ اور یہ بھی غور کرو کہ صورت سے کس قیامت کی بے پروائی ظاہر ہوتی ہے۔ زبان پر جو کچھ آتا ہے بے تکلف کہہ گذرتے ہین۔ نہ شریعت اُنکی زبان پکڑتی ہے۔ نہ حاکم شرع اُنکا مُنہ بند کرتا ہے۔ اُنکے اُکھڑے ہوے بے ربط اور بے سروپا جملے اُنکی وحشت اور بیخودی کا ثبوت دے رہے ہین۔ اسکے ساتھ یہ بھی دیکھ لو کہ لوگ کس ادب سے اُنکے سامنے حاضر ہین۔ اُنکی ان مجنونانہ باتون کو کس غور سے اور کس اعتقاد سے سنتے ہین۔ اور اُنکی زبانون سے نکلے ہوے بعض الفاظ مین اپنے مقاصد اور اغراض کے موافق کیا کیا معنی پہناتے ہین۔ یہ امر مشکل سے سمجھ مین آسکتا ہے کہ زمانہ کیون انکی اس درجہ قدر کرتا ہے۔ اس وجہ سے کہ زمانے سے بے پروا ہوگئے ہین۔ اور دنیا دی دولت و عشرت کو بیقدری اور نفرت کی نظر سے دیکھتے ہین۔ اور سب پر طرہ یہ ہوا ہے کہ بیخودی نے اپنے بس مین کرکے ایک دُھن مین لگا دیا ہے۔ جو خیال دل مین پیدا ہوگیا ہے ہر وقت اُسی مین ڈوبے رہتے ہین۔ انصاف سے پوچھیے تو صرف بیخودی نے انکو اس قابل بنا دیا ہے۔ اگر یہ خود فراموشی نہ ہوتی تو ایسے بھی نہ ہوتے جیسے کہ ہین۔

سب سے پچھلا اور سب سے بڑھا ہوا استغراق اُن لوگون کا ہے جو محو روے جانان ہین

Marfat.com

جھین ؎

محوِ روے حبیب کہتے ہین عاشقِ بے نصیب لکھتے ہین

انکی محویت اور خود فراموشی اس قیامت کی ہے کہ خدا نظربد سے بچاۓ۔ کبھی کبھی اپنے اوپر بھی معشوقیت کا دھوکا ہو جاتا ہے۔ سوا ایک پیارے خیال کے کوئی بات انکے دل مین ٹھہرنے ہی نہین پاتی۔ شبِ تاریک ہے۔ کنج تنہائی ہے۔ وحشت خیز سمان بندھا ہوا ہے۔ نہ کوئی آنیوالا ہے نہ کوئی جانیوالا ہے۔ وہ ہین اور اُنکا دردِ آشنا دل۔ اگر دنیا کی کوئی چیز نظر کے سامنے آجاتی ہے تو اُنکے دل تک نہین پہونچنے پاتی۔ اُنکو تو صرف دیدار جانان کی ہوس ہے۔ یار چاہے جو فا ہو چاہے بے پروا ہو اُنھین کچھ فکر نہین۔ خیال یار ہی سے سہی وہ کسی نہ کسی طرح اپنا مقصد حاصل کر لیتے ہین۔ اس استغراق اور محویت کی کوئی انتہا ہے کہ جس چیز کو دیکھتے ہین اپنی خیالی قوت سے اُسے بھی معشوق کا بنا لیتے ہین۔ پھولون کی شگفتہ نگہت اور تر و تازہ صورت رخسار یار کو یاد دلاتی ہے۔ نرگس کی خوشنما وضع یار کی آنکھون کا فوٹو دکھاتی ہے۔ تارے کسی کی افشان ہین۔ اور آفتاب و ماہتاب کسی کے گورے چہرے کا نمونہ ہین۔ شفق کسی کے شرمندہ چہرہ کا رنگ لے اُڑی ہے۔ اور شبنم کسی کا پسینہ ہے۔ غرض دنیا مین جو کچھ ہے صرف یار کی یاد دلانے کے لیے ہے ؎

در پیالہ عکس رخِ یار دیدہ ایم اے بیخبر ز لذت شرب مدام ما

یہ عاشقانہ دُھن بھی اپنے موقع پر بُری نہین۔ بلکہ اور مزے کی ہے۔ عشاق کو اگرچہ ہر وقت یہ فکر لگی رہتی ہے کہ کسی طرح دیدار جانان نصیب ہو اور جسے چاہتے ہین اُسکی زیارت ہو۔ اصل مین یہ بھی ایک قسم کی دنیاوی فکر ہے۔ جس سے کسی وقت اُنھین نجات نہین ملتی۔ مگر یہ بات کسے نصیب ہو سکتی ہے کہ جس فکر مین پڑے اور جسکی دُھن بندھ گئی اُسکے سامنے دنیا کی ساری فکرون کو بھلا دیا۔ آفات ارضی و سماوی سب قسم کی بلاؤن کا مقابلہ صرف اُسی ایک پیارے خیال کو دل مین لیکر کرتے ہین۔ اور چاہے زمانہ جیسا ہی کیون نہ ہو اپنے نزدیک کامیاب ہوتے ہین۔

دنیاوی خرابیون اور مذلتون کا مقابلہ اگر انسان کر سکتا ہے تو صرف اسی طرح کہ ایک خیال مین پڑھکے سب طرف سے اپنے تئین بے پروا کر دے۔ جیسا ان کا ہو گیا

بند میں ہو۔ اُسکے سوا اور ہر حیثیت سے اپنے تئین بیخود ثابت کردے۔ اسکے نقش قدم دیکھنا ہون تو اگلی دنیا کی طرف نظر دوڑاؤ۔ تمام اگلے باکمال ... فلسفی ویسے استغراق کے ساتھ اپنی دھن مین ڈوبے ہوے نظر آئینگے کہ تمھین حیرت ہو جائیگی۔ وہ لوگ ایسے تھے کہ جس کام کی طرف توجہ کی بس اُسی کے ہو رہے۔ نہ زمانہ اُنکے ارادون مین فرق ڈال سکا نہ سلطنتین اُنکے جوش اور ولولے کو روک سکین۔ اسی کام کے پیچھے جان دی جسے ابتدائے زندگی سے شروع کیا تھا۔ اگرچہ آج تک اس قسم کے لوگون کو کسی نے بیخود نہین کہا مگر ہمارے نزدیک وہ بیخود ہی تھے۔ اب اس سے زیادہ کیا بیخودی ہوگی کہ ایک خاص فکر وحشت کی طرح سر پر سوار ہوئی تو ساری دنیا کو بھول گئے۔ نہ اپنے رنج وراحت سے غرض رہی اور نہ کسی اور کی خوشی وناخوشی کی پروا رہی۔ ہان فرق اتنا ہے کہ اس بیخودی نے دنیا کو ہمیشہ ترقی دلائی اور اور قسم کی بیخودیان اس نتیجہ کو نہ حاصل کرسکین۔

جن لوگون کو قومی اصلاح منظور ہو اُنھین چاہیے کہ اُن لوگون کی پیروی کرین اور اپنے تئین ساری دنیا سے بے پروا کرکے صرف ترقی قومی کے خیال مین غرق اور محو کردین مگر یہ ہر شخص کا کام نہین ہے۔ جنکے دل سے لگی ہوتی ہے کچھ اُنھین سے خوب بنتا ہے۔

آئے قیامت آئے پروا ہمان کسے ہے؟
خواب لحد سے اے دل اب کون جاگتا ہے؟

حقیقت مین جی تو نہین چاہتا۔ باغ دنیا مین آکے خواب ازل کی نیند سے بیدار ہوکر کیا خوش ہوے تھے جو صبح محشر مین جاگ کے خوش ہونگے۔ کیا اچھا ہوتا کہ اگر اب سوئے تھے تو سویا ہی کیے۔ مگر ایسی قسمت کہان کہ یہ آرزو پوری ہو۔ اور یون ہی اطمینان سے گذر جائے۔ وہان توع گرنہ ستانی بہ ستم می رسد کا مضمون ہے۔ ہم تو کبھی نہ جاگین مگر جب لوگ سونے بھی دین۔ اگر ہم نہ جاگین گے تو منتظمان حشر جگا ئین گے۔ اپنے اس نہ جاگنے کے عہد پر اعتماد کسے ہے؟ خواہ مخواہ جگائے جائین گے۔ ورنہ اس فارغ البالی اور اطمینان کی نیند تھی کہ خدا یون ہی سوتا چھوڑ دیتا تو کیا خوب تھا۔

یہ صرف ہماری ہی آرزو نہین ہے۔ ہم تو جانتے ہین کہ جس کسی کی آنکھون پر نیند سوار ہوئی وہ اسی تمنا مین ہوگا کہ اب جاگنے کا اتفاق نہ ہو۔ وہ تو اس نیند سونے والون کی

Marfat.com

وضع صورت اور بے پروائی ہی کچھ دیتی ہے کہ دنیا کی دلچسپیون سے اس درجہ سیر ہو کر اور اس عالم کے جھگڑون سے اس قدر تنگ آکر ادھر سے مُنہ موڑا ہے اور آنکھین بند کی ہین کہ جہان تک اُنکا بس چلے گا نہ ہوشیار ہونگے۔ منہ پر چھینٹے دے دیکے جگاؤ گے تو اور آنکھین بند کر لین گے۔ دنیا سے جانیوالون کو دیکھتے ہو کہ کس قدر بے پروا غیر مانوس اور بیمروت بنکے جاتے ہین؟ کیسے کیسے لوگ گئے؟ اگر یاد کروگے تو ہر ایک کی یاد کے ساتھ ایک ایک داغ دل پر بنتا جائیگا۔ کس کس پایہ کے علما۔ کس کس رتبے کے فضلا۔ کیسے کیسے عقلمند۔ کیسے کیسے فلسفی۔ دیکھتے ہی دیکھتے اُٹھ چلے گئے۔ بڑے بڑے فصیح اللسان۔ جادو نگار انشا پرداز۔ دل پھیر دینے والے اسپیکر (خطیب) ہر علم کے ماہر۔ ہر فن کے اساتذہ۔ ہر قسم کے صناع۔ کچھ اُنھین پر منحصر نہین جو زمانے کے ہاتھون دنیا مین تنگ رہے ہون۔ نہین وہ بھی جنھین دنیا نے اپنے سر پر بٹھایا۔ اور بظاہر اسباب جہان بامراد اور کامیاب رہے۔ جاتے وقت سب کی ایک ہی وضع۔ ایک ہی صورت۔ اور سب مین ایک ہی قسم کی وحشت تھی۔

کیسے کیسے حسین و نازنین جن کی پیاری صورتین دلون کے مرقع پر قیامت تک بنی رہین گی۔ اگرچہ زمانہ اُنکی نازبرداری کرتا رہا۔ چاہنے والے اُنپر جان دیتے رہے۔ اور مرنیوالون تک نے اُنھین اپنا قاتل بنایا مگر بارہا ایسا ہوا ہے کہ عین عنفوان شباب مین یا یون کہا جائے کہ عشوہ نمائی اور ناز فروشی کے زمانے مین دنیا سے اُنکا جی اُکتا گیا اور بے کہے سُنے بستر ناز کے بدلے کنج لحد مین سو گئے۔ اور ایسے سوئے کہ پھر نہ خبر ہوسے۔ اگرچہ یہ معلوم ہے کہ

گستاخ پا کے فتنۂ محشر جگا مین گے ۔۔۔ خواب عدم مین چین ہے گر خواب ناز کا

مگر اُن غم نصیبون پر ترس نہین آتا جن کی آرزوئین خاک مین ملی جاتی ہین اور جن کی امیدین خون ہوئی جاتی ہین۔ پری رخون کا خواب ناز ہی دل پر تازیانہ لگنے والون کو عتاب کرتا ہے نکہ یہ قیامت کی نیند۔ یہ نیند خدا جانے کتنون کو زندگی سے بیزار کر دیا کرتی ہوگی۔ یہ وہ غضب کا سونا ہے کہ ہر آرزومند چاہتا ہے کہ اُنکی طرح خود بھی منتظران حشر کے ساتھ شرط باندھکے سو رہے۔ بہت ایسے بھی ہین جو بن بن کے اور آنکھین بند کر کر کے لیٹتے ہین مگر کیا کرین کہ کسی طرح آنکھ نہین لگتی۔ سیکڑون ارمان بھرے اسوقت کی ناکامیون

جھنجلا جھنجلا اُٹھتے ہین اور بس یہ حال ہوتا ہے کہ ؎

کیا کیا کدورتین ہین دلِ ناصبور مین　　کیون نیند آگئی اُنھین آغوشِ گور مین

ہاے بارہا ایسا ہوا کہ یہ پری رُخ اپنے نازو انداز کے جوش مین روٹھے، روٹھ گئے۔ شبہاے وصال مین سیکڑون ایسی ہونگی جو اسی روٹھنے کی بدولت ناکام گذر گئی ہون گی۔ مگر ایسا روٹھنا کبھی نہ روٹھے تھے کہ بولنے کی قسم ہی کھا لی۔ جنکا آنچل پکڑنے کی شکلون سے جرأت پڑتی تھی اُنھین شانہ ہلا ہلا کر جگا رہے ہین مگر ہاے نہین جاگتے۔ جو شورِ نالۂ فرقت اُنکے روٹھنے پر ہماری طرف سے بلند ہوتا ہے اور جو آسمان دوز آہین اُنکی خفگی پر ہم کھینچا کرتے ہین اصل پوچھیے تو شورِ محشر سے کم نہین۔ ہمارا شور و شیون اور حلقۂ ماتم والون کے رونے پیٹنے کی دلدوز اور جگر خراش آواز صور سے ملتی ہی ہوتی ہے مگر وہ کسی طرح زبان نہین ہلاتے۔

مذکورہ لوگون ہی پر منحصر نہین ہے۔ جس کسی پر عدم کی نیند کا غلبہ ہوتا ہے وہ اپنے مقام پر بہتون کو بیچین کر دیتا ہے۔ کون ہے جسپر دو چار آنسو بہانیوالے نہون۔ اور دنیا مین کون آیا ہے جسکے دم سے کچھ لوگون کی آرزوئین وابستہ نہین۔ دو دن کے چھٹنے کا غم ہی بہت ہوتا ہے نہ کہ قیامت تک کی مفارقت کا صدمہ۔ اگر تم کسی وقت خیال کے گھوڑے پر سوار ہو کر موجودہ دنیا کی سیر کروگے اور ہر اُس سین کو دیکھوگے جہان کوئی کچھ لحد مین سونے کی تیاریان کر رہا ہو۔ تو تمہین کوئی ایسا نہ ملیگا جسکے غم مین رونے پیٹنے والے اور نالہ و فریاد کرنیوالے نہ نظر آئین۔ جہان کوئی رونے والا نہ ہوگا اور جہان یہ عالم ہوگا کہ ؎

بر مزارِ ما غریبان نے چراغے نے گلے　　نے پرِ پروانہ باشد نہ شورِ بلبلے

وہان بیکسی کھڑی سو رہی ہوگی۔ اور حسرت خاک اُڑاتی ہوگی۔ کچھ ایسا سمان نظر آئیگا کہ ہر گذرنے والے کا دل بھر آتا ہوگا۔ ؎

خشک گل۔ افسردہ سبزہ۔ شمع چپ بالینِ اُس　　جی بھر آیا عالمِ گورِ غریبان دیکھ کر

اُن لوگون کا سکوت اور سناٹا دیکھنے کے بعد کون کہ سکتا ہے کہ یہ لوگ کبھی جاگتا بھی ہونگے۔ ہر گز نہ جاگتے ہونگے۔ اُنھون نے ایسی چُپ نہین سادھی ہے کہ کسی کے بُلانے سے بول بھی اُٹھین۔ کبھی نہ بولین گے۔ وعدۂ حشر تک سبھی کو حاضر ہونا ہے۔ اُس روز جب

Marfat.com

سب خموشی پسند لوگ جگائے جائینگے - جاگنے کو تو آپ سے آپ جاگین گے گر اتنا یاد رکھنا چاہیے کہ بہت بیزار ہوکے اُٹھین گے - فرشتے چلا چلا کے جگائین گے - اُنکے اصرار پر لوگ اپنے اوپر جبر کرکر کے اُٹھین گے - شدتِ خمار سے آنکھین جھکی پڑتی ہونگی - گھڑی گھڑی دل مین آتی ہوگی کہ پھر لیٹ کے آنکھین بند کرلین - چلنے مین پانون لڑکھڑاتے ہونگے مگر بیچارے کیا کرین - زبردستی قبرون سے نکل نکل کے چلین گے - اور دربارِ محشر مین حاضر ہونگے - مگر بے بسی سے - اپنا زور چلتا تو ہرگز نہ اُٹھتے - ہان محشر خرامون کی رفتار اگر انھین بیچین کردے اور خود بخود اُٹھ کھڑے ہون تو اور بات ہے - یہ بیشک ایک ایسی تدبیر ہے کہ دنیا کے ہجران نصیب جو اپنی تمناؤن کو کلیجے سے لگا لگا کے سو رہے ہین. انکو بیساختہ اس طرح اُٹھا سکتی ہے کہ نہ آنکھون مین نیند کا خمار رہو اور نہ پانون گرانیِ خواب سے لغزش کرتے ہون - اور تدبیر کیسی - یہ ہونا ہی ہے - عرصۂ حشر بھی تو عجب جلوہ گاہ ہوگا - دنیا کے ہوتا جو رپسند ناہوش جس وقت اٹھلاتی ہوئی چال سے جھومتے ہوے مراہون کی قبرون پر سے گذرین گے - ممکن نہین کہ وہ لوگ بیتاب ہوکے چشمِ شتاق نہ کھولدین - اور از خود رفتہ ہوکر بلبلا بلبلا کے نہ اُٹھ بیٹھین - اگرچہ مخموران خوابِ مرگ عالمِ خمار مین ہر وقت زبان حال سے کہا کرتے ہین ؎

محبت زدون کے سر پر جیلانیو نہ آکر اے شور صبح محشر جاگے ہین رات بھر کے

لیکن ان مین زندہ دلی بھی اس قیامت کی ہے کہ عرصۂ حشر کی دلچسپ سیران سے چھوٹی نہ جائینگی - انکے اعتقاد مین بسا ہوا ہے کہ ؎

مزے کی چیز ہے یہ مجمعِ حشر حسین کیا کیا گذرتے ہین نظر سے

دیکھو اس خیال کے یہ اور نہ اُٹھین - واقعی کچھ ضرورت نہین کہ یہ لوگ زبردستی ایک بیمزگی کے ساتھ اُٹھائے جائین - انکا اُٹھانا منظور ہے تو ہجوم حسینان اور انبوہ پریشان کا انکی طرف سے ہوکے گذرجانا ہی انکے بیدار کرنے اور اُٹھا کے کھڑا کرنے کیلیے کافی ہے -

ہان

جس طرح بیوفاؤن کی طرف سے اکثر "نہین" کی صدا آتی ہے - اُسی طرح عشاق ہر موقع پر چاہے ممکن ہو یا نہ ہو "ہان" کہدیا کرتے ہین - کیونکہ نہ کہین - یہان تو

یہ خیال ہے "سر تسلیم خم ہے جو مزاجِ یار مین آئے" گویا مذہب عشق کا ایک واجب العمل رُکن ہوگیا ہے۔ ہان اور نہین مین عجیب متضاد نسبت ہے۔ ایک دوست ہے تو ایک دشمن۔ ایک مظہر کرم ہے تو ایک ذریعۂ ستم۔ "نہین" سے کسی کی دلشکنی ہوتی ہے تو "ہان" سے کسی کے آنسو پُچھتے ہین۔ "نہین" خرمنِ آرزو مین آگ لگاتا ہے تو "ہان" دلِ سوزان مین ٹھنڈک پہونچاتا ہے۔ "نہین" کلیجے مین ناسور ڈالتا ہے تو "ہان" مرہم وہ زخم جگر ہے۔ "نہین" جفائے یار ہے تو "ہان" تسلیم و رضائے دلِ بیقرار۔ "ہان" نے حسن و عشق کی دنیا مین ایسا دلبستگی کا اثر ڈالا کہ حُسن کے جلوے روز بروز رونق پاتے گئے اور عشق کے ولولون کو ترقی ہوتی گئی۔ یہ ہماری "ہان" کی برکت ہے کہ حُسن و دروزہ پر اترانے والے تازہ آفرینیون مین جنت دکھاتے جاتے ہین۔ مثلاً یان عشق نے ہر ہر موقع پر "ہان" کہکے پری وشون کے ناز کو اس درجہ بڑھا دیا کہ غرورِ حُسن سے زمین پر پانون نہ رکھنے والے گویا "ہان" کا لفظ ہی بھول گئے۔ اب یہ دلِ پُر آرزو پر قیامت ڈھا دینے والا لفظ "نہین" بھی اُنکی ایک دلفریب ادا سمجھ لیا گیا ہے۔ "نہین" کی آواز تو مجمعِ حسینان سے ہمیشہ ہی آتی رہتی ہے۔ آرزو جس لفظ کے سننے کی ہے۔ اور عشق کی بیقراریان جو لفظ کسی سے کہلوانا چاہتی ہین وہ "ہان" ہے۔ زور دیے جانے کے قابل یہی لفظ ہے۔ وفا شعاری اور عشق کی قدردانی "ہنین" ہی سے ظاہر ہوتی ہے۔ زمانہ بیوفائی کا ہے۔ اور حُسن کے اسٹیج پر روز بروز ایک سے ایک زیادہ مجرب بیوفا اور نا آشنا پیدا ہوتے جاتے ہین۔ کان جس لفظ کے سُننے کو ترس گئے وہ "ہان" ہے۔ مدتون سے یہ مقصدوری کا لفظ سننے مین نہین آیا۔ اور جو ملتا ہے اسی لفظ کے سُننے کا آرزومند ملتا ہے۔ عشاق کیا معنی آرزومندی کی ساری دنیا ایک بیتابی کے ساتھ کان لگائے بیٹھی ہے کہ کسی طرف سے "ہان" کی آواز آئے اور سُن کے جی خوش ہو جائے۔ بہرحال اگر دلچسپی کی امید ہوسکتی ہے تو "ہان" کے لفظ مین۔ اور اسی لیے دونون مین چھانٹ کے ہمنے اِسے اختیار کیا ہے۔

ذرا "ہان" کا جواب پانے کے منتظرون کو بھی ایک سرسری نظر سے دیکھ لو۔ کہ اُنکی تمنائین اُنھین کس قدر بیتاب کر رہی ہین۔ اور امید اُنھین اس ایک انتظار مین کیا کیا کرشمے دکھا رہی ہے۔ اس مجمع مین اگرچہ بہت بڑا مجمع دلدادگانِ یار ہی کا ہے مگر کچھ اُنھین پر منحصر نہین۔ ہر خیال کے لوگ ہین۔ امیدون کا رُخ ایک ہی جانب نہین ہے

Marfat.com

اس وجہ سے یہاں مختلف خیالات اور مختلف آرزوؤں کے لوگ نظر آئیں گے

بوڑھا ناتوان باپ اپنی ضعیفی کی کانپتی ہوئی آواز سے بیٹے کو نصیحت کر رہا ہے۔ اُس کا کہنا ہے۔ "بیٹا! زمانہ نازک ہے۔ پھونک پھونک کے قدم رکھنا چاہیے۔ وہ دن گذر گئے جب صرف خاندانی وقعت تمھارے آگے لوگوں کا سر جھکوا دیا کرتی تھی۔ اب وہ شاغل نہیں لوگ کسی گذشتہ زمانے میں دلچسپی اور طبیعت بہلانے کے لیے کیا کرتے تھے تمھیں ترقی سے روکیں گے۔ اُس زمانے کی جوانی نے ہمیں کچھ نہ کرنے دیا۔ تم اُٹھو۔ ان سب باتوں کو چھوڑو۔ بدمعاش اور خراب کُن احباب کی صحبت ترک کرو۔ دین اور دنیا دونوں تمھارے قبضے سے نکلی جاتی ہیں۔ دین پر حملہ کرنے والوں کو اب آزادی ہے جسے چاہیں دین بہکا دیتے ہیں۔ دنیا بے لیاقت اور بے تعلیم کے نہیں حاصل ہو سکتی۔ بیٹا! نصیحتیں تمھارے کام آئیں گی۔ اب تمھارا کام بس اسی قدر ہونا چاہیے کہ تمام فضول اشغال سے منہ موڑ دو۔ اور لکھنے پڑھنے میں دل لگاؤ۔" اتنی نصیحتیں کر کے باپ بیٹے کی طرف بڑے شوق سے کان لگاتا ہے کہ دیکھیں کیا آواز آتی ہے۔ اِن سب باتوں کے جواب دو ہی ہیں۔ "ہاں" یا "نہیں"۔ مگر افسوس زمانے نے نوجوانوں کو اس درجہ خراب اور ... بنا رکھا ہے کہ "ہاں" کی مشکل امید ہو سکتی ہے۔ بوڑھے نے کان تو لگا دیے مگر اسے امید نہیں کہ بیٹے کے منہ سے "ہاں" نکلے۔ افسوس! کیا بے بسی ہے۔ چاہتا ہے "ہاں" سنے اور یہ آرزو پوری کرنے والی آواز سنائی دے۔ مگر نہیں۔ کچھ زور نہیں چلتا۔ اب اس موقع پر "ہاں" کے سننے کی تمنا ہے مگر ہائے نہیں پوری ہوتی اور صاحبزادے یہ لفظ زبان سے نکالنے ہی کیوں لگے اور اگر پاس ولحاظ نے زبردستی کہلوا بھی دیا تو ایسی پژمردہ، موت اور یاس بھری کے لہجے میں کہتے ہیں کہ اُس ظالم "ہاں" سے "نہیں" اچھی۔

تیماردار اپنے مریض کو لیے حکیم صاحب کے سامنے بیٹھا ہے۔ حکیم صاحب متانت اور غرور کے داب سے اپنے اُجلے فوق البھڑک کپڑے بچا بچا کے غریب مریض کی نبض دیکھ رہے ہیں۔ تیماردار اور مریض دونوں کی آرزومند نظریں حکیم صاحب کے چہرے کی طرف لگی ہوئی ہیں کہ دیکھیں نبض کی رفتار حکیم صاحب پر کیا اثر ڈالتی ہے۔ مگر حکیم صاحب نے اپنے متانت آبد چہرے سے کوئی بات نہ ظاہر ہونے دی۔ اب تیماردار مریض کا حال

بیان کرنے لگا "بخار کسی وقت مفارقت نہین کرتا - پانچ مہینے گذر گئے - ہلکی ہلکی حرارت
ہر گھڑی موجود رہتی ہے - کھانسی بھی آتی ہے - ناتوانی اور لاغری روز بروز بڑھتی جاتی ہے
اب سوا پوست و استخوان کے کچھ نہین باقی رہا - صاحبِ فراش ہوگئے ہین - حرکت محال ہے
غذا بالکل ترک ہوگئی - اور اسپر ستم یہ کہ دست بھی آتے ہین " حکیم صاحب نے نسخہ لکھا
تیمار دار نے مریض کو گھر روانہ کیا - اور تنہائی مین حکیم صاحب کے سامنے ہاتھ جوڑ
کے عرض کرنے لگا "میرے حکیم صاحب! کیا عرض کرون کہ کتنون کی آرزو مین خاک
میں ملی جاتی ہین - یہ بخار کیسا ہے؟ آپ ہی کے فرمانے پر ہماری امیدون کا مدار ہے بس
اتنا فرما دیجیے کہ یہ اچھے ہو جائین گے؟" یہان بھی امید کا رہنا اور نہ رہنا انھین دو لفظون
پر منحصر ہے " ہان " اور " نہین " - مگر حکیم صاحب کی زبان سے " ہان " کی مشکل امید ہو سکتی ہے
انکی صورت کہے دیتی ہے کہ مریض کی طرف سے وہ مایوس ہین - گو مروت " نہین " کا دل دکھانے
والا لفظ انکی زبان سے نہین نکلنے دیتی مگر دل ہی دل مین کہہ رہے ہین کہ کیا کہون - یا تو
ساکت ہین - اور یا مجرد دلدہی کے لیے " ہان " کہتے بھی ہین تو اس وضع سے جسکے معنی نہین
ہین - یہان بھی دیکھو بیچارہ آرزومند " ہان " کا لفظ سننے کا مشتاق تھا مگر نہ سُن سکا -
سچ کہتے ہین کہ " ہان " کا لفظ کسی ایسے ہی خوش نصیب کے سننے مین آجاتا ہو - ورنہ
لوگ اکثر ترس ہی کے رہ جاتے ہین -

روزگار کے پیچھے زمانے کی خاک چھاننے والا اور ترقی کا امیدوار دونون ایک
اسٹیشن کے حاکم کے سامنے دست بستہ کھڑے ہین - پہلا التجا کے لہجے مین عرض کرتا ہے
کہ "مین گردشِ زمانہ کی بہت سرد مہریان سہکے حاضر ہوا ہون - بیوی بچون کی تکلیف سے
اب طاقت صبر بھی نہین رکھی - بس اتنی عرض ہے کہ کہین روٹیون کا سہارا ہو جائے"
دوسرا مزاج شناسی کے تیور دکھا کے کہتا ہے " میری خدمات اب صلے کی مستحق ہین -
جان توڑ توڑ کے محنت کی! حضور پر تو سب حال روشن ہے - اب میری ترقی ہونا چاہیے"
ایک اپنی مظلومی کی تصویر کھینچکے دکھا رہا ہے - اور دوسرا اپنے استحقاق کے ثبوت
ثبوت دے رہا ہے - دونون منتظر ہین کہ دیکھین سننے والے کی زبان سے کیا نکلتا ہے "
یا " نہین " - دونون کی آرزوئین " ہان " پر منحصر ہین - مگر حاکم کے پس و پیش سے معلوم
ہوتا ہے کہ دو مین سے ایک کو بھی دلدہی کرنیوالے لفظ " ہان " کی امید نہین - یہان

Marfat.com

دیکھو تمنا تھی کہ "ہان" کی آواز کان مین آجائے - مگر نہ آئی۔

غریب الوطن آوارۂ دشتِ غربت کا مدتون کے بعد ایک ایسی آبادی پر گذر ہوا ہے جو باعتبار ظاہری وضع کے وطن سے ملتی ہوئی ہے - باغون کی قطع - عمارتون کی صورت - سواد وطن کا دھوکا دے رہی ہین - وہم کے فریب مین پڑ جانیوالے مسافر کی امیدین یک بیک ترقی کر گئین - نظر نہایت شوق سے اُس عمارت کی طرف جانے لگی - آرزوئین خیال وطن کے درخت کی ٹہنیون مین اُلجھنے لگین - دل کے حوصلے بڑھ گئے - تھکے پاؤن مین نئی جان اور نئی قوت آگئی - وہ وطن کی صحبتین - وہ اطمینان اور فارغ البالی کی گھڑیان - وہ احباب کی جانبازیان - وہ عزیزون کی وفاداریان - سب چیزین نظر کے سامنے پھر گئین - دل مین خیالی پلاؤ پکاتا - اور امیدون کی مزیدار کرشمہ سازیون سے کھیلتا روانہ ہوا - چند ہی قدم چلا ہو گا کہ ایک صورت نظر آئی - وہم نے اُس صورت پر وطنی کا کچھ ایسا نور چمکا کے دکھا دیا کہ امیدین یک بیک اور اُبھر پڑین - ذوق و شوق سے اُسکی طرف بڑھا اور نہایت شگفتگی کے ساتھ سوال کیا "فلان شہر (اپنے شہر کا نام لیکر) یہی ہے؟" خیال نے دل کو یقین دلا دیا تھا کہ جواب مین "ہان" ہی سنے گا - انتظار کی بیخودی ہجوم شوق مین جواب پانے کے لیے بیچین کیے دیتی تھی - اور امیدین جلدی جلدی کر رہی تھی کہ نئے ہموطن ملاقاتی کے منہ سے کہین جواب نکلے - اُس نئے ملاقاتی نے پہلے تو استعجاب کے لہجے مین کہا "وہ شہر یہان کہان؟ وہ تو یہان سے منزلون دور ہے" اسکے ساتھ ہی سوال کے جواب مین آواز آئی "نہین - یہ نہین" قیامت کی تھی - اے بیکس تو "ہان" کا یقین کیے بیٹھا تھا - یہان بھی "ہان" کی آرزو نے مایوس کرکے ایک غریب الوطن کے کلیجے مین ناسور ڈالدیا۔

لو ہجوم عشاق کا بھی ایک نقشہ جگر نظر آگیا - سالہا سال کی آرزوون نے آج دولت وصل حاصل کرائی ہے - خدا خدا کر کے اور ساری زندگی مایوسیون کی نذر کر چکنے کے بعد کسی وعدہ فراموش کی ایک "ہان" آج پوری ہوئی ہے - ستم شعارون کا جلوہ جور ہجران سے ہو دن سے آباد ہوا ہے - اور تمناؤن کا پُر دگوام سرگرمی نے دربار حسن کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے - یہ نام ہے کہ - آرزومند ہر جلے پر "ہان" کا امیدوار ہوتا ہے اور "نہین" سنتا ہے - یہان وہ مروت بھی نہین جسنے حکیم صاحب کی زبان سے "ہان" کہلوا دی تھی

اُس "ہان" کے معنی "نہین" تھے - یہان کی بیمروتی بھی کچھ اس غضب کی ہے کہ لوگ چھوٹتے ہی بلاتکلف "نہین" کہہ دیتے ہین - ہائے پیارے لب لعلین کس قدر دلفریب و دلستان ہین - کاش ان مین سے کوئی بھی لفظ "ہان" سے آشنا ہوتا - افسوس ایک بھی نہین - وہ زمانہ گذر گیا جب وفاطراز اور مہ جبین معشوقون نے دلبری عشاق کو حسن و جمال کا جوہر سمجھ لیا تھا - زلیخا کی دلداریان - شیرین کی وفاطرازیان - لیلیٰ کی بے بسی اور بیتابیان اُسی زمانے کے ساتھ گئین جو پریرخون کو محبت و وفا کا نمونہ بنا کے دکھاتا تھا - اب دل لیکے مکر جانیوالے اور جذبات عشق کی بیتابانہ آرزوون کو ایک مختصر لفظ "ہان" کے بارے مین ترسا دینے والے حسینون کا زمانہ ہے - اب بیوفائیان ناز - اور وعدہ خلافیان ادا تصور کیجاتی ہین - ہاے ان پیاری صورتون کے جھرمٹ مین کوئی نہین ہے جو کسی کا دل رکھ لینے ہی کے لیے زبان سے "ہان" کہدے؟ -

ہر کامیابی کا مژدہ سُنانیوالا لفظ "ہان" ہے - جنکی آرزوئین پوری ہو رہی ہین اُنکے کانون مین ہر طرف سے یہی آواز آ رہی ہے کہ ترقی کے میدان مین ہر قدم پر آگے والے سے وہ پوچھتے ہین "ہم بھی آئین؟" اور فوراً جواب مین "ہان" کا پیارا لفظ سنتے ہین زمانہ مقصد وری کی گاڑی مین بٹھا کے اُنھین اُڑائے لیے جاتا ہے - اور صرف یون ہی ہر مقام پر اپنی تمناؤن کے جواب مین "ہان" کا مژدہ سنتے جاتے ہین - انکا خوشی کے دریا مین ڈوبا ہوا اور مقصد ورمجمع بھی ہمارے خیال کے سامنے موجود ہے - اس مضمون کے بڑھ جانے کے لحاظ سے اُنکی تصویرین دکھانا ہم کسی اور وقت پر منحصر رکھتے ہین - مگر ان کو ہمین اپنی بدقسمتی کے زمانے مین بھلا نہ معلوم ہوتا ہو گر دیکھنے کے قابل ہے کہ کامران و بامراد لوگ کس کس مقام پر اور کس کس وضع سے کیا کیا آرزوئین دل مین لیے کھڑے ہین اور کیسی کیسی حوصلہ بڑھانیوالی "ہان" کی آوازین ہر طرف سے انکے کان مین آ رہی ہین -

ہمین اب اپنی طرف دیکھنا چاہیے کہ ہم بھی کسی مقصد مین کامیاب ہوتے ہین اور ہماری تمناؤن کے جواب مین بھی کسی طرف سے "ہان" کی آواز آتی ہے یا نہین؟ افسوس کہ اس سوال کے جواب مین ہم بھی "ہان" نہین کہہ سکتے - ہمارا ادبار - ہمارا تنزل - ہماری نااتفاقی - ہماری مصیبت کسی وقت ہمین موقع نہین دیتی کہ قومی آرزوؤن کے مقابل مین "ہان" کا مژدہ سنین - اے اسلام! اے مبارک اور برگزیدہ دین الٰہی! ...

Marfat.com

غنیمت ہے کہ تیری برکتیں اور تیرے جوش کبھی کبھی ہمارے دلوں کو ابھار دیا کرتے ہیں اور ہم اٹھ کھڑے ہوتے ہیں کہ زبردستی ہی سہی مگر تقدیر سے "ہاں" کہلوا چھوڑیں۔ ہم اسے بھی کافی سمجھتے ہیں کہ تو اب تک ہماری ہمدردی کو موجود ہے۔ مگر زمانے کا رنگ ہمیں ڈرا رہا ہے کہ خدانخواستہ کبھی وہ دن آجائیگا جب ہم پُردرد آواز سے سوال کرینگے "روے زمین پر اسلام ہے؟" اور جواب میں کسی طرف سے "ہاں" کی آواز نہ آئیگی۔

"اے گُل بتو خُرسندم تو بوے کسے داری"

چاہے زبان سے کوئی خوشی منالے مگر خوشی کیا خاک ہوئی؟ اصل میں تو دل پر ایک چوٹ لگی۔ کسی ناز آفریں نے یاد آکر دل میں ایک تڑپا دینے والی چٹکی لے لی۔ آنسو بھر آئے اور قصۂ ہجران بیان کرنیوالی زبان سے ایک آہِ فلک دوز نکل گئی۔ ہاں یہ اور بات ہے کہ قدر دانانِ حسن اور دلدادگانِ یار کو اس بیتابی میں بھی مزہ ملتا ہے۔ خیر۔ چاہے رنج ہوا ہو یا راحت۔ درد اٹھا ہو یا مزہ ملا ہو۔ مگر کسی ظالم نے مصرع قیامت کا کہا ہے۔ ہائے "اے گل بتو خرسندم تو بوے کسی داری"، آہ۔ اس "کسے" نے مار ڈالا۔ کون؟ جانے بھی دو۔ کوئی ہوگا۔ لیکن یہ یاد اس بلا کی ہے کہ ٹالے نہیں ٹلتی۔ ہزار دل کو اور طرف متوجہ کرو۔ طبیعت کو دوسری باتوں میں بہلاؤ۔ مگر ایک خوشنما پیارا پھول انھیں ہمیں یاد دلاتا جو ہمارے دھیان بٹانے سے نہ یاد آتے ہوں۔

پھول حسنِ نکو کی ایک قدرتی دلفریب تصویر ہے۔ نرگسیں آنکھیں۔ گلابی رخسارے نازک ہونٹھ۔ پیچیدہ زلفیں۔ اور پھر ایک شگفتگی کے قریب پہونچی ہوئی حسن کی مجموعی کیفیت اور سادی حالت باغ کی مختلف دلفریبیوں کا مجموعہ ہے۔ اور سب پر زیادہ لطف۔ یا بیتاب عاشقوں کے مذاق میں غضب۔ یہ کہ پھول میں بو ایک ویسی ہی چیز ہے جیسی عشوہ فروشوں کے حسن دلربا میں ادا۔ اب غور کرنے کی یہ جگہ ہے کہ حسینوں نے اپنے حسن و جمال کے تمام جزئی کرشموں کی طرف سے دلربائی اور برق افگنی کا چارج کسے دیا ہے۔ کون نہیں بتاتا کہ ادا ہی وہ چیز ہے جو سنگدل نازنینوں کی خودپسندی کے نمونے دکھا دکھا کے کلیجوں میں ناسور ڈالتی رہتی ہے۔ پھر یہ پیارا پیارا پھول بیتاب کیوں نہ کردے۔ کیونکہ نازک اور شگفتہ رخساروں کے ہمرنگ ہونے کے علاوہ ایک قسم کی خوشبو بھی رکھتا ہے جو کسی کی ادا

Marfat.com

سے ملتی ہوئی چیز ہے۔

پھول تو یہان بدلے نام رکھ دیا گیا ہے۔ یا یون کہیے کہ توضیح کے لیے ایک خوشنما چیز محسوسات مین سے چھانٹ لی گئی۔ ورنہ جسکو دیکھ کے کوئی یاد آجائے وہی پھول ہے۔ جو لوگ کسی کے خیال مین غرق ہوگئے ہین اُنکی خیالی آنکھین ہر چیز کو اُسی کا جلوہ گاہ سمجھتی ہین جسکے خیال نے اُنپر ایک محویت طاری کردی۔ اُن کا تو یہ مذہب ہے۔ ع ہرچہ آید درنظر دانم توئی" توئی سے کیا مطلب؟ اسکا فیصلہ ہر شخص اپنے مذاق کے موافق کرلیتا ہے۔ صوفیہ صافیہ اگر پھول کو مظہر خالق سمجھ کے بیتاب ہوجاتے ہین تو پارکے پیکر پر تصور باندھنے والے صنم پرست سیدھے جانان کو یاد کرتے ہین اور کلیجہ ہاتھون سے تھام لیتے ہین۔ ہر شخص کو وہی لطف ملتا ہے جو اُسکے مذاق کا ہے۔ پوچھیے ہمین کیا لطف آیا اپنی آرزوون اور تمناؤن کے مفتون نے پوچھا ہم بھی یہی کہدینگے یہ پھول کبھی باغ اسلام مین ایک کلی ہوکر ظاہر ہوا تھا۔ اور کچھ اس شگفتگی پر تھا کہ اس قسم کے پھول تو آج تک سیکڑون شگفتہ ہوے مگر وہ شگفتگی اور تروتازگی پھر نہ نظر آئی۔ اُس زمانے کی بسی ہوئی بو کا کچھ اثر اب تک ہمارے دماغ مین موجود ہے جس سے اس بو کو ملتا ہوا دیکھ ہمین باغ اسلام کی وہ اگلی رونق یاد آگئی۔ اور اُسکے ساتھ تمام ترقیون اور شان و شوکت کا نقشہ آنکھون کے سامنے پھر گیا۔ بس بیتاب ہوجاتے یا وہ حالت یاد کرکے خوش ہو لینے کے لیے یہ ادنیٰ اشارہ کافی ہے۔

واقعی یہ ایک عام قاعدہ ہے کہ جو کوئی چیز کسی کو یاد دلا دیتی ہے اُس سے صدمہ کے سوا کبھی خوشی نہین حاصل ہوتی مگر دل کو اُسکے ساتھ ایک قسم کا اُنس سا ہوجاتا ہے دیدارِ جانان نہین نصیب ہے تو تصویر یار کو نظر کس شوق سے دیکھتی ہے۔ اور جی چاہتا ہے کہ ہر وقت کلیجے سے لگائے رہیے۔ جن بدبختون کو تصویر بھی نہین نصیب ہے وہ خیالی تصویر یار کو گھڑی گھڑی اپنی مشتاق آنکھون کے سامنے پیش کرتے ہین۔ اور بیتاب دل کے لیے کیسا پیارا اور دلچسپ شغل تیار کرلیتے ہین۔

قدیم شکستہ عمارتون کی حسرتناک آثار چونکہ اپنے نامون کو یاد دلا دیتے ہین اور اولوالعزم لوگون کی ایک سچی اور صحیح تاریخ پیش کردیتے ہین اسوجہ سے جب کبھی اُن مین جانے کا اتفاق ہوجاتا ہے پھر واپس آنے کو جی نہین چاہتا۔ خودبخود اسی بات کی کچھ دُھن سی بندھ جاتی ہے کہ چاہے جو کچھ ہو ہمین کے ہو رہیے۔ اور ان منہدم آثار کے۔ اتھاہ

تئین بھی ایک حسرت کی یادگار بنا دیجیے - ویرانہ پسند طیور جنھین قدما سے محبت ہے اور جن کی عمر شکستہ کھنڈرون پر بیٹھے بیٹھے، روتے گذر جاتی ہے - صحرا نشین زاہد جو اجاڑ مقامون کے آباد کرنے مین اپنی عمرین گذران دیا کرتے ہین دونون کو تمام دنیا کے موجودہ خود پسند امرا منحوس سمجھنے لگتے ہین - سچ تو یون ہے کہ آثار قدما کو دیکھتے دیکھتے اُنکی نظرین اور اُنکی صورت کچھ انھین چیزون سے مانوس ہو گئی ہے جو کسی ٹوٹی ہوئی اُمید یا شکستہ آرزو سے تعلق رکھتی ہو - ایک پُرانے خیال کا آرتھاڈاکس ہندو (جسپر نئی تہذیب کا اثر نہین پڑا) ہندوستان کی سیر کی غرض سے ریل پر سوار ہوتا ہے - اُس مقدس زمین پر پہونچتا ہے جو جمنا کے کنارے واقع ہے جسے قدامت کی مذہبی تاریخ بندرابن کے نام سے یاد دلاتی ہے - اُس مقام کو وہ شوق و دلچسپی کی نظر سے دیکھتا ہے وہان کی سینریز مختلف قدرتی چیزون کو اپنے دامن مین لیکے نظرون کے سامنے کر دیتی ہے - ان چیزون کی ہسٹری مذہب بتاتا جاتا ہے - اور وہ خیالی اگلا گذشتہ سین اُسکی آنکھون مین پھر جاتا ہے - وہ دیکھتا ہے کہ سری کرشن جی کھڑے بنسی بجا رہے ہین - بنسی کی سہانی آواز چارون طرف کی فضا مین گونج رہی ہے - اور ایک بیخودی و از خود رفتگی کا سمان بندھا ہوا ہے - برج کی نازنین و پریجمال گوالنین اور عقیدتمند خوشرو لڑکیان ہر سمت سے دوڑتی چلی آتی ہین - اور ایک محویت کے عالم مین وہ دلکش آواز سُن رہی ہین جسکو اعتقاد اور موثر بنائے دیتا ہے - مذہب کی تاریخ قدامت کی طرف اور زیادہ کھینچ لے جاتی ہے اور وہین نظر کے سامنے ہو جاتا ہے جہان مہاراجہ رامچندر جی اپنے بھائی لچھمن اور وفادار عصمت شعار معشوقہ سیتا جی کے ساتھ چترکوٹ پہاڑ کے دامن مین کھڑے ہین - وہان کے سبزہ زار کی بہار اور پھولون کی تر و تازگی اُنکے درد آشنا دل پر اثر کر رہی ہے اور وہ بدین آ کر اپنی نازنین محبوبہ کو اشارے بتا بتا کے باغ قدرت کے حُسن فریب کا لطف یاد دلا رہے ہین - ایسے موقع پر ہر ادنیٰ اشارہ دیکھنے والے کے حق مین وہی پھول ہو جاتا ہے جسکی نسبت کوئی اگلا دقیقہ سنج کہ گیا ہے" اے گل بتو خرسندم تو بوے کسی داری

اس مضمون کو کوئی اور نازک خیال کس خوبصورتی سے ادا کر رہا ہے کہ سنتے ہی بے اختیار وجد کا عالم طاری ہو جاتا ہے اور خواہ مخواہ منہ سے "واہ" نکل جاتی ہے -

گل گفت کہ من مذہب دینی دارم | با روے رسول ہمنشینی دارم
رنگم چو محمد است و بویم چو علی | خلق حسن و خوے حسینی دارم

Marfat.com

ایک پیارا پھول کسی سچے مسلمان کی نظر سے گذرا۔ مذہب کے جوش نے وہ دینی باتین یاد دلادین جو ہر وقت اسکے خیال مین بسی رہتی ہین۔ اُسکے خیال کے کان سننے لگے کہ وہ خوشنما پھول زبانِ حال سے کلمۂ توحید پڑھ رہا ہے اور اس بات پر فخر کر رہا ہے کہ حضرت رسول علیہ السلام کو مین بالطبع مرغوب تھا۔ پھر اپنے رنگ۔ خلق۔ خو۔ بو۔ ہر چیز کو دکھا کر گویا کسی دینی مقتدا کو یاد دلاتا ہے۔ حالانکہ ایک مسلمان کو اپنے اسلامی خیالات زندہ کرنے کے لیے کسی پھول کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت نہین۔ پھول تو گویا نازک خیال شاعر کی ایک قسم کی مزیدار آورد ہے۔ دراصل صحراے عرب کی تپتی ہوئی زمین۔ اُسکی بالو کے چمکتے ہوے ذرے۔ اُسکے ریگستانون کی جھاڑیون اور ببولون کے کانٹے سب اپنی جگہ پر اُس قافلے کے یاد دلانے کیلیے کافی ہین جو دینی کشش سے وہان جمع ہوا تھا۔ اور مصر و شام۔ روم و عجم۔ افریقہ و ایشیا۔ اسپین و ہند کے تازہ اور سراپا نزہت سبزہ زارون کی طرف روانہ ہوا تھا۔ ہماری قوم کو اُس مبارک ریگستان مین ہمیشہ آنے جانے والے قافلون کے اونٹون کے نقش قدم دیکھ کر دھوکا ہو سکتا ہے کہ یہ نشان اُن اونٹون کے نہ ہون جو اُس قدیم قافلے کو لیکر روانہ ہوے تھے۔

سب سے بڑا لطف یہ ہے کہ یہ پھول جو کوہ قاف کی پریون یعنی سرکیشیا کی سادگی پسند دوشیزہ لڑکیون کے حسن کی رونق بڑھاتا ہے۔ یوروپین لیڈیون کے نازک سرون اور اُبھرتے ہوے سینون پر خوشنمائی کے ساتھ آراستہ کیا جاتا ہے۔ ہندوستان کی سبزہ اندام اور سراپا نازو انداز مہ جبینون کے گورے گلون مین پڑتا ہے اور نازک اندام معشوقون کے بستر ناز پر بچھایا جاتا ہے۔ کبھی جورو شون کا زیور ہوتا ہے اور کبھی حسن پرستون کی طرف سے بطور نذر کے گلدستہ بنا کر نذر بارگاہِ حسن ہوتا ہے۔ اگر غور سے دیکھیے تو وہ پھول ایک ایسی چیز ہے جو دنیا کے سارے اختلاف رفع کر کے اور باہمی جنگ و جدل کو مٹا کے سب قومون اور سب مذہبون کو ایک عمدہ خدا رسی کا مسئلہ یاد دلا کے ہمخیال بنا دیتا ہے۔ سعدی شیرازی کا یہ شعر بہتون کی نظر سے گذرا ہوگا۔ ؎

برگ درختانِ سبز در نظرِ ہوشیار ہر ورقے دفتریست معرفتِ کردگار

پھر جب پتون کا یہ حال ہے تو پھول کس قدر زیادہ فصاحت کے ساتھ زبانِ حال سے وہ مضمون ادا کر رہا ہوگا جسکو درختون کے ہرے ہرے پتے ادا کرتے ہین۔ فرض کیجیے کہ ایک

گلاب کا پھول آپ کے ہاتھ مین ہے اور آپ اُسے غور سے دیکھ رہے ہین - نگہت کسی کی اُٹھتی ہوئی جوانی کو یاد دلا رہی ہے - رنگ کسی کے چمکنے اور گدگدے رخسارون کی تصویر ہے - یہ اپنی دلکش کیفیت سے صاف بتا رہی ہے کہ کسی شوخ طبع کے ناز کا لطف اُڑا رہی ہے - نازک نازک پنکھڑیان کسی کے پتلے پتلے نازک اور مسکراتے ہوے ہونٹھ ہین - پھر ان سب باتون کا تفصیلی حال دریافت کرنے کے بعد اُس قدرت کو خیال کرو جس نے ان سب باتون کو اس ایک چھوٹی سی چیز مین جمع کر دیا تو فوراً خیال اُس صانعِ مطلق کی طرف رجوع ہوگا جسکو سوا چند معدود لوگون کے ساری دنیا سب مذاہب اور سب قومین مانتی ہین -

وہ باسی پھول جو کسی کی پیاری گردنون مین گھل گھل کے مُرجھا گیا ہے وہ پژمردہ پتیان جو کسی کی تربت پر پڑے پڑے خشک ہو گئی ہین - وہ پیراہن گُل جسے ایک ہی جلد گزر جانیوالی شب وصال نے کسی حوروش کا ملبوس خاص بنا کر ملگجا اور بے لطف کر دیا ہے - وہ صحن چمن مین بکھری ہوئی پنکھڑیان جو اپنی شگفتگی کی بہار دکھا کر حسرت نصیبی کے ساتھ زمین پر بکھر گئی ہین - وہ دماغ ترو تازہ کرنیوالی بوے گُل جو ہماری آہ جگر خراش کی طرح چارون طرف ہوا مین منتشر ہو گئی ہے - یہ چیزین ایسی ہین کہ انھین دیکھتے ہی بے اختیار زبان سے نکل جاتا ہے " اے گُل بتو خرسندم تو بوے کسی داری " سارے عالم کی خاک چھاننے کے بعد آؤ باغِ اسلام کی کیفیت دیکھین - یہ عجب باغ ہے - اور اسکے حالات فی الحال بالکل ایک اسی قسم کی مسٹری (راز) معلوم ہوتے ہیں - گذشتہ صدیون مین زمانے کو اسکی طرف خاص توجہ تھی - بڑی بڑی تصانیف اور ضخیم تواریخ مین اسکا تفصیلی حال لکھا ہوا ہے - اس پچھلے زمانے میں اہل اسلام کچھ ایسے سُست ہو گئے ہین کہ رہتے تو اُسی باغ کی عمارتون مین ہیں مگر اپنے موروثی باغ کو کبھی نظر اُٹھا کے نہین دیکھتے - جب کبھی اُسکے حالات دریافت کرنے کو جی چاہتا ہے تو اگلون کی وہ تصانیف اُٹھا کے دیکھنے لگتے ہین جن مین اُنھون نے اس بارونق باغ کا حال لکھا ہے - دل مین سمجھے ہوے ہین کہ وہ باغ ابتک اُسی رونق پر ہے - حالانکہ اُنکی بے توجہی سے اُسکا وہ حال ہے کہ خدا دشمن کو نہ دکھائے - یہ تو اپنے مطمئن ہین مگر ان کتابون میں اس باغ کا تذکرہ دیکھ کے دو چار شخصون کے دل مین آئی کہ آؤ دیکھین جس باغ کی نزہت اور

ترو تازگی کا حال لکھا ہے خود وہ باغ کس بہار کا ہے - اس شوق نے اُنکی سستی دفع کردی اور وہ اُٹھ کھڑے ہوے - باہر نکل کے دیکھا تو جس عمارت مین تھے گو اندر نظر کو مانوس معلوم ہوتی تھی مگر باہر سے بالکل شکستہ اور قریب الانہدام ہے - دل پر ایک چوٹ تو یہین لگی تھی آگے بڑھ کے دیکھا تو دل کا کچھ اور ہی عالم ہوگیا - کلیان شگفتہ ہوکے پھول ہوئین - خود وہ قوم جسکا باغ ہے وہ تو اُن پھولون سے ذرا بھی مستفید نہ ہوئی - ہان بادِ صبا کے جھونکے چلے - اُنکی بو کو اُڑا لیگئے - وہ بو اور قومون کے دماغ مین پہونچی جو فوراً جاگ اُٹھین - بو تو یون گئی باقی رہی اُن پھولون کی ظاہری صورت اُسکا یہ عالم ہوا کہ اپنے قدردانون کی سرد مہری سے افسردہ و پژمردہ ہوگئین - شاخون پہ صرف گلبن رہ گئے - اور پنکھڑیان مرجھا مرجھا کے گرین اور ادھر اُدھر بکھر گئین - وہ لوگ جو سیر کرنے گئے تھے مُرجھائی اور ہر طرف بکھری ہوئی پنکھڑیون کو چارون طرف منتشر دیکھ رہے ہین اور ایک حسرت و اندوہ کے ساتھ کف افسوس مل رہے ہین - یہ حالت دیکھکر دیر تک تو وہ لوگ پچھتاتے رہے اور رو دیا کیے کہ ہاے اس باغ کی بہار اور رونق کے متعلق جو کچھ باتین خدا لکھ گئے ہین اُن مین سے ایک بھی نہ باقی رہی - آخرکار اُنکے آنسو تھمے اور اُنھون نے یک بیک آہ کھینچ کے اُن افسردہ اور منتشر پنکھڑیون کو محبت کی نظر سے دیکھا اور بے اختیار یہ مصرع اُنکی زبان سے نکلا "اے گُل بتو خرسندم تو بوے کسے داری"

اے موجودہ زمانے کے وہ مسلمانو جن کو دنیا اسلام اور ترقی عرب کا وارث کہتی ہے کچھ سمجھے بھی وہ پنکھڑیان کون ہین اور اُس بو سے کیا مراد ہے؟ وہ پھول اسلامی جماعتین تھین اور پنکھڑیان تم خود ہو - شیرازۂ اسلام ٹوٹ گیا - تم ادھر اُدھر بکھرے اور منتشر پڑے ہو - افسردگی تمھاری صورت ہی سے ظاہر ہے - خدا کرے آئینے مین خود تمھین بھی نظر آئے - بادِ صبا زمانہ ہے - اور بو تمھاری عمدہ خصلتین ہین جو تم سے نکل کے مغربی قومون مین پیدا ہوگئین - ہان جس طرح باسی پھولون مین ایک قسم کی بھینی بھینی خوشبو آتی ہے اُسی طرح تم مین بھی ایک حسرت کی بو ہے - جو چند بیدار ہونیوالے شکستہ دل ہمدردان قوم کے دماغ مین جا پہونچی ہے اور وہ تمھاری موجودہ حالت کو خیال کرکے صرف اپنا غم غلط کرنے کے لیے کہہ اُٹھے ہین اے گُل بتو خرسندم تو بوے کسے داری" افسوس تمھین کو دیکھ کر یہ مصرع

Marfat.com

جلنے کو یاد آیا ہے۔ اے ہمارے قومی باغ کے باسی پھولو! تم میں چاہے کسی قدر فسردگی ہو مگر تم ہماری نظر کو ویسے ہی بھلے معلوم ہوتے ہو جس قدر کسی خوش قسمت کو ایک تر و تازہ پھول بھلا معلوم ہوتا ہے۔ خدمت کے لیے شمع سحر کے مانند گل نہ ہوتا۔ گل ہی ہونا ہے تو رات رہے ہی سے گل ہوتا کہ دوسری شمع روشن کرنے کا وقت باقی ہو۔ یہ پھول تو غفلت اور عسرت کی دوہری تاریکیوں میں شگفتہ ہوے۔ انکی بہار سے لطف اُٹھانے کا کسی کو موقع نہ ملا۔ ہاں اور کلیاں شگفتہ ہوں تو انکی بہار دیکھ کے خوش ہوں۔ اے ہمدردان قوم! قومی گلشن کے باغبان تمھیں ہو۔ اس اُجاڑ باغ کی اچھی طرح آبیاری کرو کہ یہ بے روپ پودے تر و تازہ ہو کر نئی کلیاں لائیں اور نئے پھول شگفتہ ہوں۔

لالۂ خودرو

ایک خستہ جگر اپنے سفر عشق کے ولولے میں ڈھاک کے جنگل سے نکل کے کسی نہایت عجیب سبزہ زار میں پہونچا ہے۔ شام کا وقت ہے۔ آفتاب غروب ہو رہا ہے اور قدرت کے جذبات اُبھرتے آتے ہیں۔ یہ عالم ہے کہ جدھر نظر جاتی ہے ؎ کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجاست۔ مگر یہ حرمان نصیب کسی طرف متوجہ نہیں ہوتا۔ اپنے معمولی جنون کی دھن میں قدم بڑھائے چلا جاتا ہے۔ ناگہاں لہلہاتے ہوے سبزہ زار کی خوشگوار سبزی میں ایک عجیب سُرخی نظر آئی اور مسافر کا قدم رُک گیا۔ یہ ایک سرخ لالے کا پھول تھا۔ اسکی شکل خوشنمائی شام کی دُھندلی روشنی میں اس درجہ بھلی معلوم ہوئی کہ ہمارا منچلا صحرا نورد آگے نہ بڑھ سکا۔ غور سے اُس پھول کو دیکھنے لگا۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے بیٹھ گیا کہ اس چمن کے چھوٹے سے رسالے کا خوب مطالعہ کر لیں تو آگے بڑھیں۔ یہ پھول نہ تھا اسکی پنکھڑی حسنِ دلربا کی ایک سچی تصویر تھی یا کتاب حسن کے ایک ورق کا حکم رکھتی تھی۔ اب اس مسافر کے خیالات کا اندازہ کون کرے۔ اسے تو خدا جانے کیا کیا یاد آگیا ہوگا۔ خیال کبھی کسی کے رخساروں۔ کبھی لبِ لعلین۔ کبھی دستِ حنائی۔ اور کبھی کسی کے گلنار دوپٹہ کی طرف جاتا ہوگا۔ جس بات پر ہمیں غور کرنا چاہیے وہ یہ ہے کہ اس صحرا نورد کا ایسا بھلان وہ شخص جسکو کسی کا پیارا خیال نہیں معلوم کدھر کھینچے لیے جاتا تھا اس ایک پھول میں کیا بات تھی کہ چلتے چلتے رک گیا۔ دنیا کے خدا جانے کیسے کیسے سرسبز اور شاداب باغ

Marfat.com

کس کس غضب کے سراپا بہار اور شگفتہ پھول اسکی نظر سے گذرے ہونگے۔ مگر کوئی اسکے
دل پر وہ اثر نہ ڈال سکا۔ جو اس ایک خودرو اور صحرائی پھول سے پڑ گیا! اگر یار کے
گلابی دوپٹے کو اس پھول نے یاد دلایا تو کون سی نئی بات ہوئی؟ سارا دامنِ صحرا کسی
دھانی دوپٹے کے آنچل پیش نظر کیے دیتا ہے۔

بات یہ ہے کہ جس چیز کی آبیاری قدرت کرتی ہے۔ اور جس چہرے مین نیچر کی شا
کا سحر آفرین ہاتھ لگ جاتا ہے اُسکے جذبات اس درجہ بڑھ جاتے ہین کہ دیکھتے ہی دل
یک بیک ہاتھ سے نکل جاتا ہے۔ دنیا ہر پہلو سے اس امر کا تجربہ کرا رہی ہے کہ انسانی
تکلفات اپنی صناعیون سے چاہے جس قدر کرشمے دکھائین مگر قدرت کی ایک ادنیٰ سی
کاریگری اپنی سادگی کا تماشا دکھا کر سارے کرشمون کو خاک مین ملا دیتی ہے۔ یہ وہ مقا
ہے جہان سے خالقیت اور مخلوقیت کا نازک اور واجب التسلیم مسئلہ ثابت کیا جاتا ہے

اُن صحراؤن اور غیر آباد مرغزارون کو دیکھو جنکے قدرتی رنگ مین رنگے ہوے دا
پر کسی کے نقش قدم کا دھبا بھی نہین پڑا ہے اگرچہ کوئی لطف اُٹھانے والا نہین مگر
قیامت کی بہار دکھا رہے ہین۔ عام خیالات کی بنا پر یہان۔ مذہبی معتقدات مین فر
اور ایک جا نکلنے والے کی نظر مین صرف آزاد طیور چھپا چھپا کے اُڑتے پھرتے ہین۔
اور پاک چشمے خوشنمائی کے ساتھ جاری ہین۔ اور چارون طرف باغبان قدرت کے
کے لگائے ہوئے خودرو پھولون نے ہری ہری زمین پر رنگ رنگ کی گلکاریان کی ہ
یہ سمان آج تک زمین کے اُن ٹکڑون پر جنھین ہمارے تکلفات نے بھدا بنا ڈالا ہے
کسی کو نہ نظر آیا ہوگا۔ ہاے وہ بے تکلفی کہان کہ جو چیز ہے اپنے مقام پر آزاد ہے۔ چ
ہین تو جہان چاہتی ہین بیٹھ کے دو تانین اُڑا لیتی ہین۔ نہرین ہین تو جدھر دل چ
مڑ جاتی ہین۔ درخت ہین تو جہاں مناسب سمجھتے ہین اُگ آتے ہین۔ پھولون سے
بنتا ہے اپنی ہنسی کو روکتے ہین۔ جب جی چاہتا ہے کھلکھلا پڑتے ہین۔ پھر اپنی
وقت آ جاتا ہے تو اور پھولون کو اپنا جانشین کرکے افسردگی کے ساتھ گر پڑتے ہی
لیکن اُنکی افسردگی سبزہ زار کے جانفزا سین پر کوئی اثر نہیں ڈالتی۔ صحرا کے آ
دلرباؤن (یعنی نازک پھولون) کی یہ صحبت اس درجہ کھری اور بے غم ہے کہ
کی افسردگی کا کسی کو ملال ہوتا ہے اور نہ کسی کی خوشی اور ناز فروشی پر کوئی اِترا

Marfat.com

اگر کسی کو خوشی ہے تو اپنی اور غم ہے تو اپنا۔ یہ لطف بھلا وہاں کہاں نصیب جہاں ہمارا انسان باغبان نیچر کے اصول توڑ کر ادھر کے درخت اُدھر اور اُدھر کے درخت ادھر لگاتا ہے۔ اور جہاں ایک ادنیٰ بے تکلفی پر کاٹ چھانٹ کے فوجداری قانون پر عملدرآمد کیا جاتا ہے۔ ہائے وہاں وہ لالۂ خودرو ہی نہیں جو دل چھین لیا کرتا تھا۔

ہمارے باغ جن میں کا ہر ہر پھول بڑی تمناؤں سے دو چار روز کے لیے شگفتہ ہوا ہے لاکھ بہار کا موسم آئے اور ہزار علم نباتات کے اصول برتے جائیں اصل تو یوں ہے کہ جب مقابلہ کیجیے تو یہی دل میں آتا ہے کہ سارے باغ کو لالۂ خودرو کے اُس ایک دلفریب پھول پر قربان کر دیجیے جو بے کسی کی کوشش کے خود بخود کسی صحرا میں اُگ آیا ہے۔ باغ پر کیا منحصر ہے اپنی اور قدرت کی کاریگریوں کا جب مقابلہ کیجیے گا اپنی صنعت کے دلکش نمونے پھیکے نظر آنے لگیں گے۔ شہروں کی عمارتیں نظر سے ہر وقت گذرتی رہتی ہیں۔ عالیشان محل اور مرتفع کوٹھیاں اپنے مقام پر بڑی آن بان دکھا رہی ہیں اور نہایت باشان و شوکت معلوم ہوتی ہیں۔ مگر جب اُس ریگستانی میں کو دیکھیے جہاں بالو کے خوشنما سفید سفید ٹیلے کوسوں تک چلے گئے ہیں۔ جنھیں ہوا ہر وقت برابر کرتی رہتی ہے اور جسکی بے میل سفیدی آسمان کے نیلگون رنگ کے نیچے دلفریب بہار دکھایا کرتی ہے تو اُن عمارتوں سے دل ہٹ جاتا ہے اور جی میں بے اختیار یہی آتا ہے کہ بس یہیں کے ہو رہیے۔ ان ٹیلوں کے آس پاس رہنے میں سو طرح کی تکلیف ہے مگر قدرت نے انکی سادگی میں خدا جانے کیا دلکشی پیدا کر دی ہے کہ بادی النظر میں دل ان سب سختیوں اور تکلیفوں کے گوارا کر لینے کا وعدہ کرتا ہے۔ کیوں؟ اسلیے کہ وہ اپنے اسٹیشن کے لالۂ خودرو ہیں۔ دنیا میں سینکڑوں دفعہ روشنی دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے۔ اور صرف معمولی طرز کی روشنی نہیں۔ وہ روشنی جسے یورپ کی نئی جدتوں نے بہت صاف اور پاکیزہ کر دیا ہے مگر کبھی کسی کے خیال میں بھی گذرا ہے کہ آسمان کے جگمگاتے ہوئے تاروں کی بہار کسی بنیادی روشنی کے آگے ماند پڑ سکتی ہے؟ ان تاروں کی روشنی میں یہ بھی ہے کہ کوئی کم چمکتا ہے اور کوئی زیادہ۔ عشاق کے دلہائے سوزاں یا کسی گلوئے صفا کے شکستہ ہار کے موتیوں کی طرح بے ترتیب اور بکھرے بھی پڑے ہیں۔ مگر باوجود ان سب باتوں کے انکا جھلملانا بھی ایسا بھلا معلوم ہوتا ہے کہ انکے ہوتے کسی کی روشنی نظر میں نہیں بچتی۔ اصل

ہین یہ تارے اگر غور سے دیکھیے تو ایک قسم کے لالۂ خودرو ہین - کیونکہ خاص قدرت کی کاریگری کا نمونہ ہین - لالۂ خودرو کچھ وہ سُرخ داغدار پھول ہی نہین ہے جس سے ہمارے شعراے عشاق کے دلون کی تشبیہ کا کام لیا کرتے ہین - ہر وہ چیز جسکو قدرت صرف اپنی فیاضی کا نمونہ بنائے اور جو نیچر کے سانچے مین ڈھل کر اچھوتی او بے تکلفانہ سادگی کے ساتھ دنیا والون کی نظر کے سامنے پیش ہو جائے لالۂ خودرو ہے -

یہ جہانتاب آفتاب - یہ چودھوین کا چاند - یہ اندھیری راتون کے تارے - یہ نیلگون آسمان - سچ پوچھیے تو اپنے اپنے محل پر سب لالۂ خودرو ہین - ان مین سے کون ہے جسکے مقابل مین دنیا باوجودیکہ اتنی دور تک بڑھ آئی ہے اپنی کاریگری کا ایک نمونہ بھی پیش کر سکی ہو - کھلی اور اونچی کوٹھیون مین خس کی ٹٹیون سے چھن چھن کر ہوا آتی ہے اور دل و دماغ تازہ کر دیتی ہے - مگر یہ ہوا چونکہ انسانی حکمتون سے بنائی گئی ہے اسلیے اُس مین وہ لطف نہین جو کسی سبزہ زار اور کھلے میدان مین نسیم سحر سے حاصل ہوا کرتا ہے - اُس ہوا پر ہماری تدبیرون کا کچھ اثر نہین پڑتا ہے - ہماری کثافتون سے بالکل پاک و صاف ہے - سیدھی خدا کے پاس سے آتی ہے اور آزادی کے ساتھ کھلے اور وسیع بھراؤن مین خوشخرامیان کرنے لگتی ہے -

ان سب باتون کو چھوڑ کر حسن و عشق کی دنیا مین آئیے - اور حُسن کے اُن جلوہ گاہون کو دیکھیے جو زمانے کی آرزوؤن کو کہربائی کشش سے اپنی طرف کھینچ لیا کرتے ہین - یہ تو ایک معمولی اور اکثر سُنی ہوئی بات ہے کہ جو حُسن دنیاوی تکلفون سے معرا ہوتا ہی اور جس چہرے کو ہماری صنعتون کا زیور آراستہ نہین کرنے پاتا ہے اُسکے فطری جذبات اور قدرتی کششین بدرجہا بڑھی ہوئی ہین - ایک سوتے کی بیل نے کبھی وہ لطف نہ دکھایا ہوگا جو چند خوشنما پھولون نے کسی کے پیارے اُبھرے ہوے سینے پر شگفتہ ہو کر دکھا دیا ہوگا - اور اگر اس طرف بھی توجہ نہ کی گئی اور پھولون کا زیور بھی حُسن کے لیے باعث ترقی نہ سمجھا گیا تو قدرتی سادے حُسن کے جذبات کچھ اور بھی بڑھے ہوے نظر آنے لگے - وہ ظالم صورت جو صرف سادگی کے زیور سے آراستہ کی گئی ہے اور جسکی آب و تاب مین کاریگری کی مشاطہ نے نہین دخل دیا ہے اُسکی نظر ناز کے تیر عجب صفائی سے دلون پر بیٹھ جاتے ہین - ہاے یہی نشانہ ہے جو کبھی خطا نہین کرتا - ایک سادی صورت - سادی اداؤن -

Marfat.com

سادے لباس اور سادی وضع مین جسکو نیچر کے معلم نے چند فطری شوخیان سکھا کر بانکپن کی اداؤن مین شاق بنا دیا ہے اور جوانی کا جوش ان سب چیزون کو اور لیے اڑتا ہے جو دلفریبی اور دلربائی اُس میں ہے اور کسی تکلف پسند ناز فروش میں نام کو نہین۔ حسن عموماً لالہ خودرو ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ ہر حال مین کچھ نہ کچھ جذبات اس مین ضرور موجود ہوتے ہین۔ مگر یہان یہ لطف اور زیادہ ہو گیا کہ اُسکی قدردانی بھی کی گئی تو قدرت کے مذاق کی پابندی مین۔ قدردانون نے قدر تو کی مگر اپنی تکلف پسند کاریگریون کا روغن نہین پھیرا

مگر اُس حسن کی تاثیر دنیا بھر مین ہمیشہ و ہمیشہ ہوتی ہے جسکی قدردانی کرنیوالا بھی کوئی نہین۔ سچا اور اصلی لالۂ خودرو وہی حسن ہے جسے نیچر اور قدرت دونون نے ناز مین پلکے دنیا مین بھیجا ہے۔ مگر زمانے نے نازبرداریون کو اسکی طرف متوجہ نہ ہونے دیا۔ اور یون ہی بے توجہی اور بے پروائی کی گود مین پل کر اُس شگفتگی کے عالم کو پہونچگیا کہ لوگ کلیجا تھام تھام کے رہ جاتے ہین۔ اُسکی نزاکت اور عالم فریب چلبلی صورت کو اچھوتا اور کورا رکھنے کے لیے قدرت نے بے پروائی کے ایسے کٹے پہرے بٹھا دیے ہین کہ شکستہ دل اور خستہ جگر مشتاق دور ہی سے دیکھتے ہین۔ نظر شوق کو اُسکی طرف لیجا کے حسرت سے واپس لاتے ہین۔ تڑپ تڑپ کے رہ جاتے ہین مگر خدا جانے کیا بات ہے کہ ہاتھ نہین لگا سکتے

اگلے قصہ خوانون اور داستان گویون بلکہ مورخین کا بھی قاعدہ ہے کہ جب کبھی حسن منتخب کرنا ہوتا ہے تو شاہی محلون اور وزارت و امارت کے ایوانون مین تلاش کرتے ہین حسن کے اُس پھول کو کوئی نہین پوچھتا جو کسی غریب کے جھونپڑے اور کسی بدبخت کے ذلیل مکان مین شگفتہ ہوا ہے۔ حالانکہ یہ اکثر آزمائی ہوئی بات ہے کہ قدرت اپنی اعلی درجے کی بہار اور نیچر اپنی خاص فرمایشی صنعت انھین کم حیثیت مکانون مین ظاہر کرتا ہے جدھر کسی کو نظر لیجاتے بھی شرم آتی ہے۔

دیکھو وہ سرکیشیا کی دوشیزہ لڑکی کس آزادی سے کوہ قاف کے دامنون مین پھر رہی ہے۔ اور اسکے عالم فریب حسن پر قدرت نے کیسے غفلت کے پردے ڈال دیے ہین کہ کوئی پوچھتا بھی نہین۔ اُدھر ذرا تکلیف کرکے آنکھ اٹھاؤ دیکھو وہ ایک ذلیل دہقان کی باعصمت لڑکی کن مشقت اور محنت کے کامون مین محو ہو رہی ہے۔ ان سخت کامون سے اُسکے ہاتھون کی نرمی اور نزاکت تطریف لیے جاتی ہے اور جوبن ساخت لباحت

Marfat.com

زیادہ شگفتگی کے ساتھ اُبھرتے آتے ہین۔ ہاے قدرت اتنی بڑی دولت اور ایسی بے بہا چیز دیکھے اُسپر ظلم کر رہی ہے۔

ان سب کو جانے دو۔ کبھی اُس پریچہرہ حوروش ذلیل پیشے والی نازنین کو دیکھا ہے؟ جو اپنے اُسی ذلیل کام مین سرگرمی دکھاتی ہوئی نظر کے سامنے سے نکل جایا کرتی ہے؟ تم بیٹھے ہوتے ہو اور وہ اپنی گردن جھکائے خلقی تبسم ناز کی ادائین ظاہر کرتی محلہ بھر کی خاک چھانتی پھرتی ہے۔ اُسکا چھریرا قد۔ اُسکا روشن اور شباب کے نورانی رنگ میں رنگا ہوا نمکین اور گورا چہرہ۔ اُسکی دلفریب مسکراہٹ۔ اُسکا کچھ کچھ اُبھرا ہوا سینہ۔ اُسکی روشن اور چمکتی ہوئی جبین ناز۔ اُسکی چلبلی اور شوخ آنکھون کے تیر۔ اُسکی پیاری پیاری دلربا ادائین اُسکا جھوم جھوم کے چلنا۔ کون چیز ہے کہ انسان دیکھے دل ہاتھون سے نہ کھو بیٹھے۔ مگر زمانے نے اُسے ایک ایسے مقام پر رکھا ہے کہ قدردانی کرنا درکنار کسی سے اتنا بھی نہین ہوتا کہ اُس غریب نازنین کا ہاتھ ہی بٹالے۔ لوگ مشتاق ہوتے ہین۔ دلون مین تمنائین پیدا ہوتی ہین۔ آرزوئین ہر ایک کو اُسکی طرف متوجہ کرتی ہین مگر قدرت نے اُسے کچھ ایسی حفاظت مین رکھا ہے کہ کسی کا ہاتھ اُس تک نہین پہونچ سکتا۔ وہ باغ حسن کی ایک لالۂ خودرو ہے۔ بظاہر اسباب قدرت اُسکے ساتھ دشمنی کر رہی ہے۔ دھوپ کی تپش مین اُسکا گورا اور نازک چہرہ سانولا ہوا جاتا ہے۔ پھول کے ایسے پیارے پاؤن جو فدا جانے کیسے کیسے دلون کو مسلتے ہوے چلتے ہین بے روپ ہوے جاتے ہین۔ نرم نرم ہاتھون کا گدگداپن اُس ذلیل کام کی نذر ہوا جاتا ہے جسپر اُسکی کمائی منحصر ہے۔ الغرض اسکا سارا حسن خاک مین ملا جاتا ہے۔ یہ سب تو لغو اور دل بہکانیوالی باتین ہین۔ اصل یون ہے کہ جو خوشنما چیز خود بخود قدرت کی کارگذاری سے پیدا ہو جاتی ہے۔ اسکے جذبات ساحرانہ اثر رکھتے ہین۔ کوئی چیز ہو۔ پھول ہو۔ پھل ہو۔ درخت ہو۔ حسین ہو۔ جو ہو۔ اپنے مقام پر اور اپنی حیثیت سے قیامت کی تاثیر رکھتا ہے۔ اور ہم اُسکو لالۂ خودرو ہی کے لفظ سے تعبیر کرین گے۔

اسلام بھی سچ پوچھیے تو ایک قسم کا لالۂ خودرو تھا جو اتنے جوش و خروش کے ساتھ ترقی کر گیا۔ ظہور اسلام کے زمانے مین عیسائی اپنے باہمی اختلافات مین پڑے ہوے تھے۔ اور اُنکی نظرین اپنے اندرونی فسادات کی طرف متوجہ تھین۔ آتش پرستون کو قابل سلطنت

کوئی بادشاہ نہ ملتا تھا - ایک بادشاہ تخت سے اُترتا تھا اور دوسرا بیٹھتا تھا - دو عورتیں بیٹھیں اور قتل کرڈالی گئیں - ایسے وقت میں اسلام نے اس سرزمین سے ظہور کیا جہاں کسی کا خیال بھی نہیں جا سکتا تھا - اور نہ ان سلطنتوں کو اُس طرف متوجہ ہونے کی فرصت تھی اسلام عرب ہی میں تدریجاً ترقی کرتا گیا اور ان طاقتور سلطنتوں کو خبر بھی نہ ہوئی - بیشک اسلام نے ایک نہایت خوشنما اور معطر پھول کی طرح اس زمین میں ظہور کیا جہاں نہ کسی قسم کے تکلفات تھے نہ کسی کو اُدھر کا خوف ہو سکتا تھا - رومیوں اور ایرانیوں کی غفلت کے دامن اور ایک ریگستانی صحرا کی گود میں پیدا ہوا - اور تعجب یہ کہ جس زمین میں اُس پھول کا پودا اُگا اُس میں کانٹے دار درختوں کی بھی بمشکل امید ہو سکتی تھی - ان باتوں نے زمانے کو اُسکی طرف متوجہ نہ ہونے دیا - اور صرف ایمانی جوش اور دلی جذبات سے بخوبی شگفتہ ہو کر یکایک اُس ترو تازگی کو پہونچا کہ جسکی نظر پڑی عاشق و دلدادہ ہو گیا - اسلام وہ قدرتی اور معجزنما جذبات ہی تھے جنھوں نے ساری دنیا کو مشرق سے مغرب تک اپنی خوبیوں کی طرف کھینچ لیا -

ہائے افسوس اب یہ پھول مرجھایا جاتا ہے اور کسی کے بنائے کچھ نہیں بنتی مسلمانو اُٹھو - اس کمھلا جانے کے قریب پہونچے ہوئے پھول کی خبر لو - ورنہ یہ پھول جس قدر خوشنما ہے اُسی قدر جلد افسردہ ہو جانے کا بھی اندیشہ ہے -

تیرِ نظر

ایک نظر اور ! قربان نگاہ تو شوم باز نگاہ ہے ! پہلی جادو بھری نظر نے بیتاب کر دیا تڑپا دیا - کلیجے میں ناسور ڈالدیا - کوئی بات اُٹھا نہیں رکھی - مگر خدا اس ظالم شوق سے سمجھے کہ پھر بھی زبان سے یہی نکلتا ہے " اداے دیکھ لو جاتا رہے گلہ دل کا ؎ بس اک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا ؎ اور قیامت یہ کہ کسی نے وفا پسندی نہ سہی اپنے چلبلاپن ہی سے ایکبار چھوڑ سو دفعہ شوخ آنکھوں سے دیکھا اور شرما کے نظر نیچی کر لی - لیکن سامت بساعت یہی التجا ہے کہ ایکبار اور -

آزاد منش سلکش ساقیٔ دیاول کے دست نگر - عجب ذوق و شوق سے گرد ماعتر باندھے بیٹھے ہیں - کبھی ساقیٔ مہوش کو شوق کی نظر سے گھورتے ہیں اور کبھی سے گرمحفل کی

بوتلوں کو للچائی ہوئی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور شوخ طبع پرچال ساقیہ کا یہ عالم ہے کہ ترسا ترسا کے اور جھکا جھکا کے ایک ایک جرعہ عنایت کرتی ہے۔ غرضکہ آگ کسی طرح نہیں بجھتی اور ہر طرف سے یہی آواز آتی ہے کہ "ایک جام اور" ایک ہی ایک کہکے پوری بوتلیں چڑھا گئے اور حرص اُسی حالت پر رہی۔ ایک پیاس ہے کہ کسی طرح بجھنے ہی کو نہیں آتی۔

بس یہی عالم نگاہ ناز کے امیدواروں کا ہے۔ وہ پیاری صورت جو ہر وقت دل میں بسی رہتی ہے اور کبھی کبھی سامنا ہو جاتا ہے۔ چاہتے ہیں کہ ایک نظر غلط انداز ہی ڈال دے مگر اُس ظالم نے گویا قسم کھائی ہے۔ شوخی اور شرم دونوں مل کر اُن رخساروں پر ایک پیاری مسکراہٹ پیدا کر دیتی ہیں جن پر شباب کا نورانی روغن پھرا ہوا ہے۔ چلبلاہٹ اُسکے پہلو میں گدگدا دیتی ہے۔ اور بے اختیار گھبرا کے وہ گوشہ چشم سے ایک تیر مارتی ہے اور شرما کے نظر نیچی کر لیتی ہے۔ اُسوقت گویا لمبی لمبی پلکیں اور سینے میں پیوست ہو جانے والی شعاع نظر دل و جگر کی بیتابی کی کھجلی دفع کرنے کیلیے بڑھکے سہلا دیتی ہیں اور "آتش شوق تیز تر گردد" کا مضمون ہو جاتا ہے۔ بے اختیار زبان سے نکل جاتا ہے "ہائے ایک بار پھر یوں ہی دیکھ لو"

نگاہ یار ہمیشہ تیر یا برق یا اسی قسم کی کوئی اور جگر دوز اور خانماں سوز چیز تصور کی گئی ہے۔ اور حقیقت میں ایسا ہی ہے۔ یہ کیا ہے کہ کسی جادو نگاہ نے جاتے جاتے مڑکے دیکھا اور یہاں کلیجا تھام کے بیٹھ گئے۔ کسی نے نظر ناز سے ایک نگاہ غلط انداز ڈالی اور گویا جان نکال لی۔ پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ دلوں پر ایسی ایسی چوٹیں کھانے پر بھی لوگ کیوں اس ظالم اور جانستان نگاہ کے آرزومند رہتے ہیں۔

وہ آہنی تیر جو عرصہ کارزار میں اُڑتے پھرتے ہیں اور جو بہادروں کے پاس سے بہادروں ہی کی طرف پیام مرگ لیکے جایا کرتے ہیں۔ اُنکی آن بان اُنکا خوشنمائی کے ساتھ ٹوٹتے ہوے تاروں کی طرح آسمان کے نیچے اُڑنا اور ایک نورانی خط ڈالدینا بھی آنکھوں کو بہت بھلا معلوم ہوتا ہے۔ مگر دلوں کو اُنکی خوشنمائی کے ساتھ کوئی ایسا لگاؤ نہیں ہوتا کہ بے اُنکی زیارت کیے رہا ہی نہ جائے۔ یہ نہیں کہ عشق نے اس درجہ بیخود کر دیا کہ چوٹ پر چوٹ کھاتے ہیں۔ دل و جگر چاک ہوے جاتے ہیں مگر زبان سے سوا اور کے بس کا لفظ نہیں نکلتا۔

Marfat.com

اے پیارے تیر نظر! بتا تو سہی تجھ مین کیا بات ہے کہ تو چاہے کیسی ہی جانستان ہو لیکن عشاق آرزو اور تمنا کے ساتھ تجھے اپنی گودہی مین بٹھا لیا کرتے ہین - تو جن جگردوز تیورون سے جان لینے کے لیے بڑھتا ہے اُن سے عقلا کو ہمیشہ بچتے ہی دیکھا - اور شعرا اُن کی شکایت ہی کرتے رہے۔ مگر ہمیشہ جان فروش عشاق ان تیورون سے چاہے جان جاتی رہے بچنا کیسا منہ نہین موڑتے - ان ظالم تیرون نے بہت بڑا ظلم کیا - دنیا ہمیشہ انکی مار کھایا کی اور کھاتی ہے - موجودہ انصاف اور آزادی بخش گورنمنٹ نے ہر قسم کے اسلحہ چھین لیے مگر حسینون سے یہ ظالم اور دل کو صدمہ پہونچانیوالے تیر کوئی نہیں چھین سکا - ہر طرف سے اطمینان ہوگیا مگر یہ جوروش ادا پری رُخ نظر نازسے جو محفلون کی محفلین درہم برہم کر دیا کرتے ہین اسکا کوئی علاج نہین -

اے ملکی نشانہ اُڑانیوالی آنکھو! کوئی دل نہین جو تمھارا زخمی نہ ہو - ہر جگر مین تمھاری پلکون کی پھانس چُبھی ہوئی ہے - اور جب کسی حسین کا خیال آتا ہے کھٹک اُٹھتی ہے - تمھارے لال لال ڈورون مین کیا سمیت بھری ہے اور تمھاری نظرون کے تیر کس قاتل زہر مین بجھے ہوے ہین کہ جو گھائل ہوا سے بےبسی سے تڑپ تڑپ کے جان ہی دیتے دیکھا تم بیگناہون ہی کو سزا دیتی ہو -

مسلمانون اور یونانیون کی لڑائی پر ایک ترکی نظم جو مدتون قسطنطنیہ مین گائی گئی اُسنے تیر نظر کا عجب حیرتناک نمونہ دکھایا ہے - اُس مین نہایت خوبصورتی سے جنگ گاہ کا نقشہ کھینچا گیا ہے کہ یونان کا ایک قلعہ محصور ہے - ترکون کی فوج گھیرے ہوے ہے - رات کا وقت ہے - چاندنی پھیلی ہوئی ہے - اور لڑائی نہایت شدت سے ہو رہی ہے - والی قلعہ کی بے مثال دوشیزہ لڑکی ایوان شاہی یعنی اپنے باپ کے محل کے اونچے کنگرے پر چڑھی ہے کہ دیکھے یسی جھنڈے کے نیچے والے کس جانبازی سے لڑ رہے ہین - اسکا عصمت کے سادے دلفریب رنگ مین رنگا ہوا بھولا چہرہ جو دھوین رات کے چاند کی شعاعون مین چمکا ہے - اُسکی نظر قلعہ کی کھائیون پر پڑی ہے جن مین پانی پر ماہتاب کا عکس جگمگا رہا ہے - پھر یہ نظر آگے بڑھ کے ترکی جھنڈے کے ہلال پر پہونچی ہے جسکی تابداری سے آنکھین جھپکی جاتی ہین - اوجھنڈے کے ساتھ اُس بیہوش لڑکی نے اُس ترکی نوجوان کو دیکھا ہے جو ہلالی جھنڈا ہاتھ مین لیے ہے - اس یونانی شاہزادی اور ترکی افسر دونون کو ایک حیثیت

Marfat.com

سے اپنے اپنے حسن پر دعوی تھا - اور اس دعوے کو اسوقت کے ماہتاب کی شعاعون نے دونون چہرون پر چمک کے اور ابھار دیا ہے - افسر نے شاہزادی کو اور شاہزادی نے افسر کو دیکھا دونون طرف سے تیر نظر چلے - اور دونون دل گھائل ہوگئے - یونانی شاہزادی نے بیتابی کے ساتھ اپنے محل کے کوٹھے سے رومال ہلایا - اور جواب مین اُدھر ترکی نوجوان نے ہلالی نشان کو حرکت دی - لڑائی بڑی سرگرمی سے ہو رہی ہے - چند منٹ تک دونون ایکدوسرے کو دیکھتے رہے ہین - اسکے بعد یکبیک ترکی افسر لڑائی کے ہجوم مین غائب ہوگیا ہے - ادھر اس ہجوم سے نکلنا تھا کہ پھر دونون بسملان تیر نظر کی چار آنکھین ہوئین - یونانی شاہزادی نے رومال کے اشارے سے ترکی افسر کو قریب بلایا - یہ بڑھا ہوا گیا اور عین قلعہ کی دیوار کے نیچے کھڑا ہوگیا - شاہزادی نے تیر کمان ہاتھ مین لیا - ایک خط نکالا - خط کو تیر مین باندھا اور تیر کو کمان مین رکھ کے نوجوان کی طرف پھینکا - ہائے یہ تیر ترکی نوجوان کے سینے پر پڑا - اور نوجوان گھوڑے کی پیٹھ سے کھائی مین گرا - اور پانی مین ڈوب گیا - یہ نہین خبر کہ اس وفادار عاشق کش نازنین کے دل پر کیا گذری - ہان اس قدر معلوم ہے کہ اُسنے کوئی لفظ زبان سے نہین نکالا - کچھ دیر کے لیے ایک سناٹے مین آگئی اور اپنی حیرت انگیز نشانہ بازی پر تعجب کیا کی - اور اس سکوت مین جوش اسقدر ترقی کر گیا کہ اپنے باپ کے کوٹھے سے کودی اور عین اُسی مقام پر جہان نوجوان ترک گرا تھا کھائی مین گر کے ڈوب گئی - اسوقت کسی کو اس سانحے کی خبر نہین ہوئی - مگر جب صبح ہوئی - دونون فوجین دوبارہ میدان مین آئین - اور آفتاب نے مشرق سے اپنا چہرہ دکھایا - زرد زرد سنہری کرنین پہلے قلعے کے کنگرون پر پھر شہر پناہ کی دیوار پر اور وہان سے اُتر کے قلعہ کی کھائی پر پڑین تو دو لاشین پانی پر تیرتی نظر آئین - دونون چت پڑی ہوئی تھین اور باہم لپٹی تھین - جن مین سے ایک کے سینے پر ایک تیر لگا تھا اور اُسکے پرون کے قریب ایک خط بندھا ہوا تھا - ہائے یہ وہی نوجوان ترک تھا - اور اُس کی لاش سے لپٹی ہوئی یونانی شاہزادی تھی - اس سین نے لڑائی موقوف کرادی - اور ترکی و یونانی دونون فوجین مل کر ان بے نصیب شہیدون کی مایوسانہ موت پر آنسو بہانے لگین - اس لیے نہین کہ انکی شاہزادی اور انکا افسر نذر اجل ہوا - اس سبب سے کہ دونون تیر نظر کے گھائل ہو کے انتہائے شوق مین مرے -

---

Marfat.com

بوے وفا

سرگروہ عشاق حضرت قیس عامری کا یہ واقعہ مشہور ہے کہ صحراے لق و دق مین ریگ روان کے تودون پہ بیٹھے معشوقۂ دلربا لیلیٰ کو یاد کر رہے تھے کہ دو مسافر ادھر سے گذرے۔ انکی پریشان صورت دیکھ کے ایک نے دوسرے سے پوچھا "یہ کون شخص ہے؟" دوسرے نے حیرت سے جواب دیا "تم اسے نہین جانتے! یہ لیلیٰ کا عاشق دلدادہ قیس ہے۔ جسکے عشق کی آج دُنیا مین دھوم مچی ہوئی ہے۔" یہ سُنکے اُس شخص نے میان مجنون کو غور سے دیکھا۔ دیکھتے دیکھتے اُسکی آنکھون مین آنسو بھر آئے۔ اور اپنے ساتھی کی طرف دیکھکے کہنے لگا "افسوس۔ اسکی معشوقہ لیلیٰ نے اسی کے عشق مین کُڑھتے کُڑھتے اور نازک دل پر کوفت و صدمے اُٹھاتے اُٹھاتے کل جان دیدی۔ کیا سچا عشق تھا۔" وہ دونون تو اُنکی جانبازی پہ ہمدردی کرتے ہوے چلدیے۔ مگر لیلیٰ کی خبر مرگ نے ان پر جو اثر کیا ہوگا اُسکا اندازہ کرنا ہماری طبیعتون اور ہمارے خیالات کے پیمانے سے کہین زیادہ ہے۔ غرض تھوڑی دیر تک مجنون نے اپنے جنون زا ولولون کا انتہائی جوش دکھا کے نالہ کشی کی۔ اسی اثنا مین کشش عشق نے رُخ نجد کی طرف پھیر دیا۔ اُبھرتی ہوئی بیتابیون اور موت کی پیغام لینے والی تمناؤن کو بڑی کوششون سے دل مین دباتا ہوا قبیلۂ بنو عامر کی طرف روانہ ہوا۔ پہونچکے لوگون سے پوچھا "قبر لیلیٰ کہان ہے؟" مگر کون بتا سکتا تھا۔ جو ایک شکستہ دل کا خون اپنی گردن پر لے وہ بتائے۔ آخر شوق قبرستان مین پہونچا یا قیس نے ہر قبر کی مٹی اُٹھا اُٹھا کے سونگھنا شروع کی۔ یہان تک کہ ایک قبر پہ پہونچا جسپر ایک نباتات کے باسی و شگفتہ پھولون کی مرجھائی صورت دیکھکے بے اختیار زبان سے نکل جاتا تھا ؎

پھول تو دو دن بہار جانفزا دکھلا گئے — حسرت اُن غنچون پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے

کیونکہ نرم ہوا اُنپر افسردگی کا اثر ڈالتی تھی اور یہ گویا چاہتے تھے کہ مُرجھا مین مگر زبردستی شگفتہ ہوے جاتے تھے۔ قیس نے اُس قبر کی مٹی بھی حسب معمول اُٹھا کے سونگھی اور یہ شعر پڑھا ؎

یریدون یخفوا قبرہا عن حبیبہا — وطیب تراب القبر دل علی القبر

(یعنی لوگ چاہتے ہین کہ اسکی قبر کو اسکے عاشق سے پوشیدہ رکھین حالانکہ قبر کی مٹی کی بو بھی قبر کو بتا رہی ہے) مجنون نے یہ شعر باواز بلند پڑھنا شروع کیا اور حسرت۔ یاس۔ بیتابی غرض و فور عشق کے کل نمونے اسی شعر کے پڑھنے مین اس حد تک دکھائے کہ پڑھتے پڑھتے دھم سے گر پڑا۔ دیکھا تو بیجان تھا۔

یہ کس نے جان دی؟ اُس شخص نے جو دنیاے عشق کا مسلم الثبوت بادشاہ تھا۔ اور جسکا نام تیمناً و تبرکاً حسن و عشق اور ناز و نیاز کی دنیا مین ہمیشہ لیا جائیگا۔ کس نے جان لی؟ اسی ایک عربی شعر نے۔ اس شعر مین کیا سمیت تھی کہ بیچارے نے یون حسرت و یاس کے عالم مین جان دی؟ اُس قبر کی مٹی مین ایک طرح کی بو آتی تھی۔ اُسی بو کا اس شعر مین تذکرہ تھا۔ وہ بو کس قسم کی تھی؟ یہ تو نہین معلوم کہ کس قسم کی بو تھی۔ مگر ہان اتنا جانتے مین کہ اسی بو کو لوگ بوے وفا کہتے ہین۔

اے بیوفاؤن کے ستائے ہوؤو! تمھارا دماغ تو بوے وفا سے کاہیکو آشنا ہوگا۔ تمھاری۔ زندگی۔ تمھارا شوق روز روز کی وعدہ خلافیون سے دونون خاک مین مل گئے اور ملتے جاتے ہین۔ تم کیا جانو کہ وفا کیسی ہوتی ہے اور اُس مین کیا حظ ہوتا ہے مگر ہان اتنا پتہ دے سکتے ہین کہ جس چیز کی تمھین تمنا ہے اور جسکے تم آرزومند ہو وہ بوے وفا ہی ہے۔ ہان اُس صحبت مین جہان کشمکش عشاق اور دلدادگان روے جانان بیچینے بتا بیان اور یار کی بیوفائیان بتا رہے ہین وہان البتہ اس بو کا پتہ لگ سکتا ہے۔

موسم بہار مین تو شگفتہ پھولون پر عجب عالم ہوتا ہے گر بے گل کی بیوفائیان بتاتی ہین کہ ان پھولون سے کسی کو کچھ امید نہ رکھنا چاہیے۔ قدردان اور جوش جنون و لطف اُٹھانے کے واسطے دور دور سے آکے صحن گلشن مین جمع ہوتے ہین۔ اور یہ بیوفا خوشبو خدا جانے کہان ماری ماری پھرتی ہے۔ اور کیا خبر کہ کس کی جستجو مین بیر اپنے ... کے حواس کی طرح ادھر اُڑ جاتی ہے۔ ہان بوے وفا کا پتہ کچھ اُن پھولون سے البتہ ... جو کسی کے گلے مین پڑے پڑے اور کسی کی کروٹون مین کچلتے کچلتے صبح تک مرجھا گئے ... بھینی بھینی خوشبو دے رہے ہین جو اس نزاکت پر یہ ستم اُٹھا کے باقی رہگئی ہے اور ... حسن و شگفتگی کی یادگار ہے جسنے کل اُن پھولون کو کسی بیوفا کے گلے کا ہار بنا دیا

بوے وفا ہر اُس مقام پر آجاتی ہے جہان کسی سے بے لبسی کے ساتھ مشق ...

Marfat.com

صدمے اُٹھا کے جان دیدی ہو۔ دامنِ شمع میں صبح کے وقت دیکھو گے تو پروانوں کا ایک گنج شہیدان نظر آئیگا۔ ایک طرف ان بے زبان و بے بس عشاق کی لاشیں نظر آئینگی اور دوسری طرف اُس مظلوم رونے والی کے منجمد آنسو دکھائی دینگے جسنے رات بھر روتے روتے صبح کو ہچکیاں لے لیکے جان دی۔

بیشک دماغ اس موقع پر سوا ایک جلی ہوئی بو اور ایک چربی کی چراہند کے کوئی بات نہ پائیں گے۔ مگر جسکے دل و دماغ میں خدا نے اثر پذیر ہونے کا مادہ دیا ہے اُسکا ذوق سلیم صاف سمجھ جائیگا۔ اِن چیزون سے بوے وفا آتی ہے۔ ایک طرف وہ وفادار ہیں جنھوں نے جل جل کے جان دی اور دوسری طرف وہ وفادار ہے جسنے روتے روتے موت کی ہچکیاں لین اور دم توڑ دیا۔

ہر وہ چیز جو کسی کے تغافل سے مٹ گئی ہو اگر غور سے دیکھیے گا تو اُس میں بوے وفا ضرور ہوگی۔ بوے وفا کچھ قبر لیلی اور قمیص یوسف ہی پر تمام نہیں ہو گئی۔ ہم ہر حالت میں بوے وفا کا کوئی نہ کوئی نمونہ پا جاتے ہیں۔

دیکھو یہ قبرستان جن میں اگلے آرام سے سو رہے ہیں اُن میں ایک سناٹا چھایا ہوا ہے شہر خموشان کا یہ سکوت یہاں والوں کی اُس وفاداری کا نشان دے رہا ہے جسنے انھیں مجبور کر دیا تھا کہ اپنے دوستون اور احباب کے ساتھ بہت کچھ کرکے اُنپر قربان ہو جائیں۔ یہ ہماری ناقدری ہمارے دماغ تک نہیں پہونچنے دیتی ورنہ انکی خاک میں وہی بو آرہی ہے جو قبر لیلی سے آئی اور مجنوں پر اثر کر گئی۔

یہ ٹوٹے پھوٹے مکان اور خصوص یہ گرنے کے قریب پہونچی ہوئی مسجدیں بوے وفا کا اور بھی زیادہ ثبوت دے رہی ہیں۔ جنھوں نے تعمیر کیا تھا کچھ مدفون انھیں آباد رکھنے کے عہد اول ہو گئے۔ جنکے لیے بنائی گئیں زمانے نے اُنھیں انسے بہت پہلے مٹا دیا۔ ہاں یہ ہیں کہ اُنکے نام کے ساتھ ایک وفاداری کا عہد باندھ کے آج تک اپنے آپ کو دستبرد زمانہ سے بچا رہی ہیں۔ مٹتے مٹتے سنبھل جاتی ہیں۔ اور گرتے گرتے رُک جاتی ہیں۔ زمانہ کی تغیر پسند طبیعت میں کچھ ایسی بیوفائی ہے کہ وفاداروں کے ساتھ ہمیشہ دشمنی ہی کرتا رہا۔ اُن لوگوں کا یہ ہرگز دوست نہیں جو گھڑی بھر کے لیے بھی کوئی وفاداری کا پہلو دکھا دیتے ہیں۔ یہ اندھیری رات کے تارے جو صرف چار پہر تک منتظران یار کا

Marfat.com

ساتھ دیا کرتے ہیں اُنکے ساتھ پچھلے کو جو سلوک یہ کرتا ہے اُسکا حال سبھی جانتے ہیں۔ بلا کشانِ ہجران کے ان وفادار دوستوں پر کچھ ایسی بنجاتی ہے کہ صورتیں اُتر جاتی ہیں آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آتے ہیں۔ آفتاب اُنکی ہمدردی کے لئے سحر کا گریبان چاک کرتا ہوا آتا ہے مگر زمانہ خدا جانے کہاں چھپا دیتا ہے کہ انھیں نہیں پاتا۔ اصل پوچھیے تو ان پیارے پیارے جگمگاتے ہوے تارون سے ایک بوے وفا آتی ہے۔ جو کسی وعدہ فراموش کے تازہ عہد کے دھوکے میں آجانیوالون کی رات بھر مدد ہی کرتی رہتی ہے۔

زمانہ چاہے دشمن ہو یا دوست بوے وفا ایک ایسی چیز ہے جو کسی حال میں اور کسی موقع پر ہو مزہ ہی دے جاتی ہے۔ جس مقام پر بوے وفا کا کوئی موثر نمونہ نظر آئیگا وہاں آپ دیکھیں گے کہ کسی خستہ جگر کے دل کو تسلی بھی ہو گئی۔ دور اُفتادگان وطن۔ گھر بار۔ یار آشنا۔ عزیز اقارب سے جدا پڑے ہیں۔ جنھیں فلک نے کسی مہیب قلۂ کوہ میں پابستہ بنا کے بٹھا دیا ہے۔ اگر اُنکے خیالات کا اندازہ کیجئے تو معلوم ہو جائے کہ بوے وفا اُنپر کیا اثر کر رہی ہے اور کیا اثر کر گئی۔

وہ صحرا نورد جو دوری وطن کے غم میں ہمت ہارے دیتا ہے۔ وہ آبلہ پا جو کوسہ پا رہکم نہ پہونچ سکنے کے صدمے سے جان دیے دیتا ہے۔ وہ حرمان نصیب جو دشتِ فرقت کی بادِ سموم کے جھوکون سے پژمردہ ہوا جاتا ہے یہ سب کے سب جب کسی مقام پر ستانے کے لیے بیٹھیں گے تو تنہائی کے عالم میں اُنکی نظر چارون طرف ڈھونڈھتی پھر گی کہ دیکھیں اس حسرت نصیبی کے مقام تک کون کون ہمارا ساتھ دے سکا۔ انکی بدقسمت نظر کسی کو نہ پائیگی اور آخر ایک مایوسی کے ساتھ وہ انھیں کے اُس پُرحسرت دل کی طرف رجوع کرگی جو دوستون اور بیوفاؤن کی ایک اُجڑی منزل ہے وہان انھیں دو چار ایسے دوست اور ہمدم مل جائینگے جو اُنکی بیکسی کے مونس اور صحرا نوردی کے رفیق ہیں۔ یہ خوش ہو کر انکی طرف زیادہ توجہ کرینگے اور بوے وفا اُنکے دماغ کو اسدرجہ محو کر دیگی کہ ایک بیخودی کے لہجے میں بیتاب ہو ہو کے کہنے لگیں گے " اے میری وحشت تو بڑی کام کی نکلی۔ اے وحشتِ دل تو نے خوب ساتھ دیا۔ اے خیالِ وطن اس تنہائی اور بلاکشی کے مقام پر ساتھ نباہنا تیرا ہی کام تھا۔ اور اے یادِ جانان وہ خود تو بیوفا ہیں مگر تو بڑی وفادار نکلی کہ یہان تک ساتھ ہے۔ تمھیں سچے ہمدرد نکلے۔ ہاے تم سے بوے وفا آتی ہے "۔

حسن و عشق کی دنیا مین اس بو کی بہت زیادہ ضرورت ہے - ہر دلدادہ اور ہر حسرت زدہ کو یہی تمنا ہے کہ جسے چاہتے ہین اُس مین بوے وفا آتی ہو - مگر خدا جانے قدرت کو یہ کیا بھلا معلوم ہوا کہ یہ دلفریب اور خوش آیند بو اکثر اُسی مین ہوتی ہے جسکی صورت سے کسی دل کو لگاؤ ہو جاتا ہے - وہ زمانہ شاید اگلون ہی کے ساتھ تمام ہو گیا جب سیمتنون کی دلربا اداؤن سے بوے وفا آتی تھی - اب تو وعدہ خلافیان ادا اور شوق ستم ناز سمجھے جاتے ہین اس بو کی جستجو مین نکلنے والون کا گروہ بالکل منتشر اور پریشان نظر آئیگا - وہ جو دشتِ وحشت مین خاک اُڑاتے پھرتے ہین اسی بو کی تلاش مین ہین - وہ گم گشتہ راہ جنھین غول بیابان بہکاتا پھرتا ہے اسی بو کو ڈھونڈھنے نکلے ہین - وہ خراب و خستہ جنھین سراب دھوکے دے رہا ہے اسی بوے وفا کے شوق مین قدم بڑھائے چلے جاتے ہین -

اے ریگِ بیابان کیا کسی مین بوے وفا آتی ہے جو تو اس طرح خاک اُڑاتی دوڑی جاتی ہے؟ اے دشتِ وحشت کے بگولو کیا کہین بوے وفا کا نشان لگا ہے جو یون مستِ بیخود ہے ہو؟ دنیا مین جو چیز ڈھونڈھے نہین ملتی وہ بوے وفا ہے - بوے وفا ایک ایسی چیز ہے کہ ہر شخص اسکا متمنی ہے اور ہر دل مین اسکی آرزو ہے - ہزارون اسی دلفریب بو کے تجسس مین پھرتے پھرتے خاک مین مل گئے اور ہزارون ڈھونڈھ رہے ہین -

اے اہل اسلام! تمھاری بڑی بدقسمتی ہے کہ یہ بو جو کامیابی اور سچی مسرت کا سامان آنکھون سے دکھا دیتی ہے نہین مل سکتی ہے اور تم نہین متوجہ ہوتے - مل سکنا کیسا تمھارے پاس ہے - مگر جب تم غور کر کے تلاش کرو جب تو ملے - ویران باغ اسلام جو تمھاری شکستہ حالیون کے ساتھ خود بھی جورِ زمانہ سہ سہ کے تمھارا ساتھ دے رہا ہے اگر دیکھو گے تو اسکی ہر ہر مرجھائی اور پژمردہ پنکھڑی مین بوے وفا آئیگی - اگر اُس حسرت نصیب مسافر نے اپنی بیکسی کو اپنا مونس پایا تھا اور اُس مین بوے وفا آتی تھی تو تمھارے لیے تمھارا غربت زدہ اسلام ویسا ہی مونس ہے اور اُسی بوے وفا کو ظاہر کرتا ہے جو اُس مسافر کی بیکسی مین آتی تھی - خود تمھارا اسلام تمھاری بیکسی ہے -

یہ منہدم در و دیوار - یہ شکستہ اور گرے پڑے قدیم آثار - یہ گرتی ہوئی عالیشان کھڈین یہ خاک مین ملتی ہوئی سر بفلک عمارتین - اگر انکی سیر کروگے اور غور سے دیکھوگے تو انکی ہر ہر گری پڑی اینٹ سے بوے وفا آئے گی - کاش یہ بو تمھارے دماغ مین پہونچتی اور

Marfat.com

ہم مجبور ہو کے متوجہ ہو جاتے کہ انھیں پھر آباد کر کے اُس وفاداری کا معاوضہ کریں جو اِن اسلامی یادگاروں نے ہمارا ساتھ دینے میں دکھائی ہے۔

دشتِ وحشت

اے ستم کشانِ زمانہ کہاں ہو؟ وہ زندہ دلی کی محفلیں جن میں تمھارے دم سے ہر وقت رونق رہا کرتی تھی سُست پڑی ہیں۔ تمھارے دوست جن کی بامذاق طبیعتوں پر تمھارے پھڑکتے ہوے جملے تازیانے کا کام دیا کرتے تھے نہایت افسردہ ہو گئے ہیں۔ ہاے صرف وہ آنکھوں کے سامنے پھرنیوالی محفلیں ہی نہیں۔ دنیا کی تمام آبادی تم کو خالی نظر آتی ہے۔ تمھارے سر پر یہ کیسا جنون سوار ہوا اور تمھارے دلوں میں یہ کس قسم کا جوش پیدا ہوا کہ تمام دوستانِ وطن اور یارانِ انجمن کا ساتھ چھوڑ کے تم غائب ہو گئے۔ ہاے کدھر نکل گئے۔ تمھارا خیال جب دل میں آجاتا ہے اِن آنکھوں سے تھوڑی دیر تک بہت دیر تک تمھیں ضرور ڈھونڈ ولتیا ہے۔ تمھارا پتہ لگانیوالے اور تمھاری جستجو میں بھٹکنے والے تھک گئے مگر تم نہ ملے۔ کس ساعت تم نے وطن سے قدم نکالا تھا کہ تمھاری صحبتوں کا مزا اُٹھائے ہوے یاد کرتے کرتے تھک گئے اور تمھیں آنا نہ نصیب ہوا۔ سچ بتاؤ کبھی وہ لوگ بھی تمھیں یاد آتے ہیں جنکو بے تمھارے بزم عشرت درہم و برہم معلوم ہوتی ہے؟ آبادی سے کیا تمھیں بالکل نفرت ہو گئی؟ دشت وحشت کا سماں تمھیں ایسا بھاگیا کہ وہیں کے ہو رہے؟

اے دشتِ وحشت! اور اے صحراے بلا! تیری کششیں ہمیں ہمیشہ صدمہ پہنچاتی ہیں؟ تجھ میں کیا ہے کہ جنون آوارگانِ ہجران تجھپر ایسے فریفتہ ہو جایا کرتے ہیں؟ اس نہ ہونے پر تو یہ آفت ہے۔ کیا ہوتا اگر تجھ میں کوئی دلچسپی کی چیز ہوتی۔ تیری خاک میں ہمارے بہت سے دوست چھپے ہوے ہیں۔ تیرے بگولوں کو آج بھی ہم اسی نظر سے دیکھا کرتے ہیں کہ ان میں کوئی ہمارا آشنا نکل آئے۔ چونکہ ہم تجھسے آشنا نہیں تو بھی ہمیں نہ جانتا ہوگا۔ مگر وہ آوارہ گرد جنھیں اپنے وسیع دامن میں تو نے سراب دھوکے دے دیکے پا شکستہ کر دیا ہوگا اور تھکا کے بٹھا دیا ہوگا اُنھوں نے بیتابی بے بسی کے لہجے میں بارہا ہمیں پکارا ہوگا اور تجھے ہمارا نام یاد دلایا ہوگا جن بیکسیوں

کی تو نے جان لی ہے اُن مین اکثر ہمارے آشنا نکلین گے۔ ہم آباد دنیا سے آتے ہین اور وہان کے رہنے والے ہین کہ جو تجھ مین آیا ہوگا اور تیرے پھندے مین پڑا ہوگا وہین سے آیا تھا اور وہین کا رہنے والا تھا۔ ہمین تیرا شوق نہین لایا ہے بلکہ ہم اپنے گذشتہ احباب کو ڈھونڈھنے آئے ہین۔

ہاے کسی کا پتہ نہین۔ خدا جانے کدھر نکل گئے۔ اور کہان ہو رہے۔ اے خانمان برباد مسافرو! یہ دشت وحشت تمھین دھوکا دیکے کہان پہونچا دیتا ہے کہ پھر ہمین تمھاری صورت نہین نظر آتی۔ یا تو دامن صحرا ہی مین کوئی ایسی دلچسپیان ہین جو تمھارا دل لبھا لیا کرتی ہین یا ہماری بامذاق صحبتون سے تم کچھ ایسے بدمزہ ہو کے گئے ہو کہ پھر آنے کو جی نہین چاہتا۔ کوئی بات ضرور ہے۔ یاران انجمن کو داغ دیکے یک بیک غائب ہو جانا بیوجہ نہین۔ تمھاری انجمنین اور تمھاری محفلین بے تمھارے سست اور افسردہ پڑی ہین۔ جن مکانون مین تمھاری نشست رہا کرتی تھی اور جن مقامات پر تم جا جا کے ٹھہرا کرتے تھے تمھارے یاد کرنیوالے آجتک وہان جا کے رو لیا کرتے ہین۔ کوئی ایسا بھی نہین ملتا جو تمھاری خبر بتائے۔ ہاے یہ بھی نہین معلوم کہ تم زندہ ہو یا اس دنیا سے گذر گئے۔ ریگِ رواں کے ساتھ دوڑتے دوڑتے کیا تم بھی اُسی مین مل گئے؟

واقعی اگر قضا کوئی عملی اثر رکھتی ہے اور موت کسی نہ کسی وقت ضرور انسان کا کام تمام کر دیا کرتی ہے تو دشت وحشت کے چکر کھاتے ہوئے بگولون اور چارون طرف تھپیڑے دینے والی بادِ صرصر کے جھونکون مین خدا جانے کس کس جسم کے ذرے خاک اڑاتے پھرتے ہونگے۔ عالم عناصر کا نظام! ڈھونڈھنے والے فلسفیون نے یہ نہایت سچا خیال ظاہر کیا ہے کہ کرۂ زمین کی کل جاندار مخلوق خاک سے پیدا ہوئی ہے اور اُمید افزا عمر کا زمانہ پورا کرکے پھر خاک مین مل جاتی ہے۔ قائلین تناسخ نے بننے اور بگڑنے کا ایک تسلسل قائم کرکے اس مسئلے مین ایک اور جدت پیدا کر دی ہے۔ مذہب والے اگرچہ تناسخ کے قائل نہین ہین مگر ایک حد تک اس بات کو ضرور تسلیم کرتے ہین کہ دنیا کی مخلوق خاک سے پیدا ہوتی ہے اور خاک مین مل جاتی ہے۔ انکا یہ قول دلچسپی سے خالی نہین کہ عرصۂ حشر مین اپنی دائمی زندگی کی قسمت کا فیصلہ سننے کے لیے جب لوگ اُٹھائے جائینگے اُسوقت ایک ایک قبر سے خدا جانے کتنے کتنے اُٹھینگے۔ اے

Marfat.com

آوارہ گردانِ دشت بلا واقعی وہ عجیب وقت ہوگا جب اسرافیل صور پھونکین گے اور تم جس
کام کو ادھورا چھوڑکے دنیا سے چلے گئے تھے پھر اُسی کام مین مشغول ہو جاؤ گے۔

اے دشت وحشت تو عجب جوش پیدا کرنیوالا مقام ہے۔ جو تجھ مین گیا اور جو
تیری طرف سے آیا دونون کی طبیعتون مین قیامت کا جوش تھا۔ تیری بساطت اور تیری
سادگی کی حالت کچھ ایسے جذبات دل مین پیدا کرتی ہے کہ انکو مٹتے مٹتے بھی برسون ہو
جاتے ہین۔ تیرا پیدا کیا ہوا جوش جن رگون مین ہے وہ کبھی نہ نکلے گا۔ آباد اور پُرتکلف
دنیا اگر اسکو مٹانا بھی چاہتی ہے تو نسلین پلٹ کے اور زمانے کے صدہا ورق اُلٹ کے
کامیاب ہوتی ہے۔

عرب کے ریگستان اور صحرا جو کبھی مہذب دنیا مین استعجاب اور حیرت کی نظر سے دیکھے
جاتے تھے اُنھون نے جس قوم کے دل مین جوش پیدا کرکے بھیجا اُسکا جوش گو اب ٹھنڈا
مگر دنیا ہی جانتی ہوگی کہ کن مشکلون سے وہ ان پُرجوش دلون کے ٹھنڈا کرنے پر کامیاب
ہوئی ہے۔ کل تکبر اور اپنی تہذیب و ترقی کرنیوالی زمین نے اپنی ساری قرنہا قرن کی
کمائی اُسی قوم کے آگے ہیچ رکھدی تھی جسکو صحرائے عرب نے پُرجوش بنا کے اقطار عالم
روانہ کیا تھا۔ ساری دنیا مین اُسی قوم کی اُلوالعزمیون اور بلند پروازیون سے ایک
روشنی پھیل گئی تھی۔ جسکی بجھی ہوئی مشعلین اور گُل شدہ شمعین جا بجا اب بھی پڑی
آجاتی ہین۔ سواحل ملیبار و چین۔ اطرافِ افریقہ۔ جزائر بحر روم اور عموماً معرد
و عجم مین یہ شمعین اور مشعلین بکثرت نظر آئینگی۔ تم جہان جہان دیکھو گے کہ مسجدین ڈھئی
ہین۔ عمارتیں خاک مین مل رہی ہین۔ بڑے بڑے قلعے مسمار ہو رہے ہین۔ یقین کر
یہ انہیں پرجوش صحرانشینان عرب کی یادگارین ہین۔ افسوس صرف اُس قوم کا جو
ہی دنیا اور پرتکلف سامان جہان نے نہین مٹایا بلکہ اُنکا جوش فرو کرنے کے ساتھ
یادگارون کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا۔

اہل عرب کو جانے دو۔ کیونکہ یہ کہنے کا موقع ہے کہ وہان صحرائی اور سادے مزاج
کا جوش نہ تھا بلکہ اُنکے طبائع کو اُبھارنیوالے وہ ایسے پُراثر اور معجز نما خطبات اور
تھے جو نبوت کی زبان سے ظاہر ہوے اور جنھون نے تمام دنیا کی تہذیبون کو بھی بے
کرکے دنیا مین ایک نیا نور اور نئی روشنی پھیلادی۔ ہم تاتاری ریگستانون کی تعمیر

کرائینگے۔ اور تم سے تسلیم کرائینگے کہ اس ریگستانی اور بے سبزہ زمین میں کوئی پیغمبر نہین مبعوث ہوا اور نہ کبھی کوئی مذہب قائم ہوا جسنے کچھ دنون زمانے کا ساتھ دیا ہو۔ گر تاتاری ترکون کے دلون مین بھی زمانے نے کچھ ایسا جوش پیدا کردیا تھا کہ جس وقت حدود ترکستان سے انھون نے قدم نکالا اُسوقت نہ کسی سلطنت سے بن پڑا کہ انکے جوش کو روک سکے اور نہ کسی مذہب سے ہوسکا کہ اُنکو روک دے۔ وہ اپنے پُرجوش اور پُرحوصلہ دلون کے ساتھ بڑھے اور برابر بڑھتے چلے گئے۔ جسنے اطاعت کی اچھا رہا اور جسنے مزاحمت کرنا چاہی خود مٹ گیا۔

ایشیا کی حدود سے نکل کر ذرا یورپ کی سیر کرو اور قدامت کی طرف متوجہ ہو۔ رومیون کی تہذیب۔ شائستگی۔ علمی ترقی۔ غرض کسی حیثیت سے اُنکی جاہ و جلال سلطنت مین کوئی عیب لگا سکتا ہے؟ مگر جب ہم یہ پوچھینگے کہ گالیا والون نے اُنکے تخت و تاج کے ساتھ کیا سلوک کیا تو خواہ مخواہ منظور کرنا پڑیگا کہ تمام ترقی و شائستگی اس جوش کے اُبھرنے سے خاک مین مل گئی۔ جسکو ایک غیر آباد سرزمین نے چند دلون مین پیدا کردیا تھا۔

زمین کی اصلی حالت اور فطری صورت وہی ہے جو ایک لق و دق صحرا یا دشت و حشت مین پائی جاتی ہے۔ ہماری کاریگریان۔ ہماری صنعتین اسپر اپنی جدت پسندیون کا بلغ لگا کے خدا جانے کس قدر آباد اور کس درجہ پُرتکلف بنا دیتی ہین۔ مگر وہ صنعتین استقلال کے ساتھ قائم نہین رہ سکتین۔ ہماری ہی طرح کبھی وہ بھی فنا ہوجاتی ہین۔ وہ بڑے بڑے مشہور شہر جنھون نے تاریخ کے ہزارہا ورق صرف اپنے تذکرون اور حالات کے بیان مین صرف کرادیے۔ کبھی انکی جگہ پر ایک وسیع سبزہ زار یا صحرا تھا۔ بابل کا ہنگامہ آج بھی اگلے کارنامون مین اُسی شان و شوکت سے گرم نظر آئیگا جس طرح کہ دو ہزار برس پہلے گرم تھا۔ نینوا کی عظمت اگر صفحۂ زمین پر نہین رہی تو نہ رہے مورخین کے دلوں پر قیامت تک نقش رہیگی۔ وہ بین بھولنے والا حسین ہے جب مدائن کے در و دیوار سے شاہان ایران کا جبروت ظاہر ہوتا تھا۔ ہستناپور کا نام زبان پر آتے ہی ابتک ایک رعب و دبدبہ کی تصویر آنکھون کے سامنے پھر جاتی ہے۔ یہ سب کچھ تھا مگر آج دیکھو تو کچھ نہین۔ وہی سمان ہے جو ان شہرون کے آباد ہونے سے پہلے انکی جگہ پر نظر آتا تھا۔ وہ کون سمان تھا؟ وہی جسے تم دشت وحشت اور فضا کی غیر آباد زمین پر دیکھا

کرتے ہو۔

دار السلام یا باغ فردوس کے بچھڑے ہوے عاشق و معشوق آدم و حوا اسی دشت وحشت مین پھرتے پھرتے باہم مل گئے تھے۔ شاید اسی امید کا چہرہ خیالون کو نظر آتا ہے جو آجتک مبتلایان عشق جب وحشت اُچھلتی ہے اور جذبات عشق جوش کرتے ہین گھر چھوڑکے سیدھے جنگل کا رُخ کرتے ہین۔

دشت وحشت مین اگرچہ آبادی نہین۔ بادی النظر مین سوا خاک اُڑنے کے کوئی چیز نہین نظر آتی مگر خدا جانے اسکی آب و ہوا مین کیا تاثیر ہے کہ دلی جذبات وہان نشو و نما پا کے نہایت ترقی کر جاتے ہین۔ بت پرستون کے نامور گھرانے کا وہ بمثل موحد ابراہیم جب اپنی وفادار حرم اور اپنے دودھ پیتے بچے کو صحراے حجاز مین ڈال گیا تھا اُسوقت وہان نہ آبادی تھی نہ کسی قسم کے انسانی پُرتکلف سامان تھے۔ مگر اُس بچے نے اُس ریگستان مین پرورش پا کے ایسا عمدہ نشو و نما پایا کہ چند روز مین وہ آباد ہوا۔ قبائل نے پہلے فرودگاہ بنایا اُس پاک سرزمین کو اپنا وطن بنالیا اور اُسی بچے (اسماعیل) کی نسل تھی جو بالکل صحرائی جوشون کے ساتھ بڑھ کے قریب قریب کل آباد دنیا کی مالک ہوگئی۔

افسوس عشرت پسندی نے ہماری طبیعتون سے وہ جذبات نکال ڈالے۔ ورنہ ہماری طبیعتون مین جو وہ سادے جذبات پائے جاتے تھے اور جنکی بدولت ہم ایک محنت پسند نسل تھے وہ نہایت قیمتی تھے۔ اے خدا تو ہمارے دلون سے یہ راحت پسندی نکال جو ترقی کے راستے مین ہمیشہ ہمارے پاؤن کی بیڑیان ہوجاتی ہے۔

خاموشی بازگشت بد آموز بتان را
زان پیش دگر نہ اثرے بود فغان را

اس مین کوئی شک نہین کہ ہماری ہی خموشی نے قوم کے حرکات و سکنات پر بُرا اثر ڈالا۔ سمجھ والے کا سکوت ہمیشہ زہر کا کام کر گیا ہے۔ اور یہ سکوت بھی تو قیامت کا ہے۔ تھوڑا نہ بہت تقریباً پورے پانچ چھ سو برس کا سکوت۔ اسکو خدا جانے کتنی صدیان گذرگئین کہ ہمارے قومی اسپیکرون اور مذہبی ناصحون کے ہونٹون پر مہر سکوت لگ گئی۔ ہائے کبھی وہ دن تھے کہ ہمدردان قوم کی پُر اثر آوازون سے تمام بزم سکون مین ہر وقت ایک

زلزلے کی ایسی کیفیت طاری رہا کرتی تھی ۔ عرصہائے رزم ہمارے پُرجوش اور آگ لگا دینے والے خطیبون کی صداؤن سے کانپ رہے تھے ۔ اور مجالس عشرت مین ہمارے ہی جادو بیان بلبلون کی طرح چہچہایا کرتے تھے ۔ جدھر کان لگایئے اُدھر سے ہمارے ہی اسلامی فصحا و بلغا کی آوازین آتی تھین اور مشتاقون کے کانون مین گونجتی تھین انگلی صدیون مین یہ سکوت نہ تھا ۔ اُن گذشتہ پُرجوش طبیعت والے معجز بیانون سے بے کہے رہا ہی نہین جاتا تھا ۔ زمانہ شاہد ہے کہ اپنے جیتے جی اُنھون نے اپنی زبان نہین روکی ۔ کہے گئے ۔ اور کہلاتے رہے ۔ گویا نچلا بیٹھنا جانتے ہی نہ تھے ۔ پھر اثر کیونکر نہ ہوتا اس بلا کا اثر تھا کہ شمشیر و سنان اکثر اُنکی زبان کے مقابل مین سُست پڑ گئین ۔ یہ یورپ جسکی نسل اُن دنون خواب غفلت مین پڑی تھی اسکے سواد مین اُنکی صدائین گونجین اور سب کے سب جاگ پڑے ۔ جہان تک تاریخون مین ڈھونڈھیے گا یہی نظر آئیگا کہ انکے زمانے مین تمام دنیا کے ناصحون کی زبانون پر مُہر سکوت لگی تھی ۔ اور سارا عالم خواب غفلت مین سو رہا تھا ۔ انصاف کیجیے تو ساری دنیا اُنھین کی جگائی ہوئی ہے ۔ اُنکی جادو بیانیون ۔ اُنکی آہ و فغان کا اثر تھا کہ دنیا کا رُخ پلٹ گیا اور گویا ترقی کی ہوا چلنے لگی ۔ ہائے بالکل سچ کہا ہے ۔ "زین پیش دگر نہ اثرے بود فغان را" کیا اثر تھا ! اور کیا مبارک اثر !۔

زمانے نے حسب معمول اپنا پہلا ورق اُلٹا ۔ دیکھا تو وہ قدیم جادو بیان پیوند خاک تھے اور اُنکی نسل پر شراب عیش اور بادۂ عشرت کی بیہوشی طاری تھی ۔ ایکخموشی تھی کہ باہمی صحبتون مین بھی سب کے سب اپنے چپکے ہی چپکے لطف صحبت اُٹھا لیتے تھے ۔ خدا جانے آوازین بیٹھ گئی تھین یا کیا تھا کہ باہم ایک دوسرے سے ملتے وقت اگر کسی کی زبان سے کوئی موثر جملہ نکل بھی جاتا تھا تو اسکی آواز اسی دور کے ساتھ سننے والے کے کانون تک نہین پہونچتی تھی ۔ غرض پوری قوم پر ایک پُرحسرت سکوت طاری ہو گیا تھا ۔ جو اسوقت تو ایک قسم کا ذریعۂ راحت معلوم ہوتا تھا ۔ مگر انتہا پر پہونچ کے دکھائی دیا کہ وہ لبیون کے دامن مین صدہا حسرتین پوشیدہ تھین ۔ اس سکوت نے قیامت ڈھا دی ۔ ہر طبقہ اُن اغراض کے مناسب نہ رہا جو اُس طبقہ والون کے لیے ضروری ہین ۔ واقعی یہ ہماری خموشی کا خاصہ ہے جو ہماری قوم پر طاری ہے ۔ ذرا تامل نہین

۶ "خاموشی بانگشت بہ آموز بتان را" - اور کسی کی نہین خاص ہماری خاموشی - اب رہا یہ کہ بتون سے کون لوگ مراد ہین؟ ہمارے قدیم شعرا معشوق کو بُت کہتے آئے ہین - ایک وجہ مناسبت تو یہ ہے کہ مذہب عشاق مین معشوق کی پرستش ہی عبادت ہے - لہذا بتون کی طرح معشوق بھی گویا ایک قابل پرستش چیز ہین - دوسری مناسبت شاید یہان کے بتون سے تو نہ ہو مگر یونان جہان کی بت پرستی ہمیشہ عربی اور فارسی شعرا کی مجو شعنہ رہی ہے وہان کے بتون سے بخوبی پائی جاتی ہے - اور معشوق کو بت کہنے کا اصلی سبب شاید یہی ہے - یونانی حسن کو قابل پرستش خیال کرتے تھے - اور یہی وجہ تھی کہ اُنکی دیویان اور اُنکے دیوتا باعتبار حُسن کے اعلیٰ درجے کے خوشنما اور دلفریب بنائے گئے تھے - خلاصہ یہ کہ معشوق ایک قسم کے بُت ہین - اور یہ بھی ضرور ہے کہ ہر دانا قوم کا معشوق اُنکی قوم ہوتی ہے - اگر اصل پوچھیے تو قوم دنیا کے کل مشہور لائقون اور ریفارمرون کی معشوقہ رہی ہے - اسی خیال کی بنا پر قوم کا ہر ہر فرد ایک ایک معشوق یا شاعرانہ الفاظ مین کہا جائے تو ایک بُت یا دیوی کی حیثیت رکھتا ہے - اس شعر مین بھی ہمارے مذاق مین غالباً "بُتان" کے لفظ سے شاعر کا مقصود نوجوانان قوم ہین - اور بالکل صحیح کہا ہے کیونکہ جب تک ہم سے صدائے آہ و زاری بلند رہی اور ہم قومی خرابیون کو دیکھ کے بیصبری سے نالہ کشی کرتے رہے - اُسوقت تک قوم بھی سنبھلی رہی - اور جب سے ہمنے سکوت اختیار کیا - ہمارے ناصحون اور واعظون سے خموشی ظاہر ہوئی لوگون کو کوئی غیرت دلانیوالا اور راہ راست پر لانیوالا نہ رہا - تو گویا ہماری خموشی ہی نوجوانان قوم کے لیے ایک ایسا اُستاد ہوگئی جو بُری باتون کی تعلیم دے - کتنے بڑے غضب کی بات ہے کہ ہمین خبر بھی نہین ہوئی اور یہی نالائق اُستاد پانچ چھ صدیون سے ہماری قوم کے نوجوانون کو تعلیم دے رہا تھا - یہ اُسی کی تعلیم کا نتیجہ تھا کہ اپنے قدیم کارنامون پر اپنی قوم کو ہم جس قدر کامیاب اور بامراد تصور کرتے ہین اُسی قدر اب ہم مین نااتفاقیان اور خرابیان پائی جاتی ہین - وہ لوگ جنھون نے ہمارے قدیم اسپیکرون سے سیکھ کر اپنی قوم کو اُبھارنا اور ترقی دلانا شروع کیا تھا آج وہ اوج عروج کے کل مراتب طے کیے ہوے نظر آتے ہین اور ہم جو اُنکی نسل سے ہین جنکو اُنکی فرزندی پر ناز ہے اسیر غافل اور بحس ہین کہ دیگر اقوام کے دردمند چلا چلا کے جگاتے ہین اور نہین جاگتے -

Marfat.com

اے ہمارے سکوت تو نے ہمیں کہیں کا نہ رکھا - اے ہماری بے زبانی تو ہماری بڑی دشمن نکلی -

آج ہمارے سکوت کا یہ عالم ہے کہ ہم اپنی بے زبانی کی وجہ سے کسی سوسائٹی کے قابل نہیں ہیں - ہماری صحبتیں سست پڑی ہیں - ہماری انجمنوں میں سناٹا چھایا ہوا ہے اگر ترقی اور باہمی تبادلۂ خیالات یا اصلاح زندگی کے لیے کوئی انجمن قرار دی جاتی ہے تو ایسا ایک شخص بھی نہیں ملتا جو اپنے عام اغراض کو اُسی قدرت کے ساتھ بیان کر دے جس قدر وہ ضروری ہیں - دس بارہ آدمی اگر فراہم ہو جاتے ہیں تو یہ حالت ہوتی ہے کہ گویا چند مورتیں ایک دوسرے کی طرف رُخ کیے بیٹھی ہیں - نہ اُسکے منہ میں زبان ہے کہ اپنی ضمیر ادا کرے - نہ اُسکو الفاظ ملتے ہیں کہ شائستگی کے ساتھ اُسکی تائید کر لیجائے تائید ہو خواہ مخالفت سب قسم کے خیالات دل میں پیدا ہوتے ہیں مگر زبان تک نہیں سکتے - اگر ایک معمولی رزولیوشن پیش کرنا ہوتا ہے تو ایک دوسرے کی صورت دیکھنے لگتے ہے - اور ہر شخص اُسکا پیش کرنا دوسرے پر ٹالتا ہے - یہ صرف ہماری خموشی کا نتیجہ ہے اگر اس سے چند روز پیشتر کے علماء فضلا اور زمانہ شناس سرگروہان قوم خود نہ ساکت ہو جاتے اور ہر موقع پر تہذیب و شائستگی سے کچھ کہہ دیا کرتے تو اُنکے قیمتی الفاظ ضائع نہ ہو سکتے ہوتے تو کچھ اُنسے بھی کہا لیتے - یہ ہرگز نہ ہوتا جو ہو گیا کہ قوم بھر بے زبان ہو گئی اپنی بے زبانی کی وجہ سے ہماری قوم کے نوجوان واقعی بُت ہیں - کیونکہ معشوقیت نے اُنکو وہ بے زبانی اور سکوت کی ادا نہیں بھی تو بتوں سے ملتی ہوئی ہیں -

ہمارے اہل اسلام اپنے آپ کو ہمیشہ نسل عرب سے ثابت کرتے ہیں اور اس امر کو اپنا فخر سمجھتے ہیں کہ اُس مبارک گروہ کی اولاد سے ہیں جو حضرت رسول علیہ السلام کا جان نثار تھا اور جسنے سرزمین عرب کے جمیع اطراف سے سمٹ کر خاص دست مبارک جناب رسالتمآب صلعم پر بیعت کی تھی - کاش کبھی یہ بھی خیال کیا جاتا کہ وہ لوگ کتنے بڑے بڑے گو اور اپنی فطری جہالت میں بھی کیسے جادو بیان اور طلیق اللسان تھے - واقعی اُنکی زبان کسی موقع پر نہیں رُکتی تھی - جب کافر اور بت پرست تھے تب بھی ہمیشہ اپنی زبان آوری اور معجز بیانی کا امتحان کھلے میدانوں میں کھڑے ہو ہو کے دیا کیے اور جب اسلام لائے اُسوقت اُنکے الفاظ پہلے سے زیادہ موثر اور دل پر فتح پانے والے

Marfat.com

ہوتے تھے۔

غرض کوئی ایسا زمانہ نہ نظر آئیگا کہ وہ موجود ہوں جو برزبان دکھانے کا موقع آیا ہو اور اُن سے چپکا رہا گیا ہو۔ کیا آزادیاں تھیں اور کیا جوشش تھے۔ خلیفۂ ثانی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجمع عام میں پوچھا "اگر میں خلاف احکام شرع کروں تو تم کیا کرو؟" ایک آزاد بیان تلوار ٹیک کر اُٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا "ہم تکلے کی طرح بل نکالدیں"۔ خلیفۂ ثالث حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پُر تکلف اور مہین لباس پہنے ہوئے جمعے کی نماز پڑھانے کو مسجد نبوی صلعم میں آئے اور ایک بہادر نے چلا کے کہدیا "اِن امیرنا لیس لباس الفساق" یعنی ہمارا امیر فاسقوں کا لباس پہنتا ہے۔ یہ اُن آزاد زبان آوردوں ہی کی برکت تھی کہ کسی کو خلاف احکام اسلام کرنے کی جرأت نہیں پڑتی تھی۔

یہ جو کچھ غفلتیں اور خرابیاں قوم میں پیدا ہوئیں اُنکا اصلی سبب یہ ہے کہ ابتداءً اعلیٰ وادنٰی سب پابند احکام اسلام تھے۔ اتفاقاً اگر کسی سے کسی قسم کی لغزش ہوجاتی تھی تو آزاد و نکتہ چینوں کی زبانیں کھل جاتی تھیں اور اُس ایک دُھن والی جماعت کی محفلوں میں ہرطرف سے پُرجوش آوازیں بلند ہوجاتی تھیں۔ لیکن جوں جوں زمانہ گذرتا گیا اور خلافت دین بڑھتی گئی وہ آزادیاں تھک تھک کے ساکت ہونے گئیں۔ آخر یہ منحوس خیال پیدا ہوا کہ "جسکا جو جی چاہے کرے ہم روکنے والے کون ہیں"۔ روزبروز یہ خیال پختگی پکڑتا گیا اور وہی لوگ جو راتدن اپنی قوم کے ناصح تھے خاموش ہوگئے۔ اور اُن لوگوں کو بھی آزادی حاصل ہوگئی جو مخالفت احکام قوم کی جرأت کیا کرتے تھے کیونکہ کوئی روکنے والا ہی نہیں رہا۔ بُرے حوصلے اور ناجائز آزادیاں بے روک ٹوک وقوع میں آنے لگیں۔

دیکھیے یہ سکوت کب تک قوم پر طاری رہتا ہے۔ موجودہ زمانے میں کچھ لوگ البتہ اُٹھ کھڑے ہوئے ہیں جو بعض محفلوں میں اپنے ساتھ بعض رقیق القلب مسلمانوں کو بھی رُلا لیا کرتے ہیں۔ ورنہ وہ اثر باقی ہی نہ رہا کہ ایک پُرجوش خطیب نے کھڑے ہوکر کچھ کہا اور لوگ بیتاب ہوکے اسکی نصیحتوں پر عمل کرنے کو موجود ہوگئے۔ اور اب اول تو کوئی کہنے والا ہی نہیں اور کوئی ہے بھی تو وہ قدیم اثر کہاں سے لائے۔ حقیقت میں بالکل

Marfat.com

سچ کہا ہے اور کیا خوب کہا ہے ؎

خاموشیِ ما گشت بہ آموز بتان را ۔ زین پیش وگرنہ اثرے بود فغان را

عمر رفتہ

ایک بڈھا بستر غم پر لیٹا ہوا دم واپسین کا انتظار کر رہا ہے - قبر میں پاؤن لٹکائے ہوے ہے - فرشتۂ اجل کی ہیبت صورت اُسکی آنکھون کے آگے ہے ۔ عالم ہستی کی دلبستگیون پر حسرت کے ساتھ نگاہ ڈال رہا ہے - دل مین امیدون کی آس پڑتی ہے اور مٹ جاتی ہے - آرزوؤن کو مایوسیان خاک مین ملا دیتی ہین - تمناؤن پر نا امیدیون کی اوس پڑ رہی ہے - بس یہ حال ہے کہ صورت یاس بھی بن بن کے بگڑ جاتی ہے - خلاصہ یہ ہے کہ موت کے اشتیاق مین پہلو بدل رہا ہے - کروٹین بدلتے بدلتے آنکھ لگ گئی - دیکھتا ہے کہ ایک بچے نے آتے ہی اُسکا دامن پکڑ لیا - اگرچہ بچے کی صورت پر شگفتی اور خندہ جبینی قربان ہوئی جاتی ہے - مگر کچھ عجب بیجا خفگی اور ہٹ کے ساتھ مچل مچل کر کہہ رہا ہے کہ تو نے میری کچھ قدر نہ کی - خدا نے تجھے میری سرپرستی پر مقرر کیا تھا تو نے مجھے لے کے تباہ و برباد کر دیا - دیکھ تو سہی قیامت کے روز تجھ سے کیسا بدلا لیتا ہوں" بڈھے نے کہا "آخر تو کون ہے - مجھے تیری صورت یاد نہین پڑتی" وہ بچہ کہنے لگا" افسوس تجکو ایسا بھول گیا - مین تیرا بچپن ہون جسے تو نے کھیل کود کر گذران دیا" بڈھا چاہتا تھا کہ اُس بچے کو گود مین اُٹھا لے کہ اُسنے دامن جھٹک کر کہا "خبردار ایسا نہ کرنا اب تو مجھے کبھی نہ پاسکے گا"

اُس بچے نے کچھ ایسا جھٹکا دیا تھا کہ بڈھا چونک پڑا - اور اپنے بچپن کی آزاد منشی کا زمانہ یاد کر کے سراسیمہ و مضطر ہونے لگا - اس بے غمی اور بے فکری کے عالم کو خیال کرتے کرتے اُسکی آنکھون مین آنسو بھر آئے - عہد طفلی کی ساری بیباکانہ خود پسندیان اُسکی آنکھون کے آگے پھر گئین - وہ بے فکریان - وہ خود آرائیان - وہ ذرا سی چیز پر خوش ہو جانا - وہ ذرا سی بات پہ رو دینا - وہ تلوّن مزاجی - وہ فوری غم اور فوری خوشی انتہا کی ضد - وہ بلا کی جہٹ - وہ کسی کی بات کا نہ ماننا - وہ کسی کے کہنے مین نہ ہونا - وہ کسی کہوجیان مین نہ آنا - وہ کسی کو کچھ نہ سمجھنا - وہ دھنّے دھوپے کا ڈول - وہ سیر و تماشہ

کا شوق۔ وہ کھیل کود مین لگا رہنا۔ وہ دو گھڑی کے ہنسی ٹھٹھے مین سارا فہم غلط کر دینا۔ وہ ماں باپ کی دلدہی۔ وہ اپنی بے رُخی۔ وہ اُستاد کی مار۔ وہ چھٹی کا انتظار۔ وہ چھیوں پر چھٹیان کھانا۔ وہ سبق کا بھول جوں جانا۔ وہ جمعہ کا روز۔ وہ جشنون کا جمگھٹا سب کا خیال گذر گیا۔ افسوس کہکر ابھی اچھی طرح چپ بھی نہین ہوا تھا کہ اسے اسکے ساتھ اپنے ماں باپ بھی یاد آگئے۔ اُنکی نظر محبت اور اُنکے دشتِ شفقت۔ اک ذرا اینڈا اچیکا ہو جلنے پر اُنکی بیتابی اور گھبراہٹ۔ تیز دوڑنے پر اُنکا ہان ہان کرنا۔ شوخی اور شرارت پر دھمکانا۔ گھڑی گھڑی مولوی صاحب سے کہدینے پر ڈرانا۔ بار بار سمجھانا۔ پکڑ پکڑ کے بٹھلانا۔ سب باتین آنکھون کے آگے پھرنے لگین۔ بڈھا جوش مین آکر چلا اُٹھا "ہاے میرے گذرے ہوے بچپن کی عمر مین اب تجھے نہین پا سکتا۔ جبتک تو میرے پاس تھی مین تیری قدر نہ کر سکا۔ ہاے مین نے تجھے نا قدری مین کھو دیا۔ کاش کچھ تو پڑھ لکھ لیا ہوتا" اتنا کہکر وہ ڈاڑھین مار مار کر رونے لگا۔ یہ پُر حسرت جملہ کہتا جاتا تھا "ہاے میرے ننھے سن مین اب تجھے نہین پا سکتا" اور روتا جاتا تھا۔ روتے روتے پھر اُسکی آنکھ لگ گئی۔

دیکھتا کیا ہے کہ ایک نہایت خوبصورت جوان کھڑا کہ رہا ہے "او بڈھے تو بڑا ظالم ہے مجھے خدا نے تیری ماتحتی مین دیا تھا کہ تو مجھ سا قوتِ بازو پا کر دنیا مین کچھ ملک و قوم کی قدر اور اُسکی خدمتگذاری کرے۔ افسوس تو نے کچھ نہ کیا اور مجھپر بڑا ظلم کیا۔ تیری ہنسی پر ترس آتا ہے۔ اب کیا بدلا لون" بڈھا کہنے لگا "مین نے تجھے کیا تکلیف دی۔ کیون اس پیرانہ سالی مین ستاتا ہے۔ تو ہے کون؟" جوان برافروختہ ہو کر بولا "ہاے تو مجھے بھول گیا۔ جب خدا کے آگے تیری فریاد لیجاؤن گا تب مین تجھے یاد آؤن گا۔ مین تیرا شباب ہون جسے تو نے بالکل خواب غفلت اور رندانہ مشربی مین ہاتھ سے کھو دیا" بڈھا شوق مین آکر چاہتا تھا کہ اس سے لپٹ جائے۔ مگر اُس نے یہ جملہ کہا "اب مین تیرے ہاتھ ہرگز ہرگز نہین لگ سکتا" اور زور سے ڈھکیل دیا کہ بڈھا منہ کے بل گر پڑا اور بدحواسی مین اس زور چلایا کہ آنکھ کھل گئی۔

چونکتے ہی اُسے اپنے شباب کا زمانہ یاد آگیا جس مین وہ بازیچۂ اطفال سے نکل کر تر نوجوانی مین آیا تھا۔ پہلے وہ اس زمانے کا غرور اور کسی کو نہ سمجھنا یاد کرکے بہت رویا۔ پھر اپنے شباب کے جنون خیز دورون پر غور کرنے لگا۔ اس زمانے کی بدمستیون کی تصویر بھی اُسکے آگے

Marfat.com

ہو گئی اور وہ سارا جوش شباب نظرون مین پھر گیا - وہ پُر آرزو دل - وہ جوش سیہ مستی - سے بھرا ہوا دماغ - وہ بیچین طبیعت - وہ چلبلا مزاج - وہ آشفتہ منشی - وہ مجبو بانہ شرارت آمیز قہقہے - وہ چھیڑ چھاڑ - وہ دل ہاتھون سے جاتا رہنا - وہ کلیجا تھام لینا - وہ گفتگو ن ہوش مین نہ رہنا - وہ پہرون آپ مین نہ آنا - وہ خودسری - وہ کسی کی نہ سننا - وہ اپنی ہی کرنا - وہ جھانکنا تاکنا - وہ گلی کوچون کی خاک چھاننا - وہ جوانی کی اُمنگ - وہ صحرا نوردی کی ترنگ - وہ بادیہ پیمائی کا ولولہ - وہ بڑھا ہوا حوصلہ - وہ دیدبازی کا چسکا - وہ کمسنون کی صحبت کا جھکا - وہ جوش جنون - وہ سینۂ پُرخون - وہ سیہ مستی - وہ شاہد پرستی - وہ خم پر خم لنڈھانا - وہ بوتلین اُڑانا - وہ روزبروز پری رخون کی گلیون مین ہو نچنا - وہ حسینون کا ایمان لانا - وہ رندون کی صحبت - وہ پیر مغان کی بیعت - وہ زاہدون پر پھبتیان - وہ ناصحون کا خاکہ - وہ دریا پر ڈٹا رہنا - وہ رات رات بھر سیناؤن کے سامنے پڑا رہنا - یہ سب جوانی کی کیفیتین سامنے ہو گئین - بیچین ہو کر پھر چیخنے لگا - ابھی دو چار آہین نہ کھینچی ہو نگی کہ اُسے اُن مجلسون کا خیال گذرا جہان واعظ اور ناصح منبر پر بیٹھ کے کلام کی باتین بتلایا کرتے تھے اور وہ الگ ہی الگ کترا کر نکل جاتا تھا - اُسوقت واعظ کا نقشہ اُسکی آنکھون کے سامنے تھا - وہ مقدس صورت - وہ نورانی چہرہ - وہ دستار فضیلت لمبی داڑھی - وہ نیچا کُرتا - وہ اونچا پائجامہ - وہ سیدھی وضع - وہ سادی پوشاک وہ دلدہی کر کے سمجھانا وہ نرم ملائم آواز سے خطاب فرمانا - وہ آیتون کی تفسیر کرنا - وہ احادیث کا مطلب کہنا - وہ جنت کی ترغیب - وہ حورون کی چشم غزالین کا نقشہ کھینچنا - وہ اُنکی وفاداری اور اطاعت کا چربہ اُتارنا - وہ شراب طہور کا شوق دلانا - وہ عسل مصفّٰے کے پیالیان پر چنخاریان بھرنا - وہ دوزخ سے ڈرانا - وہ وہان کے فرشتون کی بے رحمی کا حال سنانا - وہ آتش دوزخ کے شعلون پر کانپ اُٹھنا - وہ دوزخیون کے منہ اور اندر ہچکانیان لینے لگنا - وہ دنیا کے جاہ و نگاہون کی مذمت وہ رندون کی فضیحت - وہ وہ بار بار کہنا - اور وہ اپنا اس کان سُننا اور اُس کان سے اُڑا دینا - سب دھیان مین آگیا - کہا ہزار افسوس ان باتون پر اُسوقت مین نے کیون نہ خیال کیا؟ ہائے مین نے اپنی ساری کام کی عمر نادانی اور ہرزہ گردی مین صرف کر دی - ہائے میری جوانی کی عمر کیا مین تجھکو پھر کبھی پا سکتا ہون؟ افسوس! جوانی! مین نے تجھکو بالکل غارت کر دیا - مین

Marfat.com

اِن دونون کو خدا کے آگے کیا جواب دون گا؟" اسکے بعد وہ اپنی طرف آپ مخاطب ہوکر چلایا: "اے کمبخت بڈھے تو بڑا ناداں ہے۔ قیامت مین کہین تیرا پتہ نہ لگے گا۔" یہ کہکر وہ پھر چلا چلا کر رونے لگا۔ ہچکیان لیتے لیتے پھر اُسپر ذرا غفلت طاری ہوئی اور کچھ یون ہی سا سوگیا۔

دیکھا کہ ایک ادھیڑ شخص کسی قدر شگفتگی کے ساتھ اُس سے ہاتھ ملاکر سامنے کھڑا ہوگیا اور کہنے لگا کہ "اے مایوس بڈھے مین بھی کسی وقت تیرا ساتھی تھا۔ میرے سارے کام تیرے ہاتھ سے نکلتے تھے۔ مگر افسوس تو نے سوا اسکے کہ شب و روز میری اوقات ضائع کرے اور کچھ نہین کیا۔ تو بڑا بدنصیب بڈھا ہے۔ مین تیرا جس وقت ساتھی تھا اُسوقت زمانے بھر مین میرا سا کوئی کسی کا ساتھی نہ ہوتا ہوگا۔ مگر ہائے کسی نے اپنے اُسوقت کے ساتھی کو ایسا نہ ستایا ہوگا جیسا تو نے مجھے پریشان کیا۔ تو بڑا ظالم ہے۔ جس روز مجھے تجھ سے نجات ملی تھی اُسوقت مین نے خدا کا بڑا شکریہ ادا کیا تھا۔ دیکھ قیامت کو بدلہ لون گا۔ کیا کہتا تو بدلہ لینے کے قابل نہین رہا۔" بڈھا نہایت حیران ہوا اور عاجزی سے کہنے لگا "ہائے مجھ غریب بڈھے کو کیون مارے ڈالتا ہے۔ تو کون ہے مین تجھے جانتا ہی نہین؟" اس ادھیڑ شخص نے کہا "افسوس مجھکو اب تک تیرے ظلم یاد ہین۔ اور تو مجھے بھول گیا۔ مین تیرے ادھیڑپن کے زمانے کی عمر ہون جسے لوگ سن کہولت کہتے ہین۔" بڈھا متکبر ہونے کو تھا کہ اس نے اُسے اُٹھا کے دے مارا اور یہ کہکر "تیرے پیچھے سے زمانہ کہین پیچھے کھنچ سکتا ہے" چلدیا۔ بڈھا ابھی ہاتھ پاؤن سنبھالنے بھی نہ پایا تھا کہ گھبراہٹ کے مارے جاگ پڑا۔ آنکھ کھلتے ہی بڈھے کو اپنا ادھیڑپن یاد آیا۔ اُسکو تمام وہ باتین یاد آگئین جنسے سن کہولت مین اسے سابقہ پڑا تھا۔ وہ ولولون کا بجھنے لگنا۔ وہ حوصلون کا ٹھنڈا ہو جانا۔ وہ دل کی ابتدائی پژمردگی۔ وہ گھر مین بیٹھ رہنے کا شوق وہ کوے یار مین جاتے جاتے پیرون مین درد ہونے لگنا۔ وہ آتش عشق کا کچھ کچھ دب جانا۔ وہ امنگون کی کمی۔ وہ رندی سے کبھی کبھی پرہیز۔ وہ بوتل بغل مین دبائے ہوے اِدھر اُدھر کا خوف۔ وہ جام لنڈھاتے وقت کسی کسی دفعہ عقبیٰ کا ڈر۔ وہ دیدبازی کے وقت کہنے لگنا کہ بھئی قیامت کو کیا مُنہ دکھائین گے۔ گندھے وار نماز۔ وہ مسجد والون سے ربط ضبط۔ وہ مولویون کی ملاقاتین۔ وہ اللہ والون کی تلاش۔ وہ یارون کے جھگڑے مین تماشین۔ وہ حوروں کا انتظار۔ وہ رندون کے جلسے

نصیحت کا چھیڑ دینا۔ وہ جھٹ پٹ مین مینخانے سے نکل بھاگنا۔ وہ ذرا دیر نے باہر مین دیکھکر حسین پر نگاہ ڈالنا۔ وہ جورو سے محبت بڑھانا۔ وہ لڑکے بالون کی فکر بڑھ جانا۔ سب سامنے تھا بڈھے کو اسوقت اپنی باتون پر کچھ آپ ہنسی بھی آگئی۔ مگر ہنس کر پھر افسردہ خاطر بھی ہو گیا۔ ل مین کہنے لگا "گو یہ میرا زمانہ پہلے کے دیکھتے اچھا تھا۔ مگر پھر بھی کچھ نہ تھا۔ کیا تھا۔ یہ دوسوئی س کام کی"۔ اتنا خیال کرکے وہ رونے لگا بڑھاپے کی دردمند آواز سے وہ اپنے اوپر رو رہا تھا کہ اُسے وہ محفلین یاد پڑین جن مین وہ نصیحت پذیر ہونے کے لیے جایا کرتا تھا۔ مجلس وعظ کا نقشہ اُسکی آنکھون مین پھرنے لگا۔ وہ وعدہ کا سرور، وہ وعید کا ڈر۔ وہ حورون ون سُن سُن کر شگفتہ ہو جانا۔ وہ جنت والون کی بڑی بڑی آنکھون کا تصور دل مین جانا کشون کی عاقبت کا حال۔ اور وہ اپنا دل ہی دل مین توبہ کرنے لگنا۔ وہ جی مین پیر وش کو گالیان دینے لگنا۔ وہ رندون کی شان مین کہنے لگنا کہ خدا سمجھے۔ وہ مینخانون ف سے منہ پھیر لینا۔ وہ گھڑی گھڑی استغفراللہ کہنا۔ وہ دوزخ کے ذکر پر سہم جانا۔ نپ کانپ اُٹھنا۔ وہ باغ بہشت کا جغرافیہ سنکر کھِلجانا۔ وہ اندر ہی اندر طوبیٰ کے پھلنے لگنا۔ وہ دودھ کی نہرون پر منہ مین پانی بھر آنا۔ وہ مجلس وعظ سے اُٹھتے وقت سے توبہ کرکے باہر نکلنا۔ وہ باہر آکر پھر جی کا بھر بھرا اُٹھنا۔ وہ مجلس رندان کے کا پھر غالب آجانا۔ پیش نظر ہو گیا تھا۔ بڈھے سے صبر نہ ہو سکا ڈاڑھین مار مار کر رویا کہ آنکھ لگ گئی تو سوتے مین بھی وہ چلا چلا کر رو رہا تھا۔ آنکھ لگ گئی تھی اور ہچکیان ی ہوئی تھین۔ اسی عالم خواب مین روتے روتے بہت دیر ہو گئی اور کسی طرح آنسو نہین تھمتے۔

اُس نے دیکھا کہ ایک نہایت ضعیف العمر بڈھا پاس کھڑا ہوا کہہ رہا ہے "کیون روتا ہے؟ تا خیر الکلام آنیوالا فرمان بردار ہون۔ خدا نے مجھے اسلیے تیرے ہمراہ کیا ہے کہ تیری لذی اٹھا۔ گو میری عمر بہت کم باقی ہے مگر مین تیری زندگی بھر تیرا ساتھ دون گا۔ تو گھبرا نہین بتا کیا مصیبت پہونچی ہے جو تو یون بے حواس ہو کر حسرت کے ساتھ روتا ہے۔ بڈھے نے کہا میرے ہمدرد دوست مجھے معلوم نہین کہ تو کون ہے۔ افسوس یہ بھی مین نہین جانتا کہ تیرا کیسا دوست ہے جو اپنے غم کا حال بیان کرون"۔ وہ ضعیف العمر بڈھا بولا "اسقدر وہ بیقرار نہ ہو۔ میرے دل کو صدمہ پہونچتا ہے۔ مین تیرا بڑھاپا ہون۔ جسے تو اجل

کاٹ رہا ہے"۔ بڈھا اُٹھ کھڑا ہوا اور بغلگیر ہو کر بہت رویا۔ پھر جدا ہو کے بولا "اے میرے بڑھاپے اب تجھی پر خاتمہ ہے۔ میں نے اپنے پہلے تینوں سنوں کو یوں ہی کھو دیا۔ ہائے وہ مجھے بار بار آ کر دھمکاتے ہیں۔ میں اُنکو خدا کے سامنے کیا جواب دوں گا؟ میں نے تجھے بھی کچھ ایسی راحت نہیں دی جو تو مجھ سے خوش ہو۔ کیا تو بھی انکی طرح مجھ سے بدلا لینے کو موجود ہو گا؟" اسکے بعد بڈھے نے اپنا سارا حال کہہ سنایا۔

وہ ضعیف العمر بڈھا بولا "اچھے وقت میں میں تجھے یاد آیا۔ اب جو تو نے مجھے یاد کیا تو مجھے امید ہے کہ شاید وہ تیرے اگلے فرمان بردار بھی میری معرفت تجکو معاف کر دیں۔ اگر تو میری بات پر خیال کریگا تو تجھے کچھ کھٹکا نہ رہیگا۔ میں تیرا تابعدار ہوں جو چاہے جو کام مجھ سے لے مجکو کچھ عذر نہ ہوگا۔ مگر ان اگلے دوستوں کی طرح اگر مجھ سے بھی ویسے ہی کام لیگا تو ضرور میں بھی خدا کے آگے تیری فریاد لیجاؤں گا۔ جو میں اصل میں چاہتا ہوں اُسکے موافق چل۔ میرے راضی ہونے کے علاوہ وہ تیرے گذشتہ ماتحت جو اب دشمن ہو چکے ہیں وہ بھی معاف کر دینگے۔ انسان یہ خیال نہ کرے کہ عمر اُسکی دشمن ہوتی ہے۔ عمر آدمی کی ایسی سچی دوست ہے کہ اُس سے بڑھ کر کوئی جان باز ہمدم و ہمراز نہیں مل سکتا۔ اس سے زیادہ کیا ہوگا کہ چاہو جتنا ظلم کرو وہ تمپر اپنی پیاری جان فدا کر دیتی ہے۔ تمہارے ساتھ ہی وہ دنیا کو چھوڑ دیتی ہے۔ لہذا عمر کبھی تمہاری دشمن نہیں ہے۔ تم خود اُسے اپنا دشمن بنا لیتے ہو۔ جس لیے وہ تم کو دی گئی ہے۔ اور وہ جو چاہتی ہے اگر اُسپر عمل کرو تو نجات کے سرسبز باغ کی سیر وہی کرائیگی"۔ بڈھے کو یہ سنکر بہت کچھ امید پڑی اور وہ کہنے لگا "میں وہی کروں گا جو تو بتائیگا۔ مجھ سے زیادہ کون خوش نصیب ہوگا کہ میں نے اس پریشانی کی حالت میں تجھ ایسا ہادی اور رہبر پایا"۔ تب اُس ضعیف العمر بڈھے نے کہا "اگر ایسا ہو تو تو پھر کبھو غمگین اور محزون نہ ہوگا۔ دائمی سرور کے تخت پر تجھے جگہ ملیگی اور آزادی دو جہان کا تاج تیرے سر پر رکھدیا جائیگا۔ میں اور وہ تیرے تینوں اگلے خادم تیرے تخت کے آگے ہاتھ باندھے کھڑے ہونگے۔ میں کہتا ہوں کہ اگرچہ تو نے میرے زمانے میں صلاحیت اختیار کر لی ہے اور تو مجھ پر کوئی ظلم نہیں کرتا۔ تو نماز پڑھنے لگا ہے۔ زکوٰۃ دیتا ہے۔ حج کے ارادہ میں ہے۔ غریب نوازی اور غربا پروری کرتا ہے۔ اس سے میں اقرار کرتا ہوں کہ میرا اچھے لوگ شخص کا ساتھ ہوا۔ لیکن یہ سب میرے ہی خوش کرنے کی باتیں ہیں۔ ایسی نہیں ہیں کہ

ہاتھ کے ظلم رسیدہ اگلے دوست بھی وجد مین آکر تجھے معاف کر دین۔ اُنکے خوش کرنے کے لیے ایسی باتین کرنا چاہیے کہ جوان ہمتی تیرے بڑھاپے پر قربان ہو جائے۔ کچھ قومی بھلائی پر کمر باندھ۔ آنکھ اُٹھاکر دیکھ تو سہی کہ قوم کا جہاز بھنور مین پڑ چکا ہے۔ ڈوبا چاہتا ہے قوم کی اصلاح کرنے مین ہزارون بچے۔ بوڑھے۔ جوان۔ او میٹر جب تیرے ہاتھ سے اپنے سنون کی قدر کرنے لگین گے تو وہ گذشتہ دوست جو ابھی تجھے دھمکا گئے ہین خود اس گستاخی کی معافی تجھ سے چاہنے لگین گے۔ اے بوڑھے دوست یہی باتین اب تجھے راحت پہونچا سکتی ہین۔ ورنہ آگے بڑھ کر ہر ہر قدم پر تیرے لیے دقتین ہین۔ یہ اصلاح قومی نہین ہے جو تو برسوین دن دس پانچ محتاجون کو زکوٰۃ دیدیا کرتا ہے یا دو چار طالبعلمون کو روز کھانا کھلوا دیتا ہے۔ وہ کام کر جس سے تمام قوم کو فائدہ پہونچ سکے تیرا دھیان کیے اُسے خالی خیال کرنے سے بھی کچھ فائدہ ہو۔ اگرچہ یہ تجھے نہایت مشکل معلوم ہوگا۔ مگر ہمت باندھنے سے سب آسان ہو جاتا ہے ؎

ہر کارے کہ ہمت بستہ گردد ۔۔۔ اگر خارے بود گلدستہ گردد

یہ سن کر بڈھا ایسا خوش ہوا کہ بے تحاشا قہقہہ لگانے لگا اس مین اسکی آنکھ کھل گئی تو اپنے تئین بشاش اور ہنستا ہوا پایا اور اپنے بڑھاپے کو دعائین دینے لگا۔

اب اُس نے خیال کرنا شروع کیا کہ مین کیا ہون۔ اور میری کیسی گذرتی ہے بڑھاپے کی بجھی ہوئی طبیعت اُسکے سامنے ہو گئی۔ وہ افسردہ دلی۔ وہ مایوسیون کا ہجوم وہ مرادیون کا گھیر لینا۔ وہ اپنی بیدست و پائی۔ وہ انتہا کی بےبسی۔ وہ صورت کا بگڑ جانا۔ وہ دانتون کا رخصت ہو چلنا۔ وہ طاقت کا جواب دیدینا۔ وہ بالون کا سفید ہو جانا۔ وہ کھال مین جھریان پڑ جانا۔ وہ چپکے چپکے چلنا۔ وہ جوانی کا خواب و خیال ہونا۔ وہ غذا کا ہضم نہ ہونا۔ وہ ہاتھ پیرون کا بیتابو ہو جانا۔ وہ جوانون کے جلسے مین شریک ہوتے وقت شرم معلوم ہونا سب آنکھون کے سامنے پھر گیا۔ چاہتا تھا کہ بڈھا میان پڑ ڈاڑھین مار مار کر روئے۔ مگر نہین۔ اسکے ہم عمر بڈھے نے ایسی تسلی دیدی تھی کہ وہ اسپر کچھ ملول نہ ہوا اور اپنے کامون کو سوچنے لگا اسے خیال آیا کہ دیکھنا چاہیے مین کیا کرتا ہون۔ فوراً وہ اُس گوشۂ تنہائی مین ادھر اُدھر نظر دوڑانے لگا۔ اُسے اپنا ایک کوٹھری مین بیٹھ رہنا۔ دنیا بھر سے منہ موڑ لینا۔ عبادت اور ریاضت مین مشغول

ہوتا - یاد الٰہی مین مستغرق ہو جانا یاد آگیا - اسکے ساتھ اپنا نماز روزہ مجلس وعظ مین گریہ
بکا - سفر حج کا ارادہ - محتاجون کی حتی الامکان خبرگیری - یتیمون کی سرپرستی - فقرا
کو دینا - زائرین کی امداد کرنا - مسجدون کی مرمت کرنا بھی یاد آیا تو بڈھے نے کہا بیشک
مین قوم سے بالکل غافل ہون - میری قوم تباہ ہوئی جاتی ہے - اور مین خاص اپنے لیے
جنت مین ذخیرہ جمع کر رہا ہون - مجھے اپنے حال پر افسوس کرنا چاہیے - مین ضرور اس
بڈھے کے قول پر عمل کرون گا جو خواب مین مجھے اچھی راہ بتا گیا ہے - بیشک وہ میرا بہت
سچا دوست تھا - یہ کہکر اُس بڈھے نے کمر باندھی اور لٹھیا ٹیکتا ہوا کوٹھری سے باہر
نکلا اور قوم کی حالت دریافت کرنے اور قوم کی کشتی کے ناخداؤن کے قوت بازو بننے کے
لیے بہت تیزی کے ساتھ چل کھڑا ہوا -

اے اہل قوم دیکھو یہ بڈھا اس قدر ضعیفی پر بھی تمھاری خدمت کے لیے کس قدر
تیز اور جلد جا رہا ہے - تمھین ایسے بڈھے پر ناز کرنا چاہیے - مبارک وہ بڈھا ہے جو آخر
عمر مین اس خدمت پر آمادہ ہو اور جسکو اس جانکاہی کے زمانے مین ہدایت ہو -

افسردہ دلی

خدا دشمن کو بھی نصیب نہ کرے - دل پژمردہ کے آگے دنیا کے سارے غم و الم ماتم
سب عیش ہین اور جان کا جیان ایک طرف اور دل پژمردہ ایک طرف - ایک افسردہ
کے سکوت کے آگے لاکھون نالہاے جگر شگاف پھیکے پڑ جاتے ہین - یہ حسرت مند سکوت
بلا کا ہوتا ہے - کیسی ہی عیش و عشرت مین بسر ہو رہی ہو مگر دل افسردہ ہو گیا تو عیش
بھی غم کا مزا ملتا ہے - ہزار وو لتمندانہ نشے چڑھے ہون مگر دل پژمردہ سارا نشہ کرکرا
کر دیتا ہے -

یہ سب تو سہی ہے - مگر محفل عشرت مین کسی افسردہ دل کا آجانا بھی ستم ڈھا دیتا
اودھر کوئی حسرتناک صورت دیکھی اور سرور عشرت خاک مین مل گیا " افسردہ دل افسردہ
کند انجمنے را "

حسرت مندی کی ہزارون قسمین ہین اور ہونا ہی چاہیے - اسلیے کہ دنیا
مصائب اور آلام بے انتہا ہین - کونسی خوبی ہے جسکے لیے کسی رنج کا انتظار نہ کرنا

اگر وصل ہے تو فراق کا کھٹکا لگا ہوا ہے۔ اگر دولت ہے تو افلاس کی صورت ہر وقت پیش نظر
ہے۔ اگر صبح وطن ہے تو منزل غربت کی یاد بے چین کیے دیتی ہے۔ اگر نسیم بہار کے خوشگوار جھونکے
...لے ہیں تو باد خزاں کا گذر کسی نہ کسی وقت چہرے کو اُداس ہی کر جاتا ہے۔ اگر باغِ جوانی
سرسبز ہو رہی ہے تو دشت پیری کے بیہڑ میدان کا دھیان آ ہی جاتا ہے۔ سبزہ زاروں میں
...کر دیکھو کہ ہرے ہرے پودھوں کی مرجھائی ہوئی کونپلیں یاد دلا دیتی ہیں کہ مایوسی ایسی ہوتی
ہے۔ ذرا باغوں میں شام کے وقت ٹہلتے ہوئے نکلو تو معلوم ہو کہ گل دوپہری کے مرجھائے
ہوئے پھول کس حسرت نصیب چہرے کی خبر دے رہے ہیں۔ کبھی آنکھ کھل جائے تو دیکھنا
صبح کے جھلملاتے تاروں کی اُتری صورت کسی سوگوار کی سراپا حسرت صورت کا پتہ بتلا رہی
ہے۔ اُسی وقت تم مشرق کی جانب نگاہ اُٹھا کر غور کرنا کہ تمہیں آسمان کی پھیکی پھیکی رنگت
رخ سحر پہ ہوائیاں چھوٹتے دیکھ کر کسی ہمکنار یاس کے چہرے کا دھوکا ہوگا۔ ؎

کس کے ماتم میں شب بسر کی ہے — شکل اُتری ہوئی سحر کی ہے

طرح ہمکناران یاس کی حسرتنا کی ہزاروں قسم کی ہوتی ہے۔ ہر آفت میں جب تک
...ی جہت امید باقی ہے اُس وقت تک درد والم ہے مگر ادھر وہ امید منقطع ہوئی اور
صورت پر مایوسی چھا گئی۔ اُدھر آس ٹوٹی اور اُدھر چہرے پر یاس برسنے لگی۔
دیکھو وہ نوجوان عورت کسی قریب المرگ کے سرہانے بیٹھی ہچکیاں لے لے کے آنسو بہا
رہی ہے۔ گو غم نے اُسکے سارے بناؤ بگاڑ ڈالے مگر ابھی اس امید پر کہ شاید اُکھڑی
ہوئی سانس پھر سیدھی چلنے لگے زیور نہیں بڑھاتی ہے۔ گو بال اُسکی از خود رفتگی سے خود بخود
...ٹ سے کھل کھل کے چہرے پر بکھرے جاتے ہیں مگر ایک آس ہے جو اُس قریب المرگ
کی اُٹھی ہوئی سانسوں میں اُلجھی ہوئی ہے۔ ان ہاتھوں سے جو ماتم کا کام دیں گے اُنھیں
...بلا مٹ کہہ کے پیچھے باندھ لیتی ہے۔ ابھی تک نوخیز عورت کی صورت پر کبھی ایک یوں ہی
امید کی وجہ سے یہ غمگین چہرہ بشاش ہو جاتا ہے۔ آنکھوں سے آنسو بہاتی جاتی ہے
اور اس قریب المرگ کی سانس گنتی جاتی ہے۔

افسوس اب قیامت کا سامنا ہے۔ نیم جان دم توڑنے لگا۔ موت کی ہچکیاں آ
گئی ہیں۔ آنکھیں پتھرا گئیں۔ اس وقت اس حسرت مند عورت کے چہرے پر غور کرو۔ کیسی
عجیب طرح کی حالتیں طاری ہوتی ہیں اور کیسے کیسے رنگ بدل رہے ہیں۔ تم سمجھے کہ

Marfat.com

یہ تغیر کیسے ہیں؟ افسوس ۔ امید ویاس مین لڑائی ہو رہی ہے ۔ امید اسوقت یاس کا
مقابلہ نہین کر رہی ہے بلکہ رخصت ہو رہی ہے ۔ بس اب دو ہی تین منٹ کی مہمان ہے
غضب ہو گیا ۔ بس یہی وقت ہے جو آنکھون سے نہین دیکھا جاتا ۔ اُس جوانامرگ کا
دم نکل گیا ۔ اور اُسکی حسرت آلود آنکھین اس نوجوان عورت کی طرف پتھرا کر رہ گئیں ۔ اس
سے بڑھ کر زیادہ مشکل اب اس عورت کی صورت کا دیکھنا ہے ۔ تم کو کیا معلوم کہ اس سانحہ
کو دیکھتے ہی اُس نے کیا کیا؟ زور سے ایک چیخ ماری جس سے محلہ بھر چونک پڑا اور ایک
دو ہتڑ سر پر مارا جسکی دلخراش آواز ہمنے بھی سنی تھی ۔ پھر کوئی دوسری آواز نہیں سنائی
دی ۔ خدا جانے عین غم مین وہ نالہ کشی کیون بھول گئی ۔ آؤ اُسے دیکھین زندہ ہے کہین
اُس جوانامرگ کا ساتھ تو نہین دیا ۔ خدا جانے کیسی ہے ۔ ہاے افسوس زندہ ہے مگر فرط غم
سے اُسکے آنسو رک گئے اور انتہاے مایوسی سے اُسکا دل افسردہ ہو گیا ۔ اب یہ نہ کچھ کہتی
ہے نہ سنتی ہے نہ روتی ہے نہ پیٹتی ہے مگر چہرے پر کی ایک یاس سب کے شور وشیون اور
بکا و ماتم کو ہیچ کیے دیتی ہے ۔ بس ایسی صورت ہے کہ دیکھنے کےلیے بھی جگر چاہیے ۔

صاحبو! یہ ایک قسم کی افسردہ دلی اور ہمکناری یاس تھی ۔ جسنے سب سننے والون
تک کو پریشان کر دیا ۔ اس قدر مختصر بیان سے بھی آنسو ٹپک پڑے ۔

یہ حسرت و مایوسی صرف ایک دم سے وابستہ تھی جس نے نہ معلوم کتنون کو بیتاب
کیا ۔ ایک عمر بھر کی دوستی کا اقرار کرنیوالی عورت تھی جسکے دردمند دل نے خدا جانے کتنون
کو رُلا دیا ۔ وہ افسردہ دلی کس غضب کی ہوگی جو ہزارون اور لاکھون کی غم آلود حالت
سے وابستہ ہو ۔ وہ چہرہ بلا کی افسردہ دلی کی خبر دے رہا ہوگا ۔ جسے غیر محدود لوگون کی
مایوسانہ حالت نے پژمردہ کیا ہو ۔

آپ لوگ جانتے ہین کہ وہ کون چہرہ ہے ۔ وہ کسی سچے عاشق قوم کا چہرہ ہے
قوم کی تباہی کو دیکھ کر حسرتناک ہو گیا اور وہ ایک جانباز قوم کا دل ہے جو قوم کی بربادی
سے افسردہ ہو گیا ہے ۔

بڑے افسوس کی بات ہے کہ ہر طرح کی افسردہ دلی لوگون پر اثر کر جاتی ہے بوتہ
سب کے دل بیتاب ہو جاتے ہین مگر اُس انتہا درجے کے یاس نصیب چہرے کو اور افسردہ
دل کو کوئی دھیان مین نہین لاتا جو قوم کی سوگواری مین ہمکنار یاس ہو رہا ہے ۔ گو ایسے

چہرے اور ایسے دل ابھی قوم مین کم ہین مگر یہ نہین کہ نہون ضرور ہین - لیکن قوم کچھ پروا نہین کرتی - غور کیا جائے تو یہ بھی کچھ تعجب کی بات نہین ہے - قاعدہ ہے کہ جسکے لیے کوئی افسردہ دلی ظاہر کرتا ہے اُسے خیال بھی نہین ہوتا کہ یہ کون رونی صورت بنائے ہے. اس عورت کے پُر حسرت چہرے کو دیکھو اور اُس جوان کی بیفکری کو دیکھو خبر بھی نہین ہوتا ہجران نصیبون کو ہزار مایوسی ہو مگر کبھی یار نے بھی پوچھا ہے کہ یہ حالت کیون بنائی ہے؟ خدا ہماری قوم کو ہدایت دے کہ ایسے دردناک چہرون کی بات رکھ لے -

سفر کامیابی کی کُنجی ہے

ہم کسی اُولوالعزم دنیا کے نیکنام مسافر کی لائف (سوانح عمری) دیکھکر حیرت مین آجاتے ہین جو ایک نہایت غریب گھرانے مین پیدا ہوا تھا - اُسکے خاندان کے تذکرے دلچسپی اور سربرآوردگی سے بالکل خالی تھے بلکہ وہ خود ایک ایسا شخص ہوگیا کہ اُسکے حالات کسی خاص خاندانی پارٹی کو وقعت اور عزت حاصل کرانے کی حد سے اس درجے تک بڑھ گئی کہ تمام روے زمین کی آبادی ایک اعلیٰ درجے کی قوت بشری کو اُسکی مضبوط ہمت اور اُسکے بشاش چہرے سے ظاہر ہوتے دیکھکر اسے اپنا سرمایۂ افتخار سمجھنے لگی - اُسکی کامیابیان زمانے کو چونکا چونکا کر بتانے لگین کہ انسان کا حوصلہ ان چھوٹے اور کمزور ہاتھ پیرون پر ترقی دینے سے کس درجہ وسیع ہو سکتا ہے - ہمارا خیال ہے کہ نیکنامی اور ساری دنیا کی عزت اور بزرگی کو اسکے قدمون سے بہت کچھ مدد ملی ہوگی - اور یہ بھی ہم دعوی کرکے کہہ سکتے ہین کہ جن استدلالات سے انسان تمام مافی الکون پر شریف اور واجب التعظیم ثابت کیا جاتا ہے اُنھین سے ایک اعلیٰ درجہ کی مضبوط دلیل وہ بھی ہوگی جو اس حوصلہ مند مسافر کی سوانحعمری سے استخراج کی گئی ہے - گو اسکے نقش قدم بھی بعد آنیوالے ہجوم خلائق کے پیرون نے مٹا کر رکھدیے مگر نہین اُسنے اپنا نقش قدم تواریخ کے اُن مبارک صفحون پر جما دیا ہے جنپر زمانے کی عمر کا پورا حال لکھا جا چکا اور لکھا جاتا ہے اور ہمیشہ تک لکھا جائیگا اور جو شہیدان قوم کے ایسے گنج شہیدان ہین جسمین وہ ہمیشہ زندہ موجود رہینگے اور نسل انسان کے عام لائق لوگ ان سے اپنی طبع آزمائی کی نظیرین چُراتے رہینگے - اس اُولوالعزم مسافر سے ہماری مراد کلمبس ہے جسنے پہلے پہل امریکہ کا پتہ لگایا تھا -

Marfat.com

یہ حوصلہ مند عالی ہمت شخص جسکی نسبت ہماری ہندوستانی اصطلاح کے موافق کہا جا سکتا ہے کہ اس نے اپنے تئین زمین کا گز بنا دیا تھا۔ بچپن ہی سے سفر کا ایک شائق نہین عاشق تھا۔ جب اسکا جہاز سمندر مین چلا جاتا تھا اور لوگ راہ کے پانی اور خشکی کا سراغ لگنے سے مایوس ہوکر بدحواس ہو رہے تھے اُسوقت یہ مارے خوشی کے پھولا نہین سماتا تھا۔ یہ دل ہی دل مین خدا کا شکریہ ادا کرتا تھا کہ آج اسکی آرزو پوری ہوئی۔

ایشیا کے مغربی حصہ ملک عرب کی یہ مثل مشہور ہے کہ وہ کہا کرتے تھے "السفر وسیلۃ الظفر" ان کا یہ مقولہ گو کہ نہایت درجہ صحیح تھا مگر اور کسی قوم نے سفر کے ذریعے سے ایسی کامیابی نہ حاصل کی ہوگی جیسی کہ اُن لوگون نے حاصل کی۔ انکے سفر عالم مین اس امر کی بہت بڑی نظیر ہو سکتے کہ انسان خواہ وہ کیسے ہی افلاس اور ذلت کی حالت مین ہو مگر جب وہ اُولوالعزمی کے ساتھ سفر شروع کردیتا ہے اور غریب الوطنی کے تمام مصائب کو خندہ پیشانی کے ساتھ جھیل جاتا ہے تو وہ نہایت بیش بہا کامیابی حاصل کرتا ہے۔

اہل عرب کے سفر جس پریشان حالی کے ساتھ ہوے انکے مثل دنیا مین ہرگز نہ واقع ہوے ہونگے۔ پہلے پہل جس وقت وہ سواحل عرب کو طے کرنے نکلے تھے اُسوقت اُنکو دو دو روز مین ایک ایک خرما نصیب ہوتا تھا جو اُنکا قوت تھا۔ جب بلاد شام پر وہ پہنچے تھے اُنکے پاس خیمہ ڈیرے وغیرہ کی قسم سے کوئی سامان نہ تھا تمام مصیبتین اُنھون نے اپنے سر پر لین۔ برف کو وہ اپنے سرون پر روکتے تھے۔ جن قومون کا مقابلہ تھا اُنکو یہ ابتدائی خیال پیدا ہوگیا تھا کہ یہ لوگ مصائب سفر کو اس بے سروسامانی کے ساتھ ہرگز نہ برداشت کر سکین گے۔ خصوصاً برف کے بالکل نہ متحمل ہو سکین گے۔ ہمکو ان سے مقابلہ کرنے کی کوئی ضرورت نہین ہے آسمانی بلائین جو ہماری مددگار بنکر اُنکے سرون پر نازل ہونگی وہ جلد اُنکے قدم اُکھاڑ دینگی۔ یہ خود بخود بھاگ جاوین گے۔ مگر اس جفاکش قوم نے ہرگز اسکا خیال نہین کیا بلکہ نہایت استقلال اور محنت کے ساتھ چھ چھ مہینے تک اُن لوگون کو گھیرے رہی۔ پچھلی لڑائی جو پاک شہر بیت المقدس کے واپس لینے کے لیے تمام اہل یورپ اور مسلمانون سے ارض فلسطین پر ہوئی تھی گو اُس مین یوروپین کو کامیابی نہین ہوئی مگر اگلی ترقی کا پہلا زینہ وہی واقعہ تھا کیونکہ یوروپین مورخین خود معترف ہین کہ اس لڑائی کا یہ نتیجہ ہوا کہ اہل یورپ ایشیا والون سے ملے اور انکو سفر کی

Marfat.com

عادت پڑ گئی اور تجارت کا سلسلہ بھی ان لوگون مین شروع ہو گیا۔

ہمارا خیال ہے کہ سفر کی خوبیان اس سے بڑھ کر اور کسی طریقہ پر ہرگز نہین بیان کیجا سکتین کیونکہ بیان پر یہ بات وضاحت کے ساتھ ثابت ہو گئی کہ سفر ایسی چیز ہے جسمین اگر ناکامی حاصل ہو تو بھی کوئی نہ کوئی دلچسپ فائدہ ضرور ہاتھ لگتا ہے۔

ہم اپنے ملک کو (جو ہموطنون کو ایسی بیحامیت کے ساتھ پسند ہے کہ کبھی اسکے ترک کرنے کی جرأت نہین کرتے اور کبھی انکا جوش الفت سے بھرا ہوا دل اسکی مفارقت کو گوارا نہین کرتا) ایک بہت بڑی دلگیر دولت فرض کرتے ہین جو کبھی ہاتھ سے نہ دیجا وے مگر اسکے ساتھ ہی یہ کہنا نہایت درجہ ضرور ہے کہ یہ دولت کن لوگون کے ہاتھ مین رہی۔ یقیناً یہ بیش قیمت اور قابل عزت ملک عزت حاصل کرانیوالی دولت ہمیشہ چند مسافرون کے ہاتھ مین رہی جو کبھی کبھی فتح کر کے چلے گئے اور اکثر اُسکو اقامت گاہ قرار دیکر اُسی جگہ سکونت پذیر ہو گئے۔ آرین مقدس جماعت نے اسکو فتح کیا اور اُسکے حاکم ہو گئے۔ حکومت کے ساتھ اُنھون نے اسے اپنا وطن بھی بنا لیا۔ پھر جب دوسرا دور شروع ہوا اسلامی فاتح قوم ابتداءً ایک بالکل غیر مانوس ملک کی مسافرت اختیار کر کے اس دولت کو اپنے قبضہ مین کر لیا۔ کچھ دنون یہ لوگ مسافر ہی بنکر حاکم رہے پھر یہین سکونت پذیر ہو کر اس ملک کے باشندے قرار پا گئے۔ اب تیسرا دور شروع ہوا اور برٹش فاتحون نے سب سے بڑا عظیم الشان سفر اختیار کر کے اُسکو اپنے ہاتھون مین لے لیا۔ جو آج تک مسافر ہین اور جنھون نے ہم بھی تک ہندوستان کو اپنا وطن قرار دینے کے قابل قدامت نہین حاصل کی ہے۔ بہر تقدیر ہندوستان عموماً غیر قومون ہی کا محکوم رہا کیا بلکہ ہمیشہ بڑی عزت کے ساتھ اُولوالعزم اور عالی ہمت مسافرون کی میزبانی کرتا رہا۔ سب سے بڑھکر عجیب و غریب حیرت پیدا کرنیوالا وہ خیال ہوگا جو اب مین بیان کرون گا اور جو اسوقت ہندوستانیون کے ذہن نشین نہین مگر انکی حالت سے ظاہر ہو رہا ہے۔ یہ لوگ جو سفر کو نہایت ہی بُرا اور غیر قابل قدر بلکہ بالکل بیفائدہ خیال کرتے ہین۔ جب اُس ملک کے باشندے ہین جو ہمیشہ مسافرون کو عزت کی سند پر جگہ دیا کیا ہے تو ان سے بڑھکر کون حیرت انگیز قرار پا سکتا ہے۔ اگر اہل عرب وغیرہ جو سوائے ایک وقت کے ترقی آمیز پھیلاؤ کے ہمیشہ اپنے ملک ہی مین رہا کیے اور جنکے ملک نے غیر قومون کو اپنے وہان بہت کم جگہ

دی تو چنداں بعید نہیں۔ کیونکہ وہ ہمیشہ وطن دوستی اور اقامت وطن کے پابند رہے اگر نکلے بھی تو وہی نکلے کوئی دوسرا انکی سرزمین پر عزت کے ساتھ نہ آسکا۔ مگر ہمارے اہل وطن آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ یہاں ہمیشہ وہی قومیں جو مسافر بنکر آتی تھیں بڑی عزت کے ساتھ رہیں لیکن اسپر بھی وہ نہیں سمجھتے کہ سفر کیسی بیش قیمت چیز ہے۔

مسلمان اگر اپنے اُس دینی مرکز کی طرف رجوع کریں جو انکی شریعت کا مبدا ہے اور جس سے خدا کا مقدس قرآن مجید مراد ہے تو انکو بخوبی معلوم ہو جائیگا کہ سفر کیسی نادر اور عمدہ چیز ہے۔ قرآن بتا رہا ہے کہ "سیروا فی الارض"۔ یعنی زمین کی سیر کرو اصول شریعت پر اگر ہم غور کریں تو شاید یہ آیت فی نفسہ اپنے ظاہری حکم سے ہمکو سفر کرنے کی اجازت ہی نہیں دیگی بلکہ سفر کرنے پر مجبور کر دیگی۔ یہ مسئلہ اصول فقہ کا مسلم ہے کہ امر وجوب پر دلالت کرتا ہے۔ لہذا "سیر کرو" صیغۂ امر کا یہی منشا قرار پائیگا کہ سفر کرنا ہمپر واجب ہے اور بغیر اسکے ہم گنہگار قرار پائیں گے۔

ہمنے یہ پست ہمتی کو ترقی دینے والی بات ملک میں دیکھی ہے جسکا ظہور اکثر اوقات اُنھیں لوگوں کی جانب سے ہوا کرتا ہے جو سفر کر چکے ہیں۔ در حالیکہ وہ تجربہ کار کے لقب سے پکارے جاتے ہیں۔ وہ لوگ اپنی جفاکشی کی داد خواہی کے لیے نوجوانوں سے اکثر بیان کر چکے ہیں کہ سفر میں بڑی تکلیفیں ہوتی ہیں۔ انسان طرح طرح کی مصیبتوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ خرابی یہ ہے کہ وہ لوگ اسی پر اکتفا نہیں کرتے ہیں بلکہ نوجوانوں کی جانب اکثر خطاب کرکے یہ بھی کہا کرتے ہیں کہ سفر کی تکلیفیں آپ لوگ ہرگز نہیں اُٹھا سکتے اپنی ناتجربہ کاری سے آپ لوگوں کو بڑے بڑے صدمے پہونچیں گے۔ اس قسم کے امور عموماً نہایت زور دیکر بیان کیے جاتے ہیں۔ اور ان باتوں سے جو ہمارے ملک کے تجربہ کاروں سے سُنے جاتے ہیں۔ عام نوجوانوں کے دلولوں اور حوصلوں کو نقصان پہونچتا ہے ہمارا خیال ہے کہ یہ بالکل غلط خیالات ہیں۔ انسان جب سیر کرتا ہے عام اس سے کہ وہ کسی رُتبے اور درجے کا ہو اُسکو ہزار تکلیفیں پہونچیں اور لاکھ مشقتیں اُٹھانا پڑیں مگر وہ خواہ مخواہ اُسکے برداشت کرنے پر مجبور کر دیا جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص فخریہ بیان کرے کہ میں سفر میں ایسی ایسی مصیبتوں کا متحمل ہوا تو اُسکی بہت بڑی غلط فہمی ہے۔ ہم دریافت کرتے ہیں کہ اگر وہ شخص متحمل نہ ہوتا تو کیا کرتا۔ انسان چاہے کوئی موجب مسافرت اختیا

کریگا اسوقت اسکو تمام محنتین اور مشقتین اُٹھانے مین اپنی پوری ہمت اور جرأت صرف کرنا پڑیگی۔ فی نفسہ سفر کرنا البتہ انسان کے لیے ایک فخر کی چیز ہے اور سفر کی تکالیف کا متحمل ہونا اُس کی کوئی عزت کی علامت نہین ہے۔ کیونکہ یہ اتفاقاً اُسپر آپڑی تھین جنکی برداشت کرنے پر مجبور کردیا گیا۔ ہم اپنی قوم سے امید کرتے ہین کہ وہ اپنی ہمت کو پسپا کرنیوالی باتون کا بالکل خیال نہ کرین اور سفر کو اپنی ترقی کا ضرور سبب سمجھین جس پر اُنکے دین اور دنیاوی طرز معاشرت کے اصول منحصر ہین۔

پھول

کیا چیز ہے۔ اور کس قدر خوش نصیب چیز ہے۔ کون محفل عشرت ہے جس مین اسکا گذر نہین؟ کون بزم طرب ہے جہان اس خوشنما چیز سے لطف نہین اُٹھایا جاتا؟ زیادہ تعریف کرتے بھی خوف معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ بلبل اگر پرانے خیالات کا جانور نکلا تو ہمین اپنی رقابت کا الزام دیکے موسم خزان کی شکایت کرتے کرتے ہماری بھی شکایت کرنے لگیگا۔ مگر کیا کیا جائے۔ جب قدرت اپنی کوئی بیش بہا صنعت نظر کے سامنے کردیتی ہے تو بے اختیار جی چاہتا ہے کہ تعریف کرنے لگین۔ پھول کے سوا اور کون چیز ہے جسپر قدرت نے اپنی کاریگری کا پورا زور صرف کردیا ہو۔ ہونے کو تو ایک چھوٹی سی چیز ہے مگر خدا جانے خوشنمائی کسقدر کوٹ کوٹ کے بھردیگئی ہے کہ جسکی آنکھ پڑجاتی ہے اُسے بھلی ہی معلوم ہوتی ہے۔

صحن چمن مین حسینان جہان اپنی نازآفرینیون اور مشاطۂ قدرت کی چابکدستیون کا مقابلہ کرنے کو آبیٹھے ہین۔ انکی رونق موسم بہار کے اُنھین حسن فروشون سے ہے جنھین لوگ "پھول" کے لفظ سے یاد کرتے ہین۔ دلفریب عروسانِ بزم قدرت یعنی پیارے پیارے خوشنما پھول اپنے بیمثل حسن خداداد مین کچھ ایسی کشش رکھتے ہین کہ دلدادگان یار جنکا دل جمال یار کے سوا زمانے کے کل حسینون سے ہٹ جاتا ہے وہ بھی جب کبھی وحشت دل اُبھرتی ہے تو کوے جانان کے عوض صحن چمن مین نکل آتے ہین اور ان آنکھون کو بھلے معلوم ہونیوالے پھولون کو دیکھ دیکھ کے ویسے بیتاب ہو ہوکے بار بار اس مصرع کو زبان سے دوہراتے ہین۔ "اے گل بتو خرسندم تو بوے کسے داری" باغ کی زینت صرف نظرفریب اور رنگ برنگ پھولون سے ہے۔ سہانے برجانہ وقت صباح مین سطح ارض کے ہر حصے

سے ایک قسم کی بشاشت اور مسرت نمایان ہوتی ہے - جانتے ہو کیون؟ صرف اسوجہ سے کہ وہ ان قدرتی مخلوقون کے مُسکرانے اور شگفتہ ہونے کا وقت ہوتا ہے - اسوقت یہ اپنے حُسن عالم فریب پر ناز کرنیوالے پھول بے تحاشا ہنسے پڑتے ہین اور جوش خود پرستی کی ہنسی ان سے ضبط نہین ہوسکتی - انکی اسوقت کی بہار دیکھنے کے قابل ہے - اور اسی وجہ سے انکے جذبات خدا جانے کس کس کو کہان کہان سے کھینچتے ہین اور صحن چمن مین لا کے کھڑا کردیتے ہین -

نسیم جو نہین معلوم کن جنگلون کی ہوا کھاتی پھرتی تھی انکی سیر دیکھنے کے لیے آتی ہے اور نونہالان چمن کے ادھر اُدھر آہستہ آہستہ خوشخرامیان کرنے لگتی ہے - نازک دماغ طیور اُڑ اُڑ کے آتے ہین اور درختون کی نازک نازک ٹہنیون پر بیٹھ کے جوش سرور مین چہچہانے لگتے ہین - نور سحر کی دھیمی دھیمی شعاعین افق مشرق سے آتی ہین اور تر و تازہ سبزپوش خوش قدان گلشن کے دامنون سے چھن چھن کے رنگین پھولون کی پنکھڑیون پر پڑتی ہین اور ایک نئی بہار پیدا کردیتی ہین - آسمان کے جھلملاتے ہوے تارے اس دنیاوی بہار کو اپنی واپسین نگاہ سے دیکھتے ہین اور انکی کرنین جواہرنما قطرہائے شبنم مین دلچسپ جھلکیان دکھا دکھا کے زمین کو بھی آسمان کا نمونہ بنائے دیتی ہین جسکا یہ مطلب ہوتا ہے کہ گویا تارے بھی خوشرویان چمن کی بزم سرور کے مہمان ہین - وہ حُسن پرست جنھین نظربازی اور قدرتی صناعیون کی قدردانی کا لپکا ہے اور کسی بات مین تو اُنکا دل نہین لگتا مگر اسوقت ٹہلتے ہوے اِدھر نکل آتے ہین اور نوجوانان چمن کے آس پاس ایک لطف کے ساتھ ٹہلتے پھرتے ہین - غرض ہر طرح کے زندہ دل مہمان جمع ہوتے ہین اور اُنکی خاطرداری کے لیے پھولون نے اپنی خوشبوئین چارون طرف کی فضا مین پھیلا دی ہین - اور باغبان فطرت نے اپنی اس نکھری محفل کی رونق کے لیے بہار باغ پر تروتازگی اور نظرفریب جلا پھیر دی ہے - مگر اس محفل کی ساری رونق کس چیز سے ہے؟ یہ کس کے جذبات ہین جو ان زندہ دل مہمانون کو دور دور سے یہان کھینچ لائے ہین؟ ان سب کا اصلی مرجع شاہدان چمن یعنی پیارے خوشنما پھولون کا جلوہ ہے -

یہ پھول اس سادگی پر ایسے شوخ واقع ہوے ہین کہ صرف اپنی اداؤن سے دنیا کے ہر قسم کے حُسن کا جلوہ دکھا دیتے ہین - دیکھو گلاب کی نازک نازک اور تروتازہ گلابی

پنکھڑیان کس صفائی سے رخسار جانان کا حسن اُڑا لائی ہین۔ نرگس دھوکا دیکے زبان حال سے کہہ رہی ہے کہ " مین پھول نہین ایک شوخ چشم کی چلبلی آنکھیں ہون " سوسن مُسکرا مُسکرا کے اپنے نیلگون ہونٹون سے اپنی شوخ رنگ سی کی داد چاہ رہی ہے۔ اور عشق پیچان نے اپنی کاکلین پھیلادی ہین۔ الغرض حسن و عشق کی دنیا کے پورے کرشمے شاہدان گل کی ناز آفرینیون اور نسیم سحر کی چالاک دستیون سے نمودار ہین۔

خندۂ گل کو ہمیشہ شعرا تبسم جانان تصور کیا کیے ہین۔ شعرا درکنار ہر قسم کے نازک دماغون نے پھول کو باغ قدرت مین سے منتخب کیا ہے۔ اور یہ انتخاب ایسا سچا ہوا ہے کہ آجتک کوئی نکتہ چینی نہین کر سکا۔ ہر موقع اور ہر محل پر آپ کو یہی نظر آئیگا کہ شاہدان باغ جو کسی موقع پر خود معشوق ہوتے ہین اور کبھی نوجوانان چمن کے نازک جھکتے ہوے اعضا یعنی ٹہنیون کے زیور بنکے نمودار ہوتے ہین انکو ہر مذاق اور ہر سوسائٹی نے اپنے دلچسپی یا رونق کے لیے منتخب کیا ہے۔ وہ نازک ادا اور نازک دماغ جو اپنی دلربائیون اور دلبرون کی وجہ سے حسن و عشق کی دنیا مین خود بھی منتخب کیے گئے ہین۔ اُنھون نے اپنے سچے اور اچھوتے مذاق مین پیارے خوشنما پھولون کو دنیا بھر مین سے بطور عمدہ سامان حسن کے چن لیا ہے۔

غور کرنے کی جگہ ہے کہ یہ پھول کس کس طرح سے اور کس کس خوبی سے انکے کام آتے ہین۔ گلوے صفا مین پھولون کے ہار ہوتے ہین۔ کانون مین پھولون کی بجلیان ہوتی ہین۔ نازک کلائیون مین پھولون کے کنگن ہوتے ہین۔ اور بستر ناز پر اُنھین سراپا نزاکت پھولون کا بچھونا ہوتا ہے۔ پھولون کی قدر کچھ اسی وقت خوب ہو سکتی ہے جب کسی کے گورے گورے ہاتھون مین ایک نظر فریب گلدستہ نظر آئے۔ اور آرزومندان وصال کے دل مین ایک پُر جوش اور بیتابانہ حسد پیدا کر دے۔ موجودہ مہذب ممالک کی خوش وضع اور باکمال لیڈیان سر سے پانون تک پھولون سے آراستہ ہو کر جب بھری صحبتون مین اپنی ادائین دکھاتی ہین اُس وقت خیال مین آتا ہے کہ پھول قدرت کا کتنا بڑا قیمتی ہدیہ ہین وہ نازک دماغ جنھین اپنے سچے ذوق پر ناز ہے ہمیشہ پھولون کی بھینی بھینی خوشبو سے اپنے دل و دماغ کو تر و تازہ کیا کرتے ہین۔ پیارے پھول! تو حسینون کی صحبت مین ایک نازک مزاج مصاحب اور حسن پرستون کی محفل مین وہ بت ہے جسے دیکھ دیکھ کے وہ خیالی پیکر اُ

کا نقشہ آنکھوں کے سامنے کھینچا کرتے ہیں۔ تو نازنینوں کی جان اور نازپروردوں کا ایمان ہے۔

اے کسی نہ کسی طرح ہماری دلچسپی کا سامان پیدا کرنے والی قدرت! تو نے پھولوں کے پیدا کرنے میں اتنی بڑی فیاضی دکھائی ہے کہ باغ دنیا کے عشرت پسند کبھی تیرا شکریہ ادا کرنے سے سبکدوش نہیں ہو سکتے۔ فرانس و انگلینڈ کے نازفروش مہوشوں کی ٹوپیاں اسی بینظیر اور سادے زیور (پھولوں) سے سجی جاتی ہیں جو خاص تیرے ہاتھ کا بنایا ہوا ہوتا ہے۔ وہ سادہ مزاج کوہستانی دلربائیں جنکو زمانے نے اپنے پرتکلف سونے چاندی اور جواہرات کے زیور سے محروم رکھا ہے۔ اُنکے لیے تو نے اپنا قدرتی حسندان کھول دیا ہے جس سے نکال نکال کے وہ خوشنما اور خوبصورت پھول اپنے سروں اور اپنے سینوں پر آراستہ کرتی ہیں۔ یہی وہ زیور ہے جو دنیا کے غریب سے غریب اور سادے سے سادے پری رخ کے کام آتا ہے۔ اور ہزار پُرتکلف زیوروں سے زیادہ بہار دکھاتا ہے۔

انصاف کیجیے تو پھولوں سے اچھا زیور دلرباؤں کو آجتک نہ نصیب ہوا۔ اگر عشرت پسندوں نے اپنی نازنین معشوقوں کو سونے چاندی سے لاد دیا ہے۔ اگر عالیشان محلوں کی نازفروش آبدار جواہرات سے اپنے حسن کی شعاعوں کو زیادہ رونق دے رہی ہیں تو ہونے دو۔ وہ سادے حسن جو کوہستانوں اور صحرائی گاؤں میں نظر آتے ہیں جنکی طرف سے مجبور دنیا بھر کو لاپروا کر دیتا ہے اور خاص اپنی مشاطگی کے لیے منتخب کرتا ہے اُنکے سادے حسن کی رونق صرف اُنھیں خوشنما پھولوں کے ذریعہ سے نمایاں ہوتی ہے جن سے آفتاب صبح کی شعاعیں کھیلتی ہیں اور جنکے ساتھ نسیم سحر کے جھونکے شوخیاں کرتے ہیں۔

اے پھول! تو اس سے بھی زیادہ ہمارے کام آتا ہے۔ تو ہماری زندگی ہی نہیں ہمارے مرنے کا بھی رفیق ہے۔ وہ کیا حسرتناک مقام ہوتا ہے جب دنیا انسان کو چھوڑ دیتی ہے یعنی ساری راحتیں تمام دولتیں ہر قسم کی دنیاوی دلچسپیاں ہم سے چھین لیتی ہے۔ ایک ٹوٹی ہوئی اور کم حیثیت قبر ہمارا بستر راحت یا مصیبت ہوتی ہے۔ بڑی بڑی سناٹے کی اور مہیب اور خوفناک راتیں اسی گوشۂ تنہائی میں بسر کی جاتی ہیں صبح و شام یکساں ہیں۔ اور موقع پر نہ کوئی مونس ہوتا ہے نہ ہمدرد۔ نسیم سحر کے جھونکے بھی یہ قہر ڈھاتے ہوئے آنے میں کہ رات بھر کی جھلملاتی ہوئی شمع کو موت کے تھپیڑے دے دیکر گل کر دیتے ہیں۔ اور تیری خوشبو کو ادھر ادھر اڑا لیجانا چاہتے ہیں اُس وقت ہمیں کسی طرف کسی ہمدرد کی صورت میں نظر آتی

ہان آفتاب سحر کی ہلکی ہلکی روشنی مین تو نظر آتا ہے اور دل کو ایک تسلی سی ہو جاتی ہے ۔ نازک نازک اور پیارے پیارے پھولون کی چادر اُن یاس نصیبون کی قبرون پر بچھا دی جاتی ہے جنھون نے دنیاوی ناکامیون سے مایوس ہو کر نہایت حسرت و اندوہ سے جان دی ہے دنیا کے تمام سامان عشرت اور کل دلچسپی کی چیزین پہلی ہی منزل پر مسافران عدم کا ساتھ چھوڑ دیا کرتی ہین ۔ عزیز و اقارب سب ساتھ چھوڑ دیتے ہین مگر اے وفادار عروسان چمن تمھارا ساتھ ہرگز نہین چھوٹتا ۔

عموماً قبرون پر کچھ شگفتہ پھول لا کے ڈال دیے جاتے ہین یا وہ چھوٹے چھوٹے پھولدار درخت اُن قبرستانون مین لگا دیے جاتے ہین جن مین کشتگان ناز اپنی ستم کشی کی دادخواہی کے لیے روز حشر کے منتظر بن کے لیٹے ہین ۔ اس قسم کے سین دنیا مین بہت نظر آئین گے اور مسافران عدم کی ستین اور خاموش آبادی مین آپ کو اکثر ایسی ہی دلچسپی نظر آئیگی ۔ لیکن اگر کبھی آپ نے وہ دلخراش گھڑی دیکھی ہوگی تو دل پر بہت بڑا اثر پڑ گیا ہوگا ۔ جب کسی وفادار پریوش نے اپنے جان دادہ عاشق کی قبر پر کچھ دیر تک حسرت و الم کے ساتھ آنسو بہا کے تھوڑے سے پھول ڈال دیے ہونگے ۔ اب یہ کون وقت ہے ۔ جب دنیا کل عشق کا پیام لیجانے والون کو بیکار کر دیتی ہے ۔ نسیم سحر بیکار ہو گئی ۔ پیک صبا بھی ایسا نہین رہا کہ کام آئے ۔ غرض جتنے قاصد تھے اُن مین سے کوئی پیام پہونچانے کے قابل نہین رہا ۔ ایسے نازک اور بیکسی کے وقت مین اے نازنین شاہان چمن تم کام آتے ہو اور وہ مبارک ورپیا یا تحفہ ہوتے ہو جو باوفا معشوقہ کی طرف سے اُسکے شہید عشق یا کسی عاشق کی طرف سے اُسکے تغافل شعار خواب مرگ کا مزہ لوٹنے والی معشوقہ کے پاس بھیجا جائے ۔ اے پھول! تو زندگی مین بھی اور مرنے کے بعد بھی ہمارے کام آتا ہے ۔ ہمارے دوست انگریزی مذاق نے کاہیکو واقف ہونگے ورنہ اُنھین معلوم ہوتا کہ منتظران حشر کے لیے یہ پھول کیسے دلچسپی کی چیز ہوتے ہین ۔ ہمارے قبرستان تو ہماری قسمتون کی طرح سنسان پڑے ہین ۔ مگر کبھی ٹہلتے ہوے انگریزی قبرستانون کی طرف نکل جاؤ تو معلوم ہو کہ پھولون سے اُس ستین اور سناٹے کے سین مین کیسا کام لیا جاتا ہے ۔ وہان ہر قسم اور ہر رنگ کے پھول گویا آنکھون ہی آنکھون مین باہم باتین کرتے ہوتے ہین ۔ ایک سلوٹ کا عالم ہوتا ہے اور یہ شوخ طبع نازنیان چمن اپنی ہنسی کے وقت بھی کچھ ایسی خموشی سے کام لیتے ہین کہ کسی کو کانون کان

خبر نہیں ہوتی۔ ایسے سکوت کے وقت میں کوئی حسرت نصیب نازنین و حسین آتی ہے اور اپنے جان دادہ ناز بردار کی قبر پر اندوہ و غم کی ادا سے بہت سے پھول کھرا دیتی ہے اور پھوٹ پھوٹ کے رونا شروع کرتی ہے۔ ایک اہل دل کے لیے یہ سین تھوڑا موثر نہیں ہے اگر توجہ کرکے دل سے سنیے تو اُسکے نالہائے جگرخراش پر چھاتی پھٹ جائے۔

دنیا کے تمام مقامات کی رونق صرف پھولوں سے ہے۔ شام ہوتی ہے۔ وہ شاہدانِ چمن جو آفتاب کے غروب ہونے کی خوشی میں کھلکھلا کھلکھلا کے ہنس پڑے تھے اُنکو رات اپنی گود میں لے کے چھپاتی جاتی ہے۔ تارے آسمان پر چمکتے جاتے ہیں۔ اور تھوڑی ہی دیر میں آسمان کی کل وسعت شاہدانِ عالم بالا یعنی جگمگانے والے تاروں سے بھرجاتی ہے۔ یہ سب نے مان لیا ہے کہ عالم بالا کی ساری دلچسپی اور بہار انھیں نظرفریب تاروں سے ہے قدرت کی فیاضیوں نے ان تاروں کے جواب میں سطح ارض پر سبزے کا فرش بچھا کے پھولوں کے ایسے دلفریب اور نازک بدن شاہدوں کو بٹھا دیا ہے۔ یہ پھول ہی دنیا میں ایسی چیز ہیں کہ آسمان کے تاروں کا جواب دیتے ہیں۔ رات اور دن کے تغیرات ابتدا سے یہی بہار دکھلاتے آئے اور قیامت تک یہی بہار دکھلاتے رہیں گے۔ کہ صبح ہوئی اور دنیا کے شوخ ادا چلبلی طبیعت والے پھولوں نے ہنس ہنس کے آسمان کے تاروں کو ایسا شرمایا کہ مارے شرم کے اُنھوں نے اپنا منہ چھپا لیا۔ دن بھر ان عروسانِ چمن کا دور دورہ رہا اور شام ہوتے ہی پھر تاروں کی باری آئی اور اُنھوں نے اپنے جلوے میں ایک دلفریبی اور نورانیت پیدا کرکے پھولوں کی رونق نظروں سے غائب کردی۔ اور وہ اہل دل جنھیں دیدبازی اور حسن قدرت سے مستفیض ہونیکا شوق ہے کسی کی مفارقت کی دشوار گھڑیاں یوں گذارنے لگے کہ بار بار نظر اُٹھاتے ہیں اور مہوشانِ فلک کے جمال جہان آرا کی زیارت سے اپنا دل بہلاتے ہیں۔

باغ قدرت میں پھول ایسے خوشنما اور نیچر کی ایسی ہمہ تم بالشان صنعت نظر آتے ہیں کہ جس بزم میں جو چیز زیادہ دلچسپ اور قابل توجہ ہوا سے اس محفل کا ایک دلفریب پھول تصور کرنا چاہیے۔ باغ اسلام کے پھول ہمارے وہ قدیم نامور بانیان قوم تھے جو اُس اگلی محفل قوم کی زیب و زینت تھے۔ اُنھیں کے دم سے اُس قدیم سرسبز باغ اسلام کی رونق تھی جسکی گذشتہ رونق پر آجکل کے شکستہ حال اور غیر تربیت یافتہ مسلمان ناز کررہے ہیں۔

اے باغ اسلام کے شاداب اور صدا بہار پھولو جن کی رونق قیامت تک باقی رہے گی۔ تمہارا وہ دلفریب رنگ جو دنیا میں جم گیا تھا۔ تمہاری وہ بارونق بہار جس نے تمام عالم کو اپنا خوبصورت زیور پہنا دیا تھا یہ سب چیزیں ایسی تھیں کہ گو نہیں ہیں مگر ہر گھڑی یاد آکے دلوں میں ایک درد پیدا کر دیتی ہیں۔ اے وہ خوبصورت پھولو جو خیالی اور تاریخی دنیا کی سیر کرنے والوں کو جابجا نظر آجاتے ہو زمانے کی آب و ہوا تمہارے کیا خلاف ہوئی کہ ہر طرح کے پھول کھلتے ہیں۔ دنیا کی سب دلچسپیاں موجود ہیں ایک نہیں ہو تو تم - تمہارے نہ ہونے سے ان لوگوں نے گلزار عالم کی سیر کرنا ہی چھوڑ دی جو تمہاری خوشنمائی کے والہ و شیدا تھے۔ اے باغبان قدرت کیا تجھے نہیں معلوم ہوتا کہ بغیر ان پھولوں کے تیرا باغ بالکل بے رونق ہو رہا ہے؟ جس طرح ہو سکے اور جہاں سے ہو سکے وہی بہار دکھا جسکے ہم مشتاق ہیں۔

بزم قدرت

دنیا کی سب محفلیں تغیرات زمانہ سے درہم و برہم ہو جاتی ہیں مگر خدا کی مرتب کی ہوئی محفل جس میں انقلابات عالم سے ہر روز ایک نیا لطف پیدا ہوتا رہتا ہے ہمیشہ آباد ہے اور یوں ہی قیامت تک بھی رہیگی۔ یہ وہ محفل ہے جس کی رونق کسی کے مٹانے سے نہیں مٹ سکتی۔ وہ پرغم واقعات اور وہ حسرت بھرے سانحے جن سے ہماری محفلیں درہم و برہم ہوجایا کرتی ہیں ان سے بزم قدرت کی رونق اور دوبالا ہو جاتی ہے۔ ہماری صحبت کا کوئی آشنا حرماں نصیبی میں ہم سے بچھڑ کے مبتلائے دشت غربت ہو جاتا ہے تو مدتوں ہماری انجمنیں سونی پڑی رہتی ہیں۔ ہمارے عشرت کدوں کا کوئی زندہ دل قضا اجل ہو جاتا ہے تو سالہا سال کے لیے وہ ماتم کدہ ہو جاتے ہیں۔ مگر جب ذرا نظر کو وسیع کرو اور خاص صدمات کا خیال چھوڑ کے عالم کو عام نظر سے دیکھو تو اسکی چہل پہل ویسی ہی رہتی ہے بلکہ نئی نسل کے دو چار پرجوش زندہ دل ایسے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں کہ دنیا کی دلچسپیاں ایک درجہ اور ترقی کر جاتی ہیں۔ کسی فلسفیانہ مذاق والے شاعر کا قول ہے

دنیا کے جو مزے ہیں ہرگز یہ کم نہ ہونگے   چرچے یہی رہیں گے افسوس ہم نہ ہونگے

جسے کہا ہے بہت خوب کہا ہے۔ بزم قدرت ہمیشہ یوں ہی دلچسپیوں سے آبا د رہیگی مان

Marfat.com

ہم نہ ہونگے۔ اور ہماری جگہ زمانہ ایسے نعم البدل لاکے بٹھا دیگا کہ ہماری باتین محفل والون کو پھیکی اور بےمزہ معلوم ہونے لگین گی۔

شاعری کے لحاظ سے دیکھو۔ ہومر نے ایک طرف اور رامائن کے مصنف نے دوسری طرف نہایت شیرین آواز مین شعرخوانی شروع کی اور اُس بزم والون کو محو کر دیا۔ زمانہ آگے بڑھا تو دونون نہ تھے اُنکی جگہ صحرائے عرب والے بڑھ بڑھ کے رجز خوانیان کر رہے تھے آخر اُنسے بھی محفل خالی ہوئی اور ابونواس وغیرہ کا زمانہ آیا جو خلفائے عباسیہ کے دربار سے نکل کے بزم عالم کے تمام ممبرون سے صدائے تحسین و مرحبا سننے لگے۔ چند روز اپنا فرض ادا کر کے اُنھون نے کنج عدم کی راہ لی تو شعرائے ایران زمین کا دَور ہوا اور فردوسی و نظامی نے بزم عالم کی غزلخوانی کا چارج اپنے ذمے لیا۔ ان مین سے کسی کی نسبت کوئی کہہ سکتا ہے کہ کسی ادنیٰ درجے پر تھا؟ سب سخن سنج اور سب زندہ دل تھے۔ بزم قدرت کی دلفریبی کی۔ لوگون کو خوش کیا اور دوسرے کیلیے جگہ خالی کر کے چل دیے۔

الغرض یہ محفل کبھی خالی نہین رہی۔ کوئی نہ کوئی ضرور رہا جو اس بزم کی رونق کو ترقی دیتا رہا۔ اسی مقام سے یہ نازک مسئلہ ثابت کیا جاتا ہے کہ زمانہ کی عام رفتار ترقی ہے ایک قوم آگے بڑھتی اور دوسری پیچھے ہٹتی ہے۔ تنزل پذیر قوم کے لوگ اپنے مقام پر جب اطمینان سے بیٹھتے ہین زمانے اور ملک کی شکایتون کا دفتر کھول دیتے ہین اور انکو دعوی ہوتا ہے کہ زمانہ تنزل پر ہے مگر اصل پوچھیے تو تنزل صرف اُنکی غفلتون اور راحت طلبیون کا نتیجہ ہے۔ دنیا اپنی عام رفتار مین ترقی ہی کی طرف جا رہی ہے۔

اے وہ لوگو جو زمانے کی شکایت مین زندگی کی قیمتی گھڑیان فضول گزار رہے ہو ذرا بزم قدرت کو دیکھو تو کہ کس قدر دلکش اور نظر فریب واقع ہوئی ہے۔ تمھارے دل مین وہ مذاق ہی نہین پیدا کہ ان چیزون کی قدر کر سکو۔ یہ وہ چیزین ہین کہ انسانی جوش کو بڑھا ہین اور طبیعت مین وہ مفید حوصلے پیدا کرتی ہین جنسے ہمیشہ اچھے نتیجے پیدا ہوے اور ہونگے۔

اندھیری رات مین آسمان نے اپنے شب زندہ دار دوستون کی محفل آراستہ کی تارے کھلے ہوے ہین اور اپنی بے ترتیبی اور بے نظمی پر بھی عجب بہار دکھا رہے ہین۔ دیکھ ان پیارے خوشنما تارون کی صورت پر کیسی زندہ دلی اور کیسی تر و تازگی پائی جاتی ہے آسمان ایک کامران عاشق کی طرح انھین اپنی گود مین لیے بیٹھا ہے اور لطف صحبت اُٹھا

Marfat.com

اہے - یکایک ماہتاب کا ایسا حسین اور نورانی مہمان مشرق کی طرف سے نمودار ہوا اور یہ
ننھے گورے تارے اپنی بے قدری پر افسوس کر کے غائب ہونے لگے - ماہتاب آسمان کے
نیلگون اطلسی دامن میں کھیلتا ہوا آگے بڑھا - ماہتاب اگرچہ ہماری طرح دل داغدار لیکے آیا تھا
مگر خوش خوش آیا اور ہمارے غربت کدون کو روشن کر کے بزم قدرت میں نہایت لطیف
اور خوشگوار دلچسپیان پیدا کر کے خوشی خوشی صحن فلک کی سیر کرتا ہوا مغرب کی طرف گیا اور
غائب ہو گیا - ابھی آسمان کو اُس مہمان کا انتظار تھا جس پر نظام عالم کا سارا کاروبار چل
رہا ہے - اور جسکی روشنی ہماری زندگیون کی جان اور ہماری ترقیون کا ذریعہ ہے - آفتاب
کی آب و تاب سے ظاہر ہوا - رات کا خوبصورت ، محبت چاند اپنے اُترے ہوئے چہرے کو
لیکے غائب ہو گیا - اور آسمان کا اسٹیج بزم قدرت کے دلفریب ایکٹرون سے خالی ہو گیا -
افسوس ہم میں بہت کم ایسے ہین جن مین وہ سچا ذوق ہو جو انسان کو بزم قدرت کا
قدردان بنا دیتا ہے ورنہ قدرت ہماری دلچسپی کے لیے ہر روز اور ہر جگہ اپنی جانفزا محفل آراستہ
کرتی ہے - یہ صبح و شام کے جذبات کیون جنون انگیز دلون کو اُبھارا کرتے ہین ؟
اس لیے کہ بزم قدرت کے ممبر اسوقت اپنی آزادہ فشیون کو سرگرمی کے ساتھ
دکھاتے ہین -

خوابِ شب کا مزہ اُٹھانیوالون کی آنکھین کھُل کھل کے افق مشرق کی طرف متوجہ ہوئی
ہین - آفتاب کی شعاعین آسمان کے دور پر چڑھتی ہوئی نظر آتی ہین - اسکے ساتھ ہی مرغان
سحر کے نغمے کی آواز کانون مین آتی ہے اور آنکھین مل کے دیکھا ہے تو ہماری نظر کی خیرگی
اور شمع حقیقت مین جھلملا رہی ہے - یک بیک وفور طرب نے ایک ہنگامہ برپا کر دیا -
گھنٹے بجے - چڑیان چہچہائین - موذنون نے اذانین دین - اور تمام جانورون کی مختلف
آوازون نے مل کر ایک ایسا ہمہمہ پیدا کر دیا کہ نیچر کی رفتار مین بھی تیزی پیدا ہو گئی -
کارخانہ نیچر کے چابکدست کاریگر اپنے کام کی طرف متوجہ ہوے - نسیم سحر اٹکھیلیان کرتی ہوئی
اُٹھی اور رضا بطہ و متین غنچون کے پہلو مین گدگداتے لگی - تڑکے کا ہلکا ہلکا نور اُن چہرون کی
دلفریبی کو اُبھارنے لگا جنکے بناؤ اُنکی وعدہ وفائی کی بدولت رات ہی بھر کی صحبت عیش
مین بگڑ گئے تھے - وہ نازک دست حنائی جنکی مار کامیاب عشاق کو نصیب ہوئی تھی اسوقت
بالون کو درست کرنے والی زلفون پر پہونچے اور انھین ایک ادائے سمیٹ کے کانون کے پیچھے

Marfat.com

کردیا ۔ شمع سحر کی مانند شعاعیں اُن آنسوؤں کے موتیون پر پہونچیں جو پہلے رات کی گردنون
مین زلفون کے تیل نے ایک آبدار لمع پھیر دیا تھا ۔ اُتری ہوئی صورت والے تارے آ
پر جھلملا رہے ہیں ۔ یاس نصیب شمع اپنے شہیدان محبت پروانون کی لاشون کے ڈھیر پر
حسرت مندانہ وضع اور صورت سے آنسو بہا رہی ہے ۔ ایک طرف مہمانان شب کی ندامتیں
مختلف اداؤن مین ظاہر ہو رہی ہین ۔ دوسری طرف گذشتہ شب کے عیش پرست عش
ہجران نصیبی کے اندیشے سے اپنی بے لبیان اور بیان عجب پُرسوز لہجے مین ظاہر کر رہ
ہین ۔ الغرض قدرت نے اپنی پوری بہار کا نمونہ آشکارا کر رکھا ہے ۔

اُدھر شام ہو گئی ہے اور نیچر نے دوسری قسم کی کیفیت دکھانا شروع کی ہے ۔ د
کے تھکے ماندے محنت و مشقت سے فراغت کر کے گھرون کو چلے ہین ۔ سانولی رات ایک نگ
دلربا کی طرح آرزومندون کی مہمان بنی ہوئی ہے ۔ ادھر پچھلی رات کے سوئے ہوئے تار
آسمان پر بیدار ہو ہو کے آنکھین کھولتے جاتے ہین ۔ ادھر اُنکے جواب مین دنیا والے
چراغ روشن کر رہے ہین ۔ دنیا کی تمام زندہ مخلوق نے اپنے کاروبار پورے کر کے ایک
ہنگامہ بپا کر رکھا ہے ۔ گویا آنیوالی سنسان گھڑی کا معاوضہ پہلے ہی پورا کر لینے
غرض سے معمول سے زیادہ شور و غل شروع کر دیا ہے ۔ اہل مذہب اپنی عبادتو
مشغول ہین ۔ بازارواون نے ایک شور مچا رکھا ہے اور گویا ساری رات کی خاموشی
عوض اسی وقت جی کھول کے باتین کرین گے ۔

صبح اور شام دونون ایسے وقت ہین کہ اہل عالم کے اطمینان اور بیفکری کی و
بزم قدرت مین ایک قسم کی چہل پہل پیدا ہو جاتی ہے ۔ ورنہ نیچر نے اپنی محفل کے لیے کوئی
وقت نہین معین کیا ہے ۔ خدا کی قدرت کا باغ ہر وقت تر و تازہ اور ہر گھڑی رونق پر
ہے ۔ کون وقت ایسا ہے کہ آپ کسی مقام پر کھڑے ہو جائین اور اپنی نظر کو ذرا اِدھر اُدھر
کارخانۂ قدرت کی سیر کے لیے ادھر اُدھر دوڑانے لگین اور وہ سمان نہ نظر آ جائے جو
آپ کو مدتون نہ بھولیگا ۔ ہر محفل کی رونق اُسکی چہل پہل اور اہل محفل کی شوخ طبعی سے
ہوتی ہے مگر بزم قدرت ایک ایسی محفل ہے جس کی رونق ہر صورت اور ہر حال کے سا
اُنھین چیزون سے ہو جاتی ہے جو وہان موجود ہین ۔

ہمین اُن محفلون کا نمونہ دکھلانے کی کچھ ضرورت نہین جن مین بہاری اور بہاری د

Marfat.com

...شوخیون اور باتون سے ایک لطف پیدا ہو جاتا ہے - ایسی بزم کی زیارت کا اتفاق
...ر انگ کو ہو چکا ہوگا - کون ہے جو اپنے احباب مین بیٹھ کے ہنسا بولا نہین - کون ہے جو
...فل جانان کی دلفریبیون کا مزہ نہین لوٹ چکا ہے - کون ہے جو دنیا کی مختلف صحبتون مین
...شریک ہو کے دنیا کو ہر پہلو سے نہین آزما چکا - یہ سب وہ چیزین ہین جو آباد دنیا مین
...ر آجاتی ہین - اور تمدن اور سوسائٹی نے کسی نہ کسی موقع پر ہمارے دوستون کو ضرور
ان چیزون کی زیارت کرادی ہے - جو محفل زیادہ غور کے قابل ہے وہ وہ محفل ہے جو
...آباد صحرائی اور کوہستانی مقامون مین قدرت کے اہتمام سے مرتب ہوتی ہے اور نیچر
... جذبات سے ہر رنگ کے زندہ دل ممبرون کو فراہم کرتا ہے اور کچھ ایسا دلچسپ
...ن مہیا کر لیتا ہے کہ وہ سامان آبادی مین ہرگز نصیب نہین ہو سکتا ہے -

دیکھو اُس وسیع صحرا مین اُن پُرجوش مسلمانون کا قافلہ چلا آتا ہے جو مکۂ معظمہ سے
...ین اور زیارت مسجد نبوی کے لیے مدینۂ یثرب کی طرف ایک ذوق و شوق سے چلے جاتے
...ن جابجا پہاڑیان ایک سکوت اور متانت کے ساتھ سر اُٹھائے ہوے بزم قدرت کا
... دیکھ رہی ہین - ریگستان نے سفید براق فرش سطح زمین پر بچھا دیا ہے جس مین اونٹون
...کے قدم کوسون تک نقش و نگار بناتے چلے گئے ہیں - نصف سے زیادہ رات گذر
...ی ہے - ماہتاب آسمان کی پوری بلندی پر نہایت شگفتگی کے ساتھ جلوہ افروز ہے - اور
...رپہلا فرش بزم قدرت کے بامذاق ممبرون کے لیے صدہا کوس تک پھیلتا چلا گیا ہے -
...آہستہ آہستہ چل رہی ہے اور گویا خشکی کے جہازون (اونٹون) کو نہایت کامیابی
...مقصد وری کے ساتھ بڑھائے لیے جاتی ہے - ایک ایسا سکوت زمین و آسمان پر
...ری ہے کہ خود بخود آنکھون مین نیند بھری آتی ہے -

حُدی کی آوازین صحرائے بزم قدرت کے ہر سونے والے کو جگا رہی ہین اور قافلہ
قدسے یون جا رہے ہین کہ ہچکولے کھاتے کھاتے سو جاتے ہین اور سوتے سوتے چونک پڑتے
ہین - ایسے مقامات پر لاکھون آدمیون کا گذر ہوا کرتا ہے مگر جو دلچسپی قدرت نے وہان
پیدا کر رکھی ہے اُس پر کسی کی نظر نہین پڑتی - اگر کوئی دیدۂ بصیرت سے دیکھے تو معلوم ہو
...ا ہے کہ اگر انسان تمام کارخانۂ قدرت پر تعمق سے نظر ڈالے تو ایک گھڑی مین وہ
...بڑا خداشناس ہو سکتا ہے - افسوس کہ ہمین دیدۂ بصیرت نہین نصیب - اے خدا

Marfat.com

تو ہمیں وہ آنکھیں دے جن سے ہم تیری قدرت کو دیکھ سکیں۔

سفرنامۂ ہستی

بچپن

کریں سیر دنیا عدم سے نکل کر
یہ خواب اپنی آنکھوں سے دیکھ آئیں چل کر

دنیا میں جس روز قدم رکھا تھا خدا جانے کیسی منحوس ساعت تھی کہ کبھی گھڑی بھر بھی آرام سے بیٹھنے کی فرصت نہ ملی۔ نیرنگیِ زمانہ نے دم بھر چین نہ لینے دیا۔ خدا جانے کیا وحشت سر پر سوار ہوئی کہ عدم کے شہ نشین پر بیٹھے بیٹھے ہم نے ارادہ کر لیا کہ لاؤ ذرا باغِ ہستی کی ہوا کھا آئیں۔ دیکھیں تو سہی کہ اس چھوٹی سی بستی میں ہمارے ساتھی آکر کیسے مزے سے لگے ہیں۔ اول تو عدم کی بےغمی کے عالم میں بیٹھے بیٹھے بیفکری سے ہاتھ پانوں کچھ بیکار سے ہو گئے تھے دوسرے ہم سے پہلے آنے والوں کی شوقِ ملاقات نے پہلو میں ایسا گدگدایا کہ آتے ہی بن پڑی۔ بیخود ہو کر نہ نفع و نقصان کا خیال کیا نہ افکارِ دنیوی کو سمجھے بوجھے بس چل کھڑے ہوئے۔ وہاں کی بیفکریوں سے یہ بھی معلوم نہ تھا کہ اس مختصر سفر میں کس کس چیز کی ضرورت ہے اور ہمیں کیا کیا سامان ساتھ لیلینا چاہیے صرف باین یک سینی و دو گوش چلنے کا اتفاق ہوا۔ جیسے بیٹھے تھے ویسے ہی اُٹھ کھڑے ہوئے۔

اس عالم میں داخل ہونے کے بعد معلوم ہوا کہ ہماری اتنے دنوں کی امیدواری بیکار تھی۔ نہ ہمارے پاس وہ ہاتھ پانوں تھے جو یہاں کام آتے ہیں نہ وہ صورت تھی جو ہمارے ساتھیوں نے یہاں آکر حاصل کی ہے نہ ہمارا وہ مزاج تھا جسکو اس پردیس کی ہوا راس آئے۔ نہ وہ دل تھا جس میں یہاں کی آرزوئیں رہ سکیں نہ وہ جگر تھا جو یہاں کے صدمہائے جانکاہ اُٹھا سکے۔ پھر آتے تو کیا منہ لیکر۔ بڑی خیریت گذری کہ اسی تو پہنچنے کی اُمیدواری نے ہم میں اِن سب چیزوں کے ساتھ دنیا کے نشیب و فراز جھیل جانے کی صلاحیت بھی بخوبی پیدا کر دی تھی۔ واقعی جس ملک میں بے وہاں کے رسم و رواج دریافت کئے جایئے مٹی ہی خراب ہوتی ہے۔

خیر صاحب اس عالم میں داخل ہوئے۔ داخل ہوتے ہی وہ عالم نظر پڑا کہ

گھبرا اُٹھے۔ کچھ ایسے مکروہات دنیوی دکھلائی دیے کہ بے تحاشا چلا چلا کر رونے لگے۔ اسوقت ہمین معلوم ہوا کہ ہاے۔ خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم۔

ان مکروہات زمانہ کو دیکھکے ہمارے بہت سے ساتھی اِسی جگہ سے واپس گئے۔ رونا کیسا اُنھون نے سانس تک نہ لی اور اس مقام سے اپنے وطن کو پھر پڑے۔ اے ہمارے وہ ساتھیو! جنھون نے اپنے سفر ہستی کو اسی مقام پر ختم کر دیا۔ اور یہین سے اپنے اُلٹے پانون واپس گئے۔ بھئی تم بہت اچھے رہے۔ اس بکھیڑے سے خوب بچے۔ ہمارا اختیار چلتا تو ہم بھی تمھارا ساتھ دیتے۔ قسمتون مین تو یہان کی کوچہ گردی اور بلاکشی لکھی تھی پھر کرتے تو کیا۔ سچ کہتے ہین تقدیر نے لاچار کر دیا ورنہ بھلا یہ دنیا رہنے کے قابل ہے؟ لاحول ولا۔

پہلے تو کچھ دنون یہان رہکر ہمنے یہان کی ظاہری محبت جتانے والون کی طرف آنکھ اُٹھاکر بھی نہین دیکھا۔ اپنے اُنھین دوستانِ عدم کے خیال سے باتین کیا کیے۔ دو چار مہینے اِسی طرح جی بہلایا جسکو لوگ سمجھے کہ رجال الغیب تھپکیان دے دیکر ہمین خوش کر رہے ہین۔ بھئی واللہ یہان کے لوگ بھی عجب فطرتی ہین چھوٹی چھوٹی عمدہ عمدہ چیزین دکھا کر اُنھون نے آخر اپنی طرف متوجہ کر ہی لیا۔ یہ تو ہم سے بہت بڑی غلطی ہوئی تھی کہ عالم وجود کا ارادہ کرتے وقت ہمنے یہان کی زبان نہین سیکھ لی تھی جسکی وجہ سے بہت کچھ دقتین اُٹھانا پڑین مگر ہم یہان کے فریب دینے والون سے کچھ ایسے متنفر تھے کہ برسون اشارے سے بھی بات نہ کی مگر یہان کی فسون سازیون سے بھی خدا کی پناہ ادھر تو دو ڈھائی برس چپکے بیٹھے بیٹھے ہم بھی تنگ آ چکے تھے اُدھر وہ لوگ بھی شب و روز ہمکو اپنی طرف متوجہ کیا کرتے تھے اور پھر ان ہی لوگون کی صحبت مین ہمین یہان کی زبان بھی کچھ ٹوٹی پھوٹی آ چلی تھی۔ غرض ان سب امور نے مل کر کچھ ایسا ولولہ اور جوش دل مین پیدا کر دیا کہ مجبور ہو کر ہمین بولنا ہی پڑا۔ اتنا ہمین یاد ہے کہ ہماری اُن بھولی بھولی باتون پر جو ہم سے پہلے آئے ہوؤن کی عاقبت اندیشی کی باتون سے کسی قسم کا لگاؤ نہین کھاتی تھین۔ یہان کے لوگ نہایت خوش ہوتے تھے۔ اور ہمکو بھی یاد ہے تب کہ ہمکو تو ملک عدم کی بے فکری کا اُسوقت تک مزا نہین بھولا تھا۔ دنیاوی افکار اور ماتم و رنج و الم کو کبھی دھیان مین نہین لاتے تھے۔ ہماری اس حالت پہ یہان کے تمام غم کیش اکثر رشک کیا کرتے تھے اور انکو بھی اپنی بے فکری کا عالم یاد آ جایا کرتا تھا۔

تھوڑی صحبت کے بعد ہمکو معلوم ہوا کہ یہان ہمارے اگلے عالم فنا کے ہوش و حواس ہو

Marfat.com

ہماری وہان کی تمام موثر حالت محض بیکار ہے۔ وہان کی طرح تیجوٹ وبے ہراس بیٹھنا یہان نہین کام آتا ہے۔ وہان کی ایسی یکجائی مطلق اور صرف کسی کے خیال مین پڑے رہنے کی حالت یہان کے لیے نہین ہے۔ یہان تو رغبت و نفرت اور غم و مسرت کے بغیر کام ہی نہین چلتا۔ ممکن کہان کہ یہان رہین اور بے چلے پھرے بسر ہو سکے یا بے نہین آئے جائے گذر جائے زبان ہلانے کے ساتھ ہی آنکھ اُٹھا کر جو دیکھتے ہین تو معلوم ہوا کہ ہمین کروڑون باتین ابھی حاصل کرنا باقی ہین بلکہ ابھی ہم اس قدر بھی نہین سمجھ سکتے ہین کہ نشو و نما و وزن کے دنیاوی طرز معاشرت کے لیے ہمکو کس قدر سامان جمع کرنا چاہیئے۔ بڑی مصیبتون سے گر پڑ کے چلنا سیکھا ہزارون دقتون سے غلطیان کر کر کے کچھ ہوش و حواس سنبھالے۔ پہلے پہل جو ایک بالکل اجنبی ملک مین آنے کا اتفاق ہوا تھا تو آب و ہوا بالکل ناموافق ہوئی۔ مر مر کے جئے۔ سیکڑون مرتبہ دوبارہ زندگی پائی۔ خدا خدا کر کے وہ زمانہ کٹا۔ جس مین جان کے لالے پڑے تھے اور اسکے ساتھ ہی وہ تعلیمین بھی ختم ہو گئین جنکی غایت تمام دُنیوی تعلیمون کے مبادی کا حاصل کرا دینا سمجھی گئی تھی۔ افسوس کہ دنیا کے جانکاہ جھگڑون کا اس مقام پر خاتمہ نہین ہوا تھا ابھی ہم کو اس سے زیادہ کشمکش مین پڑنا پڑا تھا۔ پہلے تو ہمین عالم ظاہر مین قدم رکھتے ہی ہزارون مذاہب دکھائی دیے۔ ہر مذہب کے ہادی خدا جانے کس کس قسم کے دلائل پیش کر کے اپنی طرف بُلانے لگے۔ بعض کہنے لگے کہ عقل سے کام لو۔ بعضون کو دیکھا کہ وہ جسمانی ترقی کو لغو سمجھ کر چلا چلا کر کہ رہے ہین کہ جوگ اور تصوف کو اختیار کرو۔ اس مین بھی ہزارون قسم کے اختلافات باہمی تھے۔ غرضکہ ہر گروہ کا بانی ہمین اپنی طرف جذب کرنے مین پوری قوت صرف کیے دیتا تھا۔ چونکہ اس سے پیشتر ہمکو اُن لوگون کے ساتھ جن کی معرفت ہم دنیا مین بُلائے گئے تھے کسی قدر ادھر اُدھر سیر کرنے کا بھی اتفاق ہوا تھا اسلئے ہمکو اِن مختلف صداؤن سے وہ وقت یاد آ گیا جب ہم کسی شہر کی سرا مین ٹھہرنے کے لیے گئے تھے اور ہر طرف سے بھٹیاریان ہمکو پکارتی جاتی تھین اور آپس مین لڑتی جاتی تھین۔ اس کشمکش اور اینچا کھینچی مین دَم گھٹنے لگا۔ پاؤن ہین کہ کسی طرف بے جانے بوجھے اُٹھ نہین سکتے۔ ایک انتشار ہے کہ روح گھبرا رہی ہے۔ گو یہ ایک واجب التسلیم در خواستین معلوم ہوتی تھین کہ یہان حیرت اور تذبذب سے دم بھر بھی کام نہین چل سکتا تھا۔ دل نے بڑی اُلجھن کے بعد یہ معاملہ عقل کے حوالے کر دیا مگر غور کیا تو

Marfat.com

ابھی ہماری عقل کو بھی اسقدر پختگی نہین حاصل ہوسکی تھی جو ایسے پیچیدہ مسئلون مین رائے زنی کرسکتے - آخرالامر مجبور ہوکر جن لوگون کی تعلیمون سے اسوقت تک ہوش و حواس سنبھالے تھے اُنھین کی تقلید سے یہان پر کام نکالنا پڑا - بھئی منصف مزاج تم جانتے ہو کہ اُسوقت ہم بے دست و پا تھے - ہمارا بس نہ تھا -

اگر ہم سے کوئی غلطی ہوئی ہو تو اُسکا الزام تم ہمین نہین دے سکتے ہو - آخر تم بھی جانتے ہو کہ مذہب کا معاملہ تھا - تھوڑی ہی تو چھٹنے کی تھی کہ تمام اُس مذہب والے ہمین روز بروز جنت اور دوزخ اور اپنے بانیون کے وعدہ وعید کے سبز باغ دکھانے لگے - رفتہ رفتہ اُس تقلیدی خیال کو انھون نے خیال یار کی طرح ہمارے دل مین ایسا جما دیا کہ ہمارا ہر کام خوف و رجا سے وابستہ ہوگیا - ہر بات پر غلطی کا خوف لگا رہتا تھا - ہر قدم پر ٹھوکر دن کا ڈر تھا - ملک عدم کی آزادی اور بےفکری کیا معنی وہ ملک بھی بھول گیا - دنیا کا پہلا سبق مذہب ہے - ادھر اسکو لیا اور اُدھر آزادی کو الوداع الوداع کہکے ساتھ رخصت کیا - آزادی کا مزا تو کچھ وہین خوب تھا جہان چپکے بیٹھے بیٹھے ہم بھی میٹھی نیند لیا کرتے تھے - بےفکری کو رخصت کرتے وقت ہمنے یہ بڑا دردناک جملہ کہا تھا کہ پیاری بےفکری اب ہم تجھ سے تھوڑے دنون کے بعد شہر خاموشان مین ملین گے - زندگی مین ملنا تو معلوم اب مرکر تیرا ساتھ ہوگا - اے ہمارے ملک کے دوستو جب سے تمھارا ساتھ چھوٹا ہے اور جس وقت سے ہمنے سفر ہستی پر کمر باندھی ہے کوئی تم سا یکرنگ دوست کوئی تمھارا ایسا سچا رفیق نہین ملا - عجب بیکسی مین زندگی گذرتی ہے - بےبسی سے جان عاری ہے -

اس رنج بیکسی کی یارب خبر نہ پہونچے　　جائے نہ شام غربت سر پیٹتی وطن مین

دنیا مین ایک یہ بھی عجب بات نظر آئی کہ جس قدر زمانے کے ساتھ ساتھ ہم آگے بڑھتے گئے اُسی قدر زیادہ دقتین اور بے انتہا پیچیدگیان پیش آتی گئین - خدا جانتا ہے کہ کس بلا مین گرفتار ہین - پہلے پہل سمجھے تھے کہ صرف زبان ہی سیکھ لینے سے بات بنجائیگی ہوگئے برخلاف معلوم ہوا کہ اور بھی ہزارون ایسی ضروری باتین ہین جن کے بغیر کام نہین چل سکتا - اس مین ابھی پوری تکمیل نہ ہوئی تھی کہ مذہب والا ٹکڑا نظر آیا - ٹکڑا تو ایک ہی تھا مگر راستے ہزارہا - بڑی مصیبت کے بعد غرض یہان بھی جن لوگون کے ہمراہ آئے تھے

اُنکا ساتھ دیدینے مین مطلب نکل گیا - اب اس راہ مین قدم رکھ لیا تو آگے بڑھکر جب اس مین بھی لاکھون بے انتہا گلیان دکھائی دین تب اور زیادہ الجھن پیدا ہوئی جنکا جغرافیہ سیکڑون کتابون مین بیان کیا گیا - پھر بھی پورا نہ ہوا - اب گھبرا رہے ہین اور سمجھ مین مگر کچھ بن نہین پڑتا - اِس گوگو کے عالم مین تحصیل علوم کے بھی بے انتہا وسوسے پڑگئے - خدا کی پناہ - اب تو ہم سہم کے رہ گئے - زبان ہلانا مشکل ہوگیا -

کچھ ایسے فتنون نے فتنے اُٹھے کہ شور محشر بھی چیخ اُٹھا
اُٹھی قیامت بھی ساتھ میرے بتون کے کوچے سے تنگ ہوکر

جرأت

اے ہمارے ہمسفرو! اور لے ہمارے ساتھ ساتھ باغ ہستی کی ہوا کھانیوالو! کہو اس بے ثبات اور خیالی عالم کی تروتازہ ہواؤن کے جھونکون مین تم سو تو نہین گئے - اپنا تھوڑا سا حال اور چند منزلون کی سوانح بیان کرکے ہماری تو آنکھ لگ گئی تھی - خیر اگر جاگتے ہو تو متوجہ ہو - اگر سو گئے ہو تو کلمہ پڑھ کے آنکھین ملتے ہوے اُٹھ بیٹھو - تھوڑا بہت اور سُن لو -

بشنو ز جنون عشقبازان ۔ خونین نفسان جگر گدازان

دنیا مین آکر سب سے بڑی الجھن یہی ہوئی کہ ہاے ہم ایک اور سیکڑون راستے - ایک سر و ہزار سودا - کیجیے تو کیا - متوجہ ہوجیے تو کدھر - وقت کون؟ جس مین ہمکو کچھ ہوش و حواس نہین - نئے نئے آئے ہوے - ابھی پوری طرح یہان کے نشیب و فراز سے واقفیت بھی نہین - کرتے کیا؟ چل کھڑے ہوے - ہماری یہ حالت تھی کہ زمانہ کی سڑک پر قدم اُٹھائے چلے جاتے ہین - ایک طرف مذہب کا باغ لگا ہوا ہے نہایت عمدہ عمدہ تروتازہ پھول پھل لگے ہوے ہین - جابجا کچھ عالیشان عمارتین بنی ہوئی ہین جو سجدگاہ سمجھی جاتی ہین - انھین عمارتون کے کنوؤن سے اس باغ کے سرسبز پودون کی آب رسانی کیجاتی ہے - ادھر اُدھر سیدھی سادی وضع کے لوگ کچھ تو بڑے بڑے عمامے باندھے اور کچھ ایسے جن کی صورت پر یونھین تقدس مآبی اور صلاحیت برستی ہے ٹہل رہے ہین - قرینے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وسیع باغ کی باغبانی انھین لوگون کے سپرد ہے - جس قدر یہ لوگ باغ کی آراستگی مین مشغول ہین اُسی قدر زمانے کی سڑک پر چلنے والون

Marfat.com

کو اپنی طرف متوجہ کرنے پر بھی کمر ہمت باندھے ہین - مگر یہ ایک ہی باغ نہین ہے ہزارون ہین - گو ڈانڈا سب کا ایک دوسرے سے ملا ہوا ہے لیکن ہوا اور فضا ہر ایک کی دوسرے کے خلاف ہے - ویسی ہی شکل اور وضع اور گفتگو باغبانون کی بھی اپنی اپنی حد کے لحاظ سے بدلی ہوتی ہے -

دوسری طرف بڑی بڑی عالیشان کوٹھیون اور لق و دق محلون پر بلا کے سحر نگار انشا پرداز اور معجز بیان اسپیکر اور لکچرار بیٹھے انتہا درجے کے فسون سازیون سے اپنی جانب بلا رہے ہین - دنیاوی عروج مین یہ لوگ ایسی کامیابیان دکھلا رہے ہین کہ ہر شخص کا بے اختیار اُنھین مین جا ملنے کو جی چاہتا ہے - کچھ ایسے مضبوط سامان ان لوگون نے کر رکھے ہین کہ دیکھنے والون کو ہستی کی بے وقعتی بھولی جاتی ہے - آخر ہماری ہی طرح یہ بھی اس عالم کی ہوا کھانے آئے ہین مگر وہ دلبستگیان پیدا کر رکھی ہین کہ اپنی طرح دوسرون کو بھی خوابِ دنیا کا واقعی ہونا سمجھا دیتے ہین -

شاہراہ زمانہ کے دونون طرف والون مین اگر سرسری نگاہ سے دیکھا جائے تو دشمنی معلوم ہوگی - اے ہمارے بعد سفر کرنیوالو! تم دیکھوگے کہ باغ مذاہب کے باغبان اپنے سامنے والون کو کافر اور ملحد اور فاسق و فاجر کے لقب سے یاد کرتے ہونگے اور اُنکے مقابل دنیا کی شہ نشینون پر سیڑھیان لگا کر چڑھنے والون مین بعضون کو تم ایسا چھٹا ہوا شہدا پاؤگے کہ وہ باغِ مذہب کی خوبصورت کیاریون پر ٹہلنے والے سادہ لوحون پر آوازے کستے ہونگے - ایسی پھڑکتی ہوئی پھبتیان کہتے ہونگے کہ تمھین بھی ہنسی آجائیگی - مگر ان مین کے متین اور عالی دماغ کچھ ایسی اصلاح قومی مین مشغول ملین گے کہ اپنا کام چھوڑ کر مخالف جماعت کی گالیون کو بھی دھیان مین نہ لائین گے - وہ خیال بھی نہ کرینگے کہ یہ لمبی داڑھیون والے عمامہ باز کیا کہہ رہے ہین -

باوجود اس قدر دشمنی کے غور سے دیکھو تو دونون فریق آپس مین ایک دوسرے کے ہمقدم فرمانبردار بھی نظر آئین گے - ترقی قومی اور اصلاح ملکی والون مین سب کے سب بعد کو آنے والی حالت (جس سے اصلی وطن ملک عدم کا واپس جانا مراد ہے) کے لحاظ سے بستان مذاہب کے عالیقدر کیاریان پینچنے والون کو خالی عزت ہی کی نگاہ سے نہین دیکھین گے بلکہ مقتدائی اور پیشوائی کا مسند اُنکے لیے خالی کر دین گے - ادھر یہ باغِ مذہب کے سادہ لوح

Marfat.com

اوج و عروج کیا معنی عزت و آبرو تک کو اُن ظاہری دشمنون کے ہاتھ مین دیدینگے - ترقی کرنا تو درکنار تم دیکھوگے کہ اپنے چندروزہ سفر مین چلنا اور ہوشیاری سے کام کرنا بھی نہ آتا ہوگا -

اس جھگڑے مین کہان تک پڑین - غرضکہ ہمارا تو ابھی نادانی کا عالم تھا اور یہان یہ مختلف باتین دیکھین - دم گھٹنے لگا - لیکن ہزار ضبط اور کشمکش مین تھے اُچھلتے پھاندتے اور عالم ہستی کی نیرنگیون کو دیکھتے بھالتے چلے ہی گئے - اب وقت آگیا کہ ہمین بھی دنیا مین آئے ہوئے دیر ہو چکنے کی وجہ سے ہوا موافق آگئی - ہاتھ پانون بھی ہمنے اچھی طرح نکال لیے ہوش و حواس بھی بخوبی سنبھال لیے - جس علم کا اس ملک مین چرچا تھا وہ بھی تھوڑا بہت سیکھ لیا -

پہلے تو زمانے کی سڑک کے دونون طرف والے جب ہمین اپنی طرف بُلاتے تھے تو ناسمجھی کا عذر چل جایا کرتا تھا - اب یہ معقول عذر بھی ہاتھ سے گیا - عجب کشمکش و پیچ مین پڑگئے - بھئی آزادی کی قدر کرنے والو! تم سمجھ سکتے ہو کہ یہ بڑا مشکل کام تھا - ہر مقام کی لغزشون سے گر پڑکے بچ گئے تھے - اسوقت تک ہر ایک کی دست درازیون سے دامن بچاتے نکل آئے - مگر ہائے یہ سانحہ بہت بڑا سانحہ تھا - ہردلعزیز آزادی! اِس انقلاب مین ہمین تجھکو بھی چھوڑنا پڑا - جس طرح پابندی کو چھوڑکر ہمنے اُس سے شہر خاموشان مین ملنے کا وعدہ کیا تھا اسی طرح اِس موقع پر یہ پُرحسرت وعدہ ہمنے آزادی سے بھی کرلیا - اور ادھر اُدھر دونون جانب غور کرنے لگے کہ کدھر کو رُخ کرین -

خدا جانے مزاج مین خود پسندی اس قدر کہان سے آگئی تھی ننھے سے سن مین اگرچہ مروت کے مارے اپنے سن رسیدہ اور واجب التعظیم ساتھیون کے کہنے سننے پر بے سوچے سمجھے تقلیداً ایمان لاچکے تھے مگر یہان پر ہمنے اپنی رائے ہی سے کام لیا - مذاہب کے باغون مین نظر دوڑاتے دوڑاتے ایک نہایت ہی معمر اور قرآن و حدیث کے اسپیکر کی سادہ روئی اور سیدھی سادی وضع کچھ ایسی دل کو بھاگئی کہ چند روز کی اطاعت اور شاگردی کے بعد اُس کے ہاتھ پر بیعت کرکے شاہراہِ زمانہ کے دوسری جانب جھک پڑے -

اے دوستان قدیم! اسوقت تک تمھاری یاد ہردم دل مین تھی - تمھاری صحبت کا کچھ خیال ابھی تک تھا -

کہاں تو وہ اہل وطن کی صحبت وطن کو چھوٹے ہوئی تھی مدت
کسی کسی کی تھی یاد صورت خیال کچھ کچھ کہیں کہیں کا

مگر افسوس کہ اب تمھیں بھی بھولے جاتے ہیں۔ دُنیا وی ترقی کے زینوں پر چڑھنے میں کچھ ہم ایسے مشغول ہوا چاہتے ہیں کہ خدا ہی ہے جو تمھارا دھیان رہے۔ شراب جوانی کا نشہ بھی ہمیں زیادہ ہو چلا ہے۔ تم کیا اگر ہمیں اپنا قدیمی وطن بھی (جہاں تم ہو) یاد رہے تو غنیمت ہے کسے یاد رہا ہے جو ہمکو یاد رہیگا۔ پہلے سے کہے رکھتے ہیں معاف کرنا۔ اتنا لکھکر ہمنے کہا کہ اے یارِ رفتگان! خدا حافظ۔ خود اُنسے تو بچھڑے ہیں اب تجھ سے بھی رخصت۔ تیس چالیس برس کے بعد ہمیں گورِ غریباں میں ڈھونڈھنا۔ ساتھ چھوڑا اور شاہراہِ روزگار کی دوسری طرف والی کوٹھیوں کے آس پاس دُنیا وی عروج کو ترقی دینے والوں کے جھنڈے کے نیچے جا کھڑے ہوے۔

پوچھا بھئی تم میں کون کون لائق ہے؟ کس کس کے جھنڈے گڑے ہوے ہیں۔ کوئی ایسا بھی ہے جسنے ہمارے زمانے کے دل ہاتھ میں لے لیے ہوں؟ سب کے سب افسردہ ہو کر بولے۔ کس وقت میں آئے ہو۔ کب اس جھگڑے میں ملے ہو جب کوئی نہ رہا۔ کچھ ایسی یاس اور حسرت سے ان لوگوں نے جواب دیا کہ دل کھٹا ہو گیا۔ بڑی خیریت گذری کہ کسی نے یہ بھی کہدیا۔ بیدل نہ ہونا چاہیے۔ کیا غم ہے۔ یہ مقام تو کر دکھانے کا ہے کچھ تم ہی کر دکھاؤ خالی غم میں ہاتھ پر ہاتھ رکھے اگر سب بیٹھے رہیں گے تو گذرے ہوؤں کا بنا بنایا کھیل بگڑ جائے گا۔ وہ نہیں تو تم ہی قومی خدمت پر کمر باندھو۔ ان باتوں سے یوں ہی سی آس پڑی۔ جسکے سہارے پر ہم بھی اُٹھ کھڑے ہوے۔ ہمت کر کے ملک کی غلامی اور رہبری کا کام اپنے ذمے لیا۔ وہ ہمارے رحمدل دوست جنھوں نے ہمارے دنیا میں قدم رکھتے ہی ہمیں ہاتھوں ہاتھ لیا تھا جنکے دامنوں میں ہمنے پرورش پائی تھی جو ہمارے روئیں روئیں پر عاشق تھے جن کے حسنِ تعلیم سے ہم دنیا کا نیک و بد پہچاننے کے قابل ہوے تھے ایسے ساتھ ہوے کہ چھپا چھڑانا مشکل ہو گیا۔ مروت نے ہمیں تو کچھ کہنے نہ دیا۔ اور اُنکی دلدہی اور لگاوٹ نے پاؤں میں زنجیر ڈالدی۔ یہاں تک بھی غنیمت تھا۔ جو خود وہ اکیلے ہوتے کسی دن تو عالم عدم کی ایسی تنہائی کا مزا آنے کی اُمید پڑتی۔ ادھر ہماری جوانی کی اُمنگیں پہلو میں گدگدا رہی تھیں۔ شباب کے ولولے دل میں جوش کرنے لگے تھے اُدھر اُن بزرگ منشوں نے

Marfat.com

زور اور ہاؤ ڈالا - حالت زمانہ پر نظر کی تو معلوم ہوا کہ فطرت اُسی کی مقتضی ہے جسکی یہ فرشتہ خصال بزرگ فرمایش کر رہے ہین - نہ رہا گیا - کتخدائی کی فولادی زنجیر ایک اور پاؤن مین پڑ گئی کسی نیک سیرت حور طلعت نے ایسا باوفائی کا ساتھ دیا کہ مرکر بھی نجات نہ ملی - خدا کی پناہ دنیا بھی عجب قیدخانہ ہے - جہان طبیعت اپنی فطرتی حالت پر رہ ہی نہین سکتی - اے ابھی تک بستر عدم پر فارغ البالی سے پاؤن پھیلا پھیلا کر سونیوالو! اگر کبھی خوشی چاہتے ہو تو کبھی دنیا کا نام بھی نہ لینا - ہمنے بڑی بیوقوفی کی جو یہان چلے آئے - خدا کے لیے کہین تم ارادہ نہ کر بیٹھنا -

معاذ اللہ - ہم سمجھتے تھے کہ اس زندانِ بلا کے اکثار کا انھین تک خاتمہ ہو چکا ہے مگر نہین ابھی بہت سے طوق ہمارے گلے مین پڑنا باقی تھے - جو رفتہ رفتہ پڑتے گئے - خلاصہ یہ کہ تنگیق مین دم ہے -

چشم خون بستہ سے کل رات لہو پھر ٹپکا   ہمنے جانا تھا کہ بس اب تو یہ ناسور گیا

تھوڑا ہی زمانہ گذرا تھا کہ چند ملکِ فنا کے بسنے والے (خدا جانے عالم ارواح مین کہان اُنسے جان پہچان ہو گئی تھی) ہماری طرح باغ ہستی کی سیر کرنے کو اپنے وطن سے چلے تھے بے تکلف ہمارے ہی یہان چلے آئے - اب اُنکی حالت پر جو نظر کرتے ہین تو دنیا مین آنے کو تو چلے آئے مگر جیسے ہم تھے ویسے ہی یہ بھی ہین - نہ ہوش و حواس ہین نہ عقل ہے نہ تیر بہ چلنا پھرنا کیسا بات نہین کر آتی ہے - عادتِ زمانہ یہی ہے کہ جو جس کسی کے وہان آیا اُسکی تعلیم تربیت اور تمام دنیا کی باتین سکھانا اُسی کے ذمے ہوتی ہین - پھر طبیعت کو فطرت کی جانب سے لگاؤ بھی ویسا ہی پیدا ہو جاتا ہے - غرض یہ عدم آباد کے دوست ہمارے سر پڑے - دوسرے اُنکو تو ابھی فنا کی بنگیریان بھولی نہ تھین - اُنکی فکر بھی سب ہمارے ہی نصیبون مین لکھدی گئی -

این ہم اندر عاشقی بالاے غمہاے دگر

اے یاران عدم! دیکھتے جاتے ہو کیسی مصیبتین سر پر آ رہی ہین - بھلا مفر کی بھی کوئی صورت ہے - کچھ کھا کے لیٹ رہین گے تو تم کیا سارا زمانہ بےصبر کہیگا - بس نہین سوجھ -

منحصر مرنے پہ ہو جسکی اُمید   نااُمیدی اُسکی دیکھا چاہیے

چند روز انھین زنجیرون مین پھنس کر ہمنے عالم ہستی کے زندان بلا مین بسر کی - دنیا عجب

مقام ہے۔ رہنے سے دل کی وہ حالت ہو جاتی ہے کہ ایک حالت پر ٹھہرنا گناہ سمجھتا ہے۔ دل ہی دل میں لاکھوں ایسی امیدیں اور آرزوئیں پیدا ہو جاتی ہیں کہ کیا مجال جو انسان گھڑی بھر بھی چین لے سکے۔ جیسی یہ بستی ہے ویسے ہی آدمی کے خیال بھی ہو جاتے ہیں۔ سینے میں اس قدر تمناؤں کا ہجوم ہو جاتا ہے کہ کبھی پوری ہونے کو آتی ہی نہیں۔

یک تن و خیل آرزو دل بہ کہ مدعا نہم   تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم

بیٹھے بٹھلائے ایک روز شامت نے گھیرا تو اس باغ ہستی کی نیرنگیاں دیکھنے کے لیے ادھر ادھر تماشاگاہ عالم پر نظر دوڑانے لگے۔ کچھ تو بےچین دل کی خود رفتگیوں نے زور کیا۔ کچھ نشۂ جوانی نے اُڑا۔ اصلاح ملکی والے حلیم الطبع جادو بیانوں کی کمیٹی کی سرحد سے نکل پڑے ہوے۔ پہونچے کس گلی میں جہاں حسن وعشق کی مزہ دار اشارہ بازیاں ہو رہی تھیں۔ تھوڑی دیر تک تو سیر و تماشا ہی رہا مگر آخر ایک پری شمائل سے نگاہ جو لڑ گئی تو زخمی ہو کر گرنا کیا معنی ایڑیاں رگڑنے لگے۔ عالم شباب کے جوش و خروش نے سینے میں ایک آگ لگا رکھی تھی جسکو اُس کافر نگاہ نے اور بھڑکا دی۔ اے گوشہ نشینان عدم! سفر ہستی میں تو سب ہی جگہ قیامت کا سامنا تھا مگر اس مقام پر خدا یاد آگیا۔ اُسوقت کا سماں ابھی آنکھوں میں بندھا ہے۔ ایک فتنۂ محشر کی چلمن کی آڑ سے دزدیدہ نگاہی کلیجے میں چبھی تھی ہے اور ہم تڑپ تڑپ کے کہ رہے ہیں۔

دزدیدہ جھکنے ہی میں انداز نگا ہے   قربان نگاہ تو شوم باز نگاہ ہے

اے ایک ہی پہلو میں صبح کر دینے والو! تم ہی کچھ مزے میں ہو۔ یہاں تو اگر رات بھر میں زمانہ کروٹ بدلتا ہے تو ہم ہزاروں بدل دیتے ہیں مگر ہائے پھر بھی چین نہیں پڑتا۔

کباب سیخ ہیں ہم کروٹیں ہر سو بدلتے ہیں   جو جل اُٹھتا ہے یہ پہلو تو وہ پہلو بدلتے ہیں

ایسا مزہ دار اُلجھاؤ تھا کہ جوانی بالکل اسی کی نذر ہو گئی۔ برسوں انتظار ہی میں نالہ کشی کا اتفاق تھا۔ ایک فراق یار کے جانگزا صدمے نے سارا دنیا دی عیش و عشرت بھلا دیا۔ غرض اپنے جانکاہ جھگڑوں میں رہے۔ شباب کی کچھ قدر نہ کرتے پائے تھے کہ باغ جوانی کے خوشنما اور تر و تازہ پھول خزان پیری کی سرد مہریوں سے مرجھانے لگے۔ نشۂ جوانی اُترنے لگا اور خمار محسوس ہوا۔ صبح پیری کی منحوس صورت دیکھتے ہی چہرا اُتر گیا۔ منہ اتنا سا نکل آیا۔ ہائے بعد مدت وہ صدمے کا درد تھا کہ گو جوانی اس میں گنوا دی مگر آرزو نہیں پوری ہوئی۔

Marfat.com

جی چاہتا ہے پھر وہی فرصت ہو رات دن بیٹھے رہیں تصورِ جانان کیے ہوے

اے بلا کشانِ غربت کا فسانۂ غم سننے والو! بہت بیتاب ہو چکے ذرا دم لیلو۔ بازیچۂ طفلان سے نکل کر باغِ جوانی کے اندر شباب کے بنگلے مین شبِ وصال کے مزے لے رہے تھے کہ پیری نے منہ دکھلایا۔ اُن شگون کے ساتھ ایڑیان رگڑنے اور سسک کر مرنے کا حال بھی ہم تو اسوقت نہ بیان ہو سکے گا۔ پھر کبھی سُن لینا۔

نہ حد جانم ہوا باقی نہ اندر دل ہوس باندہ بیا ساقی کہ این ویرانہ از بسیار کس ماندہ

دستے و ہم بیار کہ بدست می رود
دستے بدل نہم کہ دل از دست می رود

کس قیامت کا شعر ہے! (افسوس اب تو ہندوستان سے فارسی کا مذاق اُٹھتا جاتا ہے اس شعر پر داد دینے والے بھی انصاف سے پوچھیے تو کم نکلین گے۔ وہ دَور تو اب کہان جب ہمارے شاعر خود خاکِ پاک شیراز پر خیک زنی کر رہے تھے۔ اور ہموطنوں کے قلم سے جو کچھ نکلتا تھا ایران زمین کے شوخ طبع عالی دماغون کے لیے لٹریچر کا ایک دستور العمل تھا۔ خسرو اور فیضی کے ایسے قادر الکلام پیدا ہون ایسی تو ہماری قسمت کہان۔ رہے پچھلے دَور مین ایک میرزا نوشہ کے دَم سے فارسی کا مذاق کچھ باقی تھا۔ جب سے وہ اُٹھے بالکل شاملہ ہو گیا۔

اس شعر کو اگر غور سے دیکھیے تو معلوم ہو کہ کس لطف اور کس مؤثر ذوق مین ڈوبا ہوا نہ کوئی نازک خیالی ہے نہ کوئی بلند پروازی ہے۔ شاعر نے صرف ایک واقعہ نظم کر دیا ہے جس ذریعے سے اُسے اپنی بیتابی اور انتہائی رندانہ مشربی کی تصویر دکھانے مین پوری کامیابی حاصل ہو گئی ہے۔ جسکی وجہ سے جو اثر اس واقعے کا اصلی سمان دیکھکر اُسپر پڑا ہوگا وہ اثر ہر اُس شخص پر پڑ جاتا ہے جو اس شعر کو ذوق و شوق سے پڑھے۔

ظاہری الفاظ مین اس شعر کا مقصود اسی قدر ہے کہ "یار ایسا بدمست ہو رہا ہے اُس سے سنبھلا نہین جاتا۔ لہذا مین نے اپنا ایک ہاتھ اُسکے ہاتھ مین دیدیا ہے کہ کہین گر نہ پڑے۔ مگر اُسکی بدمستی کی ادائین میرے دل پر ایسا اثر کر رہی ہین کہ ہاتھ سے نکلا جاتا لہذا دوسرا ہاتھ مین نے اپنے دل پر رکھ لیا ہے۔ بے مذاق زاہدانِ خشک کو تو کچھ مزا

ہوگا۔ بلکہ رندانہ شوخ طبعی یا شہوت پرستی کا الزام دیں تو کچھ عجب نہیں۔ ہاں پاکباز صوفیوں یا آزاد مشرب رندوں سے پوچھیے کہ یہ شعر سنکے اُنکے دل پر کیا گذر گئی۔ پاکباز صوفی بھی مضمون کو خدا جانے کہاں سے کہاں کھینچ لے جایا کرتے ہیں۔ اگرچہ اُنکے ذوق سلیم اور بیقرار طبیعت کی ہم بھی داد دیتے ہیں۔ مگر اسکے ساتھ یہ بھی کہیں گے کہ وہ اپنے لطف کے لیے اس شعر سے وہ ظاہری معنی ہرگز نہ مراد لیں گے جو ہمارے خیال میں ہیں اور ہماری سوسائٹی کو مزہ دے جاتے ہیں۔ وہ تو توحید کے اصول کی طرف لیجائیں گے۔ اور نئے نئے نکات پیدا کرکے اس شعر کو ایک بڑی شرح کا متن بنا دینگے۔ ہاں اپنے اصلی ظاہری جذبات کے ساتھ یہ شعر جن لوگوں پر اثر کریگا وہ ہم سے بیتاب و بیقرار آزاد مشرب رند ہیں جنھیں نہیں معلوم کیا کیا یاد آگیا ہوگا۔ ہماری سوسائٹی کے خاص خاص دوست اس شعر کو غور سے پڑھیں تو اُنھیں خود اپنی زندگی کے خدا جانے کون کون پُرحظ اور سراپا عیش لمحات یاد آجائیں۔ جسنے کسی بدمست پریوش کے نازک جسم کا جوش سرور میں نسیم کے جھونکوں کے ساتھ جھومنا دیکھا ہے اور خرام ناز سے محشر بپا کردینے والوں کے پیارے پیارے پاؤں کی لغزشیں جنکی نظر سے گذری ہیں وہی سمجھ سکتا ہے کہ شاعر کتنا رنگ میں ڈوبا ہوا ہے اور حسن کی اداؤں میں سے کس مجتہدانہ نگاہ سے اُسنے اس پیاری ادا کو انتخاب کیا ہے۔

سادی طبیعت والے بے حظ اور بے حس کیا جانیں کہ دلربایانہ حرکتوں کے ساتھ دوپٹے کے نازک اور ہلکے ہلکے آنچل جب اِدھر اُدھر لٹک پڑے ہونگے تو جان نثاروں کے دل پر کیا گذر گئی ہوگی۔ ہائے کیا پیارا سمان دکھایا ہے۔ جنھیں اپنے حسن پر غرور تھا جوش مستی میں خود فراموش ہو گئے ہیں۔ جو اپنی جوانی پر ناز کر رہے تھے اور اپنے اُبلے پڑتے ہوئے شباب پر خود فریفتہ ہوئے جاتے تھے اُنھیں نشۂ بادۂ گلرنگ نے بیخود بناکے ایسا منکسر المزاج کر دیا ہے کہ قدم قدم پر گرے پڑتے ہیں۔ کوئی تو الگ بیٹھا اِن مستانہ اداؤں سے لطف اُٹھا رہا ہے اور کسی کو پیاری صورت کے گر پڑنے پر ترس آگیا تو لپک کے پیارے گورے گورے ہاتھ ہاتھ میں لے لیے اور سنبھالنے لگا کہ خدانخواستہ اپنے دلدادہ عاشقوں کے دل کی طرح کہیں گر نہ پڑیں۔ جوش سرور کی بے تکلفی میں سیاہ نقاب یا ان کا جوڑا کھل گیا ہے۔ زلفیں چاند سے چہرے پر شب ماہ کی طرح بکھر گئی ہیں۔ نشہ کے جھونکوں

Marfat.com

اور مستانہ لغزشوں مین پیارے پھلکتے ہوے قد کے ساتھ زلفین بھی ادھر اُدھر جھک پڑتی ہین - ان اداؤن نے اُس سنبھالنے والے پر ایسا بے صبری کا اثر کیا کہ دل بیتاب سینے مین تڑپا اور چلا کہ زلفِ گرہگیر مین اُلجھ کے رہ جائے - اُس از خود رفتہ دل کے سنبھالنے کے لیے اُسنے دوسرا ہاتھ سینے پر رکھ لیا کہ کمبخت کہین دغا نہ دے جائے - اور اسی عالم مین اُسکی زبان سے نکلا ہے

"دستے وہم بیار کہ بدست می رود   دستے بدل نہم کہ دل از دست می رود"

اس مین کوئی شک نہین کہ ساقیۂ باہوش کی صحبت عجب مزے کی صحبت ہوتی ہے - تہذیب - تکلف - یہ سب باتین ایک گھڑی بھر مین نذارد ہو جاتی ہین - اور اُنکی جگہ خلوص اور بے تکلفی کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اُسکا لطف کوئی اُن ہی لوگون سے پوچھے جو اِن صحبتون مین شریک رہے ہین - تمام صحبتون کا قاعدہ ہے کہ اُن مین کسی قسم کی برہمی پیدا ہوئی اور وہ صحبتین بھی بگڑ گئین - مگر خراباتون یا ساقیۂ دریادل کی بزم مین یہ عجب معجزنما کیفیت ہے کہ ادھر اُس مین برہمی پیدا ہوئی اور لطف ترقی کرنے لگا یہی وہ صحبت ہے کہ جو جو برہم ہوتی جاتی ہے وہ وہ مزے پر آتی جاتی ہے - یہ بزم بلاشبہ کسی آفتِ جان کی زلف پیچان ہے جسکی شان مین خدا غریقِ رحمت کرے مومن مرحوم فرما گئے ہین - "بگڑنے مین بھی زلف اُنکی بنا کی" - خیر اور صحبتون سے ہمین کیا غرض مگر اتنا ضرور کہین گے کہ حُسن کے لیے جوشِ مستی یا جامِ صہبا کے ہوشربا اثر سے عمدہ زیور آج تک دنیا نہین ایجاد کر سکی - سچ کہا ہے "حُسن را پروردگارے عشق رہ پیغمبرے" - گوری رنگت کے نیچے سے گلگون کی اصلی سرخی کا استر پیدا ہو جانا - اور جبین ناز اور گلابی رخساروں پر جوشِ مستی کے نور کا چمک اُٹھنا - پاؤن کی وہ بے اختیاری کی لغزشین - اور خود رفتگی کی اداؤن کے ساتھ وہ خود فراموشی کی پیاری باتین ایسی نہین ہین کہ انسان اپنے دل پر قابو رکھ سکے -

یہ وہی ہین جن کے پنجۂ نگارین تک جب ہاتھ پہونچایا ہوگا جبین ناز پر غصہ کی شکنین پڑ گئی ہونگی - اور جھنجلا کے ہاتھ جھٹک دیا ہوگا - یہ وہی ہین کہ کبھی کسی کو اپنی دل رُبا ادائین دیکھنے کا موقع ہی نہ دیتے تھے - اِدھر دوپٹہ سینۂ صاف سے سرکا اور اُنھون نے آنکھ بچا کر سنبھال لیا - ادھر جوڑے کی بندش ذرا ڈھیلی پڑی اور انھون نے پھر اُس

سے از سر نو جوڑا باندھ لیا ۔ یا آج عالم بیخودی مین بے تکلفیون کی کوئی انتہا ہے ۔ بال بکھرے ہین تو بلا سے ۔ اور سینۂ صافی اور پیارے شانون پر زلفون کے نشان بنے جاتے ہین تو کچھ پروا نہین ۔ اور حسن کا پردہ دار دوپٹہ سرک کے کہان سے کہان ہو رہا ہے تو اسکا بھی خیال نہین ۔ اس بے تکلفی کی کوئی انتہا ہے ۔

اس مین شک نہین کہ نشۂ صہبا پر یوشون یا ہر طبیعت مین وہ دلربا عالم پیدا کر دیا کرتا ہے جو ہر حالت مین اور ہر موقع پر مزے سے خالی نہین ہوتا ۔ غور سے دیکھیے تو عمر کا زمانۂ جوش جسے شباب کہتے ہین اور موسم کا وقت جب رہ رہ کے دلون مین خود فراموشی کی گدگدی ہونے لگتی ہے جسے بہار کا لقب دیا گیا ہے ان مین بھی وہی کیفیت پائی جاتی ہوگی جو بے گلگون کے اثر سے نمایان ہوئی ہوگی ۔

آہ نوجوانون کی وہ بے تکلفی جب جوش جوانی اُنھین کسی حالت پر قرار نہین لینے دیتا اور خود رنگیان روز کسی نہ کسی نئے پہلو سے ظاہر ہونے لگتی ہین ۔ کبھی تو شاہد پرستی کے جذبات غالب آ گئے اور کبھی بے پروائی اور خود فراموشی اس درجہ ترقی کر گئی کہ کسی کا کچھ خیال نہین ۔ اس سے زیادہ لطف اُس مقام پر نظر آتا ہے جہان نسیم سحر کے جھونکون سے دامان چمن جھومنے لگتے ہین ۔

الغرض جوش مستی کا نمونہ جہان نظر آ جاتا ہے مزا دے جاتا ہے ۔ پیر میفروش کی صحبت مین ہم جس لطف اور بے تکلفی کی خبر دیتے ہین وہ اگر اور کہین نظر آئیگی تو وہین جہان اسی قسم کے جوش کے نمونے نظر آ جایا کرتے ہین ۔ مگر شبی اور ان کا مزہ کوئی ان دلون سے پوچھے جو حسن و عشق کی دنیا مین ہر چیز کی سیر کر چکے ہین ۔

برسات مین یہ کالے کالے بادل جو بے ترتیبی اور سراسیمگی سے جھومتے ادھر اُدھر چلے پھرتے ہین ۔ اندھیری راتون کے یہ جگمگاتے تارے جو سطح فلک پر کسی آشفتہ مزاج ماہ لقا کے اُترے زیور کی طرح جابجا بے تکلف بکھرے پڑے ہین ۔ قدرتی سبزہ زارون اور باغبان قدرت کے لگائے ہوے باغون مین چھوٹے بڑے درخت جو بے قرینہ ایک بے تکلفی کے ساتھ ادھر اُدھر پھیلے ہوے ہین ۔ اور اس طرح کہ کوئی سر اٹھائے کھڑا ہے تو کوئی سربسجود ہے ۔ کوئی محو حیرت ہے تو کوئی جھوم رہا ہے ۔ کوئی فرش زمین پر محو خواب ہے تو کوئی زلف پریشان پھیلائے آرزو مندون کی طرح دوسرون سے لپٹا ہوا ہے ۔ کسی طرف دو چار جھوم جھوم کے ایک

دوسرے سے بغلگیر ہوتے ہین - اور کسی جگہ پہاڑیون سے آنیوالی پاکیزہ چشمون کے لہراتے شفاف پانی کو کسی کی پُرچین جبین تصور کرکے کوئی جھاڑ جھک جھک کے چوم رہا ہے - یہ سب ایسی بے تکلف صحبتین ہین کہ سوا اُن مزاج والون کے جن مین خود فراموشی کا ذوق پیدا ہو گیا ہے اور کہین نہ نظر آئین گی -

اِن لوگون کی خود فراموشی زمانے کو یاد ہو گی جو ایک سادہ اور بے تکلف مزاج لیکے عرب سے چلے تھے - جنھون نے دنیا کی پُرتکلف اور آراستہ صحبتون کو بڑی بے وقعتی کی نگاہون سے دیکھا تھا - غور سے دیکھیے تو وہ ملک بھی اُن دنون اسی قسم کا ایک باغ تھا - جسکی آبیاری قدرت کے سوا کسی کو کرنا نہین نصیب ہوئی تھی - اسلام اسی سادگی کے سین اور اُسی بے تکلف دنیا سے نکل کے زرخیز سرزمینون اور آراستہ محفلون مین پہونچا زمانے کی رفتار اور تقدیر کے انقلابات نے اُس پُرتکلف صحبت والون کے دل مین تکلفاتِ عالم کا مزہ پیدا کر دیا جو اصلی فطرت سے بہت ہٹا ہوا تھا - تواریخ سے معلوم ہو سکتا ہے کہ وہی بے تکلف صحرائی نسل ابتدا مین کیسی سادی طبیعت رکھتی تھی اور دو سو برس بعد اُس مین تکلفات کس انتہائی درجے کو پہونچ گئے تھے - خلافت راشدہ کے مقابل بنی عباس خلافت کو لاکے قائم کیجیے تو معلوم ہو کہ دنیاوی تکلفات کس حد کو پہونچ گئے تھے - لوگون نے دولت اور عشرت کو بھی ایک قسم کا نشہ مانا ہے - اور فی الحقیقت ایک حد تک یہ صحیح ہے - دولت وعشرت سے جو بیخودی انسان پر طاری ہو جاتی ہے اُس سے کبھی وہ مجنونا حرکات ظاہر ہو جایا کرتے ہین جو پگلون سے بھی بمشکل ظاہر ہوتے ہونگے - آخر خلافت بہا پر یہ نشہ ایسا سوار ہوا کہ اُنکی بیخودیان اور غفلتین زمانے کو ہمیشہ یاد رہینگی - اسلامی تاریخ کے پچھلے فرمانروا اِن ہی پر منحصر نہین ہر رئیس اور ہر امیر نے بادۂ عشرت کے نشے مین بدمست ہو کر ایسے ایسے تیہونگے لیے ہین کہ اُس حالت کے بعد جیسی وحرکت ہو کے گرنا لازمی

سچ کہا ہے بانیِ اسلام نے کہ "ہر نشہ والی چیز حرام ہے" - یہ بدمستیان جب تک صرف صحبتون مین ایک مزہ پیدا کرنے پر محدود رہین غنیمت تھین کیونکہ کوئی ظاہری دنیا ضرر نہین محسوس ہوتا تھا - مگر آخر مین تو یہ قیامت ہو گئی کہ اپنا ہوش اور اپنے نیک و بد بھی خیال نہ رہا - آج ہمدردان اسلام نے خدا جانے کب کے بدمست - زمانے قوم کو کے بازوؤن سے اُٹھایا ہے تو یہ عالم ہے کہ ہاتھ کے سہارے سے بھی بمشکل ٹھہر سکتے ہین - ذرا

Marfat.com

مین لغزش ہوتی ہے اور قدم قدم پر گرے پڑتے ہین - اور اُنکی عبرت ناک حالت دیکھ کے وہ اُٹھانے والے بیدرد اور بیتاب ہوے جاتے ہین - بار بار بیصبری کے جوش مین اُن کی زبان پر یہ شعر جاری ہے کیونکہ خود اسکا نمونہ ہو رہے ہین -

دستے بر دل نہم کہ دل از دست می رود ‏‏ ‏‏ دستے وہم بیار کہ بدست می رود

قدرِ ہر نعمت است بعدِ زوال

بنی اسرائیل کو جب بخت نصر تاجدار نینوا کے ہاتھون ذلت نصیب ہوئی تھی اور نینوا مین غلامی اور قید کی زندگی بسر کر رہے تھے - اُس زمانہ مین انھین سرزمین شام کے دریاے یردن کی روانی - صحراؤن کے پہاڑون کی چوٹیان اور قومی برکتین اور آزادیان اکثر یاد آیا کرتی تھین - اور اُنکے تمام زن و مرد وطن کی تمام برکتون کو یاد کر کے رات دن رویا کرتے تھے - یہ چیزین جو مصیبت کے زمانے مین یاد آتی تھین اُس خوشی اور راحت کے وقت جبکہ بنی اسرائیل فلسطین کے ریگستانون پر آزادی سے سیر کیا کرتے تھے اور جب انکو ہر طرح کی مسرت اور بےفکری حاصل تھی کبھی نہین یاد آتی تھین - وہ فسادات اور وہ شرارتین کی دنیان جنھون نے صدہا انبیا اور خدا شناسون کو خاک و خون مین ملا دیا تھا - بنی اسرائیل کے دلون پر اس قدر غالب آگئی تھین کہ اپنی آزادی اپنے وطن اپنے سچے دین اور خدا کی اُن خاص رحمتون کو جو اُنکے ساتھ مخصوص تھین بالکل خیال ہی مین نہ لاتے - گویا اُنکی چشم بین اور خیرہ آنکھون مین یہ چیزین بالکل بے قدر نظر آتی تھین - مگر جب قید کی مصیبت مین پڑے - بت پرست اہل نینوا کی غلامی مین مبتلا ہوے - غلامی کی مشقتون نے ہاتھ پاؤن تھکا دیے تب معلوم ہوا کہ وہ سرزمین شام کے وسیع اور کشادہ ریگستان - وہ ارض مقدس کی وادیان - وہ لہرین لیتی ہوئی نہر یردن - وہ ہیوبیت کے جنگل - وہ صحراے شور - وہ کنعان اور فلسطین کے آباد شہر سب خدا کی نعمتین تھین - مگر افسوس اُنکی قدر اب ہوئی جب سوا اسکے کہ یاد کرکے رو لین اور کیا کر سکتے تھے ؟

یہ تو یہ ہمارے جد امجد حضرت آدم جب جنت کی نہرون کے کنارے سیر کرتے پھرتے تھے اور طوبیٰ کے خوشگوار سایہ مین جھوٹے سرو کے ساتھ فالعہ یعیش اور شراب اور رنگ پاک اثر سے مسرور ہو کے میوون کے لطف اُٹھایا کرتے تھے اُن دنون جنت کی [illegible]

رفتار مین وہ راحت و عشرت کے سامان اُنھین ایک معمولی چیز معلوم ہوتے تھے - اور اسی عیش و عشرت کی بیقدری نے ایسا از خود رفتہ کیا کہ شیطان کے کہنے مین آ گئے - خدا کے حکم اور وعدے کو بھول کر وہ پھل کھا لیا جسکی ممانعت کی گئی تھی - مگر جب دنیا مین پھینکے جانے کے بعد غور کیا تو معلوم ہوا کہ وہ تمام عیش و عشرت کے سامان جو باغ خلد مین نظر آیا کرتے تھے سب خدا کی بیش بہا نعمتین تھین جو اب اس دنیاوی زندگی مین نہ نصیب ہونگی باغ عدن مین جو نعمتین نظر آئی تھین اُنکو یاد کر کے آدم و حوا کو عمر بھر آرام نہ نصیب ہوا

اور واقعی انسانی طبیعتین ایسی بے پروا پیدا کی گئی ہین کہ کسی نعمت کی قدر اُس وقت نہین ہوتی جب وہ موجود ہوتی ہے - ہر لطف اور ہر عیش اُسی وقت یاد آتا ہے جب غم سے دوچار ہونے کا اتفاق ہوتا ہے - وطن کے صحراؤن مین کیسی فضا اور وہان کے دوستون مین کیسی وفا ہوتی ہے - مگر دونون اُسوقت یاد آتے ہین جب غریب الوطنی کے عالم مین ابنائے زمانہ سے کوئی سرد مہری دیکھنے کا اتفاق ہو یا کسی کوہستانی بیابان کی ایک کھر کھری چٹان پر بیٹھ جایئے - جب لوگون سے بد سلوکی عیان ہوتی ہے اور جس دروازے پر جایئے ایک نئی ذلت کا سامنا ہوتا ہے اُسوقت یاد آتا ہے کہ یاران وطن کیسے وفا پرور تھے -

غور سے دیکھیے تو انسان کی عمر انھین پچھتاؤن مین گذر جاتی ہے اور نجات نہین ملتی جوانی مین افسوس ہے کہ ہائے بچپن کس مزے اور لطف کا زمانہ تھا - بڑھاپے مین رو رہے ہین کہ ہائے جوانی - اور مرنے پر بھی پچھتائین گے کہ ہائے زندگی خدا کی نعمت تھی ہم سے اُسکی قدر نہ ہو سکی - کس غفلت مین گذران دی ، وہ تو کہیے بچپن مین کچھ سوچنے سمجھنے کی عقل نہ تھی - ورنہ اُس زمانے مین بھی حسرت ہوتی کہ آہ ازل کی قارنجگا الہامی اور یکسوئی اور وہ محویت یا خود فراموشی کا عالم ہاتھ سے نکل گیا - خدا کی فیاضیون نے انسان کے لیے ہر موقع اور ہر محل پر اپنی نعمتین مہیا کر دی ہین مگر وہ ایسا نا قدرا ہے کہ ہر نعمت کی عین وقت پر قدر نہین کرتا بلکہ اُسکے جاتے کے بعد صرف افسوس کیا کرتا ہے - دیکھو جوان کو اپنی جوانی کی قدر نہین - ان ارادون - ان حوصلون - ان ہمتون کا شکریہ نہین ادا کرتا وہ صرف بچپن کے جاتے رہنے کا افسوس کر رہا ہے - بوڑھا اپنی یکسوئی کی زندگی اور توفیق توبہ اور ذوق عبادت کا شکر نہین کرتا مگر جوانی کے جانے پر آنسو بہا بہا کے رو رہا ہے - اور وہ اور ہم

کہتے ہین وہ حرمان نصیب غریب الوطن جو کوہساروں مین دن بھر ٹکرا کے اب تھکا ماندہ ایک خارستانی زمین پر بیٹھ گیا ہے اگرچہ اسکی مصیبت کے سب قائل ہین مگر غور کریے تو یہ پھیلا ہوا دامن صحرا۔ یہ خوشنما پہاڑیان جو عجب لطف سے سلسلہ وار کوسون تک ہم آغوش ہوتی چلی گئی ہین۔ یہ پاک و صاف چشمے اور یہ تر و تازہ مفرح ہوا جو کہین نہ نصیب ہوگی یہ سب خدا کی نعمتین ہین۔ مگر گذشتہ مصیبت نے آنکھون پر ایسے پردے ڈال دیے ہین کہ ان مین سے کسی کی طرف خیال نہین لیجاتا۔ صرف گذشتہ عشرتون۔ وطن کی صحبتون۔ اور بچھڑے ہوے دوستون کو یاد کر کر کے رو رہا ہے۔ اسوقت شاید یہ زمانے کا ملبہ اور بزہم ہوگا کہ ہماری مصیبت کو مصیبت نہین جانتے۔ مگر ہم یاد دلائے دیتے ہین کہ ایک دن آنیوالا ہے جب ایسے سبزہ زارون اور کھلے میدانون کو ڈھونڈھے گا۔ یہ نعمتین ہین مگر بعد یاد آئینگی۔

آہ! دنیا کو جہان تک آزمایئے گا اسی مرض مین مبتلا نظر آئیگی کہ ہر شخص گذشتہ باتون یاد کر کر کے رو رہا ہے۔ ان ظاہری خلکدون سے غرض نہین جہان کسی دوست آشنا یا [illegible] کے مرجانے پر صدائے نالہ و زاری لبند ہے۔ کیونکہ موت نے وہان ایک ظاہری انقلاب [illegible] دلون کو ایسا صدمہ پہونچا دیا ہے کہ انکا رونا ایک حد تک جائز بلکہ واجب ہے۔ افسوس ان مقامات کا ہے جہان گذشتہ نعمتون پر افسوس تو بڑی شد و مد سے ہو رہا ہے مگر اسکا [illegible]ال کسی کو نہین آتا کہ موجودہ نعمتون کی قدر کی جائے۔ ہم جس وقت غور کرین قدرت [illegible] فیاضیان اور خدا کی نعمتین ہمارے لیے موجود ہوتی ہین۔ مگر آہ ہم کیسے بے عقل ہین کہ انکی طرف توجہ ہی نہین کرتے۔ امیری اور فقیری دو ایسی متضاد حالتین ہین کہ ہر حالت اپنی حد تک اور اپنے مقام پر مزے کی ہے۔ امیرون کو حسد ہے کہ "ہاے فقیرون کی زندگی کس فارغ البالی اور اطمینان سے گذرتی ہے؟ نہ کوئی غم ہے نہ کوئی فکر ہے۔ نہ کسی چیز کے ہونے کی خوشی ہے۔ نہ کسی چیز کے نہ ہونے کا قلق ہے۔ اس بے پروائی نے ایک زمانے کو انکا محتاج بنا دیا ہے اور وہ اپنے خیالی سرور مین مست ہو رہے ہین"۔ لیکن اسکے مقابل مین دیکھیے تو فقرا کو امیرون کی سراپا لذت زندگی پر بھی انتہا درجے کا حسد آتا ہے۔ انکے دل سے یہ خیال کسی وقت نہین نکلتا کہ "امیرون کی کس ناز و نعم مین بسر ہوتی ہے۔ خدام ہر وقت دست بستہ کھڑے ہین اور اشارون پر دوڑتے ہین۔ یہ کیا ہے اور خود گردش گردون انکی نازبرداری دکنار الٹی وہ خود نازبرداری کر رہی ہین"۔ یہ وہ خیالات ہین جو ہر امیر اور

ہر غریب کے دل مین ہمیشہ کانٹے کی طرح کھٹکتے رہتے ہین۔ اب کون کہہ سکتا ہے کہ ان خیالون کی بنا پر فقیری ایک امیر کی نظر مین خدا کی نعمت نہین اور امیری ایک فقیر کی نگاہ مین نعمت نہین۔ ضرور ہین۔ مگر افسوس تجربہ ثابت کرتا ہے کہ یہ سب خیالات جھوٹے تھے۔ اس پر دیکھیے۔ جب خدا نے کسی امیر کو فقیر یا فقیر کو امیر کر دیا ہے۔ دونون کے قدیمی خیالات کی بنا پر دونون کو گویا ایک نعمت غیر مترقبہ ہاتھ لگی اور چاہیے تھا کہ دونون خدا کے شکرگذار ہوتے۔ سچ تو یون ہے کہ دونون ناشکرے ہین۔ اب موجودہ نعمتون کی کوئی قدر نہین کرتا۔ ہر ایک ایک صدمہ مین مبتلا ہے۔ جسکی کوئی انتہا نہین۔ امیر کے گذشتہ خیالات اور حسد دل سے نکل گئے اور بعوض انکے وہ اپنی امیرانہ زندگی کو یاد کر کر کے بیتاب ہو رہا ہے۔ انھین اب معلوم ہوا کہ جن حالتون اور کیفیتون مین تھے وہ خدا کی نعمتین تھین مگر افسوس انھون نے کسی کی قدر نہ کی۔ واقعی سچ ہے۔ع قدر ہر نعمت ست بعد زوال۔ اب اس سے زیادہ واضح ثبوت کون ہوگا۔

دنیا کو قدرت ہی نے شاید اس دھندے مین لگا دیا ہے کہ گذشتہ عشرتون اور کامیابیون پر افسوس کیا جائے ورنہ یہ عام غفلت کہ کوئی اس سے خالی نہین ہے وجہ نہین معلوم ہوتی اگر دنیا مین یہ مرض نہ ہوتا جسے ایک قسم کی وبائے عام کہنا چاہیے تو واقعی لوگون کو بڑی خوشی اور اطمینان سے زندگی بسر کرنے کا موقع ملتا۔ مگر پھر بھی ایک طرح سے دیکھا جائے تو ان حسرتمندانہ پچھتاؤن نے اکثر موقعون پر لطف پیدا کر دیا ہے۔

دیکھو اس حسرت نصیب آرزومند وصال کی سوتے سوتے آنکھ کھل گئی ہے۔ اور عجب درد کے لہجے مین اسکی زبان سے نکلا ہے۔

یہ کسنے عین مزے مین جگا دیا ہمکو — ابھی تھے خواب مین انکے گلے لگے ہوئے

یہ بیتابیِ عشق اپنے مقام پر مزے کی ہے۔ ادھر دیکھو اگر تمھارا پہلے وہان گذر ہوا ہوگا تو کبھی جوانی اور اس سن کے انتظار مین جب امنگین سینے سے ابھری پڑتی ہین بہتون کو منتین مرادین مانتے اور بہتون کو دست بہ دعا پایا ہوگا۔ اور کبھی نازو ادا کی گرم بازاری خوش نصیبون کی کامیابیان اور بتیا بون کی بیقراریان اور نازکشیان دیکھی ہونگی۔ مگر آج اسی گلی مین کوئی ٹھنڈی سانس بھرکے کہہ رہا ہے۔

گیا حسن خوبان دلخواہ کا — ہمیشہ رہے نام اللہ کا

یہ تو کسی دردمند کی صدا تھی - خود انھین دیکھو جن پر انقضاے شباب اور جوبنون کے ڈھل جانے سے کڑی گذر گئی ہے - وہ پیارا نازک چہرہ جو کبھی حُسن پرستون کا قبلہ تھا اور سوا ہجران نصیبون کے دل کے اور کہین اُسکا جلوہ نظر ہی نہ آسکتا تھا - جسکے گندمی رنگ اور اُسپر ہلکی ہلکی گلابی رنگت کی جھلک نے عالم کو والہ و شیدا بنا لیا تھا - اُسی پر ایک افسردگی کی دھوئی ہوئی سفیدی عیان ہے - وہ شوخ اور چلبلی ادائین جو دلبری کے فن مین حسینان جہان پر فوقیت لے گئی تھین آج اُن مین ایک ایسی پژمردگی اور بےلطفی پیدا ہو گئی ہے کہ وہی جو کل دل و جان سے خریدار تھے آج ترس کھا کھا کے آنسو بہا رہے ہین - وہ فسون ساز اور فتنہ پرداز آنکھین کچھ اس بے بسی کی ندامت سے جھکی پڑتی ہین کہ دنیا کے تمام دلفریب سامانون سے نفرت ہوئی جاتی ہے - آہ - وہ خرام ناز اور مستانہ لڑکھڑا لڑکھڑا کے اور جھوم جھوم کے چلنا تو خدا جانے کیا ہوا اب اُسکی جگہ وہ پھیکی اور بے مزہ چال ہے کہ حسن و عشق کی دنیا مین قیامت آئی جاتی ہے -

خیال کرنے کی جگہ ہے کہ جبکہ حُسن عالم آشوب کے ساتھ سرد مہر زمانے نے یہ سلوک کیا ہے اُسکے حسرت نصیب اور پیارے چہرے کو دیکھکے دلون پر کیا گذر جاتی ہوگی؟ اس چہرے پر حسرتون اور ارمانون کے ہجوم مین کہین کہین گذشتہ حُسن کی جھلکیان نظر آجاتی ہین جن مین اُن قدیم جذبات کی جگہ اب یہ اثر پیدا ہو گیا ہے کہ جسکی آنکھ پڑ جاتی ہے ایک ماتمکدہ اور روح فرسا الم مین مبتلا ہو جاتا ہے - افسوس دنیا کی جانب سے ایسے ہی نمونے دیکھکے نفرت ہو جاتی ہے -

آہ - یہ بھی ایک اسی بات کا نمونہ تھا کہ گذشتہ نعمتون پر کوئی حسرت ظاہر کرنے کو کھا گیا - مگر ابھی اس سے بھی زیادہ اس امر کے نمونے دیکھنا باقی ہین - ہم تو پہلے ہی کہچکے کہ ساری دنیا اس مرض مین مبتلا ہے -

کسی نے ہمارے عالم و فاضل مہربان مولوی شبلی صاحب پروفیسر محمڈن کالج کو اسلامی تعلیمی کانگرس مین نہایت ہی پُردرد آواز سے یہ شعر پڑھتے سنا تھا -

یاد آن رونق بازار بغداد　　یاد آن گرمی ہنگامۂ نن در شیر دو

خدا نے ہمتین مسلمانون کو دی تھین پر... نزع بھول جاتین مگر زمانے کو نہین بھول سکتین - مگر اصل یہ ہے کہ سوا اُس خاص گروہ کے جنھین بلا واسطہ تعلیم نہوت نصیب

Marfat.com

ہوئی تھی بعد بہت کم ایسے مسلمان ہوے جنھون نے اُس دولت علمی کی قدر کی ہو جو خدا کی طرف سے انکو مرحمت کی گئی تھی۔ بنی امیہ اور بنی عباس دونون خاندانون کے دور مین جس افراط سے خدا کی نعمتین مسلمانون کے ہاتھ لگی تھین اسی قدر بے پروائی اور بیقدری سے وہ تلف بھی کی گئین بعض کی قدر دانی اور ترقیان بھی مشہور ہین مگر عموماً ان نعمتون کی ویسی قدر نہیں ہوئی جیسی ہونا چاہیے تھی۔ افسوس ناشکر اور غافل فرمانروا ون نے اُن دولتون کو کھو دیا۔ ہماری غرض سلطنت سے نہین ہے۔ بلکہ اس پاک نفسیون۔ آزادیون۔ فیاضیون۔ اور قدیم اسلامی علمی ترقیون سے ہے جو سب خدا نے ہم کو مرحمت کی تھین۔ خیر وہ تو گئین مگر افسوس اب بھی ہم جہان تک غور کرتے ہین مسلمانون کو اسی مین مبتلا پاتے ہین کہ گذشتہ نعمتون کے زوال پر ہر لحظہ افسوس کرتے رہین۔ کسی کو اس طرف توجہ کرتے کم دیکھا کہ پھر اپنے آپ کو خدا کی نعمتون کا مستحق بنائے۔

کوئی روکنے والا نہین ہے۔ آزاد گورنمنٹ نے ترقی کے راستے کھول دیے ہین۔ علمی مدارس جا بجا کھلے ہوے ہین۔ ہمدرد قومی اسکول بھی کھولے جاتے ہین مگر ہم لوگون مین اب ایسے لوگ ہی نہین جو سوا گذشتہ نقصانون پر افسوس کرنے کے پھر ترقی کی طرف توجہ کرین اور یہی حالت دیکھ کے مجبوراً ہمین بھی اُنکا ساتھ دینا پڑتا ہے۔ اور انتہائے حسرت سے یہ مصرعہ زبان سے نکل جاتا ہے

"قدر ہر نعمت ست بعد زوال"

آدھی رات

یون تو امیر اللغات مین یہ ایک لغت قائم کیا گیا ہے مگر نظر سے گذرتے ہی آنکھون کے آگے قدرت کا وہ عجائب خانہ پھر گیا جو روز آدھی رات کو سجایا جاتا ہے۔ گرمی کا موسم اور آدھی رات کا وقت ہے۔ شام ہی سے شعبان المعظم کی چودھویں شروع ہو چکی ہے اسلیے قدرتی لمپ ابتک نہین روشن کیا گیا ہے البتہ تارے آنکھین پھاڑ پھاڑ کے دیکھ رہے ہین کہ دنیا مین کیا ہوتا ہے۔ شبنم گر رہی ہے اور رات بھیگ گئی ہے۔ کبھی کوئی جھونکا ہوا کا آجاتا ہے جو نہ خوب ٹھنڈا ہی ہوتا ہے نہ بہت گرم۔ اب در و دیوار کے دیکھنے اور زمین سے آنچ کے نکلنے پر بھی اوس پڑ گئی ہے۔ لوگ اپنے اپنے کوٹھون۔ آنگنون۔ اور چوپالون پر اپنی اپنی

دکانون کے نیچے لب سڑک سو رہے ہین۔ گہری نیند نے دین و دنیا کے جھگڑون سے اسوقت آزاد کر دیا ہے۔ کھٹمل۔ پسو۔ مچھر غافل پا کے مزے سے خون پی رہے ہین اور سونے والے کھجا کھجا کے رہ جاتے ہین۔ اُدھر سے اِدھر اِدھر سے اُدھر کروٹ بدل لیتے ہین۔ بالکل سناٹا پڑ گیا ہے۔ ہان کبھی کبھی پہرے والے اپنی معمولی بھیانک آواز سے چیخ اُٹھتے ہین "جاگو او سونیوالو"۔ روشنی بخش چیزون کا جوبن اسوقت شباب پر ہے مگر جن سڑکون پر نئی روشنی ..عال مین پھیلی ہے اُنپر نقلی ہنڈکس اور ہر کہین لالٹینین اپنی اندھی روشنی سے چراغ سحری ..علوم ہوتی ہین یا ہندوستان کی مجموعی ترقی کا اندازہ۔ کہین بیٹے کی شادی رچی ہے اندر ..ح طرح کی عورتون کا ہجوم ہے ڈھول پر ڈھول ٹوٹ رہے ہین۔ جی توڑ توڑ کے سہرے ..ئے جاتے ہین۔ باہر محفل آراستہ ہے۔ نوشاہ نارنجی جوڑا پہنے کسی انمول مسرت مین ڈوبا اور ..ش شوق تیز تر گرد: کے مضمون مین مبتلا مسند پر گاؤ تکیہ لگائے بیٹھا ہے۔ سامنے ایک نازنین ..رو جبین ناچ رہی ہے۔ عزیز احباب جمع ہین عطر الائچی حُقے پان کا دور ہے ہر شخص کے ..ل مین خوشی اور بیفکری کا جوش ہے جو چہرون سے پھوٹ نکلا ہے۔

کسی گھر مین اکلوتی بیٹی کا ماتم ہے۔ بیس برس کی عمر مین جوان دنیا سے اُٹھ گئی ہے اُسکے ..ننھے بچے کیسے بلک بلک کے روتے ہین۔ وہ کیا جانین مرنا جینا کیا ہے۔ اُنکو تو یہی منہ چڑ..تان پاس جائین گے۔ ہاے جوانا مرگ بیٹی کی لاش پر چادر پڑی ہے۔ مان زمین پر بیٹھی پٹی ..سر اور سر پر ہاتھ رکھے ڈاڑہین مار مار کے روتی ہے۔ ہاے مری نازون کی پالی ہاے میری چاند ..ی بیٹی مجھے دھوکا دیگئی۔ بیچارہ باپ ضبط مین بہت پا مردی کر رہا ہے مگر پھر بھی اولاد کا ..غالب آ ہی گیا ہے اور آنکھون سے نکل کر منہ دھونیوالے گرم گرم آنسوؤن کے ساتھ اُسکی ..بھاری مردانی آواز مین ہاے افسوس کے نعرے دیکھنے سُننے والون کے کلیجے ٹکڑے کیے دیتے ہین

دُکھ درد والے کراہ رہے ہین جنکی آہ آہ اور ارے اللہ سے تیمار دارون کو بھی سکتہ ..ہو سکتا ہے۔ کسی کو کھانسی چین نہین لینے دیتی اُٹھ کے بیٹھ گیا ہے۔ کوئی پڑھتے پڑھتے کتاب ..ہی پر سر رکھ کے سو گیا ہے۔ جج صاحب کے ہان بہت سے مقدمات تجویز لکھنے کو باقی ہین۔ سامنے ..لیمپ جل رہا ہے۔ اب تک کرسی پر ڈٹے میز پر ہاتھ کی کہنی ٹیکے اور ہتھیلی سے پیشانی تھامے ..بیٹھے۔ سامنے مثل رکھی ہے۔ اپنے ہاتھ مین قلم ہے جو فلسکیپ کے تختون پر سرپٹ جا رہا ہے۔

جنکو ... کے گھوڑون کی چھما چھم اور سپلے کی ٹمک ہے۔ کہین شطرنج اور گنجفے

کے شوقین بٹتے ہین -

کوئی رنگیلا جوان کہین سے گھر آتا ہے اور دھیمی آوازسے دروازہ کھلوا رہا ہے کہ گھر کے بڑے بوڑھے جاگ نہ پڑین - کہین میان بی بی ایک پلنگ پر بیٹھے گھر کے انتظام - اولاد کی تعلیم اور اُنکے شادی بیاہ کی صلاحین کر رہے ہین - کوئی کسی کے گلے مین بانہین ڈالے چین سے سو رہا ہے - ایک گھر مین کوٹھے پر چور پہونچ گئے ہین ایک نے نیچے اُترنے کو رسی لٹکائی ہے دوسرا کوٹھری کی چھت کاٹ رہا ہے تیسرا ابھی تاک جھانک کر رہا ہے کہ مال کہان رکھا ہے - سامنے والے کمرے کے دروازے کھلے ہین - بی بیوون لیا کا نکھار کر رہی ہین کسی پر چڑھائی ہے اور جوتیون کہے دیتی ہین کہ آج کوئی اللہ کا بندہ نہ بچے گا - کسی چھوٹے سے مکان کے صحن مین تختون پر تکلف فرش بچھا ہے - وصل کے عیش کا سامان جمع ہے - ایک دلدادہ آہٹ پر کان اور در پر نظر لگائے کسی کا منتظر بیٹھا ہے - ادرہم ابھی کیا کہین آدھی رات ہو پچھلا پہر اِس عالم ہی مین ہین رہتے - افسوس -

نہ اِس پہلو مین ہی کوئی نہ اُس پہلو مین لے حسرت ادھر دیکھو ادھر خالی اُدھر دیکھو اُدھر خالی

انجام

یہ بہتون کو کہتے سنا ہوگا کہ "خدا انجام بخیر کرے" مگر جب اُن کہنے والون کے دلون کو ٹٹولیے اور اُنکے خیالات کا اندازہ کیجیے تو صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ ہر شخص نے اپنے مذاق اور اپنے مسلمات کی بنا پر اس جملے سے کچھ اور ہی معنی مراد لیے ہین - اور اُسکے ذہن مین انجام کوئی نئی ہی چیز ہے - افسوس دنیا کا یہی عام مغالطہ ہے جسنے ملکون اور قومون مین باہم عداوتین پیدا کر دی ہین - دیکھو وہ صحرا نشین ہندو جوگی جسنے دنیا کو ہر پہلو سے آزما کے اور اہل دنیا کے خیالات کا ہر طرح اندازہ کر کے اس عالم کون و فساد سے نفرت ظاہر کی ہے - اور تمام دنیاوی سامان عشرت پر بے پروائی اور دولت کی لات مار کے اُس تنہائی کے مقام مین آکے بیٹھ رہا ہے جہان سوا خدا کے کسی کی حکومت نہین - اپنی روزی حاصل کرتے وقت اگرچہ وہ دیکھتا ہے کہ اُسکے شوق کی چیزین یعنی گھاس پات ہر مقام پر کثرت موجود ہین - اور پھر لطف یہ کہ کوہسار گویا اپنا دامن اُسکی طرف بڑھا کے کہہ رہے ہین کہ یہ ہدیہ قبول کیجیے - اور تختۂ صحرا جیسے اپنی نعمتین وسیع خوان مین لگا کے اُسکے سامنے پیش کر رہا ہے کہ لیجیے خدا نے یہ آپ کے پاس بھیجا ہے

ان میں بھی وہ کفایت شعاری کو صرف کرتا ہے۔ اور جس قدر ضرورت ہوتی ہے اُسی قدر لے لیتا ہے۔ اسی کی تقلید میں اُس رومن کیتھلک راہب نے دنیا کی تمام لذتیں اپنے اوپر حرام کر لی ہیں۔ دنیا کا حسن اور دولت کا سامان اپنی دلفریبیاں دکھا دکھا کے اُسکے دل میں ایک طمع پیدا کرتے ہیں لیکن اُسنے ان سب چیزوں کی طرف بظاہر اس بے پروائی سے دیکھا ہے کہ لوگوں کو اسپر حسد آتا ہے۔ یہی بے پروائی اور لذائذ دنیوی کی نفرت وہ مسلمان صوفی دکھا رہا ہے جیسے گویا عالم کو چھوڑ دیا ہے اور صرف ایک قادر مطلق کے خیال میں اپنے آپ کو سب طرف سے بیکس بنا کے گوشۂ تنہائی میں بیٹھ رہا ہے۔ یہ سب لوگ ایک ہی خیال۔ ایک ہی دُھن میں محو ہو رہے ہیں۔ دنیا کے لوگ جو روز روز کی امیدوں میں ناکامی کے صدمے اُٹھا کے عاجز آگئے ہیں اُنکی اس بے پروائی کو ایسا بھلا سمجھتے ہیں کہ اُنکے خیال میں ان لوگوں سے زیادہ کوئی حق پسند اور راہِ راست پر چلنے والا نہیں۔ کیا عجب کہ اپنے خیال میں وہ انھیں لوگوں کی حالت کو وہ حالت تصور کرتے ہوں جس سے اپنے جملۂ "خدا انجام بخیر کرے" میں لفظ "انجام" مراد لی ہے۔ انکا دل چاہتا ہے کہ خود اُنکا بھی یہی انجام ہو۔ اور وہ بھی دنیا کو یونہی چھوڑنے پر قادر ہو جائیں۔

اگرچہ انجام کا لفظ ہر اُس مقام پر صادق آتا ہے جہاں کسی کام یا کسی واقعہ کا خاتمہ ہو جائے مگر چونکہ حقیقی اختتامِ معاملات وہی ہے جسے لوگ موت کہتے ہیں۔ اور جو دنیا کے تمام تعلقات قطع کر دیا کرتی ہے۔ اس خیال سے اکثر لوگ جب کبھی کہتے ہیں "خدا انجام بخیر کرے" اُس سے یہی مراد ہوا کرتی ہے کہ مرتے وقت انسان اچھی حالت میں ہو۔ اچھی حالت کیا چیز ہے؟ عموماً لوگ جسکی نسبت کہتے ہیں کہ یہ اچھی حالت میں ہے اُس سے یہ غرض ہوتی ہے کہ متمول ہے اور دنیا کی خواہشیں پوری کرنے میں اُسے تھوڑی دقت ہوتی ہے لیکن موت ایک ایسی چیز ہے کہ اُسوقت جب جان نکلتی ہے دولتمندی اور بے دولتی عشرت اور عسرت۔ اطمینان اور تنگدستی سب برابر ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے تمام دینی مقدس دل اُسوقت کا بخیر ہونا اس سے مراد لیتے ہیں کہ انسان کی اخلاقی حالت اور روحانی خوبیاں ترقی پر ہوں۔ دراس خیال کا پُرجوش معتقد ہو جو افسوس کرنیوالوں کے اعتقاد میں حق اور ذریعۂ نجات ہے۔ افسوس اسکی ایسا تفرقہ پڑ گیا ہے اور اختلافِ مذاہب نے موت کے اُس طرف کے حالات بیان کرنے میں ایسا اختلاف کیا ہے کہ یہ جملہ نکلتا تو ہر شخص کی زبان سے ہے لیکن

غرض ہر شخص کی جدا ہوتی ہے - ایک مسلمان اپنے ایک خوش اطوار مسلمان مرنیوالے دوست کی نسبت کہتا ہے "کیا اچھا شخص تھا! توحید کا معتقد تھا اور رسالتِ محمدی پر ایمان رکھتا تھا"۔ اُدھر دوسرا عیسائی اپنے واصل بحق مسیحی دوست کی نسبت کہ رہا ہے "کیا اچھی موت ہے! مسیح کا خون ایسے ہی لوگون کی نجات کے لیے ہے"۔ وہ یہودی اپنے رخصت ہونیوالے دوست کی لاش کے سرہانے افسوس اور درد کے لہجے مین کہ رہا ہے "کیا خوش نصیب تھا۔ خاص اسرائیلی شریعت اور موسوی تعلیم پر گیا"۔ قدیم اصول ژند کا معتقد اور خوش خیال موبدان فارس کا پیرو اپنے کسی دوست کو دخمے مین رکھنے کو لیے جاتا ہے اور آنسو بہا بہا کے کہ رہا ہے "کیا خوب آدمی تھا خدا مغفرت کرے۔ ہمارے حق شناس وخشوروں (پیمبرون) کے آئین کا کس استقلال سے پابند رہا"۔ یہ تو دخمے مین غائب ہو گیا اور اسکی جگہ چند برہمن اپنے کسی دولوک دیجانے والے عزیز آشنا کو لیے چلے آتے ہین - دریا کنارے جلانے کو لیے جاتے ہین اور کس حسرت سے آپس مین باتین کرتے جاتے ہین کہ "سیدھا بیکنٹھ جائیگا - دیوتا اور مہاتما اسے اپنی پرکون مین لے لین گے - اور دوسرا جنم اسکے لیے جنت کا مزا دیگا"۔ ان سب کی زبان سے جتنے جملے سُنے گئے سب ایک شرح کی حیثیت سے تھے جنکا متن یا خلاصہ اسی قدر تھا کہ "خدا نے انجام بخیر کیا"۔

اگرچہ سب کو معلوم ہے مگر پھر بھی کسی کو نہیں معلوم کہ اصل مین انجام بخیر ہونا کیا چیز ہے کیا خوب کہا ہے -

خبرم نیست کہ منزلگہِ مقصود کجاست این قدر ہست کہ بانگ جرسے می آید

اس موقع پر بانگ جرس سے مراد بانیان مذاہب کا فرمانا ہے - اُن لوگون نے اپنی روحانی تعلیم سے سیکھ کے جو کچھ بتایا دنیا اُسی کو حق سمجھتی ہے اور اُسی پر مذاہب کی بنیاد قائم کی گئی لیکن ہمین اس مسئلے پر زیادہ بحث کی ضرورت نہین - یہی کیون نہ کہدین کہ ٹھیک ٹھیک نتیجہ کا اچھا ہونا اس امر کا نام ہے کہ لوگ اُسے اچھا سمجھین اور وہ دنیا سے نیکنام جائے - فی الحقیقت یہی ہے کہ ان سب لوگون کا انجام اچھا ہوا جنپر ابھی آپ نے اُنکے ہم مذہبون کا افسوس کرتے اور حسن ظن قائم کرتے دیکھا تھا -

موت کا مسئلہ چھوڑ کر سر دست یہ دیکھنا چاہیے کہ ہر کام کا انجام اچھا ہونا کیسا ہو جو کام بخیر و خوبی تمام ہو جائے - جسکے نتیجے پر کوئی خوش ہو اور غیر ان کو حسد معلوم ہو جائے

اُسکا انجام بخیر ہوا۔ دنیا مین روز سیکڑون امور کی ابتدا ہوتی ہے اور خدا جانے کتنے اہم معاملات انتہا کو پہونچ جایا کرتے ہین۔ لیکن چونکہ اُنکا اثر خاص اور شخصی ہوتا ہے اسلیے نہ عام کو اُنکے نتیجے کی خبر ہی ہوتی ہے اور نہ عام طور پر اُنپر دلچسپی ظاہر کیجاتی ہے۔

دیکھو جو لڑکا پندرہ بیس برس ہوے پڑھنے کو بٹھایا گیا تھا اُسنے آج ایم اے کی ڈگری پاس کی ہے یا اُسی طرح ایک اُسی کے ہم عمر طالب علم نے اپنی شرقی تعلیم سے فراغت پائی ہے اور آج اُسکے سر پر علما و فضلا کے مجمع عام مین فضیلت کی پگڑی باندھی جا رہی ہے۔ دیکھو وہ خوش ہے کہ وکالت مین پاس ہوگیا۔ بلکہ اور آگے خیال دوڑاؤ دیکھو وہ پریشان حال جو خدا جانے کب سے دوڑ دھوپ رہا ہے اور کتنے لوگون کی سفارش اُٹھوا چکا ہے آج خوش ہے کہ اُسے ایک منصفی کی معقول جگہ مل گئی۔ دیکھو وہ جسنے ایک مدت سے عشق خانہ خراب پرست زندگی سے منہ پھیر لیا تھا اور جسکی آرزوئین اور تمنائین روز ایک نئے حیلے اور ایک عجیب طنز آمیز چھیڑ چھاڑ سے ٹالی جاتی تھین آج وہ اپنی مراد مین کامیاب ہوا۔ اور کسی وفا فراموش جفا شعار نے آج اقرار کرتے کرتے وعدہ پورا کیا ہے۔ واہ! کیا خوش نصیب شخص ہے۔ اور اُسکے عشق کا انجام کیسا اچھا ہوا۔ اس سے بھی زیادہ وضاحت کے ساتھ مختصر باتین کیون نہ سُنیے۔ بیمار نے شفا پائی۔ وطن آوارہ کو سواد وطن نظر آئی۔ بچھڑے ہوے خوش خوش ملے ہین۔ چلتے چلتے تھک جانیوالے منزل پر پہونچے۔ صبح سے جان پر کھیلنے والے سپاہیون کو اسوقت شام کو فتح نصیب ہوئی۔ طوفان کی مصیبت اُٹھائے ہوے ز کو دور سے ساحل کی صورت ایک سیاہی مارنیوالے خط کی وضع مین دکھائی دی۔ یا یہی تمناؤن کا صاف نقشہ دکھا دین کہ اتنی کوششون کے بعد ہمین مسلمان شریف گھرانون مین ایک ہونہار لڑکا نظر آیا۔ یہ سب وہ باتین تھین اور وہ معاملات تھے جنکا انجام بخیر ہوا لیکن یہ تمام باتین صرف "انجام بخیر" ہونے کی اصلیت ظاہر کرنے کے لیے بیان کر دی گئین ورنہ زمانہ تو کچھ ایسی نامرادیون سے دوچار کراتا ہے کہ یہ سب واقعات ہماری نظر مین وہی اثر رکھتے ہین جو کسی گوری پر وصل کی تصویر اہل عشق کے دل مین پیدا کر گئی۔ یعنی جو چیز شاذ و نادر ہی نظر سے گذرتی ہو اُسکا بیان قصہ اور کہانی سے زیادہ ہرگز وقعت نہین رکھتا۔

ہماری عام تمناؤن کا وہی انجام ہوتا ہے جو مجنون کے عشق۔ لیلی کی بیتابیون اور فرہاد کی کوہکنی کا انجام ہوا تھا۔ صاف معلوم ہو رہا ہے بلکہ آنکھون سے دکھائی دیتا ہے کہ آج

ہمین اپنے تمام معاملات مین اسی قسم کے نتیجون کا امید وار رہنا چاہیے۔ جسنے کہا ہے خوب کہا ہے
"صورتِ یاس بھی بن بن کے بگڑ جاتی ہے" آرزو بر آنا۔ تمناؤن مین کامیاب ہونا۔ اور کسی
امر کا انجام بخیر ہونا کیسا۔

ہم اگلے واقعات اور گذشتہ تاریخ مین دیکھتے ہین کہ عمومًا مصیبتین اور نامرادیون کے
حالات چونکہ بہت کم پائے جاتے تھے۔ لہذا دلون مین ایک درد کا اثر پیدا کرنے کے لیے وہ
صرف داستانون اور بے اصل قصون کے ذریعے سے بیان کر دیے جاتے تھے۔ بخلاف اسکے
آج وہ زمانہ ہے کہ ہمین اپنی قوم مین در اصل تو ہر طرف سے نامرادی ہی نظر آتی ہے ہاں
بعض اوقات دل کی تسلی کے لیے ہم کامیابی کی داستانین بیان کرکے جی خوش کر لیا کرتے
ہین۔ واقعی اب ایسا زمانہ آگیا ہے کہ ہمین اپنی کوشش مین اچھے انجام کا امیدوار ہی نہ ہونا
چاہیے۔ اگر ہمکو جستجو ہے اور ہم تلاش کرتے ہین کہ ہمین ایسے معاملات اور ایسے موقعے ملین
جن مین انجام اچھا یا خاتمہ بخیر ہوا ہو تو ہمین اپنے شہر کے قدیم داستان گویون کی طرف توجہ
کرنی چاہیے۔ اے! اکثرون نے سنا ہوگا کہ ہمارے داستان گو جنھون نے اپنے اور اپنی قوم
کے دُکھے ہوے دلون کے خوش کرنے کے لیے ٹریجڈی کا پارٹ چھوڑ دیا ہے اور رات دن کامیدی
ہی بیان کرتے رہتے ہین اُنکے بیان مین ہمین کیسی کیسی اعلیٰ درجے کی کامیابیان اور کیسی کیسی
دلفریب آرزومندیان نظر آتی ہین۔ ہمارے داستان گو جس وقت کوئی واقعہ بیان کرنے
کو بیٹھ جاتے ہین اُس وقت اُنکی زبان جن واقعات کا سمان دکھاتی ہے اور جن حالتون کی
تصویرین آنکھون کے سامنے کھینچتی ہے انکو اگر کوئی تعلق تھا تو صرف اُسی زمانے سے جسے یورپ
عہد وسطیٰ کہتا ہے اور جس مین ہمارے سوا کوئی ناکام اور نامراد تھا ہی نہین۔ اور جو کوئی
نظر اُٹھا کے دیکھتا تھا اُسے دنیا بھر مین ہمین ہم نظر آتے تھے۔ مگر افسوس ہماری تاریخی داستان
اب داستان گویون کی گپ ہو گئی۔ قاعدے کی بات ہے کہ جو امر ذہن کو مستبعد معلوم ہوتا ہے
اُسکو انسان کا دل بڑی مشکل اور بڑی دقت سے قبول کرتا ہے۔ چونکہ اب ہم دنیا بھر سے زیادہ
پست ہمت اور ادنیٰ درجے پر معلوم ہوتے ہین لہذا ہمارے حالات بالکل ویسی ہی داستان یا
کہانی خیال کر لیے گئے ہین جسکی صحت پر سننے والے درکنار خود بیان کرنے والے کو بھی وثوق
نہین ہوتا۔ خیر یہ گذری ہوئی باتین یاد آسکے ہمین اپنے موضوع بحث سے ہٹا لیجا کر فی
زین ورنہ ہماری غرض اس مقام پر صرف اتنی تھی کہ وہ دن گذر گئے جب ہمین کسی معاملہ کا

انجام بخیر نظر آتا تھا - اب تو یہ حال ہے کہ دُنیا تو دُنیا ہمین اسکی بھی امید نہین کہ عقبیٰ مین خاتمہ بخیر ہو -

عالم بیخبری طرفہ بہارے بودہ است
حیف صد حیف کہ ما دیر خبردار شدیم

واقعی عجب عالم تھا - کیسی کیسی بہارین نظر سے گذر رہی تھین اور کیا کیا لطف حاصل ہو رہے تھے - آہ ! کس صحبت مین تھے اور کون پہلو مین تھا - آرزوئین کس اطمینان سے پوری ہو رہی تھین - نظر کے سامنے کیسا دلچسپیون کا سامان تھا مگر افسوس ! صد ہزار افسوس ! آنکھ کھلی تو کچھ نہین ! وہی ہم اور وہی گوشۂ تنہائی - وہی دلِ پُر آرزو - اور وہی نہ بر آنوالی تمنا ! آہ ! ادے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد ! کسی نے کیا خوب کہا ہے

یہ کسنے عین مزے مین جگا دیا ہمکو؟ ابھی سے تھے خواب مین اُنکو گلے لگائے ہوئے

خواب اور اُسکی خودرفتگی کا عالم عجب دنیا ہے - اس خیالی دنیا مین جو سمان نظر آجاتا ہے تازہ لطف دکھانے کے ساتھ دل مین ایک نئی حسرت پیدا کر دیتا ہے - یہی ایک ایسا عالم ہے جسمین بے دولت اور بے ثروت کے انسان دنیا کی اعلیٰ سے اعلیٰ لذائذ پر کامیاب ہوتا ہے - اعلیٰ اور ادنیٰ - بادشاہ اور فقیر سب اس عالم مین برابر ہین - دنیا کے مختلف اور حد سے زیادہ متضاد طبائع اسی عالم کے ذریعے سے اعتدال پر لائی جاتی ہین - بادشاہ افلاس اور احتیاج کا خواب دیکھتا ہے اور فقیر خواب مین بادشاہ ہو جاتا ہے - واقعی جسنے یہ شعر کہا ہے انسان کی طبیعت کا بہت اچھا اندازہ کیا ہے - وہ عالم تو ایک فوری حسرت پیدا کر ہی دیتے ہین جن مین انسان کسی عالم مدہوشی یا بیخبری کی حالت سے چونک کے وہ سخت صدمہ اُٹھاتا ہے جو کسی دلربا اور خود رفتگی کے چھٹ جانے یا شب وصل مین سپیدۂ صبح کے نظر آجانے سے پہنچا ہو تو پہنچا ہو - زیادہ افسوس اُس موقع پر ہوتا ہے جب انسان اپنی واقعی اور حقیقی مسرتون کا خیال نہیں کرتا اور اُنکی دلچسپیون مین خور رہتا ہے مگر جب وہ سامان عیش چھین لیا گیا اُن گذشتہ راحتون کو اسی طرح یاد کرتا ہے جس طرح اُس جاگ پڑنے والے نے خواب کی باتون کو یاد کرکے آہ کھینچی تھی -

دیکھو عالم شباب کن اُمنگون اور کامیابیون کا زمانہ ہے اس زمانے مین بھلا کسے خیال

آیا کہ قدرت نے ہمین کتنی بڑی دولت دی ہے - ہاتھ پاؤن کی قوت اور ذہن کی تیزی سے اُسکے حوصلونمین جو ترقی ہوگئی ہے وہ درکنار حسن و عشق کی دنیا نے کیسے کیسے چلاوے دے رکھے ہین - سیمتن معشوق جنکی آرزو مین زمانے کو تباہ کیے ہوے ہین - وہ اپنی خودپسندی کو بھول کے اُسکے چاہنے والے بنے ہین - یہ کتنا بڑا ترقی کا زمانہ ہے اور کیسی مقصدورِیون مین گذر رہی ہے - عالم شباب کی مزیداریون مین محو رہنے والا اُس عیش و سرور کے زمانے مین تو کچھ خیال نہین کرتا مگر جب یہ زمانہ ہاتھ سے نکلجاتا ہے اور دل کیا یک بیٹھنے سا لگتا ہے اور ولولے فرد ہو جاتے ہین اُسوقت اُن گذشتہ عشرتون کو خواب کی طرح یاد کرتا ہے اور نہایت حسرت کے ساتھ دردمندی کے لہجے مین کہہ اُٹھتا ہے:" آہ!

عالمِ بے خبری طرفہ بہارے بودہ است! حیف! صد حیف! کہ ما دیر خبردار شدیم

جس طرح انسان کی عمر کا عمدہ زمانہ اُسے ناکام کرکے حسرتمند اور اندوہناک بناتا ہے اُسی طرح قومون کی کامیابی و ترقی کا سامان اُن دونون دلون مین ایک داغ حسرت پیدا کر دیتا ہے جب وہ ترقی دامن چھڑا کے ہاتھ سے نکلجاتی ہے اور قوم کی قوم یکایک پہلے سرد، کی خودرفتگی سے چونکتی ہے - بعض عربی مورخین نے کیا خوب کہا ہے کہ جس طرح انسان کیا معنی ہر دنیاوی چیز کی عمر ہوتی ہے اُسی طرح قومون کی بھی ایک عمر ہوتی ہے - جو قومین کہ اپنی ابتدائی ترقی ہی مین تباہ ہوگئین وہ وہ تھین جنکی عمر خدا نے تھوڑی ہی رکھی تھی - اُنکی نسبت یہ کہنا چاہیے کہ بچپن ہی مین مرگئین - اور جو خوب ترقی کرکے اور دنیا مین اپنی ناموری کے پھریرے اُڑا کے تباہ ہوئین وہ وہ قومین ہین جنکو خدا نے پوری عمر دی تھی - اور اپنی عمر سے کامیابی کا پورا لطف اُٹھا کے برباد ہوئین - تاریخ ایسی بہت سی قومین دکھاتی ہے جو ناموری کے میدان مین اپنی اپنی باری کے وقت مین کوس لمن الملکی بجا رہی تھین -

وہ پرانی قوم جو ہندوستان مین آریہ کے لفظ سے یاد کیجاتی ہے اُسکے قدیم عروج کو یاد کرو - جسکی سطوت اور جبروت کے خیال سے دشمنون کے اعضا مین لرزہ پڑجاتا تھا - جو انسان تو انسان دیوون اور جنون کو اپنا شکار خیال کرتی تھی اور جسکے ایک ایک بہادر نے تن تنہا صدہا دیوزادون کو خاک مین ملا دیا اور جسکی بہادری کی تاریخ دنیا مین آج ایک رزمیہ کہانی معلوم ہوتی ہے - اُسکی اُس زمانے کی اولوالعزمیون کو دیکھو اور پھر خیال کرو کہ بعد زوال یا مسلمانون کے حملے کے بعد جب اُسنے اپنی گذشتہ ناموریون کو یاد کیا ہوگا تو اُسکو

Marfat.com

اپنی اولوالعزمیان کیسا دلفریب کا خواب نظر آتی ہونگی اور اولوالعزم قوم آریہ کے ازخود رفتہ بہادرون کو اُس عشرت کے خواب نے یاد آکے کیسا پریشان کیا ہوگا اور اُنکے دلون پر کیا گذر گئی ہوگی جب یاد آیا ہوگا کہ افسوس وہ لطف و عشرت اور وہ آزادی و ناموری ہاتھ سے اختیار سے جاتی رہی تاہم اُس وقت کی حسرتناکی کا اندازہ ہر قوم اپنی اُس حالت سے کرے جب اُسکی ناموریان بھی ایک خواب پریشان نکلی ہون۔

مصریون کا دربار بھی کچھ اس سے زیادہ نیکنامی کی خبر دے رہا ہے۔ اہل مصر نے اپنے عروج کو کس انتہائی ترقی پر پہونچا دیا تھا۔ اب سے زیادہ کیا ہوگا کہ عشرت و مقدوری جو ایک بالکل بے استقلال چیز ہے اُسنے انھین اس درجہ ازخود رفتہ بنا دیا تھا کہ خدائی کے دعوے ہونے لگے اور فرعون کے دربار نے شاہی دربار سے گذر کے خدائی دربار کی حیثیت اختیار کر لی بعد غرق فرعون کے بعد اُنھین معلوم ہوا کہ وہ کس خواب مین تھے اور زمانے نے اُنھین دھوکا دیکے کہان سے کہان پہونچا دیا تھا۔

یہی معاملہ یونان و روم اور بنی اسرائیل کے ساتھ پیش آیا۔ ان سبھون نے زرداری وہی دولتمندی کا خواب دیکھا ہے جو ہر کامیاب قوم دیکھا کرتی ہے۔ ان مین سے کون ہے جو اپنے خواب عشرت سے چونکا اور اُن ناپائدار خیالی عشرتون کو یاد کرکے نہین بیتاب ہوا؟

اُن لوگون کو خواب سے انھین لوگون نے جگایا جو اُن کی عشرتون کے چھیننے والے اور اُنکے سامان راحت کے لوٹنے والے تھے۔ رومیون نے یونانیون کی مسرتون پر دست تعدی دراز کیا اور جب خوب جی بھر کے اُنھین تباہ کر چکے تب اُنکو اُنکی غفلتون سے جگا دیا کہ گذشتہ مسرتون کو یاد کرکے روئین۔ بنی اسرائیل کی قوم مین بھی راحت طلبیان حد سے گذر چلی تھین۔ خداترس اور حق شناس پیغمبر قتل ہونے لگے۔ خونریزیون کا بازار گرم ہوگیا۔ زنا اور عیاشی اُنکی نورانی اوصاف پر غالب آگئی تو خدا نے نینوا کے بادشاہ بخت نصر کا ایسا ظالم فتحمند اُنپر بھیجا جسنے اُنکو قید کرکے اپنا غلام بنایا۔ اور نسل اسرائیل کی تمام شرافتون پر ذلت و غلامی کی خاک پڑ گئی۔

ان سب کے بعد اہل اسلام نے جو ترقی کی وہ شاید سب سے زیادہ تھی۔ اُنکا خواب بھی زیادہ دلچسپ اور دلفریب تھا اُسی قدر دلفریب کسی کا خواب نہین ہو سکتا۔ ایسی کامیابیان

Marfat.com

کے دھوکے مین اُن پر سب سے زیادہ غفلت طاری ہوئی اور اسی وجہ سے اُنکا خواب نوشین جس بہار کا سمان دکھا رہا تھا اور آرزوؤن کے باغ پر انھون نے جو رونق اور تر و تازگی دیکھی تھی وہ دنیا مین کسی اور کو نصیب نہین ہوئی۔ اُس عالم محویت مین گویا قوم اسلام کے ہر فرد کی زبان پر یہ شعر جاری تھا

فلاطون طفلکے باشد زیونانے کہ من دارم
مسیحا رشک میدارد زدرمانے کہ من دارم

کسی قوم نے اپنے ابتدائی نشو و نما کے وقت ایک ہی قوم کو تباہ کر کے اُسکے خزانون پر دسترس پایا ہوگا مگر اہل اسلام نے اُن تمام قومون کے خزانون پر قبضہ کر لیا جو اُنکے سامنے آئین۔ تھوڑی تھوڑی دولتون نے تو قومون کو از خود رفتہ بنا دیا تھا یہ تو بہت بڑی دولت کا سامان تھا۔ آخر مسلمان بھی اُسی نیند مین سو گئے جسمین سب قومین سوئی تھین۔ اور جیسی وہ اعلیٰ دولت تھی ویسی ہی اُنکی نیند بھی غافل تھی۔ اب مدت کے بعد جب قوم کے بعض بعض لوگ جاگنے لگے ہین۔ افسوس مدت تک تو اُن جاگنے والون پر ایک حیرت طاری رہی کہ آہ یہ کیا تھا اور اب کیا ہے۔ ہم کیا تھے اور کیا ہو گئے۔ اب قوم کے بہت سے جاگنے والون نے اپنے گذشتہ عروج کو خوب اچھی طرح یاد کر کے یہ شعر زبان سے نکالا ہے۔

عالم بخیری طرفہ بہارے بود ست!
حیف! صد حیف!! کہ ما دیر خبردار شدیم

صبح چمن

آخری دَور خواہ کسی امر مین ہو لوگون کو پسند نہین ہوتا۔ بدمستان خرابات بڑے ذوق و شوق سے جام لنڈھاتے ہین اور ساقیۂ دریا دل کی منت و سماجت کر کے اُسکے نازک ہاتھون سے جام لیتے ہین۔ مگر کیا بات ہے کہ پچھلا جام جس مین دُرد کی آمیزش کا خیال ہوتا ہوتا ہے اُسکو مُنھین بلا نوشش میکشون مین سے ہر ایک ایک دوسرے پر ٹالنے لگتا ہے یا اور جام سے گلگون سے انکار کرین! اگرچہ یہ ہے کہ وہ جام دوسرے کے خلتے پر ہوتا ہے۔ زندگی کیسی پیاری چیز ہے۔ کس کو درازی عمر کی تمنا نہین۔ کون نہین چاہتا کہ دنیا یون ہی گذرتی جائے اور وہ ہمیشہ یون ہی جیتا جاگتا بنا رہے۔ بلکہ یہ اور لطف ہے کہ جو جو زندگی بڑھتی جاتی ہے وہ وہ اُسکی ہوس بھی بڑھتی جاتی ہے۔ مگر دیکھیے وہی بوڑھا جسکو اگرچہ اپنی زندگی کے متعلق خدا جانے کیسی کیسی تمنائین ہین مگر حیرت کی بات ہے کہ اسکو اپنی زندگی اجیرن معلوم ہوتی

ہے اور کبھی کبھی جھنجلا کے اپنی موت کی دعا مانگنے لگتا - اسکا بھی یہی سبب ہے کہ بوڑھاپا زندگی کا آخری دور ہے - وہی معشوقہ ابتداٴ جس کی ناز آفرینی مین گذرا کرتی تھی اب آخر مین بلاے جان ہوگئی ہے - یہ تو سب طول طویل زمانے کی باتین تھین تھوڑی دیر بھی جس صحبت مین زیادہ بیٹھے رہیے آخر دل اُکتا اُٹھتا ہے - ان سب سے طبیعت کو اس لیے وحشت اور نفرت ہوگئی کہ آخری دور آگیا تھا -

مگر صبح میں کیا بات ہے کہ سوا جلوے جانان مین رات بسر کرنیوالون کے اور سب کو اسوقت عجب لطف حاصل ہوتا ہے - اُنکا تو ہمین بھی افسوس ہے جن سے کوئی چھوٹ رہا ہی اور وہ کسی دلربا سے بچھڑ رہے ہین - لیکن دنیا کی عام حالت پر نظر ڈالیے تو کون ہے جو صبح دلفریب سمان دیکھ کے محو حیرت نہین ہو جاتا ہے - صبح کا سمان عام طور پر دلفریب ہوتا ہی مگر خاص صبح چمن - اُسوقت کا سمان دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے - مگر افسوس اُس سے لطف اُٹھانیوالے بہت کم ہین -

ہجران نصیبون کی رات بھر تڑپتے تڑپتے اسوقت آنکھ لگ گئی ہے - زاہد جاگا ہے مگر وہ مین فریضہ صبح ادا کرنے کی تیاریان کر رہا ہے - پابندان دین مین سے جن جن کی آنکھ کھل گئی ہے اُنکو ذوق عبادت مین یہ توفیق کہان کہ صحن چمن کی زیارت کرنے جائین - رؤسای اور دولتمند دنیادار، جو بظاہر دنیاوی سامان راحت کے زیادہ مشتاق معلوم ہوتے ہین اُنکی آنکھون پر کچھ ایسی غفلت کے پردے پڑے ہین کہ ابھی تک اُنکی نیند نہین ٹوٹی - بےخبر خراٹے لے رہے ہین - برہمن تڑکے اُٹھے تھے - مگر اُنھین بید خوانی یا بتان دیر کی زیارت اتنی مہلت بھی نہین کہ ذرا دو قدم چلکے پریزادون کے اُس جمرمٹ کو دیکھ لین جو ہاردون ان مین دریا کے کنارے کی طرف بڑھتا چلا جاتا ہے - جب ان اصلی بتون اور دلفریب بتون ہی کی زیارت نہ کی تو وہان کیون جلنے لگا تھا جہان صبح چمن نے ایک نیا سمان باندھا ہے - مسافر تڑکے اُٹھے تھے اور جس اصرار وتاکید سے اُنھون نے سراؤن کے پھاٹک کھلوائے ہین اُس سے خیال تھا کہ بس یہی صبح چمن کا لطف دیکھین گے - مگر افسوس یہ بھی اُن کے انتہائی مرکبون پر پڑ بیٹھے جو زلف جانان کی طرح اپنی پیچیدگیون مین رکھنے کے سوا کبھی منزل مقصود پر پہنچنے ہی نہین دیتین - آہ! اُن قافلون کو بھی اسوقت کی قدرتی بہار کا حظ نہین ملتا جو پچھلی رات سے چلے ہین اور ریگستان کے ٹیلون یا سنگستانی درون

مین برابر چلے جا رہے ہین۔ اُنکے مسافرون پر تو نیند سوار ہے۔ اونٹون کی مستانہ رفتار سے جو ہچکولے پہونچتے ہین اگرچہ وہ بار بار چونکا دیتے ہین مگر نیند ایسی غالب ہے کہ پھر فوراً آنکھ لگ جاتی ہے۔ ساربان جسے ہوشیار رہنا چاہیے وہ بھی اونگھ اونگھ کے گرگر پڑتا ہے اب ایسی حالت مین اگر اس قافلے کا کسی چمن کی طرف گذر بھی ہو تو یہ خمار آلود مسافر کیا خاک لطف اُٹھا سکتے ہین۔ دنیا کے کاروباری اپنی محنت مزدوری کی طرف متوجہ ہوگئے۔ جس کے خیال مین رات کو اکثر اُنھین بدخوابی ہوگئی تھی۔ کسان جو معمولاً تڑکے اُٹھتے ہین اور ہرے ہرے کھیتون پر گذرتے ہین جنپر صبح چمن کا سمان ہنین تو ایک قسم کا دھوکا ضرور ہوتا ہے مگر اُن غریبون کو نہ اتنی سمجھ ہے کہ ان کیفیتون سے لطف اُٹھائین اور نہ اتنی مہلت ہی کہ ان سامانون کو غور سے دیکھین۔ وہ تو ہل اپنے کندھے پر رکھے نیند کے خمار مین جھونکے لیتے ہوے چلے جاتے ہین۔

صبح چمن کا سمان اور اُسکی بہار دیکھنے کے قابل تھی مگر افسوس کوئی نہین جو اُسکی دلچسپیون سے حظ اُٹھائے۔ اُس مقام کی بہار واقعی دل پر بہت بڑا اثر ڈالتی ہے جہان قدرت نے مخلوق کے محظوظ کرنے کے لیے اپنی پوری کوشش صرف کردی ہے۔ یہی وہ خوشنما منظر ہے جسکی خوبصورتی نے اجرام فلکی کو شرمندہ کردیا ہے جو رات بھر اپنے حسن اور اپنی دلفریبیون پر ناز کرتے رہے تھے۔ ماہتاب کا چہرہ ماند ہوگیا ہے اور اُسکی گوری رنگت پر ایک ایسا پھیکا پن حاوی ہوگیا ہے کہ دیکھنے والون کا دل ہٹا جاتا ہے۔ تارے جگمگاتے جگمگاتے جھلملانے لگے ہین اور اب جھلملانا بھی موقوف ہوا بلکہ اُنکے نور مین کچھ ایسی کمزوری پیدا ہوگئی ہے کہ اپنی آخری صورت صبح کے آسمان کی ملگجی رنگت مین چھپانا چاہتے ہین اور کسی طرح نہین چھپتی۔ بزم عالم بالا مین یہ بر بھی جس چیز نے پیدا کی ہے وہ دنیا کی دلفریبیان ہین جو چار پہر تک گویا اپنا سنگار کرنے کے لیے رات کے سیاہ پردے مین چھپی رہی تھین۔

یون تو عموماً دنیا عجب نازفروشی کے عالم مین ہے مگر صحن چمن پر جہان عروس بہار ہزارون ناز و ادا سے جلوہ آرا ہے ایسا عالم ہے کہ دیکھنے والے کو حیرت ہوے جاتی ہین۔ سفیدۂ صبح کے ساتھ آفتاب کی گرمی کا اثر پاتے ہی وہ برودت اعتدال پر آئی جسنے رات بھر وصلت گزینون کو لپٹائے رکھا تھا۔ وہ نہر جو صحن چمن مین لہرا رہی ہے اُسپر تارون کی جگہ اب صبح کی روشنی پہونچی ہے اور اُسکی لہرین نسیم سحر کے خرام ناز کے ساتھ ساتھ کنارون

Marfat.com

تک جا جاکے اُن سرنگون جھاڑیون کو تھپیڑے دے رہی ہین جو پانی کے آئینے مین صبح کی پیشانی کے عکس کو اصلی خیال کرکے بوسہ دینے کے لیے جھک گئی ہین غنچے چٹکنے لگے ہین۔ اور انکے چٹکنے کی آواز نے مرغان چمن کو بیدار کردیا ہے جنھون نے اپنے نشیمنون سے آنکھ کھولتے ہی صبح کی بہار دیکھی ہے اور اسوقت کی قدرتی بہار نے ایسا ازخودرفتہ بنا دیا ہے کہ رہ رہ کے چہک اُٹھتے ہین اور اُن لوگون کو پکارنے لگتے ہین جو آئین اور عروس بہار کی مدح سرائی مین اُنکا ساتھ دیں۔ پھول مسکراتے مسکراتے جوش سرور مین زیادہ ہنس پڑے ہین۔ اور خندۂ گل کی آہٹ پر نسیم بڑے ذوق وشوق سے اس تڑکے کے اندھیرے مین ایسی اندھون کی چال چلنے لگی ہے کہ قدم قدم پر معشوقان چمن یعنی نونہالون کو ٹھکراتی ہے اور گھڑی گھڑی گستاخی کر بیٹھتی ہے۔ اور اس گستاخی پر کچھ ایسی نادم ہوتی ہے کہ چلتے چلتے ٹھٹھک کے رہ جاتی ہے۔

آفتاب نسیم سحر سے بھی زیادہ صحن چمن کی زیارت کا مشتاق تھا۔ افق مشرق کی طرف اُسکی روشنی اور نمایان ہوئی۔ اور وہ سیاہ چادر دفعتہً چاک ہوگئی جسے حیادار معشوقان چمن اوڑھے ہوے تھے۔ اب دیکھیے تو وہ بہار اور وہ کیفیت نظر آرہی ہے جو دنیا بھر مین نظر نہ آئیگی۔ یہی وقت صحن چمن کی سیر کا تھا مگر افسوس دیکھنے والا کوئی نہین۔ اس تڑکے تھپیڑکے سیر و خود ہی اپنا تماشا دکھلا رہے ہین اور خود ہی دیکھ رہے ہین۔

مسافر جو تڑکے چلنے تھے آبادی سے دور نکل گئے ہین۔ قافلہ والے کسی پہاڑی کے نیچے مین فریضہ سحر ادا کرنے کے لیے ٹھہرے ہین۔ اہل مسجد اپنے اعتقاد مین خشوع خضوع کے ساتھ خدائے واحد کے سامنے دست بستہ صف باندھے کھڑے ہین۔ اہل دیر بتون کے سامنے مصروف عبادت ہین اور بڑی مستعدی اور سرگرمی سے ناقوس اور گھنٹے بجا رہے ہین۔ جو تارون کی چھان مین کبھی کی مانی ہوئی منت پوری کرنے کے لیے مسجد کے طاق بھر لے گئی تھین وہ قیامت خرامی کے ساتھ بیداری شب کے خمار مین جھومتی ہوئی اندھیرے ہی مین گھرون کو نکل گئی ہین۔ آہ! نازکبدن مہاتیوالیون کا غول جسکے نازک جسمون کے ساتھ صبح کی ہوا نے کسی خوش طبع عاشق سے بھی زیادہ دست درازیان کی تھین۔ وہ بھی منہ اندھیرے واپس گیا۔ یہی وہ لوگ تھے جو صحن چمن کی زیارت کرتے یا اُسکی رونق دوبالا کرتے۔ مگر اس طرف کسی نے توجہ نہ کی۔ آہ! صبح چمن کی دلچسپیون مین جو دلفریب کیفیت ہے؟

اُسکا دیکھنے والا کوئی نہین۔

آفتاب کی نازک نازک کرنین سبزۂ خوابیدہ کو اُسی طرح جگا رہی ہین جس طرح کوئی نازبردارہ لدادہ اپنی محوِ خواب دلربا کو جگائے۔ یہی کرنین صحن چمن کے سبز مخملی فرش پر لوٹتی ہوئی اُن نازک اور سادگی کی بہار دکھانیوالے پھولون پر پہونچی ہین جنھون نے ابھی تھوڑی ہی دیر ہوئی اپنے حُسنِ نظرفریب پر اترا کے مُسکرانا شروع کیا تھا۔ معشوقان چمن یعنے مسکرانے والے غنچون کو ادھر تو یہ شوخ اور گستاخ کرنین چھیڑ رہی ہین اُدھر نسیم سحر بار بار آتی ہے اور پہلو مین گدگدا دیتی ہے اور ان چھیڑ خانیون کا نتیجہ ہے کہ اُن غنچون کی ہنسی جو ابھی جوش سرور اور خود نمائی کی ہنسی تھی اب ندامت و شرم کی ہنسی ہو گئی ہے۔ ان پھولون کے وہ رنگین لباس جو قدرت نے پہنا دیے ہین کچھ اس بہار اور اس لطف پر ہین کہ باغ مین جو ہے گویا انھین کے جمال جہان آرا پر متحیر ہو کے دم بخود کھڑا رہ گیا ہے۔ بیلین جو پیچ و تاب کھانے والے بیتاب عاشقون کی طرح سرو قدان چمن سے لپٹی جاتی ہین اُنکی ان بیتابانہ اداؤن نے حسن و عشق کی دنیا مین ایک نیا جوش پیدا کر دیا ہے۔ پھولون کا گہنا جو نونہالان باغ کو قدرت کی کاریگری نے پہنا دیا ہے اس سے دنیا دی پر تکلف زیورون کی توہین ہوئی جاتی ہے نہرنے جو نازفروشان باغ کے دامنون کے نیچے لہراتی چلی جاتی ہے اپنے ہجوم شوق کی اداد کھانے کے علاوہ چمن کے ہر ناز فروش کے نیچے ایک آئینہ خانہ بنا دیا ہے کہ اپنے حسنِ عالم آرا کو دیکھے اور مشق نازمین اور جدت دکھائے۔ یہ عالم دیکھ کے اُن سن رسیدہ بڑے بڑے درختون سے بھی نہین رہا جاتا جو مدتون سے کسی کے گلے لگانے کے لیے گویا آرزو کی گود پھیلائے کھڑے ہین۔ نسیم سحر کی رفتار مستانہ کے ساتھ اُنکے دل مین واقعی ایک اُمنگ پیدا ہوتی ہے اور جھوم جھوم کے ایک دوسرے سے بغلگیر ہونے لگتے ہین اور ایک دوسرے کی شاخون کو چومنے لگتے ہین۔ انکی حرکت نے اُن طائرون کو بھی چونکا دیا جو ہنوز اپنے نشیمن ہی مین بیٹھے غزلخوانی کر رہے تھے۔ یہ خود فراموشی کی گھڑی اُنپر بھی اثر کر گئی اور آشیانون سے نکل نکل کے باغ کی دلفریبیون کا تماشا دیکھنے لگے اور عروسان چمن یعنی پھولون کو اُنکے حسن خداداد پر مبارکباد دینے لگے۔

اسوقت صحن چمن کا لطف کچھ اس درجہ ترقی کر گیا ہے کہ تمام سامان کی مجموعی حالت پر نظر نہ ڈالیے بلکہ ہر چیز کو تنہا دیکھیے اور اُسی کی دلفریبیون پر غور کیجیے تو بھی دل پر ایک زخم رنگین

کا اثر پیدا ہو جائیگا۔ دیکھیے پھولون کی ہنسی اور غنچون کا چٹکنا اپنی جگہ پر کیا لطف دکھا رہا ہے۔ اس سے قطع نظر کرکے صرف اُنکے تر و تازہ رنگ ہی کو ملاحظہ فرمایے جو آنکھون مین کھبا جاتا ہے۔ دنیا اُس قدرتی رنگ کا کوئی دوسرا نمونہ آنکھین تو آنکھین خیال کے سامنے بھی نہ پیش کر سکے گی۔ درختون کی سبزی کی بہار سب سے الگ ہے۔ اور نظر فریبی مین نئی تاثیر رکھتی ہے۔ اور اُن آنکھون پر کس قیامت کا ستم کر رہی ہے جو کسی روحانی لباس مین دیکھ چکی ہین۔ نہر جو کسی کی چین جبین کا نقشہ اُڑا لائی ہے یہی کیا کم ہے۔ وہ پہاڑی نہر جس مین وہان کی سادہ مزاج دوشیزہ لڑکیان صبح و شام ہاتھ منہ دھویا کرتی ہین اور جن کے حُسن کی کشش آشفتہ مزاجون کو دُور دُور سے وہان کھینچ لیجاتی ہے اور اُن کو ہستانی درون مین ٹھوکرین کھلواتی ہے اُن نہرون کو اگرچہ اپنی خوش قسمتی پر بہت بڑا ناز ہوگا مگر اسوقت تو اس نہر کو زیادہ دعویٰ ہے جو خوشقدانِ چمن کے پانون چومتی ہے اور اُنکے عکس کو اپنی گود مین لیکے بہا لے گئی ہے۔ یہ بیلین جو تسلسل کا سمان دکھا رہی ہین اور کاکل جانان کی طرح دلون کو اپنے پیچ مین اُلجھائے ہوئے ہین اُنکی بہار اور اُنکی یہ مستقل مزاجی کی ادا کہ جس خوبرو کے گلے لپٹین بس اُسی سے لپٹ کے رہین کیا کم دلفریب ہے۔ مرغانِ چمن جو اپنے آشیانون مین نغمہ سرائی کرتے کرتے چمن مین آکے باہر نکل کھڑے ہوے ہین اور ہر شاخ پر اور ہر پھول کے قریب بیٹھکے جی بھر کے اشتیاق ظاہر کر لیتے ہین تو آگے بڑھتے ہین۔ یہ بھی لطف سے خالی نہین۔ یہی وہ گلشان چمن ہین جو آشفتہ مزاجون اور دلدادگان یار کی طبیعت برہم کر دینا کیا اچھے ہے مطمئن اور عشق سے آزاد رہنے والون کو بھی مبتلاے عشق کر لیا کرتے ہین۔ نرگس کو تو تمنے سنا ہی ہوگا کہ لطف چمن کو آنکھون ہی آنکھون مین دیکھا کرتی ہے۔ مگر ہمارے سے ذرا اس امر کا تو خیال کرو کہ کس ناز و ادا سے دیکھتی ہے۔ شبنم نے گلاب کو کیا دھلا کے اور صاف کرکے آراستہ کر دیا ہے کہ وہی خوبرو جنکے رخسارون کا رنگ اُس نے اُڑا لیا ہے۔ ان پھولون سے آراستہ ہوکر اور بن سنور کے جلوہ گاہِ عالم بنے ہین۔ ان تمام سامانون کی اصلی بنا عروس بہار ہے جو اندنون صحن چمن کی مہمان ہے جس کی دلفریبی کے لیے مجلس چمن کا ہر ممبر زندہ دلی سے اچھا لطف جو آنے جانے والے کو بھی نظر کیے دیتا ہے۔

افسوس یہ سب سامان اچھے تھے۔ مگر اُس حال مین جب کوئی سیر دیکھنے والا ہو تو یہان قومی باغ کی پژمردگی نے دلون کو کچھ ایسا متفکر اور افسردہ بنا دیا ہے کہ اگر اتفاقاً اس طرف کسی کا گذر بھی ہو جاتا ہے تو اُسے ان سامانون مین کوئی مزہ نہین آتا۔ ہمارے ہمقومون کی افسردہ دلی اس درجہ بڑھی ہوئی ہے کہ ڈر ہے کہین انکی بیدلی کا اثر ان شوخ طبعان بزم چمن پر نہ پڑ جائے اور وہی قول نہ صادق آئے جو اکثر سنا جاتا ہے کہ ع
"افسردہ دل افسردہ کند انجمنے را"

شد پریشان خوابِ من از کثرتِ تعبیرہا

مشہور ہے کہ اگلے دنون اگر کوئی بادشاہ کوئی مہیب خواب دیکھتا تھا تو تمام کاہن اور نجومی طلب کیے جاتے تھے اور اُنسے اُس خواب کی تعبیر پوچھی جاتی تھی۔ تعبیر کیا پوچھی جاتی تھی وہ ایک ایسی بلا مین مبتلا ہو جاتے تھے کہ کسی طرح مفر ہی نہین ہو سکتا تھا۔ صرف یہی نہین کہ تعبیر کہین بلکہ اُسکے ساتھ یہ بھی قیدین ہوتی تھین کہ بادشاہ کی مرضی کے ہرگز خلاف نہ ہو۔ اگلی دنیا مین انھین خوابون کی وجہ سے بڑی بڑی خونریزیان ہو گئی ہین۔ کبھی کبھی تو ایسا ہوا کہ شہر بلکہ ملک بھر کے تمام کاہن اور منجم بیدریغ تہ تیغ ہوئے۔ اور کبھی منجمون نے کوئی فقرہ بنا کے اپنا پیچھا چھڑا لیا تو ملک پر ظلم ہونے لگا۔ اسی کی نظیر مین فرعون مصر کا خواب ہے جو ولادت حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پہلے اُسنے دیکھا تھا۔ منجمون نے تو کہدیا تھا کہ ایک لڑکا بنی اسرائیل مین پیدا ہونیوالا ہے جو زوالِ دولت کا باعث ہوگا اس تعبیر نے غریب بنی اسرائیل کو غلامی کے سوا اس نئی مصیبت مین ڈالدیا کہ اُنکے بچے بے پرسش ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتے ہی قتل کر ڈالے جاتے تھے۔ کچھ اسی خواب پر منحصر نہین ہے اسی قسم کے سیکڑون خواب دیکھے گئے اور ہزارون بندگان خدا پر آفت نازل ہوئی

اب اس مہذب دنیا نے وہ مظالم تو موقوف کر دیے مگر خواب کا اثر اب بھی باقی ہے اور بڑے بڑے علما و اذکیا کو اب بھی تعبیر کہنے کی تکلیف دی جاتی ہے۔ اس سے ہمین زیادہ سروکار نہین کہ خواب کا فی نفسہ کوئی اثر ہے یا نہین اور تعبیر واقعیت سے کوئی علاقہ رکھتی ہے یا صرف ایک ضعیف الاعتقادی ہے۔ لیکن اتنا تو ہم بھی جانتے ہین کہ جب کبھی کوئی غیر معمولی اور نیا خواب دیکھا ہے تو دل مین آگئی ہے کہ کسی سے اسکی تعبیر بھی سنتے اور ضد ...

مین ایک امید سی پیدا ہو جاتی ہے۔ یا کسی قسم کا خوف پیدا ہوتا ہے اور کسی بُرائی سے روکتا ہے۔
اسلام کے نزدیک خواب کیا چیز ہے؟ اگرچہ اسکا فیصلہ کرتے وقت اکثر لوگ ہم سے خفا ہو جائین گے گر ہم صاف صاف کہنے مین ذرا تامل نہ کرینگے۔ ہمارے دین اسلام کے نزدیک اصل مین خواب کوئی چیز نہین جو کچھ ہے تعبیر ہے۔ اور وہ بھی صرف اسلیے کہ کسی بزرگ کے کلمات تعبیر سُنکے ہر شخص اپنے دل مین ایک آیندہ خوشی کا امیدوار ہو جائے تاکہ اُسکے دل کو تقویت ہو اور اُسے ہمیشہ ایک اطمینان حاصل رہے۔ شارع دین اسلام نے اس امر کا بہت سچا اندازہ کر لیا تھا کہ خواب انسان کے دل پر بہت بڑا اثر کیا کرتا ہے لہذا ضرورت ہے کہ کوئی لائق اور مقدس مسلمان اُسکے خیالات کو بُری باتون سے پھیر کے ایک عمدہ معتقدونی اور اُمید کی طرف لے آئے۔
اسکے سوا کہین ثابت نہین کہ اسلام نے خواب کو کوئی واقعی امر مانا ہے۔ اپنے دعوے کے ثبوت مین ہم جناب رسالتمآب صلعم کا ایک فیصلہ پیش کر سکتے ہین جو صاف طور پر بتا رہا ہے کہ خواب صرف امیدواری کی پوری استعداد پیدا کر دیا کرتا ہے۔ اور وہی استعداد آخر مین کامیاب المرام بھی کرا دیتی ہے۔ ایک عورت ہر سال جناب رسالتمآب صلعم کی خدمت مین حاضر ہو کر ایک خواب بیان کرتی تھی اور آپ ہمیشہ تعبیر مین فرما دیا کرتے تھے کہ تیرے ایک لڑکا ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوتا تھا۔ چنانچہ اُس عورت کے بہت سے لڑکے ہوے۔ ایک مرتبہ وہ عورت جب حاضر ہوئی تو جناب عائشہؓ تشریف رکھتی تھین اور خود آنحضرتؐ نہ تھے۔ اُس عورت نے اپنا خواب حضرت صدیقہؓ کے سامنے بیان کیا۔ اُنھون نے کچھ ایسی اُلٹی تعبیر کہدی کہ وہ عورت روتی ہوئی گھر گئی۔ جب جناب رسالتمآب صلعم تشریف لائے جناب عائشہ نے اُس عورت کا واقعہ آپکے سامنے دوہرایا۔ آپ کو نہایت صدمہ ہوا اور فرمانے لگے کہ وہ ہر سال میرے پاس آتی تھی اور مین تعبیر مین کہدیا کرتا تھا کہ تیرے لڑکا ہوگا وہ خوش خوش جاتی تھی اور خدا اُسکو لڑکا دیتا تھا۔ اب تم نے اُسکا دل توڑ دیا اور بیشک وہی ہوگا جو تم نے کہا ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔
جناب یوسف علیہ السلام نے قیدخانے مین جن لوگون کے خواب کی تعبیر فرمائی تھی اُن کی نسبت اکثر مفسرین اور عبداللہ بن مسعود کے ایسے فقیہ اور جلیل القدر صحابی کی راے ہے کہ اُن لوگون نے اصل مین کچھ خواب نہین دیکھا تھا بلکہ یوسف علیہ السلام کی آزمایش کے لیے اُنھون نے یونہی ایک خواب بنا کے سُنا دیا تھا۔ اور جب حضرت یوسف کی زبان سے تعبیر سُنی تو وہ شخص

Marfat.com

جسکی نسبت قتل کا حکم لگایا گیا تھا اُسنے صاف کہدیا کہ مین نے تو خواب واب کچھ نہین دیکھا تھا۔ صرف تمھارے دھوکا دینے کے لیے مین نے ایک بات بنائی تھی جسکی جواب مین یوسف علیہ السلام نے کہا کہ "اب تو جو ہونا تھا ہوا مین نے جو حکم لگایا ہے اُس مین سرمو فرق نہ آیگا"۔ چنانچہ صبح ہی کو وہ امر ظہور پذیر ہوا جو حضرت یوسف نے فرمادیا تھا۔

اس سے بھی صاف ظاہر ہوتا ہے کہ خواب اصل مین کوئی چیز نہین ہان اتنی واقعیت ضرور ہے کہ انسان کے خیال اور اعتقاد پر کچھ ایسا اثر ہوجاتا ہے کہ وہ بڑے ہی ذوق اور شوق سے اپنی آیندہ آرزو کا امیدوار ہوجاتا ہے اور اپنے تئین اُس آرزو کے قابل بنا لیتا ہے۔ یا اگر بُری تعبیر بتائی گئی ہے تو کسی بڑی خرابی سے بچنے کی کوشش کرتا رہتا ہے اور یہ دونون ایسے امور ہین کہ جب دل سے اور سچی ہمت سے ہونگے۔ ممکن نہین کہ اُنکا اثر نہ ظاہر ہو۔ یا دوسرے الفاظ مین کہا جائے کہ خواب سچا نہ ہوجائے۔

اب ایسا زمانہ ہے کہ تعلیم یافتہ طبائع خواب کو بالکل بے اصل اور لغو خیال کرنے لگی ہین انکی نسبت ہم اتنا ضرور کہین گے کہ اُنکی فلاسفی نے دنیا کو بالکل ناامید کردیا۔ وہ آرزومندی کا شوق دلون سے جاتا رہا جبسے یہ خیال پیدا ہوا کہ خواب صرف ایک ڈھکوسلا ہے اور اُسکی تعبیر مغلانی کی کہانی۔

مگر اسکا ضرر اگر کچھ ہوسکتا ہے تو یورپ پر بلکہ یورپ پر بھی نہین کیونکہ وہان کی طبائع مین ترقی کا ایک ایسا جوش پیدا ہوگیا ہے جو شاید کسی اور طرح ممکن ہی نہین۔ اس خیال سے جو کچھ مصیبت پڑی صرف اُن لوگون پر جو ایشیا مین پیدا ہوے اور مغربی تعلیم کے اثر سے بجاے اسکے کہ خود ترقی کرین صرف اُن قدیم مصلحت آمیز امور کا باطل کرنا آگیا۔

ایک عرصے کی غفلت یا جہالت کے بعد جن لوگون کی آنکھ کھل گئی ہے اُنکو اپنا قدیم سطوت دبدبہ اور اپنی اگلی ترقی و ناموری ایک خواب ہی معلوم ہوتی ہے۔ اس خواب کو وہ دردانگیز اور عبرت آمیز الفاظ مین ہر بزرگ اور ہر معتدلے قوم کے سامنے پیش کررہے ہین اور پوچھتے ہین کہ اس خواب کی تعبیر کیا ہے۔ مگر تعبیر کون بتائے ہ تعلیم یافتہ جماعت تو مجنون خیال کرکے انکی بات بھی نہ سُنیگی۔ ہان چند پرانے وقت کے بڈھے باقی ہین جنپر زمانے نے اثر نہین کیا اور امید ہوتی ہے کہ اگر یہ تعبیر کہین گے تو اچھی ہوگی۔ مگر اُن مین باہم ایسے اختلافات پڑے ہوے ہین کہ ہماری قسمت کا فیصلہ کرتے وقت یہ تو درکنار کہ ہمدردی اور غمگساری سے

Marfat.com

کام لین آپس مین لڑے مرتے ہین - ایک کچھ کہتا ہے تو دوسرا کچھ - ایک امید دلاتا ہے تو دوسرا مایوس کر دیتا ہے - ایک ہنسا دیتا ہے تو دوسرا رُلاتا ہے۔

آہ! اپنا خواب اس مقدس گروہ کے سامنے لیکے ہم گئے اور ہزار منت وسماجت سب کے سامنے اپنی مصیبت اور اپنی واجب الرحم حالت کو ظاہر کیا مگر اُنھون نے اپنی باہمی لڑائی اور رنجش کو اس حد تک طول دیا کہ ہمین اپنا خواب بھی بُرا معلوم ہونے لگا - اور دنیا سے جی ہٹ گیا - افسوس ان بزرگون کو ہماری بیکسی اور ہماری مظلومی پر ترس بھی نہ آیا - چاہے کسی اور کو اپنا خواب راس آگیا ہو ہمین تو اپنا خواب خوابِ پریشان معلوم ہونے لگا - آہ! کیا خوب کہا ہے کسی نے ع شد پریشان خوابِ من از کثرتِ تعبیرہا -

افسوس ان مقتدایان اسلام کے آپس کے فساد نے ہمارے اُس خواب عشرت کو پریشان تو کر ہی دیا ہے مگر اب ڈر ہے کہ کہین ایسا نہ ہو وہ خواب کا سمان ہمارے ذہن سے بھی اُتر جائے مدت کی بات کیسے یاد رہی ہے جو ہمین یاد رہیگی -

عمر دو روزہ

دو روزہ ہی کہیے - کیونکہ دنیا کی اتنی بڑی طول طویل عمر مین سے انسان کو اپنی زندگی کے لیے اتنی تھوڑی محدود وسعت ملی ہے تو اُسے دو روزہ نہ کہین تو کیا کہین؟ اور قطع نظر اسکے یہ کتنی بڑی خرابی ہے کہ کوئی اعتبار نہین - قضا جسوقت آیا نے اُسی وقت جانو کہ زندگی تمام ہوگئی - اس سے غرض نہین کہ اس دار فانی مین کتنے دنون رہنے کا اتفاق ہوا - مگر خیال تو کرو کہ ایسی دو روزہ عمر مین انسان کیا کیا کر لیتا ہے - اور صرف یہی نہین کہ موت کو بھول کے دنیاوی دلچسپیون کا گرویدہ ہو جاتا ہے - ستم تو یہ کہ خود زندگی کی ماہیت پر غور کرتے کرتے یہان تک لغزش کھا جاتا ہے کہ سوا اس دنیاوی زندگی کے کسی دوسری زندگی کا اقرار نہین کرتا - حتیٰ کہ اُسکے نزدیک یہی موت آخری اور اصلی موت قرار پا گئی ہے - اس امر کا تصفیہ آج تک دنیا مین کوئی نہین کر سکا کہ آیا یہی چند روزہ زندگی زندگی ہے یا دنیا سے جانے کے بعد انسان کسی دوسرے عالم مین زندہ وموجود رہتا ہے - یہ دنیاوی موت جو دنیا سے بے اثر دیتی ہے اسکا حال بہت لوگون نے دریافت کرنا چاہا مگر آج تک کسی کو نہ معلوم ہوا - قدرت نے اس طلسم کا کھلنا اُسی وقت پر منحصر رکھا ہے جب خود انسان اُس عالم مین ہو -

Marfat.com

خیر چاہے موت کے بعد کوئی زندگی ہوتی ہو یا نہ ہوتی ہو ہماری غرض تو صرف دنیاوی عمر سے ہے جس مین ہمین ایسے ایسے سامان راحت نظر آ رہے ہین کہ کسی طرح چھوڑنے کو جی نہین چاہتا۔ کسی پیاسے کو پانی کے دو گھونٹ پی لینے دیجیے پھر دیکھیے کہ پیاس کسقدر ترقی کرجاتی ہے اور وہ شخص کس قدر بیصبر ہو جاتا ہے۔ ہزار جھٹکے دیجیے چھینیے مگر وہ اپنی قوت بھر کٹورا مُنہ سے جدا نہین ہونے دیتا۔ علیٰ ہذا القیاس کسی فاقہ مست اور بھوکون مرنے والے کو جب تک کھانا کھانے کو کچھ نہ دیجیے غنیمت ہے مگر ادھر دو ایک نوالے حلق سے اُترے اور آتش شوق تیز تر گردد کا مضمون صادق آگیا۔ چلیے تو تھوڑا بہت ضبط تھا بھی اب ضبط کہان۔ وہی حال اس دنیاوی عمر کا ہے۔ جب تک اسکے لطف سے نہین واقف تھے اسکی کچھ پروا بھی نہین تھی مگر جو جو اسکے مزون سے واقف ہوتے گئے وہ وہ دل گرویدہ ہوتا گیا اور شاید یہی وجہ ہے کہ دنیا مین چاہے کتنے ہی دنون رہے مگر آخر وقت یہی معلوم ہوتا تھا کہ دو تین روز سے زیادہ دنیا مین رہنے کی مہلت نہین ملی۔

اے عمر دو روزہ! اگرچہ تو ہمین دو ہی تین دن اپنا مہمان رکھتی مگر ان دو دنون مین ہم جو سامان راحت دیکھتے ہین وہ ایسے نہین کہ مرنے کے بعد کبھی بھول جائین۔ تیری فرودگاہ مین آنے کے وقت ہمنے جن لوگون کو اپنا میزبان پایا اُنکی شفقتین تیری مہمانداری کا پہلا نمونہ تھین۔ آہ! وہ کیسے رحمدل اور مہربان ملکہ صورت کے عاشق تھے کہ ہماری ایک ذرا سی تکلیف بھی اُنکے دل کو نہ برداشت ہوتی تھی۔ اُسوقت کے بعد سے یہ ہوا کہ ہم نظر بڑھا بڑھا کے اور سارے دنیا مین وسیع صحنون مین پھر پھر کے دنیاوی سامانون کو دیکھنے لگے۔ اصل یہ ہے کہ جو چیز ملی وہ دلربائی کی ایک خاص ادا رکھتی تھی۔ آہ! اُن دنون یہ آسمان کے تارے اور یہ آفتاب و ماہتاب کیسے بھلے معلوم ہوتے تھے جب ہم جوش و خروش سے اُنکی طرف متوجہ ہوتے تھے اور اپنے خیال مین گویا اُنسے باتین کرتے تھے۔ اُسکے بعد جب ہمنے دنیا کی سبزہ زارون اور موسم بہار کے شگفتہ پھولون کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ ظاہر مین فوق البھڑک ہونے کی وجہ سے تارے صرف بچون کا کھلونا تھے۔ آہ! یہ عالم اور یہ لطف تارون مین کہان جو موسم بہار کے باغون مین ہے۔ جوانان چمن کا نظر کو تر و تازہ کر دینے والا خوشنگوار رنگ۔ غنچون کا تبسم ناز اور پھولون کا ہجوم شوق مین

Marfat.com

بے انتہا ہنس پڑتا۔ طیور کی مستانہ تانین اور وفور طرب سے بیخود ہو ہو کے چہچہا اُٹھنا۔ نسیم کا رقص اور مستانہ روی۔ اور اسکے دلفریب رقص پر جوانانِ چمن کو بار بار حال آنا۔ یہ ایسی کیفیتین تھین جنسے مزے اُٹھانے کے لیے یہ عمرِ دوروزہ کیا کافی ہو سکتی تھی بعض باغ دیکھے تھے اور بعض کے دیکھنے کی ہوس تھی۔ آہ! بالکل یہی مضمون تھا کہ ع

کچھ نکالی تھی ہوس کچھ اور بھی ارمان تھے۔ بعض سیاحون کی زبانی کوہسارون کی کیفیت اور پہاڑون کے پہلوؤن سے آبشارون اور چشمون کے نکل نکل کے بہنے کی بہار اور خودرو درختون کی سادہ مزاجی اور وہان کے آزاد اور بیخوف طیور کی چہلون کا حال سُنکے ایسے مشتاق ہوے تھے کہ رہ رہ کے دل مین شوق اُبھرتا تھا اور بار بار جی مین آتا تھا کہ تمام تعلقاتِ دنیاوی چھوڑ کے ہم بھی وہین چلے جائین جہان ایسے لطف نظر آتے ہین مگر افسوس زمانے نے مہلت نہ دی اور دو دن کی زندگی مین کہان کہان جاتے؟ جب اپنے دلی خیالات کی جانب متوجہ ہوتے تھے تو معلوم ہوتا تھا کہ گویا ہر چیز اپنی طرف کھینچ رہی ہے۔

جوشِ جوانی مین جب ولولے حد سے بڑھے جاتے تھے اور اُمنگین خیالی جنت کی سیر تک اُڑائے لیے جاتی تھین بارہا دشت نوردی اور اُس آزادی کی سرزمین سے ملنے کو کچھ ایسا جی چاہا کہ حقیقت مین ہلکو کچھ پروا نہ ہوتی اور کوئی تعجب نہ تھا جو ہم تمام علائقِ دنیا کو چھوڑ چھاڑ کے چلے جاتے۔ مگر دنیا نے اس پرتکلف اور آبادی مین جہان ہم مقیم تھے ایسی نئی نئی دلچسپیان نظر کے سامنے پیش کین کہ ہزار چاہا مگر گھر سے دو قدم بھی آگے نہ بڑھ سکے۔ باغِ جوانی نے دلی جذبات مین ایک جوش پیدا کر دیا۔ اور شباب کی بہارون نے جن پریوشون کو حسن و جمال اور ناز و ادا مین یکتا تیار کرا دیا تھا اُنھین مین سے دو ایک ایسی بلاخیز اور خرمنِ جان مین آگ لگا دینے والی صورتین پیش کر دین کہ دل ہاتھ سے نکل گیا۔ اور عشقِ خانہ برانداز نے تمام لطف اور موسمِ بہار کی سب دلچسپیان بھلا دین۔ اور گویا نظر کو یقین آگیا کہ دنیا مین جو کچھ ہے یہی ہے۔ واقعی اب معلوم ہوا کہ وہ چمن فی نفسہ کوئی چیز نہین۔ قدرت نے اُنھین صرف وصل یا حسن کے استقبال کے لیے پیدا کیا ہے۔ ان سب چیزون مین جب ہی لطف ہی جب کوئی پہلو مین بھی ہو حُسن کی قدردانی تو بعد کی باتین ہین ابتداءً اگر حُسن تک دسترس حاصل ہوتے

کو بھی عمر نوح چاہیے - پری وشون کے وعدے! معاذ اللہ قیامت کا آنا برحق ہے اور
ستم شعار ناز فروشون کے وعدے پورے ہونے مین کلام ہے - خونریز دیون کی کل
فردائے قیامت خیال کیجاتی ہے اور یہان عمر اتنی تھوڑی کہ دوروزہ! اور پھر اس
دوروزہ عمر مین بھی یہ ناپائداری کہ جو سانس آتی ہے غنیمت ہے - پوری پوری عمر
کی امیدواری مین ایک شب وصل نصیب ہوئی اور وہ بھی عمر دوروزہ کی طرح
ایسی تھوڑی کہ بات کرنے کی نوبت نہ آئی اور صبح ہو گئی -

اصل یہ ہے کہ دنیا مین رہنے کے لیے بہت تھوڑی مدت ملی - یہ ایسا مقام
ہے کہ جسپر صرف ایک سرسری نظر ڈالیجائے یا رواروی کی سیر کیجائے! خدا کی قدرت
کا پورا مظہر دنیا ہے - راستبازی و بددیانتی کفر و ایمان کے امتحان کا یہی مقام
صنعت ایزدی پر انسانی کارگری کے نقش و نگار دنیا ہی مین بنائے جاتے ہین
پھر ان کا مون کے لیے یہ مختصر سا زمانہ کیا کافی ہو سکتا ہے؟ یہی کیا کم ہے کہ دنیا مین
آتے ہی انسان یہان کے مختلف علائق کو دیکھ کے گھبرا اُٹھتا ہے اور بے اختیار
اُسکی زبان سے نکل جاتا ہے - یک سر و ہزار سودا - اُس سے بنتا ہی نہین کہ کیا
کرے اور کدھر متوجہ ہو - نہ کہ عمر کی کمی کا ایک اور جانگزا خیال اُسکے دل کو حیران
پریشان کر دے - ان تمام باتون کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ یہان آنیوالون میں اکثر یہان
دلچسپیون کی صورت دیکھتے ہی گھبرا اُٹھتے ہین کہ کیا کرین اور کسکی طرف متوجہ ہوا
اسی گھبراہٹ مین مختصر سی زندگی جسے عمر دوروزہ کہتے ہین پوری ہو جاتی ہے اور
ویسے ہی دنیا سے رخصت ہو جاتے ہین جیسے کہ آئے تھے - آہ دنیا سے جانے والو
مین بہتون کی زندگی کے کارنامے دیکھے جائین تو صاف معلوم ہوگا کہ اُنھون
کچھ نہین کیا - نہ کوئی دنیا کا کام کیا کہ آیندہ نسلون کے لیے اپنی کوئی یادگار چھوڑ
نہ کوئی عقبیٰ کا کام کیا کہ وہان اطمینان سے گذرتی - اگرچہ اس قسم کے لوگون
حالات گمنامی کے پردے مین آ گئے مگر غور کرنے سے ایسے نمونے بہت سے ملین گے
واقعی قدرت کی کمی عمر کے اس قانون نے دنیا کو بھی بہت نقصان پہونچایا - بہت
ایسے لوگ جو کچھ کر سکتے تھے اُنکی زندگی کے حالات دیکھئے صاف معلوم ہوتا ہے کہ
مختصر سی عمر مین اُنھون نے جو کچھ کیا تھوڑا نہ تھا - اور اگر زندگی کسی قدر بڑھ جاتی

بہت کچھ کرتے - آہ! اُنکے مرجانے کا صدمہ دنیا کو ہمیشہ رہیگا -

ہمارے زمانۂ سول سروس کے امتحان مین جو کمی عمر رکھی گئی تھی اُسپر تمام ہندوستان نے غل مچایا - اگرچہ اس مدت مین وسعت دلانے کی کوشش سبھی نے کی مگراب نیشنل کانگرس والے اپنی جگہ پر خوش ہو رہے ہین کہ کانگرس ہی کی وجہ سے اس کوشش مین کامیابی ہوئی - خدا کرے ایسا ہی ہو اور نیشنل کانگرس ہی کی کوششین سعی مشکور ہون - مگر ایک سول سروس کیا چیز ہے ؟ قدرتی انتظام نے کمی عمر کا قانون مقرر کر کے تمام ترقیون کے راستے روک دیے ہین - جسکا نتیجہ یہ ہے کہ دنیا مین آئے تو کچھ کرنے کے لیے ہین حالانکہ اس مین کچھ کر نہین سکتے - کوئی خدا کی اعلیٰ عدالت سے اس بات کا خواستگار کیون نہین ہوتا کہ عمر دو روزہ نے ہمارے حوصلے پست کر دیے ہین - ترقیون کے جتنے راستے ہمین دکھائے گئے ہین سب آسان تھے بشرطیکہ عمر مین کچھ مہلت ملتی لہذا ہماری دنیاوی زندگی مین زیادہ وسعت دیجائے - زیادہ نہین - عمر دو روزہ جیسے دو روز ہین ویسے ہی چار روز تو ہو جاتے - نیشنل کانگرس اپنے خیال مین اپنے آپ کو زیادہ کامیاب تصور کرتی ہے تو اس بارے مین ضرور کوشش کرے - اور ہم بھی وعدہ کرتے ہین کہ ہم ہی نہین سارے سلمان اس روز نیشنل کانگرس کے ممبر ہو جائینگے جس روز کانگرس اس مضمون کا رزولیوشن پاس کر کے خدا کی سپریم گورنمنٹ تک پہونچا دیگی - ہمارے جوان ہمت سرسید کی جانب سے کھٹکا ہوگا کہ شاید اسوقت بھی نہ شریک ہونگے مگر ہم ذمہ دار ہین کہ اُنکو زبردستی شریک کر دینگے کیونکہ زیادہ عمر کی چاہے اُنکو اپنے لیے ضرورت نہ ہو مگر ہکو اُنکی عمر مین ترقی ہونے کی ضرورت ہے - اس مین کوئی شک نہین کہ اُنکی عمر مین برکت ہونا اُنکے لیے نہین بلکہ ہمارے لیے ضروری اور مفید ہے -

دُنیا

اگر خیال کیجیے تو دنیا اس عالم کے ہر مخلوق کی مادر شفقت ہے - اسکی گود ہمیشہ قسم قسم کے دلدار بچون سے بھری رہتی ہے - پھر یہ بھی دیکھیے کہ انسان جو اپنے آپ کو دنیا کے تمام فرزندون سے زیادہ لائق اور افضل بتاتا ہے اُسکی دلچسپی کے لیے اس شفیق ماں نے کیسے کیسے دلچسپی کے سامان فراہم کر رکھے ہین - پہلے یہی کیا کم ہے کہ صرف ہم سب بچون کے

کے خوش کرنے کے لیے قیام کہان کیا ہے - آسمان کے نیچے - جہان عالم علوی کے تمام لطف ہر وقت پیش نظر رہتے ہین - آفتاب اپنی کرنون کے نیزے ہاتھ مین لیے کس شان و شکوہ سے روز برآمد ہوتا ہے اور ہمارے تاریک گھروندون کو اپنے چہرے کے عالم افروز نور سے روشن کرکے غائب ہو جاتا ہے - رات کو ماہتاب اپنی معتدل اور خنک روشنی کی چادر بچھاتا ہوا افق مشرق سے نمایان ہوتا ہے اور دنیا کے اُن دلفریب منظرون مین خوشنمائی کی جان ڈال دیتا ہے جن مین رات کی ٹھنڈی ہوا نے فرحت تو ضرور پیدا کر دی تھی مگر اندھیرے کی وجہ سے سب لطف بیکار تھے - منتظمان عالم بالا آسمان کی پیشانی پر روز تارون کی کی افشان چمکے دکھاتے ہین اور زبان حال سے دنیا کے بچون کی طرف خطاب کرکے کہتے ہین "دیکھو یہ اُس مشاطہ گری کا نمونہ ہے جسکی نظیر سے سبق لے کے تم اپنی دنیاوی معشوقہ دلرباؤن کے حسن مین دلبری کا اثر اور زاہد فریبی کا جذب پیدا کر سکتے ہو" آہ دنیا نے اپنی سکونت کے لیے کتنا اچھا مقام منتخب کیا کہ جہان بزم فلک کی برہمی پر اگر آسمان آنسو بھی بہاتا ہے تو اُنکے قطرے تمھاری نگاہ کے سامنے قدرتی معشوق یعنی نونہالان چمن یا نازک پھولون کا دلفریب مرصع زیور بنکے نمودار ہوتے ہین - بلکہ اس سے بھی ترقی دے کے کہا جائے تو اُن گوری پیشانیون کا پسینا بنجاتے ہین جو دل از دست دادہ عشاق کے چومنے سے عرق آلودہ ہو کے شرم سے نیچے کو جھک پڑین -

آسمانی دلچسپیون سے قطع نظر کیجیے تو وہ سامان کیا کم ہین جو زمین کے قریب رہتے ہین - آہ یہ ہوا جو کبھی نسیم بنکے آتی ہے اور جوانان چمن مین ایک بیخودی اور وجد کی کیفیت پیدا کر کے ہمارے پاس آتی ہے - خیر ہمارے دل مین تو ایک خفیف سی ٹھنڈک پیدا ہو جاتی ہے مگر وہ جو ہمارے پہلو مین بیٹھی مشق ناز کرتی ہوتی ہین نہ پوچھو کہ ان پر کیا گزر جاتی ہے - دوپٹے کا ایک آنچل ایک طرف اُڑا اُسے نہ سنبھالنے پائی تھین کہ دوسرا آنچل شانے سے سرک کے سینے پر پھیلتا ہوا چلا - گھبرا کے دونون ہاتھون سے دوپٹہ سنبھالنے لگین - ہوا کا ایک اور گستاخ و شوخ طبع جھونکا آیا اور زلفین کھل کے رُخ زیبا پر بکھر گئین اور شرم و ندامت اور بیکسی اور گھبراہٹ نے ہمین وہ تماشا دکھا دیا کہ دنیا اگر کسی اور جگہ ہوتی تو ہرگز نہ نظر آتا - یہ تو ہوا کی شوخ ادائیان تھین مگر یہ ہوا جو گلزار عالم کی جان ہے جب ذرا متانت کے ساتھ ہمین مسرور کرنا چاہتی ہے تو وہی کیفیت نظر آتی ہے - نہ ہمارے پاس سے ہماری موکل

Marfat.com

بچھے جاتی ہے اور ہر چہار طرف اُفقِ فلک سے ٹکرا کے گھنگھور گھٹاؤن کو کھینچ لاتی ہے
ادھر یہ عالم دیکھکر ہماری بیخودی ہمارا ہاتھ کسی کی گوری گردن سے ہٹا کے گلوے مینا مین
ڈال دیتی ہے - دَور چلتا ہے اور حسن وعشق دونون مین ایک جوش کی آگ پیدا ہوتی ہے جسے
جھوم جھوم کے چلنے والا اور ہواے سرد کا بلایا ہوا طوفان ابر پانی ڈال ڈال کے بجھاتا ہے -
اور جنون کے قریب پہونچے ہوے ولولون کی حرارت مین اعتدال پیدا کرنے لگتا ہی - لیکن
پھر بھی تو پُرشوق طبیعتین روکے نہین رکتین - ہمنے اپنا ہاتھ روک لیا تو کیا ہوا ہمارے
شباب کے خیالات اپنی بے نظیر معشوقہ کی پُرجوش لگاوٹون کی طرف متوجہ ہی ہوجاتے ہین
بعد یہ کوئی اُنھین سے پوچھے کہ اپنی خیالی آزادی کی اُمنگون مین وہ کیا کر گذرتے ہین -

خیر یہ تو خارجی سامانِ عشرت تھے خود دنیا نے اپنے مختلف منظرون مین جو کیفیت پیدا
کی ہے اُسکا لطف کچھ اس سے بھی بڑھا ہے - صحن چمن اور صبح گلشن کا سمان ہمارے احباب
نے بارہا دیکھا ہوگا - وہان کی دلچسپیان ایسی نہین ہوتین کہ دنیا کے سوا اگر کوئی اور مان
لین تو اُسکی کوشش سے بھی ملجاتین - وہ موسم جب باغون پر بہار ہوتی ہے اور سبزپوشان
چمن اُمنگون کے نشے مین جھومتے ہوتے ہین جب بلبل کا خوشگوار شور اور طیور کا آزادی
کے ساتھ اُڑ اُڑ کے چہچہانا دیکھنے والون کے دلون کو قابو سے نکالے دیتا ہے کسقدر لطف
سے بھرا ہوتا ہے - دنیا کے اور تمام لطفون کو بھی جانے دیجیے - اُن لوگون کی بھولی اور پیاری
صورتین کیسی ہوتی ہین جو کبھی کبھی ترس کھاکے کسی کا زیب پہلو بنجانا گوارا کرلیا کرتی ہین اُنکی
ادائین - اُنکے ناز - اُنکے کرشمے - اُنکی دلفریب اور جانستان باتین - اُنکی شوخیون پر بار بار
غالب آجانیوالی حیا - اور پھر کسی کسی وقت جی کڑا کرکے اُنکا شوخ بنجانا یہ سب ایسے
سامان ہین کہ ہمین دنیا کا ہمیشہ شکرگزار رہنا چاہیے جو احباب حُسنِ بےنظیر کے دیوانے ہین اور
اُس بے نظیر سراپا حُسن کی تعریف مین ہر وقت اپنی فصاحت اور اپنے زبان و قلم کے زور کو
صرف کردیا کرتے ہین اُنھین چاہیے کہ مادرِ دنیا کے دل و جان سے احسانمند ہون جسنے اُنکی
دلچسپی اور پُرلطف زندگی کے لیے یہ شوخ ادا اور دلربا نازفروش پیدا کردیے ہین -

انسانی طبیعت کا خاصہ ہے کہ ابتداے عمر کی مختلف کیفیتون مین سے مسرت و مسرتناک
اور جانگداز واقعات یاد رہجاتے ہین جنسے دل کو کبھی صدمہ پہونچا تھا - نوعمری کی گھڑیان
ایک نسیم کے جھونکے کی طرح آتی ہین اور گذرجاتی ہین - اور چند روز بعد اُنکا لطف خیال مین

ین بھی کم باقی رہتا ہے۔ شاید اسی وجہ سے عام دنیا میں یہ ناشکری پیدا ہوگئی ہے کہ باوجود ان تمام دلچسپی کے سامانوں کے دنیا کے شکرگذار بہت ہی کم نظر آتے ہیں۔ جسے دیکھیے اُسی شکایت ہی کر رہا ہے۔ شعرا کے کارنامے زوالِ دنیا اور پیرِ فلک کی مذمت اور ان دونوں کے ظلم کی شکایت سے بھرے ہوئے ہیں۔ عقلا اور مذہب والوں کو بھی دنیا پر لعنت و نفرین ہی کرتے دیکھا۔ اُنکا کہنا اس پہلو سے جائز ہوسکتا ہے کہ دنیا کی کرشمہ سازیوں نے جو لا اکثروں کو خدا اور عاقبت بلکہ دنیاوی انجام کار سے بھی غافل کر دیا لہذا وہ دنیا کی نفرت دلوں میں پیدا کرکے لوگوں کو ان خرابیوں سے بچانا چاہتے ہیں۔ افسوس اُن لوگوں پر ہے جو خدا کی نعمتوں کی ناشکری کرتے ہیں اور بے وجہ ہر وقت شکایت کرکے دُنیا کو بُری بُری تشبیہیں دیکر بدنام کرتے ہیں۔

کیا نہیں سنا کہ دنیا بیچاری بارہا ایک فاحشہ عورت بتائی گئی۔ پھر اس اتہام فحش کے ساتھ اُسکی بے وقعتی کو یوں ترقی دی گئی کہ فاحشہ ہونے کے ساتھ اگر وہ جوان ہوتی تو ایک بات تھی۔ افسوس کہ وہ بڑھیا ہے۔ مرنے کا زمانہ آگیا اور اپنے فحش سے نہیں باز آ آہ! یہ بہت بڑی غلطی ہے۔ جو لوگ کہ اپنے اخلاق کو نہیں درست رکھ سکتے اور جنکا نفس اُنپر غالب آجاتا ہے وہ اپنی شامتِ اعمال کو دنیا بیچاری کے سر تھوپ کے علٰحدہ ہو جاتے ہیں۔ اے دوستو۔ کسی کو الزام نہ دو۔ کسی کی خطا نہیں۔ نہ بیچاری دنیا ملزم ہے اور نہ پیر فلک گنہگار کہا جا سکتا ہے۔ جو کچھ کیا دھرا ہے سب تمھارا ہی ہے۔ دوسروں کو الزام دینے سے اپنی زبان روکو اور خود اپنی طرف دیکھو کہ جن گناہوں اور لغزشوں سے بچنے کی تم میں پوری قوت تھی اُن میں تم خود مبتلا ہوگئے۔

ہم اور ہمارے کمالات

واقعی ہمنے اپنے کمالات کو کبھی قدر کی نگاہ سے نہیں دیکھا ورنہ آج ہم اپنے او اسقدر نازاں ہوتے کہ خدا کی تمام مخلوق ہمیں اپنے سے ادنیٰ اور پست معلوم ہوتی۔ مگر مخلوق کی نسبت تو ہم میں سے اکثر محققوں نے فیصلہ کر دیا کہ عموماً بلا استثنا ہم سے ادنیٰ درجہ پر ہے مگر وہ فرشتے جنکی نورانیت اور خداترسی مذہبی پیروں (واعظوں) کے بیان سے کمال پر نظر آتی ہے اگر ہم کبھی اطمینان سے بیٹھ کے اپنی اور اُنکی حالت کا اندازہ کرتے تو

ہونے سے بہت ادنیٰ درجے پر معلوم ہوتے۔

ہم کون ہیں؟ اس سوال کو فلسفہ اور تصوف والوں نے نہایت مشکل کر دیا ہے۔ اصل بھی یہ ہے کہ جب ماہیت اور اصلیت پر غور کیا جائے تو بڑی بڑی دقتیں پیش آ جاتی ہیں لیکن ہم تو عرضی طور پر بحث کرنا چاہتے ہیں۔ ہمیں زیادہ بکھیڑوں سے کیا غرض بس اس قدر کہدینا کافی ہے کہ ہم خدا کے مظہر قدرت ہیں۔ عالم علوی اور ملکوت سے غرض نہیں یہ عالم عناصر پر غور کیجیے تو نیچر کا سارا کارخانہ ہمارے ہی ہاتھوں چل رہا ہے۔ ہم نہ ہوں تو قدرت کا کھیل جو سالہا سال سے اس انتظام اور خوبی سے چل رہا ہے ایک گھڑی بھر میں بگڑ جائے۔

اس امر پر بھی غور کیجیے گا کہ خدا نے ہمیں اپنے کارخانۂ قدرت کا کس طرح منیجر کیا۔ دوست ہی دیکھیے کہ ہمنے کیا کیا ترقیاں کیں اور کہاں کہاں پہونچے۔ حضرت آدم ہم ہی میں تھے جنکا ملائکہ نے کبھی سجدہ کیا تھا۔ اور جو باغ عدن میں رکھے گئے تھے۔ جنکی دلچسپی کے لیے حوا کی ایسی جلیس پیدا کی گئی۔ ہم ہی میں سے نوح کا ایسا جلیل القدر اور مستقل پیغمبر تھا جو پورے ہزار برس تک کسی مخالفت اور کسی آفت کی پروا نہ کی اور آخر اس تمام عالم کو درہم برہم کر دینے والے طوفان میں ایک کشتی کے ذریعے سے نجات پائی۔ وہ آگ کو گلزار بنا دینے والا پیغمبر ابراہیم انسان ہی تھا جسنے بڑے بڑے مصائب کے بعد آخر کامیابی حاصل کی۔ موسیٰ کا ایسا اولوالعزم شخص جسنے فرعون والوں کے ایسے زبردست ظالموں کے پنجے سے بنی اسرائیل کو نجات دلائی ہمارا ہمقوم تھا۔ وہ جن و انس پر حکومت کرنیوالا مشہور پیغمبر سلیمان جسکے موکل بلقیس کا تخت اڑا لائے تھے ہم ہی خاکساروں کا قومی بھائی تھا۔ جسنے مردوں کو زندہ کیا اور مریضوں کو شفا دی یعنی یہودیوں کے ہاتھ کا بیکس مظلوم مسیح ہم ہی لوگوں میں سے تھا۔ اور آخر وہ پچھلا بندۂ خدا جس نے آسمان کا سفر کیا اور اہل عرب کی ایسی وحشی قوم کو ایسا شایستہ بنایا کہ دنیا کی مہذب اور تعلیم یافتہ قومیں اُسکی شاگردی کو اپنا فخر سمجھنے لگیں وہ بھی انسان ہی تھا۔

یہ انسانی کمالات کے وہ نمونے تھے جنکی نسبت اعتقاد ہے کہ کسبی نہیں بلکہ وہبی یعنی صرف خدا کی دین ہیں۔ اگرچہ افضلیت ثابت کرنے کے لیے یہ کمالات کافی ہیں مگر آؤ ہم اپنے کسبی اور محنت و مشقت سے حاصل کیے ہوئے کمالات پر بھی ایک نظر ڈالیں۔ ہمارا

Marfat.com

معمولی نشو و نما جس طرح ہوتا ہے اُسکو سبھی جانتے ہین ورنہ غالباً دنیا کے ہر مخلوق کا نشو و نما اُسی قانون نیچر سے ملتا جلتا ہے جو ہمارے نشو و نما کا باعث ہے - ہان فرق اتنا ہے کہ اس نشو و نما کے ساتھ ہمنے جو کمالات حاصل کر لیے وہ خدا کی اور کسی مخلوق کو نصیب نہین قدیم اور جدید یا پہلے اور پچھلے نامورون کے کارنامے دیکھو کہ اُنھون نے کس عمدگی سے ترقی کی اور اپنی تدریجی رفتار ترقی مین کہان سے کہان پہونچے -

کیا یہ حیرت انگیز ترقی نہین ہے کہ ایک لڑکا گڑریون کی نسل سے پیدا ہوا اور بڑھتے بڑھتے دنیا کا ایک بہت بڑا با جبروت شہنشاہ ہو جائے؟ کیا یہ کوئی معمولی عروج تھا کہ ایک شخص نے کسی طرح ایک چھوٹی سی حکومت حاصل کی اور آخر ترقی کرتے کرتے صفحۂ دنیا پر ایک فتحمندی کا سیلاب بہا دیا؟ ایسا سیلاب کہ ہند و عرب - ایران و روم سب اُس سیلاب مین آگئے - یہ مشرقی دنیا کے قدیم اولوالعزمون مین چنگیز خان اور تیمور کی طرف اشارہ تھا - یورپ اپنے پچھلے عہد مین جن جن نامورون کو اعلیٰ ترقی کے اسٹیج پر دکھا رہا ہے اگر علمی اور فلسفیانہ ترقیون سے قطع نظر بھی کر لیا جائے تب بھی صرف سلطنت اور کامیابی کے لحاظ سے وہ زمانے کے لیے حیرت انگیز نظیر ہین - ایک شخص جو کبھی ایک معمولی سپاہی کبھی فوجی افسر کبھی ممبر پارلیمنٹ نظر آیا تھا آخر ایک خود سر شہنشاہ ہو گیا - یہ وہ دلچسپ تغیرات ہین جو تقدیر کے پردے سے ظاہر ہوتے رہے اور انسانی زندگی کا مدار سچ پوچھیے تو صرف اسی قسم کی تبدیلیون پر ہے جو تقدیر کے دامن مین چھپی رہتی ہین - ہر انسان غور کرے تو اپنے آپ کو اُسی مقام اور اُسی محل پر پاتا ہے جہان سے بارہا اُسی کے کسی بھائی کو تقدیر نے اُٹھا کے تخت سلطنت پر بٹھلا دیا - اصل یہ ہے کہ اگر انسان خود ہی ہاتھ پانون توڑ کے بیٹھ رہے تو اور بات ہے ورنہ قسمت اُسکو ترقی کا راستہ دکھانے یا اعلیٰ درجۂ کمال تک پہونچانے کے لیے ہر وقت مستعد رہتی ہے -

وہ ابتدائی منزل جہان سے تیار ہو کے لوگ چلتے ہین یعنی وہ عمر جو مان کے آغوش شفقت میں گذرتی ہے جتنے نامور جتنے بہادر جتنے اہل کمال جتنے بادشاہ اور جتنے فقیر گزرے ہین اُس منزل اور اُس عمر مین سب ایک ہی حالت اور ایک ہی وضع مین نظر آئے تھے - اور بات ہے کہ امیری کے تکلفات یا غریبی کی بیکسیون نے عارضی طور پر دونون حالتون کو جدا جدا کر دکھایا مگر اصل مین سچ پوچھیے تو دونون کی حالت ایک ہی تھی - ذاتی قوی اور

Marfat.com

ذاتی خواہشین دونون مین برابر تھین لیکن رفتار عمر نے جو جو آگے بڑھایا اور اس منزل سے جو جو دُور ہوتے گئے وہ وہ معلوم ہوتا گیا کہ اس راہ مین ہمین کسقدر تیز جانا چاہیے۔ کیونکہ جن کمالات کی طرف ہماری آرزوئین اور خواہشین متوجہ ہوئین وہ اگرچہ بادی النظر مین بہت نزدیک معلوم ہوتے تھے مگر غور سے دیکھا تو بہت دور تھے۔

آہ! دنیا کو سب لوگ ایک عالم خواب بتاتے ہین۔ در واقعی یہ بات کسی قدر سچ بھی معلوم ہوتی ہے۔ جب زندگی کا کوئی اعتبار نہین اور وہ احباب جو صحبتون کی رونق اور انجمنون کی جان تھے یون ہی بیٹھے بیٹھے ہماری محفلون سے غائب ہو جاتے ہین تو اسکا کیا اعتبار۔ اگر موہوم نہین ہے تو موہوم ہی خیال کرنا چاہیے۔ پھر اس خواب دنیا مین انسان کیا دیکھتا ہے؟ اُسکے خیالات اُسے فنا کے عالم محویت سے اس دنیا مین پھیر لاتے ہین اور وہ اپنی خمار آلودہ آنکھون سے دیکھتا ہے کہ ہماری ہی طرح یہان صدہا انسان پریشان و سرگردان پھرتے ہین۔ کھڑے کا ہکو ہین کسی طرف چلے جا رہے ہین بلکہ جنہین چلنے کی قوت نہین ہے وہ اپنے آپ کو جلد جلد کوشش کر کر کے چلنے کے قابل بنا رہے ہین۔ کہ جس طرح اور جس قدر جلد ممکن ہو ہم بھی سب کا ساتھ دین۔ آہ! اس روانگی کا شوق دلون مین اسقدر جوش و خروش پیدا کرتا ہے کہ جنکے پانون مین نقصان ہے یا لنگڑے لولے ہین وہ بھی گو گرے پڑتے ہین مگر ہمت نہین ہارتے۔ اُسی طرح گرتے پڑتے بلکہ زمین پر لوٹتے چلے جاتے ہین۔ یہ تماشا اسے حیران کر دیتا ہے۔ اپنے دل سے وہ بار بار سوال کرتا ہے کہ یہ کون لوگ ہین کہان جا رہے ہین اور کیون جا رہے ہین؟ لیکن افسوس اُسے کوئی جواب اپنے دل سے نہین ملتا۔ اپنی ہی طرح اور بھی بہتسے لوگون کو وہ اس راز کی جستجو مین حیران و پریشان پاتا ہے۔ آخر اُسکا دل کہتا ہے کہ یہ سمزانہ ہی ایسی معلوم ہوتی ہے۔ جو کچھ ہو۔ تم بھی ان لوگون کے ساتھ ہو لو۔ کسی موقع پر تو معلوم ہو جائیگا کہ یہ لوگ کیون اس جفاکشی کے ساتھ چلے جاتے ہین۔ اپنے دل مین یہ فیصلہ کر کے وہ بھی ان لوگون کے ساتھ ہو لیتا ہے۔ اب جو وہ غور کرتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ اُسکے ہمراہی لوگون مین اگرچہ بہت سے خالی ہاتھ بھی ہین مگر عموماً ہر ایک کے پاس وہ کوئی نہ کوئی آلہ ضرور پاتا ہے۔ یہ آلات صرف اس طرح سے ان لوگون کے ہاتھ مین پہنچ گئے کہ دنیاوی ہمسفرون مین سے اُن خاص لوگون نے جو اُسکے ابتدائی میزبان اور مہماندار تھے انھین دیدیے تھے۔ انسان عام اس سے کہ خالی ہاتھ ہو یا کوئی کسی قسم کا آلہ اُسکے ہاتھ

مین ہو مدتون بھی اُسکے ذہن مین نہین آتا کہ اس آلے سے کیا کام لیا جاتا ہے۔ اکثر اوقات انسان اپنے ساتھیون کو دیکھتا ہے کہ جس دنیاوی مقصد کو جو کوئی اُنسے پوچھتا ہے تو اگر اُنھین معلوم ہوتا ہے تو بتا ہی دیتے ہین مگر بڑی خرابی یہ ہے کہ اپنے اس سفر کی رفتار مین اُنھین اس قدر عجلت منظور نظر ہوتی ہے کہ کسی کو کچھ بتائین تو کیونکر؟ اور پھر اپنے حواس جمع کرکے بتائین بھی تو کیا؟ حواس تو کسی کے ٹھکانے ہی نہین۔ خلاصہ یہ کہ انسان اپنے ابتدائی سفر دنیا مین دیکھتا ہے کہ سب لوگ ایک نامعلوم غرض کے لیے کسی طرف چلے جاتے ہین۔ اور اُنکے ذوق و شوق نے اُنھین اس درجہ پریشان کر دیا ہے کہ کوئی اُسکی طرف متوجہ نہین ہوتا۔ رفتارِ عمر مین کسی قدر ترقی کرکے اُسے معلوم ہوتا ہے کہ اصل مین یہ لوگ ہماری طرف سے بے پروانہ تھے بلکہ خود ہم مین کسی امر کے سیکھنے کی صلاحیت نہ تھی۔ اُسوقت تک ہوش و حواس ہی اس قابل نہ تھے کہ کسی کے بتلانے سے کسی امر مین ہمکو واقفیت کا سبق مل سکتا ابتدائے عمر مین انسان کی عموماً یہی حالت ہوتی ہے۔ اگر لوگ بتانے کا قصد بھی کرتے تو اُس زمانے مین اُنسے کسی قسم کا فائدہ نہ ہوتا۔ اسلیے کہ دنیا کی رفتار مین بہت سے ابتدائی مدارج ہوتے ہین جن مین انسان بے کسی کے بتائے اپنی حالت کے مناسب دوسرون کی حرکات و سکنات سے ترقی کا سبق لیا کرتا ہے۔ بس اُس مین جو جو صلاحیت آتی جاتی ہے وہ وہ لوگ اُسکی طرف متوجہ ہوتے جاتے ہین اور وہ اپنی زندگی دنیا کے اغراض اصلی کو سمجھتا جاتا ہے

انسان کے ذہن مین اس موقعے پر یہ خیال آتا ہے کہ جب کل بنی نوع انسان کی عام رفتار مین ایک ہی غرض ملحوظ خاطر رکھی گئی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ سب کا منشا ایک مقام پر پہونچنے کا ہے تو یہ کیا بات ہے کہ سب لوگ مختلف قسم کے آلات اپنے ساتھ لیے ہوئے ہین؟ اور آخر اپنے ذہن ہی سے یا اپنے ہمراہیون کے بتانے سے وہ اس سوال کا جواب پا جاتا ہے۔ اور اُسکے خیال مین تصوف کا یہ معرکہ آرا مسئلہ حل ہو جاتا ہے کہ تمام مافی العالم مین چاہے کتنا ہی اختلاف بلکہ تضاد ہو اور تمام مخلوق کے خیالات چاہے کتنے ہی جداجدا ہون مگر سب کا مرجع ایک ہی چیز ہے۔ انسان یہ ایک ایسا اعلیٰ اور دقیق مسئلہ حل کرتا جسکی نسبت کہا جا سکتا ہے کہ اُسنے خود نہین حل کیا بلکہ خدا کے کسی فرشتے یا سروش غیب نے اُسے بتا دیا۔ اُسکو قدرت یعنی نیچر کے کارکن زبان حال سے بتاتے ہین کہ جس امر کو عموماً انسان بلکہ ہر چیز دل کے سچے جوش سے حاصل کرنا چاہتی ہے وہ کمال ہے۔

Marfat.com

اب پھر وہ اپنے ہمسفرون کی رفتار کی طرف متوجہ ہوا۔ دیکھتا ہے کہ سب اُسی جوش و خروش سے بڑھتے چلے جاتے ہین۔ بہت سے تھک گئے ہین مگر ہمت کا ذوق و شوق ستانے کی اجازت نہین دیتا۔ بہت سے ٹھوکرین کھا کھا کے گر پڑتے ہین چوٹین لگتی ہین مگر اسکا ذرا خیال نہین کرتے پھر سنبھل کے اُٹھ کھڑے ہوتے ہین اور آگے کو روانہ ہوتے ہین۔

انسان کو سفر مین علاوہ اپنی ماندگی کے اور بھی بہت قسم کی دقتین پیش آتی ہین۔ ابتداءً تو یہ کیا کم خرابی ہے کہ جس راہ سے یہ سب لوگ گذر رہے ہین اُسکے اودھر اُودھر بہت سی سڑکین چلی گئی ہین اور ایسے ایسے اُلجھاؤ واقع ہین کہ اُنسے بچکے یا انکو جھیل کے نکلنا نہایت دشوار معلوم ہوتا ہے۔ ابتدا ہی مین اسے سر راہ ایک ایسا مقام نظر آتا ہے جہان ایک سکوت اور خموشی کا عالم طاری ہے۔ ہوا کے جھونکے جو آتے ہین وہ ظاہر مین تو بڑے خوشگوار محسوس ہوتے ہین لیکن غور سے جو کوئی خیال کرتا ہے اُسکو معلوم ہو جاتا ہے کہ اِس ہوا مین یہ نہایت بُرا اثر ہے کہ ہاتھ پاؤن مین خود بخود سنسناہٹ پیدا ہو جاتی ہے اور سب قوائے جسمانی پر سستی غالب آجاتی ہے۔ یہان چند لوگ بیٹھے نظر آتے ہین جن کی سستی اس قدر ترقی پر ہے کہ معلوم ہوتا ہے اُنکی طرف دیکھنا بھی اُنپر بار ہے۔ جمہائیون پر جمہائیان چلی آتی ہین اور گھڑی گھڑی اُونگھ کے گر گر پڑتے ہین۔ اس طبیعت کے لوگون کا خاصہ ہوتا ہے کہ جس کام کو کرنا منظور ہے اُس مین خواہ مخواہ دیر کر دیتے ہین۔ لیکن یہ لوگ بخلاف اپنی مزاجی کاہلی کے اپنی طرف سے گذرنیوالون کو اپنے پاس بُلانے مین نہایت ہوشیار معلوم ہوتے ہین۔ تمام گذرنیوالون کو نہایت گرمجوشی کے ساتھ مگر انھین کاہلی کی اداؤن سے اپنی بلائے جان خوشگواری کا مزا دکھا کے بُلاتے ہین اور کہتے ہین "کہان جاتے ہو ادھر آؤ۔ کہان چلتے ہو۔ یہ راحت اور کہین نہ نصیب ہوگی۔ دیکھو کس اطمینان کا مقام ہے اور کیسی خنک ہوا چل رہی ہے۔ دیکھو تھکے ہوے ہو۔ چلے آؤ۔ ورنہ پچھتاؤ گے"۔ جس ذوق و شوق سے لوگ اپنی غرض اصلی کی جانب جا رہے ہین اگرچہ اُسکی کشش ابتک بدستور باقی ہے۔ مگر سب کے دل مین ان لوگون کے بُلانے سے کچھ بے ہمتی سی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور اکثر لوگ قصد کرتے ہین کہ اب کون زیادہ مصیبت اُٹھائے چلو انھین کے پاس دو گھڑی بیٹھ کے دل بہلائین۔ انسان دیکھتا ہے کہ بہت سے لوگون نے اپنے دل پر جبر کر کے اس خیال کو رد کر دیا مگر بعض دھوکا کھا کے چلے بھی گئے۔ افسوس

اُنکو پھر اپنی تمنا پوری کرنا نصیب نہ ہوا۔ روز بروز زیادہ کاہل ہوتے چلے گئے۔ انسان خود دیکھتا ہے کہ جو لوگ شاہراہ عزم کو چھوڑکے ذرا بھی اُنکی طرف بڑھے ہوا کے جھونکون نے اُنھین اس قدر کاہل کر دیا کہ چلتے چلتے گر پڑے۔ آہ پھر ترقی کرنا اور آگے قدم بڑہانا کیسا اُنھین اپنے مقام سے اُٹھنا بھی تو نہ نصیب ہوا۔

یہ عالم دیکھکے انسان اپنی عقل کی طرف خطاب کرکے پوچھتا ہے کہ یہ کونسا مقام ہے؟ اور یہان یہ کیسا جادو چل رہا ہے۔ جسکے جواب مین وہ فرشتۂ غیب کی زبان سے سنتا ہے بلکہ جسکی آواز خود اُسکے دل سے آتی ہے کہ "یہ کاہلی کا طلسمی کارخانہ ہے۔ اصل مین سوا ناپاکی اور دناءت کے کچھ نہین مگر ظاہر مین ایک عجیب لطف و آرام کا محل معلوم ہوتا ہے"

جو مسافر اس پُرخطر مقام سے نکلجاتے ہین اُنھین آگے بڑھکے بہت سے راستے نظر آتے ہین۔ فرشتۂ عقل کی نصیحتون پر چلنے والا شخص تو ہر جگہ لغزش سے بچ جاتا ہے مگر جو لوگ دھوکا کھا جاتے ہین وہ اُن مقامات کی مصائب مین مبتلا ہوکے راستے ہی مین رہ جاتے ہین۔

الغرض بعد خرابی بصرہ انسان کامیابی کی انتہائی منزل پر پہونچتا ہے۔ وہان وہ خیال کرتا ہے تو اپنے ہمسفرون مین سے بہت کم لوگون کو پاتا ہے کیونکہ جتنے ہمراہی تھے اُن مین سے اکثر بلکہ قریباً کل مختلف قسم کی آفات مین مبتلا ہو گئے تھے وہ اپنے ہمراہیون کی ناکامی پر افسوس کرکے پلٹ کے پیچھے دیکھتا ہے اور خیال کی عینک آنکھ پر لگالیتا ہے؟ آہ! دیکھتا کیا ہے کہ دُنیا کے کل مسافر اُس عالیشان اور بلند مقام کے بہت نیچے پڑے ہین اور طرح طرح کی بلاؤن نے اُنھین اس طرح اپنی رسّیون مین جکڑلیا ہے کہ آگے بڑھنے کا قصد نہین کرسکتے۔ انسانی طبیعت کے اصلی مقتضا کی وجہ سے اُسے اپنے ساتھیون پر بہت افسوس آتا ہے۔ اور اُسکی رقت قلبی اس قدر ترقی کرجاتی ہے کہ آنکھون مین آنسو بھر آتے ہین۔ یکایک اوپر سے خوش آیند اور دلفریب باجون کی آوازین آنے لگتی ہین اور اُسکے دل کو خود بخود یقین آجاتا ہے کہ یہ میری کامیابی پر قدرت کی جانب سے مجھے مبارکباد دیجا رہی ہے۔ وہ خوش ہوتا ہے اور ایک ایسا عالم وجد اُسکے دل پر طاری ہو جاتا ہے کہ اپنے احباب کی ناکامی کا غم اور دوستون سے چھُٹ جانے کا ملال بھی

بھول جاتا ہے اپنے چند ہمراہیوں کو وہ دیکھتا ہے کہ عمدہ سُروں میں "خیر مقدم" کی صدائیں نکلنے
وہ از خود رفتہ ہو جاتے ہیں اور جوش و خروش کے ساتھ اس بے پروائی اور بے احتیاطی
سے اوپر کو چڑھنے لگتے ہیں کہ بڑی بڑی چٹانوں سے جو اُس مقام پر کثرت سے موجود ہیں
ٹھوکریں کھا کھا کے گرتے ہیں اور ٹھیک اُس مقام پر پہونچ جاتے ہیں جہاں سے روانہ
ہوئے تھے - لوگوں کو ان چٹانوں کے صدمے سے کثرت گرتے دیکھکر انسان بدحواس
ہو جاتا ہے اور اپنے رہبر یعنی فرشتۂ عقل سے پوچھتا ہے کہ یہ کون لوگ ہیں اور کیوں
گر گر پڑتے ہیں - جواب میں معلوم ہوتا ہے کہ یہ وہ خود فراموش لوگ تھے جو اپنی کامیابی
پر جو صرف تائید غیبی سے ہوئی تھی اس بے سلیقگی اور خود رفتگی کے ساتھ خوش ہوئے
کہ مزاج میں غرور پیدا ہو گیا - جنھوں نے دنیا کے اور بندوں کو ذلت کی نگاہ سے دیکھا۔
ان تمام لغزشوں سے بچکے تین چار ہی شخص تھے جو اُس اعلیٰ منزل میں داخل ہوگئے
جسکا ارادہ کرکے سب روانہ ہوئے تھے - وہاں اُنکو اُنکی کامیابی پر مبارکباد دی گئی۔
باغ اُمید جو انسان کو ہر مقام پر اپنے قریب معلوم ہوتا ہے مگر اس طلسمی طریقہ سے کہ جو
اُسکی طرف بڑھتے جایئے وہ وہ پیچھے ہٹتا جاتا ہے - اب یہاں پہونچکے معلوم ہوتا ہے
باغ امید کا پھاٹک یہی ہے جہاں انسان ان تمام مصائب اور بلاکشیوں کے بعد
پہونچتا ہے -

یہ کمال کا درجہ ہے - کون ہے جو اپنی اغراض میں درجۂ کمال کو نہیں پہونچنا چاہتا
مگر اُن میں کتنے ہیں جو پہونچ جاتے ہیں ؟ بہت کم - ہمارے بیان کے موافق یہ کامیابی
کا پروگرام ہے - انسانی کمالات کی انتہائی منزل تک پہونچنے کے لیے ایک ایسا مقتول
کا راستہ طے کرنا پڑتا ہے کہ قدم قدم پر طرح طرح کی آفتوں کا سامنا ہوتا ہے اور جگہ جگہ پر
لغزش ہوتی ہے - اے وہ لوگو جو اس دنیاوی زندگی میں کمال حاصل کرنا چاہتے ہو
خوب ہوشیاری سے چلو ورنہ قدرت دنیا کی وسیع آبادی میں سے صرف چند لوگوں کو درجۂ
کمال تک پہونچنے کے لیے انتخاب کرتی ہے اُن چند میں تمھارا شمار ہونا نہایت دشوار ہے
نیچر نے ایک کمپٹیشن کا امتحان مقرر کر دیا اُس امتحان میں پاس ہونا - انصاف یہ ہے
کہ انسانی قوت سے بہت زیادہ اور نہایت دشوار بلکہ بے تائید یزدی غیر ممکن ہے۔

شمع سحر

کہتے ہین کہ ستم زدہ کی آہ و زاری مین قیامت کا اثر ہوتا ہے۔ شاید صبح جو مقبولیت دعا کا وقت بتایا جاتا ہے اسکو بھی اس اعتقاد سے کچھ تعلق ہو کیونکہ صبح کے دلکش منظر مین ایک عجیب حسرت پائی جاتی ہے۔ یون تو صبح کے تمام سامان دل کو غم مین مبتلا کر دینے والے ہوتے ہین مگر آہ شمعِ سحر مین خدا جانے کیا اثر ہے کہ نگاہ کے سامنے آتے ہی بیچین کر دیتی ہے دونون شمعون پر پوری حسرت پرستی ہوتی ہے۔ وہ بھی جو ہماری رات کی محفلون کی رونق رہی تھین یعنی جو زمین پر ہین۔ اور وہ بھی جنھون نے بزم فلک کو رات بھر دنیا والون کا محسود بنا دیا تھا۔ یعنی جو آسمان پر ہین۔ یہی ایسی حسرت مندی اور بیکسی کا نمونہ ہوتی ہین کہ اگر انکی مایوسانہ حالت کا واسطہ دلا کے کسی مقصد کے لیے دعا مانگیے تو کارکنان قدرت ایسے سنگدل نہین ہین کہ اُس دعا کو قبول نہ کرین۔ آہ! کوئی اس ظالم شمع کی صورت تو دیکھے۔ اسکی وہ شعاعین جو کسی کی تیر نظر کی طرح ہر وقت ہماری طرف متوجہ رہتی تھیں اب تو وہ بھی اپنی بیکسی پر روتے روتے اس درجہ مایوس ہو گئین کہ نیچے جھکتا گیا زمین مین گڑی جاتی ہین۔ افسوس! اسوقت اسکی نگاہ کہان پہونچی ہے جہان اسکے شہیدان تغافل یعنی پروانون کی لاشون کا ڈھیر ہے۔ اب تو آہ یہ سب جان دے چکے۔ کاش اسنے اُنکی زندگی مین انکی طرف یون نظر پھیری ہوتی۔ سحر کی خنک ہوا اگرچہ دلون مین ایک فرحت اور تر و تازگی پیدا کرتی ہے۔ مگر اُس سے بدرجہا زیادہ رنج اور صدمہ ہوتا ہے جب اسوقت رخصت ہونے والے مہمانان شب کی حسرت بھری صورتین نظر کے سامنے آجاتی ہین۔

وہ کون کون مہمانِ شب ہین جو اسوقت دل نہین چاہتا مگر مجبوراً دنیا سے رخصت ہوتے ہین پہلے تو ان تارون کو دیکھیے جو ہر موقع اور ہر محل پر اپنی خوشنمائی کا یکسان تماشا دکھاتے ہین۔ یہ مکدر سے بھی خیال کیجیے تو شمع سحری ہمین بزم علوی یعنی عالم افلاک کے مقدس اور معصوم گروہ والے انھین شمعون کی روشنی مین بیٹھ کے رات بھر خدا کی تسبیح و تہلیل مین مشغول رہتے تھے اور اگر جنت آسمان ہی پر ہے تو انھین حورون کے نورانی رخسارون اور چمکتی ہوئی پیشانیون پر اپنی شعاعین ڈالنے کا بھی موقع ملتا رہا ہوگا۔ خیر وہان کا سمان چونکہ ہماری نظر سے نہین گذرا لہذا اُن پاک محفلون سے جدا ہونے کا صدمہ

Marfat.com

چاہے تارون کو ہو مگر ہمکو نہین - ہم تو اُن پریوش ہم پہلوون کے حُسن جہان افروز کا عالم یاد کر رہے ہین جنھون نے گرمی کی شدت یا اُمس سے تنگ آکے کمرون کو چھوڑ دیا تھا اور اُن وسیع اور کشادہ صحنون مین آکے بیٹھی تھین جہان صرف ان آسمان کے تارون کی روشنی تھی - قدرت ایک طلسمی بہار دکھا رہی تھی - تارے اُنکے چہرون کے سامنے تھے اور اُنکے دلفریب چہرے تارون کی نظر کے سامنے - ماہتاب نے اُنکی نفاست طبع کے مناسب اپنی چاندنی کا فرش بچھا دیا تھا - ان سب سامانون کو اور اُن لطیف محفلون کو اجرام فلکی کی ہلکی ہلکی روشنی رونق دے رہی تھی - بلکہ نہین خود اُن دلربا ؤن کے پیارے نورانی چہرے رونق دے رہے تھے - اگرچہ شب بھر کوشش کی گئی کہ شمع قریب نہ آنے پائے کیونکہ اُسکی صورت صبح ہوتے ہی حسرتمند ہو جاتی ہے اور اُن دلون کو اور دُکھا دیتی ہے جو کسی کے رخصت کرنے کا صدمہ اُٹھا رہے ہین - لیکن آہ! اس مصیبت سے ان آزاد مشربون اور شمع کی صحبت سے بھاگنے والون کو بھی نجات نہ ملی - اُسوقت جبکہ نسیم کے جھونکے آنے اور صحنون مین طیور چہچہانے - اگر شمع نہ تھی تو یہ تارے ہی شمع بنگئے - انکی آخری صورت اور انکی اُسوقت کی پھیکی رنگت بہتون نے دیکھی ہوگی - کوئی اُنکے دل سے پوچھے کہ ان آسمانی خندان شمع سحر نے اُنکے دل اور اُنکی نگاہون کے ساتھ کیا سلوک کیا - شمع سحر کی اصلی حالت بلکہ اُسکا اثر دکھانے کے لیے ہمین چاہیے کہ گذشتہ شب کی لطف انگیز بلکہ ہر قسم کی صحبتون کا ایک مختصر سا خاکہ دکھائین تاکہ معلوم ہو کہ ظالم شمع سحر کیسی موثر چیز ہے - اور وہ محفلین کیسی تھین اور پھر اسکی وجہ سے کیسی ہو گئین - وہ مدت کے حرمان نصیب جن کی آج آرزو پوری ہوئی ہے جو جوش مسرت مین قدرت کا شکر ادا کرنا کیسا خودی سے گذرے جاتے ہین انکی سراپا عیش صحبتون کو دیکھو - بیقراری ہے اور خود فراموشی - بادۂ عیش ہے اور مدہوشی - چند سراپا اخلاص ہین - دل دنیاوی افکار کو بھولے ہوئے ہین - پری وشون کی نازبردارین اور ساقیۂ دریا دل کی مغنیین اور خوشامدین اپنے اپنے محل پر جوش مسرت کو اُبھار رہی ہین - آدمی پیارے گلون مین ہین اور ہاتھ جام مے گلگون کے استقبال مین حد سے بڑھتے چلے جاتے ہین - رہ رہ کے دلون مین جوش بیخودی بڑھتا ہے اور ساقیۂ بیجاول کی خوشامد کرتا ہے - ان صحبتون کی رونق اُن شمعون سے ہے جنکی نازک شعاعین ایک طرف تو اُن بیخودون یا دل از دست دادہ عشاق کی گھڑی گھڑی بیقرار ہو جانیوالے اور نازفروشون کے چہرے جلاکے

Marfat.com

دلبجانے والے چہرون پر پڑتی ہین اور دوسری طرف اُن مہوشون کی دلربا صورتون پر پڑتی ہین جنپر شراب تند کے اثر نے حسن کا نور اور زیادہ چمکا کے عرق آلود کر دیا ہے - یہ چہرے کبھی تو جام صہبا کے جوش سے شوخ اور بے تکلف ہو جاتے ہین اور کبھی پھر اپنی حالت اور صورت کا خیال کر کے شرمندہ ہو جاتے ہین -

استغفراللہ! یہ تو بالکل غیر مہذب اور رندانہ مشربی کی صحبت تھی - ہمکو اس صحبت سے چاہے کتنا ہی لطف حاصل ہوا ہو مگر ہمارے مہذب اور پاکباز بلکہ متقی ناظرین اور احباب کیا کہین گے - اچھا آپ ہی کا زاہدانہ مذاق سہی - دیکھیے وہ حضرت زاہد اور ملنگ برابر ہی وہ جناب واعظ جو توبہ توبہ ابھی اُس پہلی رندانہ صحبت سے خدا جانے کیس ذلت اور بیعزتی کے ساتھ نکالے گئے تھے اُدھر مسجد کے پہلو مین مصروف عبادت ہین دل چاہے للپا للپا کے کہین جاتا ہو اور بیعزت ہو ہو کے نکالا جاتا ہو مگر اس مین شک نہین کہ اپنی ظاہری وضع اور ریائی حرکات سے یہ خدا ترسی کا نہایت اعلیٰ نمونہ دکھا رہے ہین وہ صاف اور نکھری روشنی والی شمع تو انھین کہان نصیب ہان طالبعلمون کے ہاتھ کی بنائی ہوئی مہین بتیون کا چراغ فاصلے پر رکھا ہوا ہے - ماند شعاعین تھوڑی بہت روشنی ہر جگہ پہونچا دیتی ہین - مگر آہ! اُنکے چہرے کو کوئی نفع نہین پہونچتا - سب کچھ ہے مگر اسکو کیا کرین کہ انھون نے اپنی پیشانیون پر زبردستی رگڑ رگڑ کے گھٹے ڈال لیے ہین ہان وہ دوسری صحبت اگرچہ بادی النظر مین خشک نظر آتی ہے مگر اُس مین ایک وما لطف و مسرت ہے - وہ کون؟ جسمین علما و فضلا کا مجمع ہے - اگرچہ ہم سے سیہکارو کو وہان شاید بڑی سفارشون سے جگہ مل سکے - لیکن اس مین شک نہین کہ اُن صحبتون مین ایک اعلیٰ درجے کی متانت - سنجیدگی اور عالمانہ داب و وقار پائے جاتے ہین یہان کوئی دلچسپی کی چیز نظر آئے یہ تو دشوار ہے - مگر ہان دیکھو دو چار اہل علم اپنے عالمانہ غور مین ڈوبے نظر آتے ہین - کتاب کے مطالعہ مین مصروف ہین اور قدیم مذاق کے شکستہ حال چراغ کی دھندلی روشنی مین وہ اپنی آنکھون سے محنت لے رہے ہین -

زہاد و علما کی دونون صحبتون مین اگرچہ شام ہی سے کوئی لطف و مذاق کا سامان نہ تھا انکی افسردہ بزم کے چراغ بھی کچھ ایسے بجھے بجھے سے تھے کہ انکی طرف متوجہ ہونے کو بھی جی نہین چاہتا - لیکن صبح کے وقت خیال کیجیے جبکہ سفیدۂ صبح غالب آجاتا ہے

Marfat.com

اور اس بیکیانہ چراغ کی لو جھلملا جھلملا کے دم توڑنے لگتی ہے۔ چہرہ اُترتا کبھا ایک ایسی ہے روپ سفیدی نورانیت کے پردے مین نقاب آجاتی ہے کہ چراغ کی صورت دیکھ دیکھ کے خود اپنی زندگی سے دل پھیکا ہوا جاتا ہے۔ یہ جتنی محفلین دکھائی گئین اُن مین سے ہر ایک اپنی اپنی وضع سے ایک رنگ پر تھی۔ رندین و دنیا بھولے ہوے تھے اور رخِ جانان کے پروانے بنتے جاتے تھے۔ زاہد یاد الٰہی مین مشغول تھا۔ عالم کتاب دیکھ رہا تھا۔ ان مین سے سب نہین تو بعض ایسے ضرور ہین کہ دنیا مین ہر شخص اُنکی یادگار اور ہمیشہ قائم رہنے کا آرزومند ہوگا۔ ابھی اگر دنیا والے بڑے کامون مین پھنسے تھے تو کیا اللہ میان کو یہ بھی برا معلوم ہوتا تھا کہ اُنکی یاد اور عبادت کی جا رہی تھی۔ مگر آہ یہ سب صحبتین کیسی برہم ہوئین۔

شروع تو زاہد و عابد سے ہوئی۔ رات کی یاد الٰہی نے کچھ ایسا سمان باندھ دیا تھا کہ اسکا بھی خیال نہ تھا کہ وضو ہے یا شکست ہوگیا۔ جب تک افق مشرق سے صبح نے اپنا بھی گریبان چاک کیا تھا اور دنیا پر کوئی اثر نہین پڑنے پایا تھا اُسوقت تک غنیمت تھا مگر ادھر ہولے صبح نے چراغ کی لو کو زیر و زبر کیا اور اُدھر روشنی کے غلبہ نے اُسپر ایک حسرت طاری کردی۔ جب معلوم ہوا کہ صبح ہوگئی۔ اور ساتھ ہی وضو کا خیال آیا۔ یہ یکبارگی تو مسجد کی فصیلون کی طرف روانہ ہوے کہ استنجا اور طہارت سے فراغت پاکے شریک جماعت ہون۔ مگر یہ نہ پوچھو کہ اُن رندان بلاکش کی برہمی صحبت کیسی تھی جنھون نے رات کسی فکر کو اپنے پاس پھٹکنے بھی نہ دیا تھا۔ اُنکی صحبت کا سمان اسوقت دیکھنے کے قابل ہے جنھیں بدمستی غالب آگئی تھی وہ جا بجا گرے پڑے ہین اور رخصت ہونیوالے تارے اُنھین جگا جگا کے صبوحی کا شوق دلاتے ہین۔ وہ پریوش جو رات بھر ہم پہلو رہے تھے اُنھون نے شب بیداری کے بعد اسوقت اُکتا کے انگڑائیان لی ہین اور اُن پروانون کو دیکھا ہے جنھون نے دامن شمع مین تڑپ تڑپ کے دم توڑ دیا ہے۔ اسکے بعد شمع کی صورت پر نظر گئی ہے جو نسیم سحر کی شوخ ادائیون سے جھلملا رہی ہے اور اپنی آخری زندگی کے خیال سے بالکل سفید ہوئی جاتی ہے اس عالم نے اُن مہوشون کو بھی چونکا دیا جو جمہائیان لیتے لیتے دوپٹہ اور دولائیان سنبھالتی ہوئی اُٹھی ہین۔ اور چاہے کوئی مانے یا نہ مانے اُنھون نے اُسی قسم کا سلوک کرنے کی قسم کھائی ہے جو گذشتہ شب بھر شمع اپنے جان پر وانون

کے ساتھ کرتی رہی تھی۔

اب اس محفل مین سوا تڑپنے اور بیقرار ہونے کے اور کچھ نہین۔ دیکھو یہ سب محفلین کس لطف اور کس مزے کی تھین۔ اصل پوچھیے تو اپنے رنگ پر ہر صحبت اچھی تھی۔ مگر ازاں وقت سحر بلکہ وقت سحر نہین شمع سحر نے انکو کس حسرت کے ساتھ درہم و برہم کر دیا۔

شمع سحر مین کچھ یہی بات نہین کہ جہان کسی قسم کی رونق اور دلچسپی ہو اسکو مٹا دے بلکہ یہ تو وہ ظالم چیز ہے کہ اگر کسی ایسی جگہ روشن کر دی جائے جہان ہائے ہو کا عالم ہو اور کسی قسم کا لطف نہ ہو تو وہان بھی یہ اپنا سامان حسرت دکھا دیگی۔ دیکھو وہ صحرا جہان انسان کا گذر نہایت دشواری سے ہوتا ہے۔ کسی جلا وطن صحرا نشین نے ایک طرف جھونپڑا ڈال لیا ہے۔ اُس جھونپڑے مین رات بھر ایک چراغ روشن رہتا ہے جو اگرچہ بہتون کو غول بیابانی کا دھوکا دیکے ڈرا دیا کرتا ہے مگر بہت سے ایسے بھی ہین جنکو اپنی بیکسی کی جلا وطنی اور صحرا نوردی مین ستانے اور دم لینے کی جگہ مل جاتی ہے۔ وہی چراغ جسکو ہمیشہ سناٹے ہی مین گذر جاتی ہے شاید کبھی کبھی ایسا بھی ہوجاتا ہے کہ ایک سادہ دل کے خلق اور نہ معمولی مگر سراپا خلوص میزبانی اور ایک انتہا سے زیادہ شکر گذاری کی مہمانی کا سمان نظر آتا ہے۔ اُس چراغ کی شعاعین ایسے دو لوگون کے چہرون پر ضرور پڑی ہونگی جن مین سے ایک تو بے تکلف مہماندار ہے مگر دوسرا مصیبت زدہ ہجران نصیب اور غریب الوطن ہے جو اس راحت کو اپنی نعمت اور اپنے حوصلے سے بہت زیادہ خیال کرتا ہے۔ اگرچہ اس چراغ کو اس قسم کے سادے حلقے کی صحبتین بہت کم نصیب ہوتی ہین مگر یہ معمولی قاعدہ ہے کہ روز صبح کو یہی چراغ کسی حرمان نصیب کا چہرہ یا کسی غربت زدہ کا دل بجھاتا ہے۔ وہی جنگل اور صحرا جسپر رات بھر اور دن بھر ایک خوف اور وحشت برسا کرتی تھی اسوقت دو گھڑی کے لیے حسرت برس جاتی ہے۔

آہ! غول بیابانی رات کے اندھیرے مین مسافرون کو بہکا کے خدا جانے کہان نکال لے گئے۔ اگر اسوقت وہ ہوتے تو اُنپر بھی یہی عالم طاری ہوتا۔ اُنکے چراغ جو صحرا کے پُر ہول سین مین خوف کو ترقی دیا کرتے رہتے ہین انکو بھی اس سے نجات نہین کہ صبح کا اثر انھین اپنے رنگ مین رنگ دے۔ ہان دیکھو جگنو جنکا شب بھر یہ عالم رہا کہ جس درخت پر جا کے ٹھہرے اُسے سرو چراغان بنا دیا اور اُنکی کیفیت پر اکثر شعرا کو خیال آفرینی کا موقع

Marfat.com

[نک]ل گیا۔ یہ آزاد جانور چونکہ رات کو اکثر باغوں اور مرغزاروں کے چراغ بنے رہے تھے لہذا اسوقت انھین دیکھیے کہ ابتک بھی وہی شمع سحر کا عالم طاری ہے۔ اُنکی تھوڑی سی روشنی جو سچ پوچھیے تو ب کے جھونجھ ہی کے لیے موزون ہے وہ بھی صبح کو ماند پڑتے پڑتے نگاہ کے سامنے سے غائب ہوجاتی ہے۔ آہ! ان سب مقامات کی تو آپ نے سیر کی مگر اُس شمع کو نہین دیکھا جو پہلے ہی سے حسرتناک اور شمع سحر بنی ہوئی تھی۔ وہ شمع گور غریبان ہے۔

گور غریبان پر ہر وقت ایک وحشت برسا کرتی ہے مگر اسوقت کی حسرت عجب قیامت خیز اثر رکھتی ہے جب وہ دھندلی اور ماند روشنی والی شمع جو رات بھر جانباز[وں] [مر]دہ دلون کا مرجع بنی رہی تھی اسوقت زبان حال سے کہنے لگتی ہے کہ میرے دامن کے نیچے وہ نامراد مرنیوالے آرام کر رہے ہین جنکے ساتھ دنیا سخت سلوک کرتی رہی تھی اور مفلوغربی نے تنگ حال اور آوارہ گرد رکھا۔ اسکے بعد کہتی ہے اے انسانو! اگر میری حسرت نصیبی کو بدشگونی تصور کر کے تم مجھ سے دور دور رہے اور میرے قریب نہ آئے تو کیا [ہو]ا۔ دیکھو میرے جان نثار پروانون مین سے کتنون نے یہان آکے جان دی ہے۔ اور نامراد جانیوالون کے پاس جلبسے جنکی حسرت کا سمان مین ہر وقت نعین دکھایا کرتی ہون شمع نے یہ جملہ کسوقت کہا اُسوقت جبکہ صبح کے آفتاب کی کرنین اُسے بے رونق اور بے نور بنانے دیتی تھین اور وہ خود بھی رخصت ہو رہی تھی۔

آہ! شمع سحر جس جگہ اور جس موقع پر ہو اُسکا حسرت اندود اثر چھپائے نہین چھپتا اُسکی صورت بتا دیتی ہے کہ اب وہ اتہلے سے زیادہ یاس نصیب بنگئی ہے۔

مُردم ز فرطِ ذوق و تسلی نمی شوم
یارب کجا برم لبِ خنجر ستائے را

آہ! بس ہمارا یہی حال ہے۔ زمانے کے ستم اور تقدیر کے ظلم اُٹھانے اٹھانے اس درجے کو پہونچ گئے مگر دل کا ذوق خود پسندی اب بھی اُسی حالت پر ہے طبیعت ہزار رنج ہی ہو اور دل کو کسی کی مشق ستم مین لاکھ مزا آتا ہو مگر کبھی نہ کبھی انتہا سے بھی منہ ہمارا زبان سے اُف بھی نکلا نہ ہے۔ ہماری شامت تو دیکھیے کہ تقدیر نے ڈھکیلتے ڈھکیلتے کس

گڑھے مین گرا دیا لیکن اس رفتار تنزل پر چلنے کے ولولے اب بھی ویسے ہین - ولدوز اور جگر گداز تیر نظر کا وار سینے پر لیکے جس طرح کوئی لذتِ ستم اُٹھانیوالا زخم جگر کھاکے ایک منہ کی سسکی بھرتا ہی اور جوش مین آکے کہہ اُٹھتا ہے ؎ قربان نگاہ تو شوم باز نگاہے اُسی طرح شاعر نے اس شعر مین اپنے جوش تشنگی کو دکھایا ہے اور کہا ہے کہ اس ذوق ستم مین جان پر بنگئی مگر ہائے تسلی نہین ہوتی - خدایا اس زبان کو کیا کرون - یہ کسی طرح نہین مانتی کہ خنجر ناز کی تعریف ہی بکے جاتی ہے -

حقیقت مین جنھین بے رخی اور ستم آزمائی یار کا مزا ملا ہوگا وہ سمجھ گئے ہونگے کہ شاعر کس قدر رنگ مین ڈوبا ہوا ہے - عشق کے سچے مذاق کو کس حد تک پہونچگیا ہے اور کس بیتابی و بے بسی کے لہجے مین اپنی جفا پسند طبیعت کی شکایت کرتا ہے - اور سب زیادہ ستم تو یہ ہے کہ اسکا لطف کچھ اُنھین لوگون کو ملتا ہے جو صورتِ زیبا کے دیوانے ہجر کے ستائے - یا وصل کے آرزومند ہین - ہائے ! اُن بڑی بڑی نشیلی سیاہ آنکھون کو کیا معلوم کہ اُنکی نگاہِ سینہ شگاف کسی پر کیا ستم کرتی ہے اور کس پر کیا قہر ڈھا دیتی ہے ؟ اُنھین اپنی صورت بھلی معلوم ہوتی - اپنی دلربا صورت کی آراستگی اور اپنے دلفریب کرشمون کی رونق دوبالا کی اور وہ پیاری دلون مین جا بسنے والی صورت اُن لوگون کو دکھادی جن مین حسن پرستی کا لپکا ہے - اپنے نزدیک تو اُنھون نے احسان کیا تھا کہ خدا کی اعلیٰ صناعی کا نمونہ اپنی صورت کے جلوے مین بچین اور قدردان آنکھون کو دکھا دیا - مگر ہائے اُنھین اسکی خبر نہ ہوئی کہ اُس صورت نے کیا کیا ستم ڈھا دیے - نگاہ نے کسپہ بجلی گرائی - خنجر مژگان کس کے دل مین پیوست ہوگیا - زلفین کس کی گلوگیر ہوئین اور پنجہ حنائی نے کسکا خون کر ڈالا - یہ وہ باتین ہین جو حسن کی کرشمہ سازیون سے روز ظاہر ہوا کرتی ہین - مگر افسوس حسینون کو اسکی خبر بھی نہین ہوتی - یہ مظالم برداشت کرتے کرتے عشاق کے وکیل یعنی شعرا اس قدر بیتاب ہوے کہ اُنھون نے سارا الزام بچاری بھولی صورت والیون ہی کے سر رکھدیا - سچ پوچھیے تو وہ بیچاریان مصداق نیکی برباد گنہ لازم زبردستی کو ماخوذ کر لی گئی ہین - اُنکی کیا خطا - اگر آپ کا دل ہی ایسا ہے کہ خواہ مخواہ لطف کو قہر اور ناز کو ستم بنا لیتا ہے تو اسکو وہ بیچاری کیا کرین -

ذرا عشاق کی حالت تو دیکھیے کہ انکے گروہ میں کس زبردستی کی بیتابیان ہوتی ہین

کسی نے ذرا کوٹھے پر کھڑے ہو کے کسی پڑوسن سے دو باتین کین۔ آپ نے کسی طرح دیکھ پایا۔ اتفاقاً اُسکی نظر بھی آپ پر پڑ گئی اور غریب بے عصمتی کے خوف سے گھبرا کے بھاگی۔ آپنے اُسے غمزہ و ناز سمجھا۔ اُسکی اُسوقت کی فرسیلی اور خوف بھری نگاہ کو آپ نے تیر نظر کے لفظ سے تعبیر کیا اور بے تکلف کلیجا پکڑ کے بیٹھ گئے۔ یہ بھی کوئی بات ہے کہ زبردستی خواہ مخواہ کو عاشق ہین اور پھر اُسکی ہر حرکت کو ناز۔ انداز۔ غمزہ۔ ادا خیال کر کر کے لگے شکایتون کا طومار باندھنے کسی کا آنچل شانے سے ڈھل کے اٹک پڑا اُسنے سادی وضع اور معمولی طور پر پھر سنبھال کے دوپٹہ اوڑھنے کی کوشش کی اور آپ ہین کہ جوش عشق مین جامے سے باہر ہوے جاتے ہین۔

اسی قسم کے صدہا واقعات ہین جنسے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ حسینون کی کوئی خطا نہین خطا اُن لوگون کی ہے جو خوبرویون کے حرکات و سکنات پر گرویدہ ہوجانا کیا خوف رسوائی سے منہ چھپانے والی پردہ نشینون کے پیچھے پڑ جاتے ہین۔ عشاق یا دل بیتاب والون کی بے اعتدالیون نے سچ پوچھیے تو کمسن پری رخون کو منہ کھولنا دشوار کر دیا ہے۔ اسلیے کہ اُنکی زبان سے جو لفظ نکلتا ہے وہ ہر دلدادہ کے لیے کہنے کو تو پیام مرگ اور حقیقت مین اُوسے مدہوشی لیے ہوے آتا ہے۔

مگر بیچارے عشاق کیا کرین وہ اپنے دل کے ہاتھون مجبور ہین۔ وہ تو بہت چاہتے ہین کہ اُن خیالات سے اپنے دل کو روکین مگر کیا کرین جب وہ مانے بھی۔ اس مین اُنکی کیا خطا ہے۔ کسی نے ترچھی نظر سے دیکھا اور اُنکا دل قابو سے نکل گیا۔ کسی کی بھلی صورت دیکھی اور اُن کا دل چل گیا۔ کسی کو خبر بھی نہین کہ یہ ہین کون اور کیون اس قدر گھبرائے ہوے ہین مگر آپ ہین کہ جوش عشق مین حد سے گذرے جاتے ہین۔ اور پھر لطف یہ کہ اُس غریب نے ترس کھا کے اپنی حیرت دفع کرنے کے لیے اگر کبھی پوچھ لیا کہ آپ کون ہین تو آپ کی الفت اس بیدردی کے جملے کو دوسرے پیرائے مین لے گئی اور تغافل شعاری سمجھے۔ انھین مصائب اور انھین خرابیون کا خیال کر کے شاعر نے یہ شعر کہا ہے۔ اور یہی ایک شعر کے ذریعے سے دکھا دیا ہے کہ معشوق اور حسینان جہان درکنار، خود عشاق جگر افگار بھی اپنے دل اور اپنی زبان کے ہاتھون کس قدر تنگ ہین۔ دنیا مین کون ہوگا جو منہ پر تلوار کھائے اور ہنسے شکریہ ادا کرے۔ خنجر کلیجے مین چبھا جاتا ہو۔ اور وہ اُس خنجر کے

Marfat.com

کاٹ کی تعریفون کا پُل باندھ دے۔ یہ وصف اگر ہے تو صرف دنیاے عشق کے از خود رفتہ مجنونون مین۔ جس طرح کوئی سڑی سودائی لڑکون کے ہاتھ کے ڈھیلے کھا کھا کے روز چور ہو جاتا ہے اور پھر دوسرے دن اُسی شوق مین نکلتا ہے بلکہ اگر لڑکے نہین بولتے تو خود چھیڑ کے اُنھین اپنی طرف متوجہ کر لیتا ہے اُسی طرح یہ یاران نگاہ و ناز تیر نظر اور خنجر مژگان کے زخم دل و جگر پر اُٹھاتے ہین اور پھر جوش مین آکے کہہ اُٹھتے ہین۔

قربانِ نگاہے تو شوم باز نگاہے

اُن ناموروں اور بہادرون کا نام ترقی نیکنامی اور عزت کی سب سے اونچی لمبی چوٹی پر لکھا گیا جنھون نے ہر حملہ مین آگے قدم بڑھایا اور ہر دفعہ تیغ و سنان کا زخم کھا کے اور آگے بڑھے۔ اگر دشمن نے اُنپر ایک کاری وار کیا تو اُنھون نے اُسکے دل پر اپنی شجاعت کا نقش بٹھاتے کے لیے اپنا سینہ اور آگے بڑھا دیا کہ اپنے دل مین آرزو نہ رکھنے دوسرا وار بھی کرے۔ واقعی ایسے لوگ بہت بڑی بڑی عزتون کے مستحق تھے اور ایسے تھے کہ اُنھین کے میدان رزم مین آنے پر سلطنتون کا تغیر و تبدل اور بڑے بڑے شہنشاہون کی تقدیرین منحصر تھین۔ زمانے نے ایسے لوگون کے ساتھ بُرا سلوک بھی نہین کیا۔ کیونکہ زمانے کے گذشتہ ورق آج بھی اُنکے نام اپنا فخر سمجھ کے بلکہ دنیا کی پیشانی کا ٹیکا بنا کے پیش کر رہے ہین

حیرت ہے تو اس بات کی کہ مظلوم شہیدان تغافل اور دلدادگان یار جو جان دینے اور تیر نظر کھانے پر اُس سے بڑھ بڑھ کے مسرت اور دلچسپی ظاہر کرتے ہین اُن غریبون کو زمانے نے وہ عزت نہین دی جو میدان جنگ کے نبرد آزماؤن کو دیگئی۔ کیا عشق کا دنگل ناموری کا اکھاڑا نہین ہے۔ یا اُس مین سوا فرہاد و مجنون کے اور کوئی اس رتبے کا نیکنام ہوا ہی نہین کہ زمانہ اُسپر فخر کرتا۔ اور بیچارے فرہاد و مجنون نے اگر اپنے جنون انگیز دولون اور عشق کی گرمجوشیون مین ناموری پیدا بھی کر لی تو کیا ہوا۔ اُنکے عہد مین زمانے نے اُنپر جو جور و ستم کیے اُنکا تو ذکر ہی نہین بعد بھی اگر اُنکے ذکر کو دلچسپی کے ساتھ یاد کیا تو ان دلدادہ عشاق نے جو کسی بیوفا اور تغافل شعار کے سامنے اپنے جوش عشق کی بنا بیان ظاہر کرنے کے لیے کوئی عمدہ مثال ڈھونڈھتے تھے۔ یا شعرا نے جو عشاق کے وکیل ہین۔ عام دنیا نے جس طرح اور فن کے نامورون کو نیکنامی اور مقبولیت کا خلعت دیا ہے ان غریب دل از دست دادہ عشاق کو کسی نے نہین دیا۔ ان کس مپرسیون نے انکی امیدین اور خاک مین

Marfat.com

لادین۔ ابتداءً انھون نے بہت کوشش کی کہ اپنے پُر آرزو دل کے مرقع سے اُن حسینون کی تصویرین نکال ڈالین جو اُنھین کبھی کسی وقت ایک حالت پر قرار نہین پکڑنے دیتین اور آخر مجبور ہو کے اُنھون نے وہی شعر زبان سے نکالا جسکو ہم اس مضمون کے سرے پر بیان کر چکے ہین کہ ؎

مردم ز فرطِ شوق و تسلی نمی شوم یارب کجا برم لبِ خنجر ستانے را

آہ! کیا ذوق ہے! اور کیا شوق ہے! جب ہی تو عشاق مین یہ کمال ہے کہ ہجوم بیتابی اور ذوق بیقراری مین معشوقون کی اُن ستم آمیز اداؤن کا خیال بھی نہین کرتے جو ظاہر مین چاہے کتنی ہی بھولی معلوم ہوتی ہوان اور سادگی کو لیے ہوے ہون مگر اصل مین بلحاظ ستم دیدہ عشاق کے دیکھیے تو اُنکا ہر پہلو کسی نہ کسی جانستان جور و ظلم کو لیے ہوتا ہے۔ زمانہ حیرت مین ہے کہ ان جفا کشون کو کیا مزا ملتا ہے جو شب و روز بڑی تمناؤن کے ساتھ آرزومند رہتے ہین کہ وہی جفا شعار جو ابھی اپنے جفا و جور سے دل و جگر کو زخمی کر گیا ہے پھر آکے اُسی طرح تیغ ادا کے دو ایک ہاتھ اور لگا دے۔

اگر سچ پوچھیے تو عشاق کا یہ ذوق و شوق کوئی نظیر اور مثال نہین رکھتا۔ ہان اگر کوئی مثال ہے تو ہماری ادبار نصیب قوم کی۔ کیونکہ مسلمانون کو ایک زمانے تک اسبابِ اقبال کے ساتھ مؤانست کا سابقہ رہنے کی وجہ سے کچھ ایسی محبت ہو گئی ہے کہ کم نصیبی کے جور سہتے سہتے عاجز آگئے مگر ہمت و استقلال سے خدا سمجھے اُن حرکات و سکنات سے جو باعث زوال تھے کسی طرح باز نہین آتے۔ زمانہ مٹاتا جاتا ہے اور اُسکے جور کو ناز معشوقانہ خیال کر کے خود بھی اُسکے ساتھ شریک ہوے ہین اور اپنے اوپر اور ظلم کرتے جاتے ہین۔ ہان ان مین سے دو چار دوسری قومون کی ترقیان دیکھ کے خواب نوشین سے چونکے ہین اور تمام قوم کو جان بوجھ کے خود اپنے ہاتھون اپنے اوپر ظلم کرتے دیکھکر اُنکے دل و جگر مین ایک شورش پیدا ہوئی ہے۔ اور بے اختیار چلا کے کہ اُٹھتے ہین ؎

مردم ز فرطِ شوق و تسلی نمی شوم یارب کجا برم لبِ خنجر ستانے را

برسات

کس قیامت کا موسم ہے۔ ہاے رنگین مزاج شاعر غالب نے ایک موقع پر مناجات

Marfat.com

کرتے کرتے جوش میں آکے جنت اور موعود باغ فردوس پر نکتہ چینی شروع کردی اور سب باتیں تو خیر مگر اس نکتہ چینی میں یہ کس قدر چھپتا ہوا مصرع لکھدیا ہے ع یہ مستی ابر و باراں کجا؟ واقعی اگر جنت میں یہ لطف ابر و باراں نہ ہوا تو شراب طہور سے نفرت ہو جائے اور کنار و وہاں کسی زندہ دل کا دل ہی نہ لگیگا۔ لیکن ہم اطمینان دلاتے ہیں کہ غالب کو جانے نہ یقین آیا ہو مگر بادل تو گواہی دیتا ہے کہ وہاں یہ برسات کے پُرلطف دن اور مزے دار راتیں ضرور ہونگی۔ نہ ہونا کیا۔ اگر یہی کیفیت نہ ہوئی تو ساری دلچسپیاں خاک میں مل جائیں گی۔

موسم باران وہ موسم ہے کہ جس میں خدا جانے کتنے دلوں کے ولولے خود بخود اُٹھ آتے ہیں اور نہیں معلوم کتنی توبائیں ٹوٹ جاتی ہیں۔ آہ! یہی وہ دن ہیں کہ کسی حور وش سے چاہے کتنا ہی بگاڑ ہو گیا ہو۔ ادھر ذرا ابر گھر کے آیا اور ملاپ ہو گیا۔ اور کسی وقت کے ملاپ میں تو اتنا نقص بھی ہوتا ہے کہ مدتوں کے بخار ہی نکالتے نکالتے اور شکوہ و شکایت ہی کرتے کرتے صبح ہو گئی۔ مگر ابر کی یہ مستی اس قسم کی فضول تضیع اوقات کی طرف بھی نہیں متوجہ ہونے دیتی۔ کیا خوب کہا ہے اور اُس سے خدا ہی سمجھے جسنے کہا ہے ؎

گلے لپٹے ہیں وہ بجلی کے ڈر سے　　الٰہی یہ گھٹا دو دن تو برسے

عالم باران میں قطع نظر اُس لطف کے جو ابر و رعد سے حاصل ہو جایا کرتا ہے وہ کیفیت اور زیادہ جوش جنون کو ترقی دلادیا کرتی ہے جو نازنین مہمان شب یا ہم جلوہ پری رخ اور دلربا کی دلکش اداؤں سے پیدا ہو جاتی ہے۔ شوق نے آرزومندوں کو ہمکنار بنادیا ہے اور برسات کی خنکی اُس ہمکناری کو اس درجہ ترقی دلارہی ہے کہ اور بھیچ بھیچ کے لپٹے جاتے ہیں۔ اُسپر یہ غضب کہ بار بار بجلی کا چمک جانا اور قیامت ڈھا رہا ہے اُس چہرے پر جو بڑی کوششوں اور بڑی خوشامدوں سے شگفتہ بنایا گیا تھا خوف کی زردی چھا گئی اور اضطراب کی شکنیں پڑ گئیں۔ وہ آغوش جو کسی حیا پسند نے خدا جانے کس عالم از خود رفتگی اور کس حالتِ ذوق و شوق میں دل حیا فراموش کے ہاتھوں بے اختیار ہو کر ایک آرزومند کے گلے لگانے کے لیے پھیلا دیا تھا۔ آہ! یہ ستم شعار بجلی چمکی اور خوف کی بے اختیاری نے یک بیک پھر اُس آغوش کو یونہی خالی خولی سمیٹ دیا۔ بجلی چمکتے وقت اُس کندنی رنگت اور اُس گوری پیشانی کو دیکھیے جسپر یہ آسمانی برقی روشنی ایک

Marfat.com

نیا نورانی پانی پھیر دیتی ہے۔

اور موسمون مین انسان کبھی اتفاقی ہی کوئی ایسا سین دیکھ سکتا ہے کہ دل ازخود رفتہ ہوجائے۔ مگر برسات کے موسم مین جہان کوئی چھینٹا پڑگیا آشفتہ مزاجون کے لیے ہرطرف ایک قیامت بپا ہوجاتی ہے۔ اودی اودی گھٹا مین جو سیکڑے کے نکلے ہوئے بے ہم مزاجون کی طرح ہوا کے ساتھ ساتھ آسمان کے کونون پر ادھر اُدھر بھٹکتی پھرتی ہین اُن کا ہر چہار طرف جھوم جھوم کے چلنا اور بعض بعض جگہ اُنکے نازک دامنون سے جو کسی کی محرم کی طرح جابجا سے مسکے ہوے اور نکلے ہوے نظر آتے ہین دھوپ یا چاندنی یا شفق (جیسا وقت ہو) کے رنگ کا پھوٹ پھوٹ کے نکلنا۔ یہ ایسی کیفیتین ہین جو ہر جگہ اور ہر موقع پر دکھائی دیے جاتی ہین۔ دیکھو ایک بہت بڑا امیر اپنی لب دریا کی کوٹھی مین بیٹھا ہی سراپا مسرت دیکھ رہا ہے۔ اور ایک دلی غریب اپنے جھونپڑے سے گردن نکالے اس عالم بہار کو دیکھ رہا ہے۔

وہ کھیت جو اپنی سیرابی کی آرزو مین ہمیشہ بارش کے مشتاق رہتے ہین اور جن کے دہقان ہر لحظہ اُسی دُھن مین سر اُٹھا اُٹھا کے آسمان کی صورت دیکھا کرتے ہین اُنکی صورت کو خیال کرتے رہیے برسا دن کا اگر ابر کا کوئی ٹکڑا بھی آفتاب پر آجاتا ہے تو اُنکی کیا صورت ہوجاتی ہے۔ اُنکی سبزی آنکھون کو ہمیشہ صبح و شام کے دلفریب اوقات مین ٹھنڈک پہونچاتی تھی مگر پانی کا ایک دو ٹکڑا اُڑ جانے کے بعد دیکھیے کہ وہ سبزی کس قدر شگفتہ۔ کسقدر شاداب۔ کس قدر نظرفریب بنکے عاشق مزاجون کو اپنی طرف کھینچے لگتی ہے۔ باغون اور کھیتون کا سمان اس موسم مین ایسا نہین ہوتا کہ اچھا خاصہ انسان انکی سیر کرنے کے بعد اپنے آپے مین رہے۔ باغون کو اگرچہ انسانی کارگرون نے جدا کردیا ہے۔ قدرت کی سادی کارگری مین انسان نے اپنی اصلاح کرکے جابجا رنگ برنگ کے پھول لگادیے ہین۔ وہ سادہ بن جو ایک وسیع صحرا یا ایک کوہستانی مرغزار مین باغبان قدرت نے پیدا کردیا تھا۔ وہ انسانی دستکاری کے عمدہ نتایج دکھانے والے باغون مین نہین ہے۔ مگر پھر بھی قدرت اپنی شفقت سے باز نہین آتی۔ اور موسم بہار کا جانفزا اثر اُن باغون تک بھی پہونچا ہی دیتی ہے۔ دیکھو پھولون کے رنگ کس جوبن پر ہین۔ اور اُنکی سرخی کس طرح آنکھون مین کھبی جاتی ہے۔ پانی کے قطرے پھولون کی نازک پنکھڑیون اور نوجوانان چمن کی ہری ہری کونپلون پر اس بدلی کے دن کی ہلکی روشنی مین جواہرات اور موتیون کی طرح جھلک رہے

ہیں اور اُس قدرتی زیور کا کام دے رہے ہیں جو مشاطۂ نیچر نے عروس بہار یا شاہدانِ چمن کو پہنا دیا ہے۔

باغ ہی پر کیا منحصر ہے اس موسم میں جہاں کھڑے ہو جائیے ایک ایسی سینری (منظر) نظر آجاتی ہے کہ خود بخود ایک از خود رفتگی کا اثر دل میں پیدا ہونے لگتا ہے۔ نہریں بہنے کو تو ہمیشہ بہتی تھیں اور اُنکے پانی کی وجہ سے اُنکے کنارے کنارے سرسبزی اور تر و تازگی

ہیں اور اُس قدرتی زیور کا کام دے رہے ہیں جو مشاطۂ نیچر نے عروس بہار یا شاہدانِ چمن کو پہنا دیا ہے۔

باغ ہی پر کیا منحصر ہے اس موسم میں جہان کھڑے ہو جائیے ایک ایسی سینری (منظر) نظر آجاتی ہے کہ خود بخود ایک از خود رفتگی کا اثر دل میں پیدا ہونے لگتا ہے۔ نہریں بہنے کو تو ہمیشہ بہتی تھیں اور اُنکے پانی کی وجہ سے اُنکے کنارے کنارے سرسبزی اور تر و تازگی کا ایک اثر ہمیشہ ہی رہتا تھا۔ مگر یہ لطف سوا برسات کے اور کب ممکن ہے کہ کثرتِ آب سے دریا گویا جوش کھا کھا کے چھلکا پڑتا ہے بلکہ یون کہنا چاہیے کہ ہماری ہی طرح وہ بھی اپنے آپ سے باہر ہوا جاتا ہے۔ شہر کی گلیاں اور سڑکیں جن میں موسمی اثر بہت کم محسوس ہوا کرتا ہے ان میں ذرا ایک پانی کا چھینٹا پڑ جانے کے بعد دیکھیے کہ کتنے دلون میں ایک گُدگُدی سی اُٹھتی ہے اور خودی سے گذر گذر کے ملار کی لمبی لمبی تانیں اُڑانے لگتے ہیں اور ہر سننے والے کی آنکھون کے سامنے گویا برسات کا فوٹو اُتار کے رکھ دیتے ہیں۔ اپنے مجنون کا ذکر جانے دیجیے ہم تو جاڑوں تک کے ممنون ہیں اُس پپیہے کی آرزو خدا پوری کرے جو پرسون ہمارے پڑوس میں ایک درخت پر آکے بیٹھ گیا تھا اور "پی کہاں پی کہاں" کی رٹ لگا دی تھی۔ اس ظالم ہجران نصیبہ پپیہے کو بھی چلنے دیجیے اس فصل میں کوئل ہم پر کس قدر مہربان ہو گئی ہے کہ صرف ہمارے جوشِ دل میں ایک ولولہ پیدا کرنے کے لیے اُسنے گویا اُس درخت پر اپنا نشیمن بنا لیا ہے اور شب و روز میں اکثر اوقات اپنی مستانہ آواز سے کوئی نہ کوئی ایسی چیز گا دیتی ہے کہ ہمیں برسات کا سمان گھر بیٹھے آنکھون سے نظر آجایا کرتا ہے۔

افسوس! ہماری شامتِ اعمال یا اہل شہر کی بے سلیقگی اور میونسپلٹی کی غفلت نے گلیون اور سڑکون پر اتنی کیچڑ پیدا کر دی ہے کہ ہر قدم پر گر پڑنے کا اندیشہ ہے ورنہ گھر سے نکلنے ہی روح افزا موسم کے جلوے دیکھیے۔ کہیں تو وہ منظر نظر آتے جہان عالیشان عمارتوں۔ درختوں کی

Marfat.com

سبزی - زمین کی شادابی - دریاؤن کی روانی - آسمانون کی نیلی نیلی گھٹاؤن نے آپس مین مل کے دلفریب سمان پیدا کر رکھے ہین - اور اسی ضمن مین کہین نہ کہین دو ایک وہ نازک مزاج اور رنگین طبع صورتین بھی نظر آجاتین جنھون نے اپنے لباس مین موسم کے مناسب ترمیم کی ہے -

ہلکے ہلکے دھانی دوپٹے زیب بدن کیے ہین - اور خود فراموشی کے عالم مین کوٹھون پر آ کے کھڑی ہوگئی ہین - نامحرمون کی آنکھ بچا بچا کے گھٹاؤن کے جھومنے ہوا ے لطیف و سرد کے ادھر اودھر سرگردان پھرنے کا تماشا دیکھ رہی ہین - اور پھر اُسپر یہ ستم کہ وہ تو اس ہوا کی شتاق بنکے آئی ہین اور ہوا گستاخیان کر رہی ہے - دوپٹے کا آنچل ادھر ہوا سے اُڑا اُسے سنبھالنے بھی نہ پائی تھین کہ پیشانی کے کچھ کھُلے ہوے بال اُڑکے آنکھون پر بکھر گئے - جھنجلا کے انھین ناز و ادا سے ادھر اُدھر کانون کے پیچھے کیا تھا کہ دوپٹے کے دونون آنچل لٹک کے زمین چومنے لگے - اور اُن جوبنون کی ایک جھلک صاف نظر آئی جو اس ہوا کے اثر سے ساعت بساعت نمو اور اُمنگ مین ترقی کرتے جاتے ہین - اس بے رنگی نے اس درجہ پریشان کیا کہ گھبرا کے چارون طرف دیکھا کہ کوئی دیکھتا تو نہین ہے اور شرما کے بیٹھ گئین - یہ ادائین گرچہ ہمیشہ کے لیے دلفریب ہین مگر انکا لطف بھی کچھ اُس زمانے مین خوب ہوتا ہے جبکہ اودی اودی گھٹاؤن کی نیلگونی اُنکے دوپٹے کے دھانی رنگ پر اپنا سایہ ڈالتی ہو -

اور موسمون کے جوش و طرب سے صرف رندانہ مشرب اور نازفروش مہجبینون ہی کو تعلق ہوتا ہے مگر یہ ایسا زمانہ ہے کہ عصمت مآب خاتونین اور گھر کی بیٹھنے والی بھولی لڑکیان جنکو حسن و عشق کی دنیا کی ہوا تک نہین لگی ہے اور جو اپنی سادی زندگی ہی کو نفس انسانی کا کمال خیال کرتی ہین اُنپر بھی کچھ نہ کچھ اثر اس موسم کا ضرور ہو پہنچ جاتا ہے - معصوم اور بھولی لڑکیون کو جھولا جھولتے وقت ملار کی دھن مین کچھ نہ کچھ گاتے کس نے نہین سنا - جب امیر خسرو کا ایسا پاکباز اور صوفی منش شاعر شریف گھرانون کی لڑکیون کے لیے ساون کا ایک گیت تصنیف کر گیا تو سمجھ لینا چاہیے کہ اس قسم کا ہر موسمی ولولہ گویا لڑکیان بزرگون سے سیکھنے ظاہر کرتی ہین سب کو چھوڑ کے اُس گروہ کو دیکھیے جس مین کا ایک منچلا ابر کو مغرب کی طرف سے آتے دیکھکر بے اختیار چلا اُٹھا ؏ ساقیا مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد - اور جب وہ ابر چارون طرف گھر گیا تو وہ سہنے صاحب منہ مین آکر بولے ؎

ابر اٹھا تھا کعبے سے اور جھوم پڑا میخانے پر بادہ کشوں کا جھرمٹ ہے اب شیشے اور پیمانے پر

ان سیہ کاروں کو تو کالی کالی گھٹاؤں سے کچھ ایسا عشق ہے کہ ادھر آسمان پر بدلی کی صورت نظر آئی اور یہ بادہ گلرنگ کی بوتلوں پر جھک پڑے۔ آہ! شراب کمبخت حرام ہی ہو گئی ورنہ نئے پاکباز اور جائز عشق کے مزے لوٹنے والے تائب دوستوں سے کہتے کہ ان گھٹاؤں کو اُن آنکھوں سے دیکھیے جن میں نشۂ صہبا کے لال لال ڈورے پڑے ہوں۔ اور اگر (توبہ توبہ) اتنی توفیق نہیں تو کسی اپنے دوست ہی کی آنکھوں سے دیکھ لیجیے۔ خلاصہ یہ کہ ان معمولی آنکھوں میں ابر و باران کے دیکھنے کی صلاحیت نہیں یہ صلاحیت اگر ہے تو صرف اُنکی آنکھوں میں جنکے ہاتھ رعد کی آواز سنتے ہی گلوے مینا میں پڑ جاتے ہیں۔ اب زیادہ گنجائش ہی نہیں۔ ورنہ ان آشفتہ مزاجوں کی مجلس بزم بھی دیکھنے کے قابل تھی۔

مگر جو کچھ ہو۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ برسات عجیب موسم ہے۔ اور زندگی کے پُرخط مقاصد اس از خود رفتگی کے موسم میں حاصل ہو سکتے ہیں۔

زحمتے بر نفس اہل طرب ریختہ ام
خواب خوش گشتم و از یاد عزیزان رفتم

وہ دشوار گذار مقامات جہاں آج تک بیرحمی کے ساتھ انسان کی جان لیجاتی ہے یا وہ خطرناک صحرا جہاں کی دھوپ اور لو انسان کو چلتے ہی چلتے خواب مرگ کی نیند میں سُلا دیتی ہے۔ یا وہ برفستانی مقامات جہاں کی سردی مسافروں کے ہاتھ پاؤں افسردہ کر کے گراتی ہے اور برف کے بوجھ اپنے نیچے دبا کے ہمیشہ کیلیے اُسکا نام صفحۂ دنیا سے مٹا دیتے ہیں۔ ایسے مقامات میں بہتوں نے جان دی۔ اور آجتک برابر اس قسم کی انسانی قربانیوں کا سلسلہ جاری ہے۔ ہزارہا آدمیوں نے انھیں مصائب میں مبتلا ہو کے جان دی مگر ان میں سے بہت کم ایسے ہیں جن کی خبر ہم تک بھی پہونچی ہو۔ جن لوگوں کو اُن اطراف میں سفر کرنے کا اتفاق ہوا ہے اُنھوں نے اکثر جگہ دیکھا ہو گا کہ جابجا غریب بیکسی سے جان دینے والوں کی یادگاریں نظر آجایا کرتی ہیں وہ یادگاریں بتا رہی ہیں کہ اُن غریبوں نے کس بیکسی اور کس حسرت کے ساتھ اپنی جان دی تھی۔

افریقہ کی بے درد فروغی نے ایسے بہت تماشے دنیا کو دکھائے اور آج تک دکھا رہی ہے

Marfat.com

وہ وسط بر اعظم افریقہ کے مقامات جہان سے لوگ غلام بنانے کے لیے پکڑ پکڑ کے لائے جاتے ہین ایسے مقامات ہین کہ آج بھی وہان کی سیر کرنے جایئے تو ہزارہا مُردون کی ہڈیان پڑی ملین گی - جو لوگ وہان سے پکڑ پکڑ کے آتے ہین وہ بوجہ شدت گرما اور کثرتِ تشنگی کے جان بلب ہو ہو جاتے ہین مگر اُنکو پانی نہین دیا جاتا - اسلیے کہ اگر پانی اُنکو پلا دیا جائے تو صاحبان قافلہ اور وہ ظالم فتحمند کیا پئین جو قافلے کے مالک ہوتے ہین - الغرض اگر کوئی اُدھر سے گذرے تو راستے مین ہر ہر قدم پر مُردون کی ہڈیان پڑی پائیگا - اتفاقاً کسی سے پوچھیے تو وہ ہڈیان زبان حال سے یہی شعر پڑھ پڑھ کے ہر اُدھر سے گذرنیوالے کو سناتی ہین اور اُسکے دل مین ایک غم واندوہ کا اثر پیدا کرتی ہین -

وہ اُولوالعزم مسافر جنکو سفر کا شوق نہین جنون تھا، اُن مین سے اکثر ایسے ہین جو کسی نہ کسی بیکسی کے عالم مین مرے یا مارے گئے مگر جان دیتے وقت اُنھون نے اپنی کوئی نہ کوئی ایسی یادگار ضرور بنا دی کہ جو کوئی شخص اُنکے بعد ادھر سے گذرے اُن کی بیکسی کی موت یا اُنکے بے بسی کے عالم مین قتل کیے جانے کو یاد کرکے دو آنسو بہائے - اُنکے بعد جانیوالے مسافر گواہ ہین اور اُنکے سفرنامے بتا رہے ہین کہ ایسے ایسے صدہا یادگار یا سامان حسرت وغم اُنکی نظر سے گذرے - ہمارے بعض احباب سفر کے بہت بڑے شائق رہا کرتے ہین اور خصوص اس قسم کے سفر کے کہ جا بجا سامان : ہوا کیے آزادانہ زندگی کے ساتھ وہ اس دنیا کے مختلف حصون اور دشوار گزار مقامون کی ہوا کھا آئین - وہ اس سفر کو یاد کرین جو ہمیشہ بتا دیگا کہ انسان کو بعض اوقات صحرائی مقامون مین کس بیکسی سے جان دینا پڑتی ہے - اگر تم ایسے مقامات مین نکل جاؤ گے تو دیکھو گے کہین کسی پر کچھ کھُدا ہوا ہے اور کہین کسی چٹان پر کچھ نشان بنا ہوا ہے - اس مقام پر کسی پہلے آنے والے نے اپنی زندگی کے آخری وقت مین یہ نشان بنا دیے تھے اور ان کے ذریعے سے ہر بعد آنیوالے کے واسطے ایک تجربہ اور عبرت کا سبق لکھ کے رکھ دیا تھا -

یہ علامات اور نشان نہین ہین بلکہ یہ تصور کرنا چاہیے کہ وہ بیکس مظلوم ہر لحظہ اپنی جان دینے کے مقام پر بیٹھا ہوا ہے اور ہر گذرنے والے سے پکار پکار کے کہہ رہا ہے ؎

تیز رکھنا سر ہر خار کو اے دشتِ جنون
شاید آ جائے کوئی آبلہ پا میرے بعد

یہ قاعدے کی بات ہے کہ زیادہ مصیبت اور شکستہ دلی انسان مین ایک نہایت ہی پُر درد حالت

صبر و تحمل کا مادہ پیدا کر دیتی ہے۔ اُسے تحمل اور ہجوم بیکسی یہان تک مایوس اور پریشان کرتی ہے کہ اپنی زندگی سے تنگ آجاتا ہے اور اپنی جان کو بلا و آفت خیال کرنے لگتا ہے۔ پھر جب اُسے اپنی زندگی خود اپنے ہی آپ کو بلاے جان معلوم ہونے لگتی ہے تو اُس کے دل مین آتا ہے کہ جب یہ زندگی خود مجھے اس درجہ گران ہے تو اور لوگون کو تو نہایت ہی ناگوار گذرتی ہوگی۔ اور حقیقت مین گذرنے لگتی ہے۔ آپ نے سنا ہی ہوگا ع افسردہ دل افسردہ کند انجمنے را + وہ صحبتین جن مین راتین چھپے اور عیش و عشرت کے شغلے رہا کرتے ہین اُنکے عشرت پسند ممبرون کو یہ کیون پسند آنے لگا تھا کہ کوئی ستم زدہ آئے اور اُن کی صحبت کے لطف بے تکلفی اور خود فراموشی کو خاک مین ملا دے۔ بس وہی شخص جسکی یہ حالت ہوتی ہے اور خود زندگی سے یون تنگ آتا ہے اور احباب پر یون بار خاطر ہو جاتا ہے اُسکا جان دینا کیونکر نہ ستم ہو۔ چاہے حسرت و بیکسی اُسکا منہ بند کیے رہے مگر اُسکی زبان حال سے یہی شعر بار بار نکلتا ہے۔ اور جسکے کان مین آواز پہونچ جاتی ہے اُسے بیقرار کر دیتا ہے

زحمتے بر نفس اہل طرب ریختہ ام　　خواب خوش گشتم وازیاد عزیزان رفتم

ہان پوچھنے کی یہ بات ہے کہ ان حسرت زدہ لوگون کی داستان مین سوا غم و الم یا دل دُکھانے والی باتون کے اور کیا ہے جو اُنکی زبان سے "خواب خوش گشتم" کا لفظ نکلتا ہے۔ خواب خوش گشتم تو جب ہوتا جب یہ اپنی یادگار مین کوئی ایسی بات چھوڑتے جس سے زندہ دلی کی محفلون اور دلچسپ صحبتون کی رونق ہوتی۔ انکو تو چاہیے تھا کہ اپنی حسرت آمیز داستان کی نسبت یہ کہتے جو اُردو کا ایک سخن سنج کہ گیا ہے۔ ؎

سرگذشتِ بلاکشان نہ سُنو　　سُنو میری داستان نہ سُنو
نفرہ نفرہ ہے اس کا پُر تاثیر　　ہو نہ جاؤ کہین بلا مین اسیر

مگر ہان اس مین ایک بات ہے جسکی وجہ سے کہا جا سکتا ہے کہ داستان غم عمدہ اور دلچسپ صحبتون کی رونق ہوتی ہے۔ ظاہر ہے کہ عشق ایک ایسی چیز ہے جسپر تمام جلسون کی رونق اور ساری دلچسپیون کا دارومدار ہے وہ خود عاشقون کے حق مین بلاے جان ہو مگر اُنکی داستانون مین یہ اُلٹا اثر قیامت کا ہے کہ جو سنتا ہے ذوق و شوق اور نہایت لطف کے ساتھ۔ اسی بنا پر اگر اس حسرت زدہ نے اپنے بعد والون سے یہ کہا کہ میں تمھاری

نظر مین ایک خواب خوش ہون تو کچھ بیجا نہین کیا - واقعی داستان عشق مین یہ عجیب و غریب بات ہے کہ عشق جسقدر باعثِ اندوہ و غم ہوتا ہے اُسی قدر داستان عشق مین لطف اور دلچسپی ہوتی ہے -

ذرا قیس عامری کی داستانِ سراپا حسرت کو ملاحظہ فرمائیے کہ اُس مین کس قدر دلچسپی ہے - اس داستان نے کن کن صحبتون اور کیسی کیسی پریوشون کی محفل عیش و طرب مین دلچسپی پیدا کردی - اُن از خود رفتہ عشاق کی مجنونانہ حالت کا خیال کیجیے جو گلی کوچون مین خاک اُڑاتے پھرتے تھے - جن کی وحشت اُنھین خدا جانے کن کن صحراؤن مین پھراتی رہتی تھی - اور اپنے جوش مستی کے عالم مین خدا جانے کن کن صحراؤن اور جنگلون کی وہ خاک اُڑاتے تھے - اگلی داستانین کون ہے جسنے نہین سُنین - ان ستم زدہ جفاکشون کو کیسی عالم مین پایا ہوگا کہ کبھی دریا مین غرق ہوے کبھی درندون سے دوچار ہوے - اور اگر زمانے خیال کے ضعیف الاعتقاد تھے تو بہت سے مقامات پر پریون اور دیوون کا بھی سامنا ہوگیا - ذرا ان واقعات کو اپنے اوپر منطبق کرکے دیکھو اور خیال کرو کہ اگر یہی مصیبتین خود تمھارے اوپر پڑین تو تمھارا کیا حال ہو؟ جب ان مصائب کی تصویرین بھی کوئی تم کو دکھاتا ہوگا تو رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہونگے - لیکن باوجود ان سب باتون کے یہ کتنی بڑی حیرت کی بات ہے کہ ان مصائب کا ذکر دل کو کچھ ایسا بھلا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی صحبت نشین جسمین لوگ اس قسم کے تذکرون سے بلبل ہزار داستان کی طرح چہک چہک کے حسن و عشق کی شمعین نہ روشن کر رہے ہون - جدید اسکول کے تعلیم پائے ہوے مہذب گروہ کے پر تکلف میزون پر وہی ناول رکھے ہین جن مین یورپین کورٹ شپ (پری وشون کو سنبھالنا) اور تعلیم یافتہ نوجوان عاشقون اور معشوقون کی نازآفرینیون اور نازبرداریون کا تذکرہ ہے - آہ! وہ عشرتکدے جنکے نیچے ایشیا کے از خود رفتہ عشاق سینے پر ہاتھ رکھ کے نالہائے فلک دوز کھینچ رہے ہین اور جن مین خدا کی اعلیٰ قدرت اور نیچر کی اعلیٰ صنعت کا نمونہ نظر آیا کرتا ہے وہان بھی دیکھیے تو گلچہرہ مہوشون کی دلچسپی کے لیے مغلانی وہی کہانیان سُنا رہی ہے جس مین جذبات عشق کوٹ کوٹ کے بھر دیے گئے ہین انھین باتون کا جادو ہوتا ہے جو سحر نگہ دلربائون کی آنکھون پر اثر کر جاتا ہے - کہانی کے ہیرو کا جوش عشق جو جو زیادہ بیان کیا جاتا ہے وہ وہ نرگسی آنکھون پر نیند کا خمار غالب آتا جاتا ہے -

Marfat.com

اس دلچسپی کو دیکھ کے وہ تحمل مزاج عاشق جسکو زندگی بھر شب و روز غم ہجران مین آہ جگر خراش کھینچتے ہی گذری جان دیتے وقت نہایت ہی تحمل و یاس کے لہجے مین کہہ اُٹھتا ہے بلکہ حال کے حرفون سے اپنی قبر پر لکھوا دیتا ہے ؎

زحمتے بر نفس اہل طرب ریختہ ام خواب خوش گشتم و از یاد عزیزان رفتم

اور واقعی ہے بھی کچھ ایسا ہی۔ اور لوگون کو جانے دیجیے خود اپنی حالت اور اپنے معاملات کو غور سے دیکھیے تو عبرت ہی معلوم ہوگی۔ ہمنے دنیا مین آ کے کیا کیا؟ جبتک کسی کا زمانہ تھا۔ ان باپ کے لیے آفتِ جان بنے رہے۔ غریب ماں اور ناز بردار باپ جو ہر رنج و راحت مین اپنے جوشِ خون سے مجبور ہو کے ساتھ دینے کو موجود ہو جاتے تھے ہر کام اور ہر ضرورت کے متکفل رہے۔ بس اُنکی ساری خوشیان ہمارے دامن سے وابستہ تھین مگر ہم کبھی خیال بھی نہ کرتے تھے۔ اگر انسان اپنے نفس سے انصافاً پوچھے تو سوا اسکے کہ اُسکے ہاتھون ماں باپ انتہا سے زیادہ زحمت اور مصیبت مین مبتلا رہے اور کوئی جواب نہ ملیگا۔ اُسوقت تو ثابت ہوگیا کہ ہمنے اپنی بھیریون اور بے سلیقگیون سے ماں باپ (جو اصل مین اہل طرب اور بے غم و بے فکر تھے) زحمت مین رکھا۔ رہا زندگی کا پُر لطف اور عمر کا پُر جوش دور۔ یعنی جوانی۔ ظاہر مین تو معلوم ہوتا ہے کہ ہمنے اُس عہد مین کسی کو زحمت نہین پہونچائی۔ مگر بالکل غلط۔ سچ پوچھیے تو ہم اُدنون کسی نہ کسی کے لیے باعثِ زحمت ضرور تھے۔

اول تو ہنوز ضعیف العمر ماں باپ ہی موجود تھے جنکے حقوق کی طرف سن تمیز نے اب متوجہ کر دیا تھا اور یاد دلا دیا تھا کہ اُنکی خدمت کرنا اور اُنکی زبان سے دعاے خیر و برکت لینا تمھاری کامیابی کی دلیل اور تمھاری ترقی کا ذریعہ ہوگا۔ مگر ہماری بے پروائیان حد درجے کو پہونچی ہوئی تھین کہ ہمنے ان امور کا خیال بھی نہ کیا۔ اور ہمیشہ اُن بیدست و پا صاحبان حقوق کے حق مین مجسم زحمت ہی بنے رہے۔ اُنکو راحت دینا درکنار روز اُلٹے اُنھین کو اپنے غمون مین مبتلا رکھا۔ اب اسکے بعد ضعیفی کا زمانہ آتا ہے۔ اُس میں زحمت ہونا تو ہر شخص پر ظاہر ہے۔ انسان اس بیکسی کے سن مین اس درجہ بیدست و پا ہو جاتا ہے کہ اسے سوا اسکے کہ دوسرون کے سہارے اور غیرون کی دست نگری پر زندگی کے باقی ایام بسر کرے اور کسی طرح مفر ہی نہین ہو سکتا۔ اس امر کے دیکھنے کا ہر شخص

اتفاق ہوا ہوگا کہ سن رسیدہ اور بیدست و پا بہانان دنیا، اپنے عزیز آشنا درکنار خود دنیا والون کی نظر مین بھی بار خاطر ہوتے ہین۔ اونکی زندگی اگرچہ بہ نسبت اور عمر والون کے انھین زیادہ دلپسند ہوتی ہے اور اپنے باقیماندہ ایام عمر کو وہ بہت ہی غنیمت خیال کرتے ہین۔ دنیا مین جو شخص انکی صورت بھی دیکھ لیتا ہے وہ اُنکی ہستی کو اپنے لیے ایک زحمت ہی خیال کرتا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ لائق اور سنجیدہ خورد انکے وجود کو باوجود کہین اور انکی موجودگی کو اپنے لیے موجب برکت خیال کرین۔ یہ صرف اُنکی سعادت مندی ہے۔ ورنہ اصل مین وہ اُنپر بار خاطر اور سراپا زحمت ہی ہوے ہین۔

رنج والم

اے ہمسفران ملک وجود! کہو تمھاری اتنی زندگی بے رنج والم کا مزہ اُٹھانے ہی ختم ہوگئی؟ تم تو ابھی چند روز اور باغ ہستی کی ہوا کھاؤ گے۔ تم کو اپنی پوری عمر کا حال کیا معلوم۔ تم کیا جانو کہ باقی عمر کیونکر گذریگی۔ اسلیے تمھارا کیا اعتبار۔ دیکھو ہم اُن لوگون سے سارا حال پوچھے لیتے ہین جو زندگی کو کھو چکے اور اپنے دل دردمند کو لیے قبرون مین بیٹھے ہین۔ اور اصل تو یون ہے کہ اُن سے بڑھکر کوئی کیا جانے گا۔ اے جان دیکرہی تو ایک تجربہ اُن لوگون کو حاصل ہوا ہے مدتون دنیا مین ٹھوکرین کھا کر بس اتنی ہی بات اُنھون نے سیکھی ہے۔ قبر کی بیکاری مین اگر کبھی کبھی دنیا یاد آتی ہوگی تو روز روز کا سوہان روح اور گھڑی گھڑی کا غم و اندوہ آنکھون مین پھر جاتا ہوگا۔

اے یاران عدم اب تمھارے ہونے کا یہ معاملہ کس سے دریافت کرنے جائین۔ پیاری زندگی تم اسی روز ناز مصیبت کی نذر کر چکے جو بہت بڑی دولت کھو کر تم نے سیکھا ہے بتاؤ کہ جب تک دنیا مین تھے کسی وقت بھی آرام سے بسر کرنے کا اتفاق ہوا تھا، ساری ساٹھ ستر برس کی عمر جانکاہیون ہی مین گذری؟ بھلا تمھین کوئی ایسا دن بھی نصیب ہوا تھا جس مین تم چین سے سوئے ہو؟ کوئی جشن عشرت پوری طرح مزے مین گذرا تھا۔ کسی بزم طرب مین بھی تم کو آخر تک وہی پہلی ہی سی شادمانی رہی تھی؟ ہماری تو یہ رائے ہے کہ ایک لمحہ بھی تمپر بے رنج والم کے نہ گذرا ہوگا۔ آخر کچھ تو بتاؤ کہ ہماری تسکین ہو۔ دیکھو بڑی آرزو لگا کر آئے ہین۔ یہ مسئلہ یہان بھی حل ہوا کچھ نہ ہوئی۔

Marfat.com

خیر تم نہ بولو بھی تو کیا مضائقہ ہے۔ وہ تمھارا غضب کا سکوت اور بلا کی مایوسی کہے دیتی ہے کہ کبھی سچی خوشی نہ نصیب ہوئی۔ تمھاری حسرتناکی گواہ ہے۔ گورغریبان کی سنسان آبادی پکار رہی ہے کہ "صورت ببین حالم مپرس" دوسرے سارا زمانہ جانتا ہی کہ "خامشی نیم رضا" تم سمجھ گئے کہ اس چپ سادھنے پر یہ بات ٹل جائیگی۔ بھلا کہین ایسا ہو سکتا ہی خلاصہ یہ کہ تمھارے یہان آکر بھی یہی معلوم ہوا کہ دنیا بس رنج و الم کا گھر ہے۔

اب تو اس مسئلے پر ہمین یقین آگیا۔ لاؤ زمانے بھر کو سمجھا دین کہ دنیا کی ان دلفریب خوشیون مین پھنسکر بری گھڑی کو نہ بھولے۔ گو بدمستی شبینہ مین خمار کا خیال کسے گذرلے جو ہماری سر مغزن سے گذریگا۔ مگر ہمین اپنا فرض ادا کر دینا چاہیے۔ اے ہمبستران یاد رخصت کی گھڑی سر پر کھڑی ہے۔ مزے مین آکر ایسے اترا نہ جاؤ۔ اے رندان خرابات دیکھو پھر خمار بیچین کر دیگا۔ یون سیہ مستیون کی نہ لو۔ اے راحت طلبان بزم عشرت زیادہ خوشیون مین نہ آؤ۔ تھوڑی ہی دیر مین محفل برہم ہوا چاہتی ہے۔ اے دلدادگان وطن یہ نہ سمجھو کہ کبھی وطن آوارگان غربت کا ساتھ نہ دینا پڑے گا۔ کیون اس قدر مانوس عشرت ہوے جاتے ہو۔ اے جلوہ افروزان تخت سلطنت اتنی راحت طلبی اچھی نہین تمھارے تھوڑے دشمن نہین ہین۔ اے بدمستان دولت ہوش مین آؤ۔ کون جانتا ہے کہ زمانہ تم سے ہمیشہ موافق ہی بنا رہیگا۔

مگر افسوس جس طرح گورغریبان والون نے دریافت کرتے وقت سانس تک نہ لی تھی اسی طرح ان لوگون نے بھی آنکھ اٹھا کر نہ دیکھا۔ دنیا کی دلبستگیان خدا جانے کیسا نبھا لیتی ہین کہ گو روز کسی نہ کسی صدمے سے سابقہ پڑتا ہی مگر پھر بھی تنبہ نہین ہوتا وہ اگلا جملہ سونے سے لکھنے کے قابل ہی کہ "بدمستی شبینہ مین کبھی خمار نہین یاد آتا ہے"۔

دنیا مین دو چیزین ہین ایک راحت اور ایک رنج۔ ان دونون مین مقابلہ ہوا آیا ہی۔ عقل و نفس کے دلچسپ مباحثے تو سبھی کو یاد ہونگے مگر رنج و راحت کی روزانہ لڑائیان بھی دیکھنے کے قابل ہین۔ انسان مین دیکھو راحت اپنے زبردست مددگار جوانی کو لاتی ہے اور رنج بڑھاپے کو لا کر اسکا مقابلہ کرتا ہے مگر یہ کس غضب کا نحیف الجثہ بڑھاپا ہے کہ ہمیشہ جوانی پر غالب آجاتا ہی۔ باغ ہستی عام طور پر ایک عشرت کی بہار کا مزہ اٹھواتے اٹھواتے کسی خزان کے ذریعہ سے انتہائے افسردگی کا سمان دکھلا دیتا ہے۔

Marfat.com

مگر راحت کچھ ایسی جلد بازی اور سرعت کو کام مین لاتی ہے کہ جب اسے دیکھا ہے پہلے ہی آتے دیکھا ہے اور غم آخر مین آکر ساری بزم عشرت کو برہم کر دیتا ہے۔ اسی لیے دیکھیے ہر کسی کا پیدا ہونا نمونۂ راحت ہے اور مرنا نمونۂ رنج۔ پوری خوشی سے انسان کی ابتدا ہوتی ہے اور دنیا کی چندروزہ عمر راحت وغم کے اختلافات اور جنگ وجدل کا زمانہ ہے۔ خوشی چاہتی ہے کہ مین وہی اپنا اگلا سا رنگ جمائے رہون اور رنج کہتا ہے کہ باغ ہستی کی سیر اور یہ آرزو! کہین پوری ہو سکتی ہے۔ لاکھ سنبھلنے کے ارادے ہون مگر جب مین بھی سنبھلنے دون۔ یہان تک کہ آخر کو اس لڑائی مین رنج ہی کے ہاتھ میدان رہتاہے اور موت نصیب ہوتی ہے جو تمام خوشیون کا خاتمہ ہے اور رنج ہی رنج رہ جاتا ہے۔ پوری خوشی اُس روز تھی جس روز پیدا ہوے تھے اور پورا رنج اُس روز ہوگا جب مرینگے۔

مگر کیا غم بالکل بُری چیز ہے؟ اصل تو یون ہے کہ یہ ساری خوشی رنج ہی کی بدولت ہے۔ جس روز رنج دنیا سے اُٹھ جائے اُس روز خوشی کا خاتمہ ہے۔ قاعدہ یہی ہے کہ کسی چیز ہونے کی جب ہی آرزو ہوگی جب نہ ہونے کا کھٹکا ہو۔ آفتاب کا چمکدار چہرہ اسی لیے جمال م ہوتا ہے کہ چار پہر اُسکے دیکھنے کو آنکھین ترس جاتی ہین۔ وصال یار مین صرف یہی ہے کہ برسون کی وعدہ خلافیون سے جان لب پر آچکی تھی۔ صبح وطن جب ہی خوشنما م ہوگی جب سالہا سال شام غربت مین گزری ہو۔ اچھی غذا مین کچھ جب ہی خوب لتا ہے جب بہت دنون کے بعد نصیب ہوئی ہو۔ جہان دیکھیے وہی خوشی لطف دکھاتی و رنج کے بعد حاصل ہوئی ہو۔ اور یون تو اگر ہمیشہ ایک حال پر رہے وہ عیش وعشرت ہو تو زندگی اجیرن ہو جاتی ہے

اسی لیے کہتے ہین کہ خوشی اُنھین لوگون کو نصیب ہوتی ہے جو مدتون سرد مہری ناش مزہ اُٹھایا کیے ہین۔ وہ لوگ جو بچپن سے نازونعمت مین پلا کیے ہین کیا جانین کہ سچی ت مین کیا مزہ ہے۔ یہ تو اُنھین سے پوچھیے جن کی بلاکشی مین گزری ہو۔ رنج رنج و خوشی سے۔ خوشی خوشی ہے تو رنج سے۔

ہمارا مذہب ہے کہ آدمی کبھی خوشی مین رنج کو نہ بھولے اور رنج مین خوشی سے یوس نہ ہو۔ دونون کا جوڑ برابر ہے۔ مبتلایان غم سمجھ لین کہ راحت کا مزہ جیسا اُنکو ملیگا ی کو نہین مل سکتا۔ سب کچھ ہی مگر کوئی یہ بلاکشی کہان سے لائیگا۔ اور راحت کا

لطف ہے تو اسی کے بعد۔ غم فراموشان بزم عشرت ڈرتے ہین کہ آگے چلکر جیسا غم انھین جھیلنا پڑے گا کسی نے کاہے کو جھیلا ہوگا۔ ہزارانا فتین ہون مگر کسی نے ایسی راحت کا ہکو اُٹھائی ہوگی اور سب سے بڑا غم وہی ہے جو عیش و عشرت کے بعد ہو اسکی پیروی کرنی تو دیکھو کس مزے مین رہتے ہین۔ نہ غم کیشون کو ایسی مایوسی ہوگی اور نہ عشرت گزینون مین ایسی فرعونیت آنے پائیگی۔

غریب کا جھونپڑا

مشہور ہے کہ تیز ہوا اور آندھی بڑے بڑے مضبوط درختون کو گرا دیا کرتی ہے۔ مگر گھانس کے چھوٹے چھوٹے پودے اپنی نرم و نازک پتیوں کو مختلف اداؤن سے جھکا جھکا کے اس طرح بچا لیا کرتے ہین کہ ہوا چاہے کتنی ہی تیز ہو صاف نکلجاتی ہے اور انپر کوئی آفت نہین آتی۔ اسی طرح لوگون کو اس بات کا بھی بارہا تجربہ ہوا ہوگا کہ اکثر لگاتار بارش اور خوفناک طوفانون مین عالیشان اور سر بفلک محل ڈھک لڑھک کے لیٹ جاتے ہین اور غریب کا چھوٹا جھونپڑا جس مین ٹپکنے کی وجہ سے غریب رہنے والون کو بیٹھنے کی جگہ نہ ملتی تھی، اپنی اسی ذلت و سکینیت کی شان سے کھڑا رہتا ہے۔ آسمانی آفت یعنی بجلی کو بھی اکثر دیکھا ہوگا کہ غریبون کے پھوس کے چھپر چھوڑ کے رفیع الشان محلون ہی پر گرتی ہے۔

آہ! غریب ہین ہی واجب الرحم لوگ۔ دیکھو خدا بھی غریبون ہی پر زیادہ مہربانی کا وعدہ کرتا ہے۔ یہ ایک ایسا اصول ہے کہ اسکی تصدیق کرنا ہو تو دنیا کے جس مذہب سے چاہو پوچھ لو۔ امید تو ہے کہ سب ہی اسپر صاد کرین گے۔ شاید یہی وجہ تھی کہ بانیان مذہب اور دنیا کے وہ تمام لوگ جنسے دنیا کو زیادہ اور ہمیشہ باقی رہنے والا نفع پہونچا ہے سب کے سب غریب ہی تھے۔ اور لوگون کا تو حال نہین معلوم۔ مگر آہ وہ دونون مشہور اور با خدا پیغمبر جنکی تعلیمین آج دنیا کے غالب حصے کو گھیرے ہوے ہین دونون مین سے ایک اور پہلے یعنی حضرت مسیحؑ کی زندگی صحرا نوردی اور غریب مچھلی والون اور رنگریزون کی مہمانی ہی مین گذر گئی۔ دوسرے یعنی پیغمبر عرب صلعم نے باوجودیکہ آبادی مین رہ کے دنیا داری کو اختیار کیا مگر ہمیشہ یہی عالم رہا کہ دو دو تین تین روز تک چولھے مین آگ نہ جلتی تھی۔ ان واقعات کے بیان کرنے سے اُن معصومون کا تقدس اور سادہ پن دکھا

Marfat.com

ہمارا مقصود نہیں ہمارا مقصود یہ ہے کہ غریبی کیسی قیمتی اور عمدہ چیز ہے کہ ایسے ایسے باکمالوں نے اسی کو اختیار کیا ۔

وہ ہرے ہرے کھیت یا نہیں بھی جانے دو ۔ وہ لق و دق صحرا جسنے کثرت بارش سے ایک ناپیدا کنار دریا کی صورت پیدا کرلی ہے وہاں کسی آ بھٹکنے والے کو کسی طرف راستہ نہ ملتا تھا ۔ یہ مصیبت درکنار اب پانی برسنا شروع ہوگیا ۔ بجلی رہ رہ کے چمکتی ہے ، رعد زور میں آ کے گرجتا ہے اور اپنی مہیب آواز سے بار بار سہما دیتا ہے ۔ اور گویا آسمان اپنے تمام ستم آڑے تیروں کی طرح برستے قطرات باران کے ساتھ پورے کر رہا ہے ۔ ہوا کے جھونکے اسے ادھر اُدھر تھپیڑے دیدیکے پانی میں ڈھکیل دینے کی دھمکی دیتے ہیں ۔ مینہ کی کڑی اور سخت مار سر پر پڑ رہی ہے ۔ کپڑوں نے بدن میں چمٹ کے گویا ہاتھ پانوں میں ہتکڑیاں اور بیڑیاں ڈالدی ہیں جن کی وجہ سے زیادہ چلنے کی بھی قوت نہیں ۔ ایسے عالم اضطراب و اضطرار میں وہ گھبرا گھبرا کے چاروں طرف دیکھتا ہے ۔ اور آخر کسی طرف نمایاں اور گھنے درخت کو دیکھ کر دل میں خوش ہوتا ہے اور قدم بڑھا بڑھا کے اسی طرف رواں ہوتا ہے کہ جلدی سے اُس درخت کے نیچے پہونچ جائے اور ان سخت مصائب سے نجات پائے ۔

وہاں جا کے ٹھہرتا ہے ۔ دم بھر کے سکون کے بعد کپڑے اُتار کے نچوڑتا ہے کہ اُس قدرتی شکنجے سے پیچھا چھوٹے ۔ ہنوز دم لینے کی بھی مہلت نہ ملی تھی کہ زیادہ بارش کی وجہ سے درخت ٹپک نکلا جس کی وجہ سے یہ مقام جسے پناہ کی جگہ سمجھا تھا اب کھلے بے پناہ میدان سے بھی زیادہ بدتر ہوگیا ۔ اور کوئی نہر جسکی زیادہ روانی کی وجہ سے اس وادی میں ہمیشہ سیلاب آجایا کرتا تھا اس زور شور سے بہنے لگی کہ وہی ناپیدا کنار سمندر جو ہر طرف پھیلا ہوا تھا اب ساعت بساعت بلند ہونے لگا ۔ پانی بڑھتا آتا ہے اور یہ مضطرب الحال صحرا نورد بدحواس ہو ہو کے پانی کی صورت کو دیکھتا ہے جو زیادہ بھیانک نظر آنے لگتی ہے ۔ رعد کی طرف کان لگاتا ہے جسکی آواز میں اب زیادہ غضبناکی کے آثار نمایاں ہیں ۔ اور بجلی کی مضطربانہ تڑپ سے تو ہر گھڑی یہ خوف معلوم ہوتا ہے کہ اب سر پر آئی اور اب آئی ۔ پانی بڑھتے بڑھتے اس حد کو پہونچا کہ اس عظیم الشان درخت کی جڑ بھی ڈوب گئی اور اب وہ مظلوم گھٹنوں گھٹنوں پانی میں کھڑا ہے ۔

Marfat.com

اس عالم مین وہ پھر اپنی نظر کو ہر چہار طرف دوڑاتا ہے اور امید اُسکی مایوسانہ نگاہ کو صحرا کے نشیب و فراز مین ٹھوکرین کھلواتی ہے - ایک جانب وہ ایک بہت بلند ٹیکرا دیکھتا ہے اور دل مین خیال کرتا ہے کہ اُس سے زیادہ پناہ کی جگہ مشکل سے نصیب ہوگی - اگرچہ وہان کوئی ایسا سایہ دار مقام نہین کہ پانی کی اس سخت مار سے بچا سکے مگر وہان یہ سیلاب اور مصیبت تو نہ ہوگی - یہان کی طرح سیلاب مین غرق ہو جانے کا خوف تو نہ ہوگا - دل مین یہ منصوبہ ٹھہرا کے وہ روانہ ہوتا ہے - پانی مین پانوٴن سے ٹٹول ٹٹول کے اور ہر طرح کی مصیبتون سے بچ بچ کے وہ آگے قدم بڑھاتا ہے - بلندی پر پہونچکے وہ ایک بلند مقام پر ٹھہر کے پھر ہر طرف نگاہ دوڑاتا ہے - اور وہان سے دور پر ایک جھونپڑا نظر آتا ہے - قیاس اس امر کا مقتضی ہے کہ یہ جھونپڑا کسی صحرا نشین جوگی کا ہوگا جسنے دنیا کے مصائب اور فتنون سے بچنے کے لیے اس غیر آباد مقام مین سکونت اختیار کی ہے - کسی بادشاہ کو اپنا محل دیکھ کے اتنی خوشی نہ ہوئی ہوگی جتنی مسرت اس صحرا نورد کو یہ جھونپڑا دیکھ کے ہوئی - جو راحت و آرام کے خیالات ایک ایماندار مومن جنت کی نسبت قائم کرتا ہوگا وہ سب سامان راحت اس غربت زدہ نے صرف اس پھوس کے جھونپڑے مین آنکھون سے دیکھ لیے -

خیالی فوری جوش نے اُسکے قدم بڑھا دیے اور مسرت کی جلدی مین قدم بڑھاتا ہوا اُس جھونپڑے کی طرف روانہ ہوا - قریب جاکے دروازے کی ٹٹی ہٹائی جو بوچھار کے روکنے کے لیے بند کرلی گئی تھی - ٹٹی کی حرکت نے کسی تارک الدنیا فقیر کو کھڑا کر دیا جو دروازے کے پاس آیا اور ایک آفت کے مارے کو بیکسی کے عالم مین دیکھکے دل مین نہایت ہی حیران ہوا - پھر اُسکی طرف متوجہ ہوکے نہایت ہی محبت اور خلوص کے الفاظ مین کہنے لگا "اس مصیبت مین آپ ادھر کیونکر آنکلے؟ مگر اندر آکے بیان کیجیے گا وہان تو مینہ سے آپکو سخت تکلیف ہوتی ہوگی" یہ کہکے اُسنے آنیوالے مسافر کا ہاتھ پکڑا اور اپنے جھونپڑے مین کھینچ لیا -

مہمان اور میزبان دونون عرصے تک ساکت رہے - ایک حیرت مین تھا کہ یہ کیا عالم ہے - اور دوسرا اس آرام کی جگہ کو پاکے ستا رہا تھا - اپنے اپنے فوری جوش سے فراغت پائی تو دونون ایک دوسرے سے بغلگیر ہوے - یہان کیسی میزبانی کی گئی؟ تو اس

بہت مشکل سوال ہے۔ جو سامان اس جھونپڑے مین تھا اُن لوگون کی نگاہون مین بہت تھوڑا اور ذلیل ہے جنکے سامنے ہم اپنے مضمون کو پیش کرتے ہین۔ مگر ہمکو اسکے ساتھ اس بات کا یقین ہے کہ اُن مین بہت سے لوگ ایسے بھی ہین جنکے دل مین اس قسم کے قدرتی جذبات پیدا ہو گئے ہین اور اُنکا دل عشرت پسندی کے امیرانہ کھلونون سے ہٹ کے اُن غربت اور ذلت کے سادے سامانون کو پسند کرنے لگا ہے۔ جس طرح کوئی غریب اپنے جھونپڑے مین محلون کا خواب دیکھتا ہے اُسی طرح وہ اپنے عالیشان محلون مین بیٹھکے جھونپڑون اور سادگی پسند جوگیون کے بے تکلف نشیمنون کو خیال کی آنکھون سے دیکھا کرتے ہین۔

آہ! اس جھونپڑے مین ایک کونے پر چولھے مین تھوڑی سی آگ ہے جس کی خوشگواری کا مزہ اسوقت کوئی اُس آفت رسیدہ سے پوچھے جسنے ابھی ابھی اس جھونپڑے مین آکے پناہ لی ہے۔ کیونکہ شاید اُسکے خیال مین تمام دنیا کی نعمتین ایکطرف یہ مزہ دار افسردہ ہاتھ پانون کو گرما دینے والی، اور بھیگے کپڑون کو سکھا دینے والی ٹھہری آگ ایک طرف۔ اسی آگ کے بھروسے پر میزبان نے اپنے مہمان سے کھانے کی بھی صلاح کی تھی۔ کیونکہ اُسکے نزدیک بآسانی ممکن تھا کہ جھونپڑے کے آس پاس سے کچھ ساگ پات توڑ لائے اور پکاکے اپنے مہمان کو سیر کردے۔ اس آگ کے علاوہ اس جھونپڑے کا سامان راحت اور کوئی چیز نہین نظر آتی۔ کیونکہ پھوس کی چھت ہے بھی تو اس قدر کم حیثیت کہ اندر بیٹھنے والون کو اس پانی مین کوئی جگہ نہین ملتی جہان ٹپکتا نہ ہو۔ لیکن پھر بھی صحرا نشین درویش اور اُسکا مہمان دونون غنیمت سمجھتے ہین اسلیے کہ وہ باہر کی ایسی سخت تیر باری تو نہین ہو رہی ہے۔ بزم قدرت مین جان ڈالدینے والے کیڑے مکوڑے ہین جو ہمیشہ گھانس کی پتیون مین پناہ لیا کرتے ہین اور انسان کو اپنی موجودگی کا ثبوت اس نازک وقت مین دیا کرتے ہین جبکہ وہ تنہائی کے عالم مین گھبرا اُٹھتا ہے برسات کی آب و ہوا مین شگفتہ ہو جانے والا جھینگر چولھے کے قریب کسی مخفی مقام مین بیٹھا اپنی کرخت آواز سے کانون مین خراش پیدا کر رہا ہے۔ اور اسکے قریب ہی کسی دوسری طرف سے کھیڑ یا جھینگر کی درشت مزاجیون کا جواب دے رہی ہے۔ دُور کے ہوا مین طیور کسی نہ کسی آرام کے مقام مین خاموش بیٹھ رہے ہین۔ مگر غریب اُلو جو ہمیشہ

Marfat.com

عزلت گزینوں کا مونس رہا ہے اُنہے صحرا نشین وحشت ناک کی تسلی دینے سے اپنی زبان نہین روکی - اپنی دردناک آواز سے ایک ٹک بولے جاتا ہے -

یہ ایک غریب کا جھونپڑا تھا - مگر یہ ایک خاص صورت تھی اور وہ بھی صحرا نشین زاہد کے جھونپڑے کی جس تک سوا خیالات کے نفس الامر مین ہمارے دوستون مین سے بہت کم کسی کی رسائی ہوگی - لیکن اسکا سمان تو قریب قریب اکثر اُسکی نگاہ سے گزر گیا ہوگا کہ غریب کھیت پکانے والے اور ہرواہے یا گلے بھینسون کے چرانیوالے شہر کے باہر غیر آباد اور وسیع صحراؤن مین چھوٹے چھوٹے کم حیثیت جھونپڑے بنا کے کس فارغ البالی اور اطمینان سے زندگی بسر کرتے ہین ؟

دنیا کی ابتدائی آبادی پر غور کرو اور خیال کو ذرا قدامت کی طرف لیجاؤ - دیکھو وہ اعلیٰ درجے کے باکمال اور وہ علوم و فنون کے موجد جنکی طبع آزمائیون نے دنیا مین یہ سب رونق پیدا کی ہے، وہ بھی انھین کم حیثیت جھونپڑون مین رہتے ہین جنکو تم آج نفرت کی نظر سے دیکھتے ہو - اسکو سب تسلیم کرینگے کہ یہ عالیشان محل جن مین آج تم سکونت پذیر ہو - اُنھین کے تجویز کیے ہوے ہین مگر خود انھیں اپنی زندگی مین سادگی ہی زیادہ تر پسند تھی اور اسی وجہ سے اُنھون نے دنیا کو بنا دیا مگر خود اُسی مکان مین رہا کیے جسے ہم غریب کا جھونپڑا کہکے یاد کرتے ہین - افسوس پچھلے دور نے ہمسے وہ غریب و مفلس کے ذوق کا جھونپڑا کیا چھڑا دیا کہ اُسکے ساتھ قدرت کے تمام لطف ہم سے چھین لیے - قدرتی سبزہ زارون کا لطف - کوہساروں کے دامنوں کی کیفیتین - دنیا کی آزاد مخلوق یعنی پرند و چرند کی بے تکلف اور مزہ دار صحبت یہ سب لطف ہماری نگاہ کے سامنے سے چلتے رہے -

آہ ! جاننے والے مسلمان جانتے ہونگے کہ وہی مسجد نبوی جسکے ساز و سامان آج دولت و عشرت کے حیرت انگیز نمونے ہین خود بانی شریعت جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد رسالت مہد مین بعینہ ایسی تھی کہ اسکو ہم جھونپڑے ہی کے لفظ سے یاد کر سکتے ہین زمین کچی مٹی کی بنی تھی - اور چھت آفتاب کی تمازت سے بچنے کے لیے کھجورون کی ٹہنیاں ڈال کے بنائی گئی تھی - بارش کے زمانے مین حضرت رسالت پناہ کھڑے ہوکے خطبہ پڑھتے تھے اور برابر سر پر پانی ٹپکتا جاتا تھا اور وہ مبارک جماعت سامنے بیٹھی سنتی تھی جو اپنے زمانے کی فاتح اور پچھلے تمام عہدون کے لیے مقتدا اور واجب التعظیم ہونیوالی تھی -

Marfat.com

بہرحال غربت ایک ایسی چیز ہے کہ اگر انسان اپنے دل کا غنی ہو تو اُسکی تمام ادائین بھلی اور پیاری معلوم ہوتی ہین ۔ اسلام ہی نہین دنیا کے کل مذاہب کے ابتدائی سلسلے پر جب نظر ڈالیے گا تو بانیان مذہب کے موثر ہونے کی وجہ امارت نہ نظر آئیگی۔ بلکہ یہ غربت ہی تھی جسنے انکو اس درجہ بامراد و کامیاب کیا - ہمارے نفوس مین دنیا طلبی کا مادہ بہت زیادہ ہے - اور اسی وجہسے غربت اگرہے بھی تو ہم اُس سے نفع نہین اُٹھا سکتے - اگر یہ خرابی نہ ہوتی تو ہم دعا مانگتے کہ خداوند تعالیٰ جل جلالہ ہمین غربت ہی کے مزہ دار عالم مین رکھے ۔

اندھیری رات

چاہے کسی کو پیاری اور بھلی نہ معلوم ہو مگر اس مین شک نہین کہ عجب موثر چیز ہے۔ اور اسپر کیا منحصر ہے ہر سامانِ حسرت، ہر نمونۂ غم دلون پر ایک مقناطیسی اثر پیدا کر دیا کرتا ہے۔ محبانِ حسین کا سیاہ لباس دیکھ کے اکثر تو ایسا ہوتا ہے کہ بے رقت انگیز مضامین و واقعات سُنے آنکھون مین آنسو ڈبڈبا آتے ہین - یہ اور بات ہے کہ رسم اس نمونۂ غم کو معمولی بنا کے غیر موثر ثابت کر دے - آہ! موسمی خیال ہمین کہان سے کہان کھینچ لیگیا۔ اپنی باتون کا ذکر ایسے موقعون پر نامناسب ہوگا۔ ہمین رات کی تاریکی اور اُسی کے حالات سے بحث کرنی چاہیے۔

چاند نہ تھا نہین جسکی دلون مین اُمنگین پیدا کرنیوالی روشنی کسی وعدہ فراموش کو ادھر کھینچ لاتی - تنہائی ہی مین اُلجھ اُلجھ کے رات کاٹنا پڑی - یہ اندھیرا ہی کیا کم تھا کہ تنہائی کی اور مصیبت سر پر آئی - کس سے دل بہلائین؟ کوئی بات نہین - وہ چیزین جنسے دن کو جی بہلا لیا کرتے تھے اُنپر بھی اندھیرے کا دامن پڑ گیا - اور نظر سے غائب ہین۔ ہان! ہان! سنو - ایک سناٹے کی دہشت ناک اور بھیانک آواز آ رہی ہے - شاید یہ آواز ہی کچھ دیر اپنی طرف مشغول کر کے غم تنہائی بھلا دے - مگر نہین - اس آواز سے کچھ ایسی اُلجھن پیدا ہوتی ہے کہ رہ رہ کے دل اور گھبرا اُٹھتا ہے - پھر کدھر توجہ کرین؟ خیال کسی طرح بٹتا ہی نہین - آنکھون کی قوت اگر تاریکی نے بیکار کر دی ہے تو کانون کو کیا ہو گیا کہ اس اندوہناک اور دہشت بھرے سناٹے کی آواز کے سوا کسی طرف سے کوئی آواز

Marfat.com

نہین آتی۔ ہان۔ بعض حشرات الارض کی آواز آ رہی ہے۔ خدا جانے کس کونے مین دبکے بیٹھے ہین۔ مگر جس طرح بن پڑتا ہے دوسری زندہ مخلوق کو اپنی جانب معروف کرنے کے لیے کچھ نہ کچھ بولے جاتے ہین۔ اب تو انکی آواز بھی گران گذرنے لگی۔ یہ بھی اس وحشت خیز سین کی وحشت ہی کو ترقی دلاتے ہین۔ پھر ایک ہی قسم کی آواز کب تک تغیر پسند خیال کو بھلی معلوم ہو۔ ایک اور آواز آئی۔ بیشک یہ آواز کچھ بھلی معلوم ہوتی ہے۔ اسلیے کہ اسپر ایک غربت طاری ہے۔ دیکھو وہ غریب اُلو کچھ کہہ رہا ہے۔ اسکی آواز سے معلوم ہوتا ہے کہ حسرت نصیبون کا مونس ہے۔ لوگ اسکو چاہین نہ مانین مگر اسکو حسرت زدہ لوگون سے ضرور ہمدردی ہے۔ غریب نے بڑا احسان کیا کہ اپنے آشیان کو چھوڑ کے جو خدا جانے کس ویرانے مین ہوگا ہماری دلدہی کے لیے آیا ہے۔ اور گویا زبان حال سے کہہ رہا ہے "مصیبت زدہ نہ گھبرائین مین انکی غمخواری کو موجود ہون"۔ مگر نہین معلوم کن ظالمون اور بیحسون کو ناگوار گذرا کہ غریب کو تالیان بجا بجا کے اُڑا دیا۔

اب کیا ہوا ایک غمخوار تھا وہ بھی گیا۔ اچھا آؤ اس جلیس کی طرف متوجہ ہون جس سے اچھا ہمدرد شب تنہائی مین مل ہی نہین سکتا۔ بیشک شب تاریک مین اگر کچھ کام نکل سکتا ہے تو شمع سے۔ بیکسون کی اُلجھن اور گھبراہٹ پر اس غریب کا دل بہت دُکھتا ہے بلکہ سچ پوچھیے تو اسی غم مین وہ گھلی جاتی ہے۔ دیر تک یہی عالم رہا کہ ہم شمع کی صورت دیکھتے ہین اور شمع ہماری صورت دیکھتی ہے۔ مگر یہ ایک ایسا حسرتناک مشاہدہ ہے کہ طبیعت پر اور زیادہ اضطراب طاری ہو جاتا ہے۔ یہ کچھ نہ کہنا اور خاموش رہنا کب تک؟ اگرچہ شمع کو ایسی بہت سی حسرتناک داستانین یاد ہین۔ شاعرون نے اسی کی زبان سے سنکے اپنے کلام مین کتنے جذبات پیدا کر لیے۔ مگر یہ ایسی بیزبانی اور بیبسی کی زبان سے سناتی ہے کہ دل بھر بھر آتا ہے اور شب تنہائی مین اسکی طرف توجہ کرنیوالون کے کلیجے مین بیٹھے ہی بیٹھے اور اسکی صورت دیکھتے ہی دیکھتے ناسور پڑ جاتا ہے۔ آہ! اس شمع سے پوچھو کہ اسکی سراپا یاس آنکھون کے سامنے تنہائی کی سیاہ راتون مین حسرت نصیبون پہ کیا گذر جایا کی ہے۔ الغرض شمع شب تار مین دل تو بہلاتی ہے مگر اسکا دل بہلانا اس غم کا ہے کہ وہ الجھن جو ہر چہار طرف کی تاریکی سے پیدا ہو رہی تھی ایک پہلو سے بڑھتے بڑھتے جنون کے درجے کو پہونچ جاتی ہے۔ آہ! اس جنون نے کہین کا نہ رکھا۔ دل اختیار سے باہر ہو گیا۔ اس غمکدے کو جس مین شمع یاس دائم

Marfat.com

کی صورت دکھا رہی تھی چھوڑ کے کسی ایسی چیز کی جستجو مین باہر نکلے جسے دیکھکے از خود رفتہ دل کو بہلا بہلا کے اختیار مین لائین - شہر کی بڑی بڑی سڑکون پر گذر ہوا جنپر دن کو آدمیون کی کثرت سے ہر گھڑی ایک چہل پہل رہا کرتی تھی - وہی سڑکین اسوقت سنسان پڑی ہوئی ہین انکا سمان دیکھنے کے قابل ہے - چاند نہین ہے کہ اُسکی روشنی سے کچھ مدد ملے - تارے جو عالم علوی کے چھوٹے چھوٹے چراغ ہین اُنکو اُس تیز ہوا نے ابھی ابھی گل کر دیا - جو ہلکے ہلکے ابر کے ٹکڑون کو ادھر اُدھر سے بھگاتی ہوئی لائی ہے اور نورانی اجرام فلکی کے چہرون پر پھیلا دیا ہے - آہ! اس موقع پر ہماری میونسپلٹی بھی سخت ظالم ثابت ہوئی جسنے روشنی کا انتظام چھوٹی چھوٹی اور تنگ گلیون مین تو تھوڑا بہت کر دیا مگر بڑی سڑکین جنپر خلقت زیادہ گذرتی ہے وہان ہر طرف اندھیرا پڑا ہوا ہے - ہمارا سا جنون اور کس کے سر پر سوار ہے جو اس تنہائی اور سناٹے کے وقت ایسی تیرگی مین وحشت مین آکے نکل کھڑا ہو - ہمارے آرام پسند اور راحت طلب دوستون کو ایسے وقت ایسی تاریکی کے مقام مین گذرنے کا کم اتفاق ہوا ہوگا - اور جو لوگ گذرے ہونگے اُنھون نے اپنی گھبراہٹ اور اضطراب کے خیال مین اس عالم کے اہلی بہار پر کم نظر ڈالی ہوگی - لو سنو ہم بتلائے دیتے ہین -

اندھیرا آسمان سے جھکتا ہوا آیا جسکے دامن مین زمین کی ہر کیفیت پوشیدہ ہوگئی ہے - بدنصیب بدکارون کو موقع ملا کہ اسی پوشیدگی اور تنہائی کے دامن مین چھپے ہوے تھین اور دنیا کی عام خلقت سے چھپکے روسیاہی حاصل کرین - میخانے نے اُن مدہوشون کو دروازے سے نکال دیا جنھین میونسپلٹی کے احکام کے خلاف اپنے پرائیوٹ کمرون مین بٹھا بٹھا کے پلائی تھی - اور جو اب ہوا کی رفتار کے ساتھ جھونکے لیتے ہوے اور سڑک کے ادھر اُدھر گرتے پڑتے خانمان برباد بیارون کی وضع سے مارے مارے پھرتے ہین - کمرون کے دروازے بند ہین - ہان اُن کمرون سے اُس روشنی کی شعاعین چلمن میں چھن چھن کے باہر آرہی ہین جو وہان سیاہ کاریون مین مدد دے رہی ہے - بعض دوکانون کے دروازون پر دُکاندار ایسے لوگ جنکو دنیا نے بے خانمان بنا دیا ہے سینے خراٹے لے رہے ہین اور اُس بےفکری اور بے تکلفی کا لطف یاد دلا رہے ہین جسپر اکثر دولتمند دماغ اونچے تکلف زندگی والون کو حسد آیا ہوگا ونکے سانس لینے کی آواز رات کی خموشی مین ایک جان ڈال رہی ہے اور بتا رہی ہے کہ دنیا کو اس ظاہری صورت پر دیکھ کے مخلوق سے خالی خیال نہ کر لینا چاہیے - ان ڈھونڈور

پہرہ کانسٹیبلون کی آوازین آرہی ہین - جو لوگون کی نیند حرام کرنے کے لیے چلائے جاتے ہین مگر اُنکی صورت کسی مقام پر نہین نظر آتی - بلکہ ایسا گمان ہوتا ہے کہ اس تاریکی مین وہ بھی اپنے فرائض منصبی کو بھول گئے اور کسی مخصوص مقام پر بیٹھ کے شور کر رہے ہین تاکہ اُنکا وہ افسر جو ابھی سیٹی بجاتا ہوا ادھر سے گذرا تھا دھوکے مین آکے سمجھ لے کہ اسکے ماتحت نہایت ہوشیاری سے اپنی خدمت کو انجام دے رہے ہین - بیشک تاریکی نے لوگون کو بہت سے ناجائز موقع دیدیے - وہ افسر پولیس جسنے اپنی وردی اور اپنے عہدے کا دباؤ ڈال کے کسی سیہ کار خانگی کے دل پر قابو پا لیا تھا وہ گشت کا نام لیکے سیٹی بجاتا ہوا اسٹیشن پہنچنے نکلا اور اُس سیاہ کاری کے گھر مین گھس گیا - جسکی وجہ سے رعایا پر عموماً ادبار طاری ہے اور ہوتا جاتا ہے - کانسٹبل جو ناجائز آمدنیون کو نہایت لالچ کی نگاہ سے دیکھتا ہے جو دن کو بازار مین مفت سودا خریدتا تھا اور بے کرایہ یکون پر سوار ہوا کرتا تھا، اسوقت وہ چورون کی اعانت کر رہا ہے اور چاہتا ہے کہ کیونکر وہ گھرون مین سیند دیکے لوگون کا مال غائب کرین اور پولیس والون سے بچکر نکلجائین -

جتنی ناجائز اور قانون ملک کے خلاف کوششین کیجاتی ہین اُنکے لیے لوگون کو اس سے زیادہ مناسب کوئی وقت نہ ملا ہوگا - وہ غضبناک شخص جسکے سر پر خون سوار تھا اُسنے کسی دشمن کے قتل کے لیے عمدہ موقع پایا ہے - اس اندھیرے مین اُسنے اپنی چھری تیز کی ہے اور اُس بدنصیب کے سرہانے پہونچا ہے جسے قتل کرنا چاہتا ہے - قانون کے خوف سے اس بھیانک اور وحشتناک تاریکی مین اسے بارہا اپنی موت بھی نظر آجاتی ہے مگر وہ کے اشتعال انگیز جوش سے اُن سب خیالی صورتون کو جو اُسے ڈرا رہی ہین سامنے سے ہٹا کر چھری ہاتھ مین لیتا ہے اور ایک موت کا فیصلہ کر دینے والا کاری حملہ کرکے مقتول کا کام تمام کر دیتا ہے - جان دینے والے کا آخری مضطربانہ شور اور محلہ والون کو جگا دیتا ہے جو اکثر ہنگامہ کرتے ہوے اُٹھتے ہین اور تاریک و خاموش سین کو ہیبتناک اور رعبدار غوغا سے بھر دیتے ہین - آہ! تنہائی اور تاریکی مین گھبرا کے گھر سے نکل کھڑا ہونیوالا سمجھا تھا کہ ان آوازون مین شاید کسی قسم کی دلبستگی ہوگی - مگر وہان جاکے دیکھتا ہے تو اور بیچ اس ہوش کا اُس شور و ہنگامے کے قریب جاکے واپس آتا ہے کہ ان لوگون کے پاس جانے سے تو تنہائی ہی کا مقام اچھا تھا - مگر تردد اور اضطراب مین دیکھتا ہے کہ قاتل اپنے خون بھرے

اُٹھتا ہوا بھاگتا چلا جاتا ہے جسکو اہل پولیس اپنا فرض پورا کرنے کے لیے نہین حکام کی نظرون مین سرخروئی حاصل کرنے کے لیے جان پر کھیل کے گرفتار کرتے ہین ۔

اب حرمان نصیب شب تار کا ستایا ہوا اس وحشت کے مقام سے بھاگ کھڑا ہوتا ہے اور کسی گلی مین جا کے دم لیتا ہے جہان میونسپلٹی کی عنایت سے ایک لالٹین روشن ہے اور اس قدر محدود حصۂ دنیا سے جہان تک ان لیمپ کی روشنی پہونچتی ہے ایک اُنس و اطمینان کی بو آ رہی ہے ۔ یہ انجمن جسنے اُسے اتنی رات تک ستا رکھا تھا اُسے وقت کی طرف مصروف کرتی ہے ۔ وہ چارون طرف کان لگا کے سنتا ہے کہ شاید حسن اتفاق سے گھڑیال کی آواز آ جائے ۔ لیکن اس امید مین ناکامی ہوتی ہے اور وہ آسمان کو سر اُٹھا کے دیکھتا ہے ۔ یہان چونکہ دنیا روشن نظر آئی تھی لہذا تقدیر نے بھی اتنی ہمدردی کی کہ آسمان بھی کھلا نظر آیا ۔ مشہور ہے کہ ہجران نصیب جنکی وحشت مزاجی دنیا کے تمام وحشت زدہ لوگون کے مقابل مین بڑھی ہوتی ہے ۔ ان خوبصورت اور پیارے پیارے تارون کی خوشنمائی سے دل بھی نہ بہلے تو انکو گن ہی گن کے رات بسر کر لیا کرتے ہین ۔ ہمارے تنہائی اور ظلمت کے ستائے ہوے کو یہ اچھا شغلہ ہاتھ آیا ۔ اسنے بھی اپنے تمام خیالات تارون ہی کی طرف متوجہ کر دیے ۔ کھڑے ہونے کو تو دنیا مین کھڑا ہے مگر اپنے خیالات کے لحاظ سے یہ اصل مین آسمان پر ہے ۔ خیال کی راہ سے پہونچکر اُس نے آسمان کو کس حالت مین پایا؟! یہ ایک کیسا سوال ہے جسکا جواب ہم اسوقت کے آسمان کا سین دکھا کے دینگے ۔

کہکشان سر پر سے ہٹ کے افق مغرب کے قریب پہونچی ۔ نسر طائر اور نسر واقع دونون اپنے مغربی آشیانے کے پاس ہین ۔ قریب صبح کے نورانی ننھے تارون نے افق مشرق سے سر نکالا ۔ اور اُنکی نئی جاگنے والی آنکھین خواب آلود دنیا کو نہایت تیز اور شوخ نظرون سے دیکھ رہی ہین ۔ سڑکون اور گلیون کا سناٹا اس حالت کے مقابل مین جو اس سے پیشتر تھی اب بہت زیادہ ترقی کر گیا ہے ۔ کسی طرف سے کوئی آواز نہین آتی ۔ کتون کی آوازین جو پہلے ہر چہار طرف سے آ جایا کرتی تھین اب اُنکا کہین نام نہین ۔ یہ قدرتی اور وفادار محافظ رات بھر چلاتے چلاتے اسوقت تھک کے سو گئے ۔ زاہد گوشہ نشین جو مسجدون اور خانقاہون مین منہ بند لٹا رہا تھا اسوقت اُسکی بھی آنکھ لگ گئی ۔ بلکہ جان بوجھ کے سو رہا ہے کہ بقاے زندگی و صحت کے لیے نیچر کی نفسانی ضرورتون کو تھوڑا بہت

Marfat.com

پورا کرلے ۔ پچھلے کے نکلنے والے چور اسوقت اپنی سکوت اور سہولت کی کارروائیون کے
موقعے ڈھونڈنے نکلے ہین ۔ مگر وہ اس پوشیدگی اور ہوشیاری سے شہر کے اکثر حصے
کررہے ہین کہ اگر اس آفت زدہ کے قریب ہو نکلے ہونگے تو بھی اُسکو نہ معلوم ہوا ہوگا
کہ کون قریب آکے نکل گیا ۔ وہ کانسٹبل جو انھین لوگون کی روک تھام کے لیے سڑکون
اور گلیون مین آوازین لگاتا پھرتا تھا اس سے پیشتر تو خود چورون کی اعانت مین مشغول
تھا مگر اب نفس پرستی کا جوش ایسا غالب ہوا کہ دنیاوی ناجائز طمع کو بھی بھول گیا اور کسی
آرام کے موقع پر پڑا خراٹے لے رہا ہے ۔

ہمارا دوست جسے روشنی نے اس گلی مین کسی قدر تسکین دی دنیاوی چیزون پر
ایک وحشتناک خموشی کا نمایان اثر دیکھ سکے پھر اُکتا اُٹھتا ہے اور گھبرا
کے آسمان کی طرف دیکھتا ہے جس سے وقت کا اندازہ ہوا کرتا ہے اور نمود سحر کے آثار ظاہر
ہو جاتے ہین ۔ یہ تارے رات بھر تو مہمان تھے اور اسوقت اپنے آپ کو زمانے کی محفل پر
ایک بار خاطر دوست خیال کرنے لگے تھے ۔ لہذا اُنکی صورت مین بھی ایک تغیر پیدا ہو
تھا ۔ یہ تغیر اُس سراپا وحشت شخص کو بہت بھلا معلوم ہوا ۔ اُسنے تارون کو نہایت
ذوق و شوق کی نگاہ سے دیکھا ۔ اُن آنکھون کو ذرا تسلی ہوئی جو رات بھر زمانے کے ہر شے
کو ایک ہی کیفیت اور ایک ٹھہری ہوئی حالت پر دیکھتی رہی تھین ۔ یہ پرانا خیال ہے کہ وہ
لوگ جن کے دل کو اُلجھن ہوتی ہے اور جو اضطراب کے ستائے ہوے ہوتے ہین اُنکو اجرام
فلکی کی رفتار اور وضع دیکھنے مین بڑی دلچسپی ہوتی ہے ۔ اس سے زیادہ کیا ہوگا کہ عشاق
انھین پر خیال یار جما کے سحر کر لیا کرتے ہین ۔ اس امر سے یہ شب ظلمت کا ستایا ہوا کیونکر
بچ سکتا تھا ۔ اسنے تارون کو ایک نورانی اور روشن حالت مین پا کے آنکھون ہی آنکھون
گننا شروع کیا ۔ اس اختر شماری نے پچھلی رات کا زیادہ حصہ اپنے ہی کام مین صرف
کرالیا ۔ اور وہ وقت آگیا کہ تارون کی روشنی سے ایک پھیکا پن آشکارا ہونے لگ
یہ پھیکا پن بالکل حسن دو روزہ کے آخری عہد کا نمونہ تھا جسنے دل کو جس قدر بہلایا اُسی قدر
ایک حسرت بھی خیالات مین پیدا کی ۔ مگر اُس شخص نے ان باتون کا ذرا خیال نہ کیا ۔ اور
اُسی کام مین سرگرمی سے مشغول رہا جس مین اضطراب دل نے لگا دیا تھا ۔ لیکن کہان تک
تارون پر صبح کی خفیف مایوسی غالب ہوئی ۔ اور ایک ایک دو دو کر کے اسکی آنکھو بچا چلے

Marfat.com

ستارے غائب ہونے لگے۔ کچھ دیر تک تو اُسکی آنکھیں ایک عجب تاک جھانک کی اداؤں سے تاروں کے ساتھ چھلی چھلیا کھیلتی رہیں۔ لیکن آخر مجبور ہو کے اُسنے آنکھیں جھکا لیں اور سوچنے لگا کہ اب کیا کرے۔ زمانے کا رنگ دیکھا تو بدل گیا تھا اور ایک سہانی روشنی دنیا کی ہر چیز کو ایک نئی نئی وضع سے دکھانے لگی تھی۔ ایسے وقت میں اُسکے دل نے پھر کہا چلو اب ان کشادہ سڑکوں کی وضع دیکھیں جنپر پہلے تاریکی کا پردہ پڑا ہوا تھا۔ ایسے اوقات کھلی فضا میں بسر ہونا چاہیے۔ جہاں صبح ہو جانے سے اب نسیم کے خنک جھونکے بھی آنے لگے ہونگے اور لیل و نہار کے تغیر نے نہایت ہی عمدہ دلچسپی پیدا کر رکھی ہوگی۔

کشادہ سڑکوں کا مجموعی سین بتا رہا ہے کہ اب اُس میں ایک حرکت پیدا ہوئی۔ یہ دیہات نہیں جہاں اسوقت کسان ہل کندھوں پر رکھ کے بیلوں کی جوڑیاں ہنکاتے ہوئے کھیتوں کی طرف جاتے نظر آئیں۔ نہ سول لائن کا قرب ہے کہ یورپین مرد اور عورتیں صبح کی ہوا سے تر و تازگی حاصل کرنے کے لیے کوٹھیوں اور بنگلوں سے نکل نکل کے کشادہ سڑکوں اور سبزہ زاروں کی ہوا کھاتے پھرتے ہوں۔ یہ وسط شہر کا ایک درمیانی حصہ ہے۔ اور شہر بھی کون؟ لکھنؤ۔ جہاں کے اُمرا اسوقت تک غافل پڑے سوتے ہونگے۔ اور جہاں کی متوسط سوسائٹی کے لوگوں کو اس زمانے تک نیچر کی خوبیوں کی طرف متوجہ ہونا کیسا خود اپنے مارل کیرکٹر پر غور کرنے کی نوبت نہیں آئی۔ اس ابتدائی وقت میں جبکہ کنٹونمنٹ سے صبح کی توپ کی آواز آیا کرتی ہے اُن لوگوں میں سے کسی کے یہاں رہنے کی کیا امید ہو سکتی ہے؟ ہاں اگر کوئی آنے جانے والا ہو سکتا ہے تو وہ ہندو عورتیں جو بوقت ضعیف تاریکی میں تنگ و تاریک گلیوں سے نکلتی ہیں اور کشادہ سڑکوں سے گذر کے دریا کا راستہ لیتی ہیں جو نیچر کی فیاضیوں سے بہہ رہا ہے۔ اور جو ان عورتوں کے عام اعتقاد میں نہایت پاک و صاف چشمہ ہے اور جس میں غسل کر کے وہ روز اپنے گناہوں کو دھو آیا کرتی ہیں۔ اس رات کے آخری وقت میں ان عورتوں کا گذرنا شہر کی اعلیٰ دلچسپیوں کا ایک نہایت ہی عمدہ اور بیمثل نمونہ ہے۔ تاروں کی چھاؤں میں ان پاکباز دیبیے معتقدات مذہب کا نکلنا ایک ایسا امر ہے جسکی کشش شاید اکثروں کو یہاں کھینچ لاتی۔ مگر اسکو کیا کیا جائے کہ وہ لوگ جو پڑے غافل سو رہے ہیں اُنکی آنکھ ہی نہیں کھلتی کہ اور نہیں تو لب سڑک اپنے کمروں ہی سے سر نکال کے ان دھن کی پکی اور وضع کی پابند پوشوں کو دیکھیں اور انکی

Marfat.com

صاف اور سادی زندگی پر حسد کرین - ہمارے دوست کی طبیعت جو رات بھر ایک الجھن اور اضطراب کے عالم مین رہی تھی جنھون نے عالم کو پہلے چار پہر تک ایک ہی حالت اور ایک ہی وضع پر پایا تھا - انکو اسوقت ان عقیدت کیش نازک اندام عورتون کی یہ رفتار بہت ہی بھلی معلوم ہوئی - خصوصاً وہ ہلکی خطیبت اور سُریلی آواز جس مین وہ اپنے پیدا کرنے والے خالق مطلق کو اپنی اپنی اصطلاح مین یاد کرتی جاتی تھین - جس طرح خوشبوئین نسیم سحر کے ساتھ ملجاتی ہین اور اُنکے جھونکے دماغون تک پہونچ کے معطر و معنبر کر دیا کرتے ہین اسی طرح یہ خوشگوار آوازین ہوائے سحر مین اور لطفون کے علاوہ ایک دلفریب نغمہ بھی ملا دیتی ہین جو اسکی مستانہ رفتار کے ساتھ ادھر اُدھر جاتا ہے اور مشتاقون کے کانون مین پہونچکے اُنھین بیتاب کر دیتا ہے -

الغرض ان عورتون کی رفتار نے ایک ایسا دلفریبی کا اثر پیدا کر دیا ہے کہ صبح کی فضا مین جتنی کیفیتین ہین سب اُنکے آگے ست پڑ گئی ہین - اور خیال کو اور کسی طرف متوجہ ہونے کا موقع ہی نہین ملتا -

لیکن ہمارا پورٹر جو دلی جوش سے اُکتا کے یا گھبرا کے ایسے مقام پر پہونچ گیا اُسکو کسی طرح نہ گوارا ہوا کہ جو کیفیتین اُسکی نظر سے گذری تھین انکو اپنے احباب سے چھپائے - وہ عورتون کو گھورنے نہین گیا تھا اور نہ اُسکی یہ غرض تھی کہ اُن عورتون پر جنھون نے مُردون کے نکلنے سے پہلے سڑکون پر قبضہ کر لیا ہے بُری نگاہ ڈالے - لہذا اُسنے پروہتون کے جھرمٹ کو اسی حد تک دیکھا جس حد تک کہ اُسے قدرتی منظر مین جان ڈالنے والی چیزون کے دیکھنے کی ضرورت تھی - اور اسکے بعد اُسنے اپنا خیال اور طرف پھیر لیا - اور باغ قدرت کی باقیماندہ دلچسپیون کو دیکھنے لگا -

مکانین صاف نظر آنے لگی ہین - دروازے جو اس سے پیشتر رات بھر کی خموشی مین بند پڑے رہے تھے بعض بعض کھلنے لگے ہین - کمرون کی وہ صورت نظر آتی ہے جو کسی کے بگڑے لباس کی ہو - اسلیے کہ جھاڑ دینے کی ضرورت ہے - جو لوگ خوش نصیبی سے تڑکے ہی اُٹھ بیٹھے ہین اُنکے چہرون پر شب کا خمار باقی ہے - ابھی ابھی پلنگ پر سے اُٹھے ہین - منہ دھونے کی ہنوز نوبت نہین آئی - آنکھین گو کہ کھلی ہین مگر یہ تھوڑی روشنی بھی اُنھین شاید ناگوار گذرتی ہے کہ خود بخود بند ہوئی جاتی ہین - صبح کی دلچسپیون سے لطف اُٹھانے کیلیے

Marfat.com

گھروں کے دروازوں کے پاس آبیٹھے ہیں۔ حقے پیتے جاتے ہیں اور ہوائے سرد کی خنکی کا مزہ لیتے جاتے ہیں۔

وقت نے اُن سب لوگوں کو اُٹھا کے بٹھا دیا جو معمولاً صبح خیزی کے عادی ہیں۔ اگرچہ ابھی ساری مخلوق نہیں جاگی مگر جتنے لوگوں نے خواب کی چادر کو چاک کیا ہے صرف اُنھیں لوگوں نے مِلکے کچھ ایسا ہنگامہ بپا کر دیا کہ اُس قدیمی خموشی کا جاتا رہنا درکنار دن کے شور و غل کو بھی اسوقت کے ہنگامے نے مات کر دیا۔ ہر مسجد سے صدائے اذان اور ہر مندر سے صدائے ناقوس بلند ہے۔ گھڑیالی کے گجر کا سلسلہ وہ برہمن موقوف ہی نہیں ہونے دیتے جنھوں نے مقدس آریہ بہادروں کی مورتوں کے سامنے جوش عقیدت میں گھڑیال بجانا شروع کیے ہیں۔ اُدھر اُن لوگوں کے ساتھ ہی ساتھ صبح خیز مرغان سحر نے جاگ جاگ کے آواز لگانا شروع کی ہے۔

ہمارے وہ دوست جو تنہائی کی اُلجھن میں کسی جاندار مخلوق کی آواز کو سننے چلے تھے ان کو اس ہنگامے نے ایسا پریشان کیا کہ اب اُنکا دل کسی ایسے مقام کو ڈھونڈنے لگا جہاں کسی قسم کی آواز نہ آتی ہو۔ فرض مذہبی ادا کرنے کے لیے ایک مسجد میں جا کے اُنھوں نے جماعت سے نماز فجر تو ادا کرلی مگر اسکے بعد پھر اُنسے اسکے سوا کچھ نہ بنا کہ گھر میں واپس آکے اپنے دنیاوی کاروبار میں مشغول ہوگئے۔

رخصتِ بہار

موسم بہار کی دلچسپیاں اکثر ہمارے دوستوں کی نظر سے گذر چکی ہیں۔ باغ قدرت کی سیر اور نظر فریب سینریوں کا اصلی سمان دیکھنے کے علاوہ بارہا اُنھیں دلگدازی کے مضمون پر بھی اُن جوش مستی پیدا کرنیوالے ایام کی کیفیت نظر آگئی ہوگی۔ حضرت زاہد اپنی مسجد میں بیٹھے رہے۔ اللہ کہا زہد پاک نفس صوفیوں نے بھی اپنا معمولی عزلت کدہ نہ چھوڑا۔ ان نیک نفس لوگوں میں اگر کوئی اچھا رہا تو وہ تارک الدنیا جوگی جسنے کسی پہاڑ کے دامن میں جا کے اپنا جھونپڑا ڈالا تھا۔ اور موسم بہار کی ہر کیفیت کو ہر وقت ایک تنہائی کے عالم میں بیٹھا دیکھا کرتا تھا۔ یہ ابر جو گھر گھر کے آتے تھے اور برس برس کے نکل جاتے تھے۔ یہ طیور جو گروہ باندھ باندھ کے آتے تھے۔ جنگلوں آبشاروں اور اُس آزاد سرزمین کے خودرو درختوں

کے شاخساروں پر بیٹھ بیٹھ کے اپنا قدرتی جذبات سے بھرا ہوا راگ سنا کے شام ہوتے اڑ جاتے تھے۔ ان سب کا سماں وہ ہر لحظہ اپنی آنکھوں سے دیکھتا تھا اور وہاں کی آزاد و غیر محکوم مخلوق سے صرف ایک قادر مطلق کی سچی اطاعت کا سبق حاصل کیا کرتا تھا۔ بیشک اس موسم کو رخصت کرتے وقت بہ نسبت اور بے حسوں کے اُسکے دل کو صدمہ بھی زیادہ ہوا ہوگا۔ مگر یہ بے توجہان کیا کم ہین کہ دنیا کا زیادہ اور بہت حصہ غفلت شعاری کے عالم مین پڑا رہا اور فصل گل کی کیفیتین بالکل نہین دیکھین۔

افسوس صحن چمن کی ساری بہار لوٹنے والے لوٹ لیگئے اور کسی کو خبر بھی نہ ہوئی۔ یہی بہار تھی جسکے عہد مین باغبان نے بلبل کے لیے پہرے بٹھائے تھے۔ اور جب از خود رفتہ طیور کی گرفتاری کے لیے صیادون کی بن آئی تھی۔ وہ حور وشان ورنازنین جنکی نازک انگلیان ہر طرف پھولون کو ڈھونڈھتی پھرتی تھین۔ افسوس یہ چمن آج ایسی حسرت نصیب رت مین پڑا ہے کہ اب اُنکی پر شوق آرزوون کو بھی نہین پورا کر سکتا۔ وہ بدخواہ جنکے حق مین کسی دل جلے نے جھلا کے بددعا کی تھی۔ ہان اگر اُسے خوشی ہوئی تو کوئی تعجب کی بات نہین

”جو عدو ے باغ ہو برباد ہو کوئی نہ گلچین ہو یا صیاد ہو“

یہ مسلم ہے کہ دنیا کی ہر بہار کے لیے ایک زوال و حسرت کا زمانہ نیچر نے لازمی کر دیا ہے۔ بہار جوانی کو بڑھاپا ایسا مٹاتا ہے کہ پھر نہین نصیب ہوتی۔ اور قومی ترقیون کو جو واقعی قومون کی بہار کے دن ہین اُنکو فلاکت و نحوست ایسا خاک مین ملاتی ہے کہ پھر جدھر نگاہ اُٹھا کے دیکھیے ساری امیدین منقطع ہی نظر آتی ہین۔ یہ تو دنیاوی چیزین تھین۔ اجرام فلکی کو بھی اس قاعدۂ قدرت سے نجات نہین۔ چاند جسکی روشنی مین ہم نے خدا جانے کیا کیا کچھ لطف اُٹھائے ہین اور جو معشوقون کے چہرون کے لیے ایک عمدہ مثال ڈھونڈھنے والون کو اکثر ہمارے کام آگیا ہے اسکے عروج و زوال کی کیفیت دیکھ کے اُن لوگون کے حوصلے پست ہو ہو جاتے ہین جو اپنے آپ کو ہمیشہ مسرور رکھنے کی کوشش کرتے ہین۔ آفتاب جسکا چہرہ زوال کی آفت سے محفوظ ہے اُسکو بھی دیکھیے تو برسات کے موسم مین ہفتون کے لیے غائب ہو جاتا ہے اور اُسکے مشتاقون کو ایک جھلک دیکھ پانے کے لالے پڑ جاتے ہین۔

باوجود اسکے کہ یہ سب باتین لازمی ہین اور ہمیشہ سے ہوتی آئی ہین لیکن دل نہین مانتا کہ وہ پیارے پیارے پھول جو شوخ طبع دلربا ؤن کی طرح صحن چمن مین مسکرا رہے تھے

آنکھوں کے سامنے سے غائب ہو جائیں۔ وہ نظر فریب رنگ جنھوں نے وضعدار شوخ اداؤں کی طرح پھولوں کے رنگ برنگ رخسار چمکا رکھے تھے اپنے مشتاقوں کے دلوں میں داغ ڈالیں۔ کملا کے اور پژمردہ ہو کے گر پڑیں اور باد خزاں کے جھونکوں میں ادھر ادھر اُڑ جائیں۔

جن لوگوں کو روزانہ صحن چمن میں جا کے سیر کرنے کی عادت ہے وہ چمن کے تغیرات کو روز دیکھتے رہے ہونگے۔ اُنھوں نے اچھی طرح دیکھا ہوگا کہ یہی باغ جسکی دلفریبیاں اُنھیں روز اپنی طرف کھینچ لیجایا کرتی تھیں آنکھوں کے دیکھتے ہی دیکھتے کیا سے کیا ہو گیا۔ آہ! جن کنجوں اور جن جھنڈوں میں جاتے ہی بے اختیار دل چاہتا تھا کہ کسی نازفروش کو سامنے بٹھا کے سارے جذباتِ عشق ظاہر کر دیجیے وہ آج سونے اور سنسان پڑے ہیں۔ جہاں نسیم کی آہستہ خرامیوں کے ساتھ پھولوں کی پنکھڑیوں کو نازک نازک اداؤں سے حرکت کرتے دیکھ کر دل قابو سے جاتا رہتا تھا اور جی چاہتا تھا کہ کسی کی پیشانی کے نرم نرم بال اور اُسکے رنگین دوپٹے کے آنچل بھی یونہیں حسن و خوبی سے لہراتے ہوتے وہاں آج ایک ہولناک اور حسرت نصیبی کا سکوت ہے کہ جی گھبرا گھبرا اُٹھتا ہے۔ بڑے بڑے درختوں کے ٹھونٹھ کج ادائیوں سے کھڑے ہیں اور خزاں کے سخت جھونکوں سے دیووں کی طرح لڑ رہے ہیں۔ وہ حوض جو کبھی لہریں لے رہا تھا آج کسی اندھے کی آنکھ کی طرح خالی اور خشک پڑا ہے۔

آہ وہ لوگ جو عالم کے تغیر کو روز دیکھا کرتے ہیں اُنھوں نے جب موسم بہار کی اُن دلچسپیوں کو رخصت ہوتے دیکھا ہوگا تو اُسوقت اُنکے دل کی کیا حالت ہوئی ہوگی۔

آؤ دیکھو خیال تمہیں وہی وقت دکھا رہا ہے جس وقت کہ چمن میں ایسی حسرت نصیبی کے منحوس آثار ظاہر ہو رہے ہیں۔ دیکھو کلیاں مرجھا مرجھا کے گر رہی ہیں اور ہوا نے زرد اور خشک پتوں کو اُڑا اُڑا کے گرانا شروع کیا ہے۔ وہ طیور جو چمن کو ایک آزادانہ بزم عشرت تصور کر کے آئے تھے دیکھو اب صحن چمن کی ہوا بدلتے دیکھ دیکھ کر اُڑتے جاتے ہیں۔ یا تو یہاں ہر وقت چہچہے اُڑ رہے تھے اور یا اب سناٹا ہے۔ کبھی کسی طرف سے کسی طائر کی آواز آ جاتی ہے۔ اور سنو۔ اُس آواز میں کس قدر حسرت بھری ہوئی ہے۔ شاید یہ سین کبھی نہ کبھی ہر شخص کی نظر سے گذر گیا ہوگا کہ کسی جوان مرگ نے عین عنفوان شباب

مین اپنے دوستون کو دغا دیدی اور اُسکا کوئی دوست لاش کے سرہانے مبیٹھا حسرت بھری آواز سے رو رہا ہے - بس بعینہٖ یہی عالم اسوقت باغ کا ہے - باغ کی جان یعنی عروسِ بہار رخصت ہوگئی - کچھ افسردہ پھول رہ گئے ہین جنکو یقیناً ایک بیجان لاش خیال کرنا چاہیے - اور قدردانانِ بہار یعنے مرغانِ چمن مین سے جو بیوفا تھے وہ تو اُڑ گئے صرف چند وفادار طائر رہ گئے ہین اور بالکل اُسکی لاش کے سرہانے نالہ کشی کرنے والے کی طرح دلِ صد چاک سے آہین بلند کر رہے ہین - یہی وقت رخصتِ بہار کا ہے - اور سچ پوچھیے تو یہ وقت خزان سے زیادہ دلدوز ہے -

بادِ سحر

صبح خیزانِ مسجد بہت تڑکے اُٹھے - اور مذہبی فرائض کے ادا کرنے کی جانب نہایت سرگرمی سے متوجہ ہوگئے - اُنھون نے جس چراغ کو غلبۂ تاریکی کے وقت طاقِ مسجد مین روشن کیا تھا اُسے کچھ خوشگوار سی ہوا کے جھونکون سے تھپیڑے کھا کھا کے اور اپنی دلفریب نورانیت کو کھوکے یا کنفتریہ کہ جھلملا جھلملا کے گل ہوجاتے دیکھا - اور یا یہ دیکھا کہ صبح کی بیباک ہوا کسی جھونکے لینے والے رندِ سیکش کی طرح لڑکھڑاتی ہوئی مسجد مین گھس آئی - اور حضرت شیخ کے ایسے خشک مزاج بزرگ کے ساتھ بھی یہ بے ادبی کی شوخیان کرنے لگی کہ اُنکی سفید نورانی اور لمبی داڑھی ادھر اُدھر اُڑی جاتی ہے - وہ داب و وقار کی اداؤن سے رُک رُک کے بلکہ لوگون کی آنکھ بچا بچا کے اُسے روکتے ہین مگر وہ ہمارے دل از خود رفتہ کی طرح اُنکے ہاتھ سے نکلی جاتی ہے - اسکے سوا اور کیا تھا جو اُنھون نے دیکھا - صبح کے نقیب یعنی طیورِ نغمہ خوان نے اُنھین بہت پکارا - نسیم ستانہ رو نے بڑی بڑی شوخ ادائیون سے اُسوقت بھی جب یہ وضو کر رہے تھے اور اُس گھڑی بھی جب یہ نماز مین معروف تھے اُنکے پہلوؤن مین بہت ٹھوکے بتائے مگر اُنکے دل مین اتنی حس کہان کہ قدرت کی اصلی بہار کو دیکھین اور سبحان اللہ کہین - یہ کلمہ اُنکی زبان سے بیشک سُنا گیا اور بارہا سُنا گیا - مگر موجودہ وقت کی دلچسپیون اور عروسِ قدرت کی نازآفرینیون پر نہین بلکہ حورون کی تمنا اور جنت کی آرزو مین - اس اعتراض کو لوگ فضول نہ سمجھین - خشک طبیانِ بوالہوس پر یہ سچا اعتراض ہے کہ اُنھون نے قدرت کی

موجودہ دلچسپیون کی قدر نہ کی - صرف آیندہ لطفون کو یاد کرتے رہے - صبح جو باغ قدرت کے نکھار کا وقت تھا اُسوقت یہ اُٹھی - گر اُس وظیفے مین مشغول ہو گئے جسے اور وقت بھی پڑھ سکتے تھے - یہ غیر ممکن نہ تھا جو اسوقت یہ صفحات قدرت کا مطالعہ کرنے کے لیے وقت نکالتے -

بیشک انکی زبان مین کوئی اثر نہین ہے - جب خدا کے معین کیے ہوے موذنون یعنی نغمہ سرا مرغان سحر کی دعوت اُنھون نے نہ قبول کی تو انکی اذان کون سنتا ؟ بس کوئی آنکھ بھی نہ تھا جو انھین زبردستی پکڑ لاتا اور اُن پُر فضا مقامون مین لاکے کھڑا کر دیتا جو بہار قدرت کے مرکز بلکہ حقیقت مین مورد رحمت ہین -

خدا کی بہت بڑی عبادت یہی ہے کہ اُسکی قدرت کو دیکھ کے انسان اپنی مخلوقیت کا سبق حاصل کرے - یہ نسیم سحر جو صبح کو متوالی بن بن کے چلتی ہے اور جسکی کیفیتیں اسدرجہ موثر ہین کہ نوجوانان چمن جو قدرتی طور پر خود پسندی کے غرور مین بالکل بے حس بنے ہوے ہین اُنپر بھی ایک ایسا بیخودی کا عالم طاری ہوتا ہے کہ وجد مین آ آ کے مشغول رقص ہو جاتے ہین - نوجوانان چمن در کنار عروسان گلشن یعنی نازک اور دلفریب پھول جنکی شان ہی بنسی شہور ہے اُنسے بھی جوش مسرت مین ضبط نہین ہو سکتا اور کسی طرح اپنے نازک اور خوشرنگ لب بند نہین رکھے جاتے - ان بچیون کا تو یہ حال ہے اور انسانی دماغ کے عقلا نے اپنی عقلون کو اسقدر غیر متاثر بنا دیا ہے کہ وہ خبر ابھی نہین ہوتے اور نسیم سحر دنیا مین ایک زندگی بخش سمان پیدا کر کے رخصت ہو جاتی ہے -

کوہستانی سبزہ زار جنکی چوٹیان صبح کے سناٹے مین شبنم سحر کے دھوئے ہوے آسمان کی صورت دیکھنے مین ایسی محو ہوتی ہین کہ گویا اور کسی طرف دیکھنا جانتی ہی نہین - اُنکے ہر درخت بلکہ انکو لباس زمردین پہنانے والی گھاس کی ہر پتی کے حیرتمندانہ سکوت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک بالکل سناٹے اور محویت کے عالم مین ہین - انہ خود رفتگی نے اُنپر ایک سکتے کا سا عالم طاری کر دیا ہے - یہ نسیم اُسوقت کی خفیف روشنی مین جب پچھلی رات کے آسمان پر تارون کے چراغ گل کرتے اور اُن مین ایک مزہ دار جھلاہٹ پیدا کرنے کے لیے اوپر چڑھتی ہے تب دیکھیے کہ اُن از خود رفتہ قالبون کو وہ کو اُس خواب حیرت سے جگانے کے لیے یہ کن مستانہ لغزشون اور شوخ اداؤن سے انکے دامن مین

ادھر اُدھر گدگداتی ہوئی جاتی ہے - اور کس کس طرح بیتاب کرکے اُنھین اپنی طرف متوجہ کرنا چاہتی ہے - نسیم ان کوششون مین ناکام ہی نہین رہتی - اُسے کامیابی بلکہ بہت بڑی کامیابی ہوتی ہے - اسکی ان شوخ ادائیون کے نتیجے مین صاف صاف معلوم ہوتا ہے کہ جیسے اپنے قدرت کے ارگن کو کوک دیا اور ہر چہار طرف سے نیچر کے ایجاد کیے ہوے نغمے سنے جانے لگے خوش نوا اور آزاد طبع طیور جو اُس حصہ دنیا کے نشیب و فراز مین شب باش ہوا کرتے ہین درختون کی حرکت اُنھین جگاتی ہے اور چونک چونک کے خدا کی مناجات اور قدرت کی خوبیون کے شادیانے شروع کردیتے ہین - زاہدون کا ہم شرب اور شب بیدار اُلو اپنی آنکھین بند کرکے الگ ہو جاتا ہے - اور خوش مذاق و شگفتہ طبع طیور اُن خدا کے بنائے ہوے برجون پر میٹھے میٹھے قدرتِ الٰہی کی نوبت بجانے لگتے ہین - وہ آبشار جو رات کے سناٹے مین ایک سکوت کے ساتھ بلندی سے نیچے اُترا چلا آتا تھا اُسنے اب اپنے آئینہ مین جا بجا صبح کی روشنی کا نورانی عکس دکھایا ہے اور اُسکی لہرین اُن گوری اور پُر افشان پیشانیون کی شکنون کا مزہ یاد دلا رہی ہین جو صبح یعنی رخصت و مفارقت کے وقت عموماً نمایان ہوا کرتی ہین - ان غصہ کا اظہار کرنیوالی شکنون کو اسوقت کے شوخ طبع رقاص یعنی وہی نسیم سحر ہنسی مین اُڑا رہی ہے اور بار بار ٹھوکے اور ٹھوکرین بتا کے علٰحدہ ہو جاتی ہے - جسپر بیدرد کی جبین ناز اور برہم اور پُر چین بنجاتے ہین - کیا یہ قدرتی کارکنانِ قضا و قدر کی مزہ دار چھیڑ چھاڑ ایسی تھی کہ زاہد گوشہ نشین ان سے چشم پوشی کرے ؟ لیکن یہ سچ ہے کہ خدا نے اسے وہ آنکھین ہی نہین دین جنسے یہ کیفیتین نظر آتی ہین -

ایک تھکا ماندہ مسافر جس طرح اپنی پُر شوق رفتار مین دیکھتا ہے کہ رفتہ رفتہ دُور کے دُھندلکے کا دامن چاک ہوتا جاتا ہے اور وطن کی عمارتین ساعت بساعت زیادہ اُبھر اُبھر کے نمایان ہوتی جاتی ہین - اسی طرح صبح کا گریبان جو جو چاک ہوتا ہے وہ وہ قدرت کے نظر فریب سامان اور زیادہ نمایان ہوتے جاتے ہین - متلاطم سمندر کا کنارہ پُر آرزو نظرون کو دور کی سیر کرانیوالا ساحل - جہان اکثر دوست آشنا سے بچھڑے ہوے ہجران زدہ خدا جانے کن کن آرزوؤن سے نظر دوڑایا کرتے ہین - وہان اُسوقت جبوقت نسیم سحر کو آپ نے پہاڑ کی چوٹیون پر چڑھتے دیکھا تھا ملاحظہ فرمایئے تو یہان بھی باغ قدرت کے عجیب عجیب کرشمے نظر آئین گے - وہ جہاز جسکے انتظار مین لوگ مدتون سے چشم براہ تھے اور جسنے رات

Marfat.com

کی تاریکی مین اسٹیم کی قوت یا بادبانون کی کشش سے اپنے سفر کی بہت مسافت طے کر لی ہے - اب اسوقت اُن معمولی قوتون کو نسیم سحر اور بڑھا رہی ہے - اور گویا مشتاقون کے جذبات کی سفیر بنگئی ہے - اور اُنھین بڑی قوی کشش کے ساتھ کنارے کی طرف کھینچے لاتی ہے - اس جہاز کو جستجو کرنیوالی نگاہون نے صبح کا دامن چاک ہوتے ہی بہت دُور پر پایا تھا - اُسکی دھندلی مٹی مٹی شکل اب زیادہ نمودار ہو گئی ہے - نسیم سحر اُسکے استقبال مین اس درجہ سرگرم ہے کہ سمندر کو اپنے نازک جھونکون سے بار بار تھپیڑے دیتی ہے اور کوشش کرتی ہے کہ سمندر اُس جہاز کے لیے جو گویا مختلف آرزوؤن اور امیدون کی مجسم تصویر ہے خود ہی جگہ خالی کر دے - اگرچہ یہ تھپیڑے ڈھیلے ہاتھون کی مار ہین اور ان مین ناز معشوقانہ اور جور دوستان کا مزہ آتا ہے لیکن ناسمجھ سمندر اسپر بھی بگڑ بگڑ کے بار بار چین بجبین ہو جاتا ہے - ان سب باتون کی بھی کیفیت دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے - وہ سطح آب کا جھنجلا جھنجلا کے چین بجبین ہونا جہاز کا برابر آگے بڑھنا اور وہ نسیم سحر کا بار بار اور رہ رہ کے سمندر کو چھیڑ کے الگ ہو جانا ایسی لطف کی باتین ہین کہ ایک صاحب حس کے نزدیک انکی زیارت ہی اول درجے کی عبادت الٰہی ہے -

اے پیاری خوشخرام نسیم سحر! تو قدرت کی سچی کارفرما ہے - کارفرما ہی نہین نامہ بر بھی ہے - خدا کے وہان سے صبح کا پیام دنیا والون کے پاس تو ہی لاتی ہے - تیری ہی خنکی اُسکی جب محسوس ہوتی ہے تب معلوم ہوتا ہے کہ اب صبح ہوئی - قدرت کی کارفرمائی کی خدمت اور انجام دینا تیرا ہی کام نہین بلکہ تیرا ہی حصہ ہے - غالبًا تیری ہی نازک انگلیون سے دامن سحر بھی چاک ہوتا ہوگا - اسلیے کہ جب کبھی تڑکے آنکھ کھلی ہے ہمنے بچشم خود دیکھ لیا ہے کہ آسمان کے جاکے تارون کے چراغ تو ہی گُل کرتی ہے - پچھلے کے چاند کے چہرے پر تو ہی وہ سفید پوڈر مل آتی ہے جو اُسکی روشنی کو ماند کر دیتا ہے اور جسکے اثر سے آخر وہ ایسا غائب ہوتا ہے کہ دنیا بھر مین کوئی اُسے نہین دیکھ سکتا - چاہے وہ سب کو دیکھتا ہو - تو ہی باغون مین جاکے غنچون کو ہنساتی اور نونہالان چمن کو از خود رفتہ کر کے وجد مین لے آتی ہے - تو ہی سمندر کے پانی مین ایک خفیف حرکت پیدا کر کے عدم کے ایسے سناٹے کو مٹاتی ہے - تو ہی صحراؤن مین جل بھر کے ریگ روان کو نئی چال چلاتی ہے - دنیا کے جھلملاتے ہوئے چراغ اور صحبتہائے عیش کی شمعین تیرے ہی پھونکنے سے گُل ہو جاتی ہین اور عالم کی رات بھر کی خوشی تیری

Marfat.com

تو شوخ اداؤن سے دو، ہوتی ہے تو آشیانون مین جاکے طیور کو جگاتی اور مسجدون مین تسکے زہاد کو اُٹھا بٹھاتی ہے - تیری ہی خنکی پاکے پچھلے کے گشت کہنے والے سو جاتے ہین - اور تیری ہی چھیڑ چھاڑ سے وصلت نصیبون کا پہلو آباد کرنیوالی حور وشین بالون کو سمیٹتی اور سد دوپٹون کو سنبھالتی ہوئی اُٹھ کھڑی ہوتی ہین - آہ! کیسی اچھی اچھی جگہ تیرا گذر ہوتا ہے - اور تو کیسی لطف کی صحبتون مین ہونچ جاتی ہے - تو آزادی کا نمونہ - مجنون کا بیباک ہاتھ - پابہاری ترا ہے - تو عشرت پرستون کی رقیب - خود پرستون کو اُبھارنے والی، دہجران نصیبون کی یار باصفا ہے - اور اسی لیے بلاکشان ہجران تجھ سے کیسے کیسے آرزومندی کے کام لیتے ہین -

تجھے وطن آوارہ اپنے گھر - ہجر زدہ کوے جانان مین اپنا پیام دیکے بھیجتا ہے - اور تو جاتی ہے - تجھ سے داغ دے جانے والے کا سوگوار اُسکے پاس جنت مین جانے اور جوانمرگ مہ جبین کا دلدادہ اُسکی قبر پر اپنا سلام پہونچانے کی درخواست کرتا ہے اور تو پہونچاتی ہے فلاکت زدہ شاعر کی ساری امیدین تیرے دم کے ساتھ ہین - اور ہجران زدہ کشمکش کی زندگی تیرے ہاتھون ہے -

شعر وسخن

شاعری وہ قدرتی جذبات ہین جو انسان کے دل کو پوری قوت اور ایک بیش کشش سے اپنی طرف کھینچ لیا کرتے ہین - یہ جذبات قدرتی اور فطری طور پر خود بخود دل مین پیدا ہوتے ہین اور زبان سے ظاہر ہونے لگتے ہین - کوئی تعلیم اور کوئی کوشش انکو پیدا نہین کر سکتی - اسی سبب سے ایک معمولی شاعر اور بالکل نو مشق سخن گو کبھی ایسے موثر اشعار کہ لیجاتا ہے جنکے آگے بڑے بڑے اساتذہ کے دیوان مٹ کے رہ جاتے ہین اگر دنیا مین کوئی سچا جادو ہے اور اگر دل کو قابو مین لانے والی کوئی تسخیر ہے تو وہ یہی شعر وسخن ہے - خیال کیا گیا ہے اور سچا خیال ہے کہ موسیقی بھی ایک چلتا ہوا جادو ہے - لیکن اگر غور کیا جائے تو موسیقی کی قوت بڑھانے مین بھی زیادہ کام شعر وسخن سے لیا جاتا ہے - موسیقی صرف اسوجہ سے جادو کا اثر نہین رکھتا کہ عمدہ سُرون اور پیارے گلے سے کام لیا گیا بلکہ اُس کا جادو بھی محض اسی وجہ سے بنجاتا ہے کہ گلے بازی کی مشق نظم وشعر کے میدان مین دکھائی گئی -

پیارا گلا اور آواز کی دلکشی دونون خوب چیزین ہین - کوئی شک نہین کہ اگر صرف انہین سے کام لیا جائے تو بھی دل پر بیخودی اور ازخود رفتگی کا عالم طاری ہوگا لیکن اُن مین جو کچھ اثر ہے اُسکو صرف پیاری صورت سے لگاؤ ہے - جو جادو ہوئے پریشان یا کسی دل از دست دادہ پر - جبین ناز کسی حُسن پرست پر - نگاہ شوخ جگر صدچاک پر - اور تمام حُسن کی ادائین قدردانان حُسن پر ڈالتی ہین - موسیقی اصل مین اُسی دلفریب آواز کا نام ہے جو کسی حور وش کے پیارے گلے سے نکل کے سننے والون کے کانون تک پیام حسن پہونچاتی ہے جسکو ہندی کا سخن سنج اپنے نیچرل مذاق مین "میٹھے بچن سہاون بولی" کہتا ہے - موسیقی نے اس مین جدت پسندی کے ساتھ اتنی ترمیم کرکے انسانی کمالات کا بیش بہا نمونہ دکھایا کہ مختلف تجربات کی بنا پر اور قدرتی جذبات کا بہت سچا اور نازک اندازہ کرکے پتہ لگایا کہ آواز کی کون حرکت اُسکا کون سُر اور کون سی دُھن کس سین مین اور کسوقت زیادہ بھلی اور زیادہ پُرلطف معلوم ہوتی ہے - اسکے بعد اس امر پر بھی غور کیا گیا کہ مختلف آوازین اور سُر جو انسان کے گلے سے نکلتے ہین - اگر اُنکی ترتیب مین ایک عمدہ انتظام اور ارینجمنٹ قائم کیا جائے تو خوبی اور خوش آیندگی کا اثر بدرجہا زیادہ ترقی کر جائیگا یہی خیالات تھے جو اصول کی حیثیت سے ترتیب دیے گئے اور جنکا نام موسیقی رکھدیا گیا - لیکن موسیقی کا زیادہ اور ابتدائی حصہ چونکہ نغمون اور سُرون کی ترتیب پر منحصر تھا لہذا اسکی بنا نظم ہی کی سطح پر قائم کی گئی - اسلیے کہ نظم کلام مین خود ہی ایسی ترتیب پیدا کر دیا کرتا جسکی بنا پر گلا بغیر کسی قسم کی وقت کے سُرون کو عمدہ ترتیب سے ظاہر کرتا چلا جاتا ہے نظم کو اگر اسکی حد پر دیکھیے تو اسمین دو باتین ہین ایک تو موزون سُرون اور نغمون کی عمدہ ترتیب ہی کہنا چاہیے - دوسرے شعر یعنی وہ خیالات جو دل پر پورا اثر ڈال دین - اور ایسے اور واقعات کو یاد دلا دین جو دلی جذبات کے قوی محرک ہین اگرچہ موسیقی مین نظم ابتدا ً صرف موزونیت کی ضرورت سے لیا گیا تھا - لیکن ضمناً اُسکے ساتھ وہ موثر خیالات اور جذبات دل کے اُبھارنیوالی کیفیتین بھی آ گئین - اسی بنا پر کہا جاتا ہے کہ موسیقی کی جان نظم ہے - اور موسیقی کے موثر ہونے کا قوی سبب نظم ہی ہے - خرابی یہ ہوئی کہ عروض اور موسیقی دو جداگانہ فن ہوگئے ورنہ اگر دونون کو باہم ملاے رکھا جاتا تو دونون کے جذبات اور دونون کی کشش ہزار درجہ زیادہ ہو جاتی - اس تفریق کی وجہ غالباً بلکہ یقیناً اسلامی دور ہے - اسلام موسیقی کو حرام اور نظم کو جائز بلکہ بعض موقعون پر

موجب ثواب بتاتا تھا۔ جس وجہ سے علوم مین ترقی کرنیوالون کو حرام وحلال مین تمیز کرنے کی غرض سے بڑی احتیاط کے ساتھ دونون فنون کو جدا کرنا پڑا۔ اور یہ دونون ایسے ہو گئے کہ ایک سے دوسرے مین بالکل مدد نہین لیگئی۔ ہمارے خیال مین اس احتیاط نے نظم کو ضرور نقصان پہونچایا۔ لیکن موسیقی کے شائق چونکہ شرع اسلام کی پابندی اور احتیاط سے کام نہین لیتے تھے لہذا اُنھون نے اپنے نغمون کی بنا نظم ہی پر قائم کی۔ آج جو تم دیکھتے ہو کہ موسیقی مین تھوڑا بہت اثر ہے بھی لیکن نظم مین جتنا اثر چاہیے تھا اُسکا عشر عشیر بھی نہین یہ سب انھین قدیم محتاط ترقی کرنیوالون کے خیالات کا نتیجہ ہے۔ بہرحال پہلا جادو جو انسان پر چلا وہ نظم ہے۔ اگر ہم نظم کی عام ہسٹری پر نظر ڈالین تو صاف معلوم ہو جائیگا کہ نظم سے ہمنے اور ہم سے نظم نے دنیا مین کیسے کیسے عجیب غریب۔ سخت دشوار۔ بلکہ غیر قابل برداشت کام لیے ہین۔ متنبی کا یہ واقعہ مشہور ہے کہ اُسنے اپنے ایک قصیدے کا جادو ڈالکے تاجرون کے ایک گروہ کو ایک قوی وزبردست فوج سے لڑا کے کٹوا دیا تھا۔ گو خود بھاگ کھڑا ہوا۔ اس سے بڑھ کر یہ ہوگا کہ داؤد (علی نبینا وعلیہ السلام) اُس خدا کے پاک اور معصوم بندے نے نظم ہی کے اثر سے خدا ہمرس خلاق عالم کو راضی کیا تھا۔ اور یونان وروم کے بت پرستون نے اسی سحر سے اپنی دیویون کو اپنی طرف متوجہ کیا۔ ہندوستان کے دیوتاؤن کے سامنے بھی اسی موثر جادو سے کام لیا گیا۔ اور مسیحی دنیا کے گریک۔ کیتھولک بلکہ پراٹسٹنٹ چرچ مین بھی وہ مقدس نظمون کی وضع سے نمودار ہوا۔

ابھی نظم کے کرشمے دکھیا باقی ہین۔ گو اُس مین نغمہ شریک ہے لیکن انصاف تو یہی ہے کہ اثر مین زیادہ دخل محرک جذبات خیالات کو ہے۔ گو نغمہ اور راگ کے تناسب نے انھین اور قوی کرکے شراب دو آتشہ کی خاصیت پیدا کردی۔

امرا کے دل مین فیاضی کا جوش پیدا ہوا اور اُنھون نے غربا کو خدا جانے کیا کچھ دے ڈالا۔ سپاہی کے دل مین ایک حرارت پیدا ہوئی اور اس بیتابی کے جوش سے کہ خوشی خاطر جان دینے پر تل گیا۔ عبادت گزار کا عبادت مین دل لگ گیا اور مقبولیت کا اسے کچھ ایسا یقین ہو گیا کہ انتہا سے زیادہ رقتِ قلب سے رو کے دعائے مغفرت مانگنے لگا۔ مہمان حسین اگرچہ بھرے ہی بیٹھے تھے لیکن کچھ اس بیتابی سے پھوٹ پھوٹ کے روئے کہ اکثرون کو غش آگیا۔ ظالم بادشاہ کا نیچر اگرچہ ظلم ہی کی طرف مائل تھا لیکن اُسے

Marfat.com

یک بہ یک کسی مبتلائے ظلم پر ترس آگیا اور وہی مظلوم اُسکے دربار سے خلعت و اکرام سے سرفراز ہوکے اپنے گھر گیا۔

زاہد خشک ان سب کی بہ نسبت زیادہ بحس معلوم ہوتا تھا اُسپر کچھ ایسا عالم وجد طاری ہوگیا کہ انسانیت سے گزر گیا اور بھرے مجمع مین کھڑا ناچ رہا ہے۔ عشاق خستہ جگر کو تھوڑی بہت تسلی ہوئی تھی کہ یکایک اُنھون نے پھر ایک فلک دوز آہ کھینچی۔ کلیجہ ہاتھون سے تھاما اور دھم سے زمین پر آرہے۔ اپنے اوپر آپ ناز کرنیوالے جفا شعار گو کہ اپنی بے پروا طبیعت کے ہاتھون کسی کی کچھ نہین سنتے تھے اُنکا بھی دل خودبخود پسیجا اور کسی ہجران زدہ کی صورت بُرے تیورون سے دیکھتے ہی دیکھتے ذرا نرم ہوے اور پھر آپ ہی آپ کچھ ایسا پیار آیا کہ بے اختیار بڑھ کے گلے مین باہین ڈال دین اور جفا کار سے وفا شعار بننے۔ یہ ایسے تغیرات اور یون جُٹکی بجاتے مین کیونکر ہوگئے؟ طبیعتین کس طرح بدلین؟ خداداد ون مین کیون ایسا فرق آیا؟ صرف اسلیے کہ سب پر نظم و نغمہ کا جادو چلگیا۔ ان سب مقامات پر موثر اور جادو بھرے شعر کبھی قصیدے کی حیثیت سے اور کبھی مرثیے کے سلک پر۔ کبھی مناجات کی وضع مین اور کبھی رجز خوانی کے پردے مین۔ کبھی بیتابی اور جذبات عشق ظاہر کرنے کے لیے اور کبھی حسن عالم آشوب کی مدح سرائی مین سنے گئے اور اُنھون نے اپنا ایسا کامیابی کا اثر نمایان کیا کہ جس کام کے لیے اُنکا جادو چلایا گیا تھا فوراً پورا ہوا۔

بُت وہ بھی جنکا جسم پتھر کا ہے۔ اور وہ بھی جنکا دل پتھر کا ہے دونون پر اگر کوئی جادو کارگر ہوا ہے تو وہ اسی نظم کا جادو ہے۔ تم نے دیکھا ہوگا کہ عالیشان مندرون مین جہان عجیب و غریب مورتین اُس پروردگار عالم کی مظہر قدرت خیال کیجاتی ہین وہان نظم کا بھجن پڑھا جاتا ہے۔ اور لوگ ذوق و شوق سے اِس جادو بھری عبادت کے ساتھ اپنی تمنائین اور آرزوئین ظاہر کررہے ہین۔ وہ جادو اپنا اثر نمایان کرتا ہے اور آرزوئین بر آتی ہین۔ تم نے یہ بھی دیکھا ہوگا کہ وہ آفت زدہ مسیح مصلوب کی تصویر کے سامنے نہایت رقت قلب کے ساتھ کھڑا ہے زار و قطار روتا جاتا ہے اور ہجرج آرگن کے نغمون کے ساتھ اپنی تمنائین ظاہر کرتا ہے۔ خدا اُسکی آرزوئین بھی بر لاتی ہین کیونکہ نظم حقیقت مین جادو ہے۔ اس سے آپ جس قسم کا کام چاہین لے لین۔ بے

ہوے کو بگاڑنا اور بگڑے ہوے کو بنانا دونون کام اس سے پیدا ہوتے ہین - ایسی تاثیر دنیا کی کسی اور چیز مین نہین ہے جیسی کہ نظم مین ہے - اور نظم بھی وہ جسمین کہ موسیقی کے جادو کی آمیزش ہو -

دنیا مین دو چیزین زیادہ موثر مانی گئی ہین: حُسن - آواز - ان دونون کو اکثر عقلا جادو ہی تصور کیا کرتے ہین اور جہان تک خیال کیا جاتا ہے ہین بھی یہ دونون چیزین گویا جادو ہی - حُسن نوخیز اپنے جذبات سے جو کچھ اثر انسان کے دلون پر کیا کرتا ہے اُسکا حال لوگون کو معلوم ہی ہوگا - باقی رہی آواز - اگرچہ ہماری آواز کی کشش نے بہتون کو از خود رفتہ کر دیا ہوگا - لیکن اُس آواز کا اثر صرف اُس نغمے کی وجہ سے تھا جس سے موسیقی مین کام لیا گیا اور جو نظم کی جان ہے - اس مین کسی کو شک نہین کہ موسیقی اور اصل سچی موسیقی وہی ہے جسکا ظہور اُس دلکش آواز کے ذریعہ سے ہوا۔

ان دونون چیزون مین جتنا اثر ہے وہ بدرجہا زیادہ ہوتا ہے جب نظم سے مدد لیجاتی ہے - اس لیے کہ وہی خیالات جو اپنی حد پر فی نفسہ جادو کا اثر رکھتے تھے جبکہ اُن مین حُسن صورت اور حُسن صوت کے تہرے جادو مل گئے تو سچ یہ ہے کہ قیامت ہو گئی -

قدر ہر نعمت است بعد زوال

کئی برس ہوے کہ یہی جملہ ہمارے دوستون نے دلگداز کے کسی صفحے پر دکھایا تھا اس جملے کا مقصود اُسوقت تو صرف خیالی جستجو اور تفتیش کے ذریعے سے موثر و پُر درد واقعات کے نمونے دکھلا کے بتایا گیا تھا - لیکن ایک فلسفی کی نظر مین غالباً اس مضمون کی چندان قدر نہ ہوئی ہوگی - کیونکہ واقعات پر نظر رکھنے والے فرضی باتون کی طرف توجہ نہین کرتے - لیکن اب ہم ایک ایسے موقعے پر اس مصرعے کو پیش کرتے ہین جبکہ ہمین تو واقعات ہی سے بحث کرنا ہے اور کسی فرضی معاملے سے کام لینے کی کوئی ضرورت نہین

"دلگداز" جسکو پبلک نے مدت تک بڑی عزت کی نظر سے دیکھا - اور جسنے اپنے امکان بھر اُردو لٹریچر پر بہت کچھ احسانات کیے اور جسکا یہ دعویٰ کسی حد تک قابل تسلیم خیال کیا جانے لگا تھا کہ اُسنے اُردو زبان مین ایک نئی روح پھونکی - اور جو اپنی مذکورہ یادگار زمانہ کارگزاریون کی بنا پر ہم کو اور نیز ہماری قوم کو بہت پیارا تھا

افسوس کہ زمانے کی سرد مہریون اور قومی بے پروائیون نے کچھ ایسا ستایا کہ مجبوراً اُسے گمنامی کے پردے مین چھپتے ہی بنی۔ گو اسکی شکایت نہین کہ پبلک نے دلگداز کو کسی اعتبار یا کسی حیثیت سے ناپسند کیا تھا۔ لیکن ہان اسکی عدم موجودگی اور غیبت کے زمانے مین شتاقون کی طرف سے جو بیقراری ظاہر ہوئی اُسنے ثابت کر دیا کہ دلگداز کیسا پرچہ تھا۔ یہ گذشتہ ڈیڑھ سال کی مدت جس مین قوم کی پُرشوق آنکھین دلگداز کے دیکھنے کو ترس رہی تھین اور جبکہ اکثر ہاتھ صرف اُسکے پانے کی ہوس مین پھیلے ہوے تھے۔ اس مین دلگداز تو گمنامی کے غار مین پڑا سو رہا تھا مگر لوگ اُسکے سحرنما مضامین، اسکے مؤثر فقرون، اُسکے جادو بھرے الفاظ، اور اُسکے پُردرد مضمون کو حیرت و استعجاب سے یاد کرکے افسوس کر رہے تھے۔ اور زمانہ پکار پکار کے کہہ رہا تھا کہ "ان اصحاب الکھف والرقیم کانوا من آیاتنا عجبا"۔ ہم بھی گو اپنی مصیبتون مین مبتلا تھے مگر اسکا بھی اندازہ کرتے جاتے تھے کہ "عالم ہمہ افسانۂ مادارد و ما ہیچ"۔

ممکن ہے کہ زمانے اور احباب کی گذشتہ مہریون اور پھر بعد کی ندامتون کا خیال کرکے ہم کہدین کہ

کی مرے قتل کے بعد اُسنے جفا سے توبہ ہاے اُس زود پشیمان کا پشیمان ہونا

لیکن نہین اتنے دنون کی گردش زمانہ نے ہمین قومی ذلتون کے ایسے عام اور غیر مستثنٰی نمونے دکھا دیے ہین کہ اُسکے بعد حرف شکایت زبان پر لانے کی ہم سے جرأت نہین ہو سکتی جبکہ ایسے ایسے گرانپایہ قومی ناموروں کو ایسے ایسے قومی جرائم کا مرتکب پایا ہے کہ ہماری قوم نے جو کچھ کیا وہ بہت ہی کم بہت ہی تھوڑا اور بالکل معمولی ہے۔ ہم اپنی قوم کا شکریہ ادا کرتے ہین کہ اُسنے ہمیشہ ہمین ذکر خیر سے یاد کیا۔

الغرض اشاعت دلگداز مین جو کچھ کوتاہی ہوئی اُسکا الزام ہم اپنے ہی سر لیتے ہین اور قوم سے معافی چاہنے کے بعد پھر پبلک کے اُس اسٹیج پر آتے ہین جس سے افسوس کہ بغیر کسی جانشین کو چھوڑے ہم رخصت ہو گئے تھے۔

ہمنے جسوقت پبلک اسٹیج کو چھوڑا ہے اُسوقت ہم صرف دلگداز ہی کو نہین شائع کر رہے تھے بلکہ دلگداز کے دفتر سے "مہذب" نام ایک ہفتہ وار اخبار بھی جاری تھا جسکے رنگ عبارت۔ جسکے مضامین۔ اور جسکے ذریعے سے شائع ہونے والی مرحوم و مغفور ملکۂ اسلام کی زندہ تصویرون کو زمانہ مدتون یاد کریگا۔ اگرچہ مہذب کی نسبت بعض احباب کی

یہ رائے تھی کہ ملک کو چندان اسکی ضرورت نہین - ہمارے بعض احباب بھی اسکے خلاف تھے مگر ہم اب بھی یہ کہتے ہین کہ چاہے ہندوستان کو نہ ہو لیکن اسلام کو اسکی ضرورت اُسوقت بھی تھی اور اب بھی ہے اور ہمیشہ رہیگی -

لیکن افسوس یہ ہے کہ اپنے دیگر مشاغل اور نیز مصارف کے لحاظ سے ہم ابھی مہذب کی کمی پوری نہین کرسکتے - اگرچہ ہم کو اسکا بڑا صدمہ ہے اور غالباً ہمارے وہ احباب بھی افسوس کرینگے جو اسکو بڑے ہی شوق اور بے انتہا تمناؤن کے ساتھ لیا کرتے تھے - تاہم یہ نہ خیال کرنا چاہیے کہ یہ کمی کبھی پوری ہی نہ ہوگی - اگر ہم زندہ ہین اور زمانہ نے ان مجبوریون سے ذرا بھی نجات دی تو ہم فوراً مہذب کو جاری کردینگے -

سردست دلگداز سنہ ۱۸۹۲ء کے پہلے ہی مہینے سے جاری ہوتا ہے اور ہم وعدہ کرتے ہین کہ ہمارے دوست اُسے اسکے قدیمی رنگ پر پائین گے - وہی پُرجوش مضامین ہونگے وہی تاریخی واقعات ہونگے - وہی پُردرد نغمے ہونگے - وہی دلفریب عبارتین ہونگی - غرض وہی پہلا دلگداز ہوگا اور وہی قدردان ہونگے - وہی دنیا ہوگی اور وہی ہم ہونگے -

اس موقع پر ہمین اُن لوگون کے قرض کا بھی فیصلہ کرنا چاہیے جنکا روپیہ بابت قیمت دلگداز و مہذب ہمپر فاضل ہے - اگرچہ ہم نہایت افسوس کے ساتھ کہتے ہین کہ وہ نامہربان احباب جن کے ذمے ہمارا روپیہ باقی ہے نیز اُنکی تعداد اور نیز اُس رقم کی مجموعی تعداد جو اس طرح پر بقایا مین پڑی ہوئی ہے بہت زیادہ ہے - لیکن ہم جانتے ہین کہ جن حضرات کو ہم سے اپنا قرض وصول کرنا ہے اُنھین اسکی کچھ پروا نہ ہوگی کہ اسی قرضخواہی کے جُرم مین ہم کس قدر ستائے گئے ہین - اور ہم بھی اُنکی اس بے پروائی کو شکریے کے ساتھ قبول کرتے ہین بلکہ اُنکے قرضے سے زیادہ کچھ اور بھی بہ مد جرمانہ دینے کو موجود ہین - وہ یہ کہ جن صاحبون نے ۱۸۹۱ء کی قیمت ادا کردی تھی اُنکی وہ قیمت سنہ ۱۸۹۲ء کی قیمت سمجھی جائیگی - اور بغیر اُن چار پرچون کی قیمت مجرے لیے ہوے جو ۱۸۹۱ء مین اُنکی خدمت مین بھیجے گئے سال حال کے آخر تک اُنکی قیمت بیباق خیال کیجائیگی - اور ان چار پرچون کی قیمت کو ہم بطور جرمانہ چھوڑے دیتے ہین - باقی رہے وہ حضرات جنکے ذمے ہمارا روپیہ باقی ہے اُمید ہے کہ اب وہ توجہ فرمائین گے اور کوشش کرینگے کہ سنہ ۱۸۹۲ء کی قیمت کے ساتھ گذشتہ بقایا ارسال فرمائین -

Marfat.com

باقی رہے وہ حضرات۔ جنکی قیمت بابت مہذب ہمارے ذمے باقی ہے۔ ایسے بہت کم ہین۔ کیونکہ مہذب اپنے دوسرے سال کی زندگی شروع کرتے ہی بند ہوا۔ تاہم جن لوگون کا روپیہ باقی ہو اُسکو ہم نقد تو واپس نہین کر سکتے لیکن اگر وہ دلگداز کے خریدار رہین تو دلگداز کی قیمت اور نیز بعض دیگر کتب کے ذریعے سے چند روز مین اُنکا روپیہ بھی بیباق کر دین گے۔

خاتمے پر ہم اُن شریف نفس حضرات کا بہت شکریہ ادا کرتے ہین جنھون نے دلگداز کے بند ہونے کے زمانے مین ہماری نسبت طرح طرح کے خیالات قائم کیے۔ اخبارات کے کالمون مین ہمکو بڑی عزت کے الفاظ سے یاد کیا۔ ہمارے قرضخواہون کو اُبھارا۔ بیشک ہمکو اُنسے ایسی ہی امید تھی۔ لیکن ایسے حضرات کی شرافت مزاجی کا حال خود ہی کھل گیا اور ایسے واقعات پیش آئے کہ ہم کو کچھ کہنے کی ضرورت نہ ہوئی۔ اور یہ مثل خود بخود صادق آگئی کہ "جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے" ہمارے بعض خاص دوست ہمین بار بار یہ تاکید کرتے رہے کہ اُنکے اتہامات کا جواب ہم کسی اخبار کے کالمون مین دین۔ مگر ہمنے سکوت ہی کو مناسب سمجھا۔ اور اب اسپر مسرت ظاہر کرتے ہین کہ ہمارا سکوت ہی کامیاب ہوا۔

تماشاگاہِ عالم

دنیا مین صرف اہل تصوف اہل ذوق مانے گئے ہین۔ اور اس مین شک نہین کہ خیالی اور الہامی کیفیات ذہنی پر غور کرتے کرتے اُنھون نے اپنا ذوق کچھ درست بھی کر لیا ہے۔ زاہد چونکہ عقیدت کیش اور احکام شرعی کے بے عذر فرمان بردار تھے اُنکو خشک طبعی اور درشت مزاجی کا الزام دیا گیا ہے۔ رندانہ مشرب والے چونکہ محسوس لذتون کی غیر مستقل مسرتون مین پڑ گئے لہذا وہ بھی چھوٹے ظرف والے خیال کیے گئے۔ بس یہی الزام تھے جنکی بنا پر دونون کی بے اعتباری ہو گئی۔ اگر اس امر خاص مین اعتبار کیا گیا تو صوفیون کا۔ جنھون نے جس طرف توجہ کی صرف ایک بالطف ذوق حاصل کرنے اور طبیعت مین ایک زندہ دلی کا مذاق پیدا کرنے کے لیے۔ وہ محسوس لذتون اور چند ہی روز مین ڈھل جانیوالے جوبنون کی طرف متوجہ نہین ہوتے۔

بیشک صوفی اہل ذوق ہین۔ عالم کی دلچسپیون پر غائر نظر انہی کی پڑی۔

Marfat.com

دو گروہ ہوے ہین جنھون نے دنیا کی ہر حالت کا اندازہ کرنا چاہا اور ہر طرف کامل توجہ کی۔ اول تو یہی اہل تصوف جن کے اہل ذوق ہونے کا ابھی ہم اعتراف کر چکے ہین۔ دوسرے اہل فلسفہ جنھون نے سچ پوچھیے تو عالم کی ہر حالت اور باغ دنیا کے ہر منظر پر بہت زیادہ غور کیا۔ لیکن فرق اتنا ہے کہ اہل تصوف نے صرف ایک خیالی دلچسپی حاصل کرنے کے لیے اُنکی طرف توجہ کی۔ اور فلسفیون نے اُن باتون کو اُنکی ماہیت اور اصلیت دریافت کرنے کے لیے دیکھا۔ دونون کا کام گو ایک تھا مگر غرض بدلی ہوئی تھی۔ صوفی اپنے نفس کے واسطے صرف سامان مسرت حاصل کرنا چاہتے تھے۔ اور فلسفی خدا کے رموز اور قدرت کے اسرار کا طلسم اپنی ذہانت کے زور سے توڑنا چاہتے تھے۔ لیکن اگر انصاف سے دیکھیے تو مزہ کچھ صوفیون ہی کی باتون مین خوب آتا ہے۔

فلسفی اپنے کنج تنہائی مین بیٹھا ہے اور اُسکا خیال اسباب و حقیقت اشیا کے تجسس مین گرم سیر ہے۔ اُسکا نفس اسباب و علل ڈھونڈھنے مین اسقدر منہمک ہو گیا ہے کہ اُسکے دل پر دنیا کی لذتون اور مسرتون کا بالکل اثر نہین ہوتا۔ یہ دل کی بے حسی اس درجے کو پہونچ گئی ہے کہ قدرت کے جادو جو اکثر اثر پذیر دلون پر چل جایا کرتے ہین اُسپر بالکل نہین کارگر ہو سکتے۔ اسکا خیال صحرا کی طرف جاتا ہے۔ وہ اُن غزالان صحرا کو ادھر اُدھر چوکڑیان بھرتے دیکھتا ہے جنپر دشت نجد مین قیس عامری کو لیلی کا دھوکا ہو جایا کرتا تھا۔ مگر وہ اُنھین اپنی فلسفیانہ تحقیق مین ایک حیوان غیر ناطق اور بمقابلۂ انسان ایک ادنی درجے کا حیوان تصور کرتا ہے۔ خیال اُسے باغ کی طرف لیجاتا ہے۔ گل و بلبل کے افسانے اُسکے کان تک پہونچتے ہین۔ بلبل کی داستان عشق سنتا ہے۔ گل کی معشوقانہ بے پروائیون اور مغرورانہ تبسم ناز کو دیکھتا ہے مگر بمصداق العلم حجاب الاکبر یہ تمام مضامین جو زبان حال سے ادا کیے گئے اُسکی سمجھ مین نہین آتے۔ اور وجہ یہی کہ اُسکا خیال ان باتون کے اثر اور لطف کی طرف نہین متوجہ۔ وہ تو فقط یہ دیکھتا ہے کہ اُنکی اصلی حقیقت کیا ہے۔ جسکا جواب اسے اپنے کانشنس سے اسی قدر ملتا ہے کہ بلبل کے نغمے اگرچہ ایک نہایت زیروبم اور مختلف سُرون کی ترتیب سے کسی قدر موزون معلوم ہوے مگر بالکل مہمل اور بےمعنی ہین۔ پھولون کی نازک پنکھڑیاں اُنکے تر و تازہ اور شاداب مسکرانے والے ہونٹھ۔ اُنکا نظر فریب رنگ۔ اُنکی روح افزا خوشبو ان سب چیزون کو بھی وہ ایک موسمی ہدیۂ قدرت خیال کرتا ہے۔ لیکن چونکہ وہ

اول سے آخر تک اُنکے مزاج اور اسباب وجود پر غور کرتا رہا - لہذا اُسکے دل پر کسی قسم کا اثر نہین ہوا - بلکہ صاف یہ ہے کہ وہ سمجھا ہی نہین کہ یہ کیا چیزین ہین - شعرا کو کیا ہوگیا ہے جو ہمیشہ انھین چیزون کا ذکر کیا کرتے ہین - اور سب کو جانے دیجیے اس سے زیادہ بے حسی کیا ہوگی کہ نازنینان دلربا اور نازنفروشان حور ادا کی ظالم آنکھین جنکی تیر نظر کے بسمل ہوتے ہین رند اور صوفی دونون ایک دوسرے کے رقیب و حریف ہین - انکے وہ تیر جو ہر نشانے کو بیخطا اثر ادا کرتے ہین وہ بعض اوقات اس متفکر فلسفی کے دل پر بھی آئے مگر اسکا دل خدا جانے کس لوہے کا بنا تھا کہ بغیر اسکے کہ اسے خبر ہو دل سے ٹکر کھا کے الگ جا گرے فلسفی اپنی تحقیق کی دُھن مین اس قدر سنگدل بنگیا ہے کہ تماشاگاہ عالم کی دلفریبیون سے لطف اُٹھانا اُسے کچھ نہین نصیب ہوا - ہمارے خیال مین یہ ایک بے نتیجہ مگر محققانہ سیر تھی مگر صوفی جو اہل ذوق و اہل دل ماناگیا ہے اُسکی سیر اُسکے خلاف اور درحقیقت بڑے مزے کی سیر ہے۔

صوفی کو بھی خدا نے ویسا ہی دل اور ویسی ہی آنکھین دی ہین جیسی اُس مذکورہ بالا فلسفی کو دین - مگر وہ تماشاگاہِ عالم کو ایک مزہ دار تھیٹر کا اسٹیج خیال کر کے دیکھتا ہے - اُسکا گویا اُسکی خانقاہ دراصل تھیٹر کا ایک عمدہ باکس ہے جہان سے بیٹھ کے وہ تماشاگاہ عالم کی سیر عجیب بامزہ محویت کے ساتھ کرتا ہے - دنیاوی تغیرات جو بالکل تھیٹر کے پردون کی طرح ساعت بساعت بدلتے رہتے ہین - اُنکے ہر سین کو وہ مزہ لے لےکے دیکھتا ہے - یہ حالت دیکھکے وہ فلسفی کی طرح اس فضول اور بے مزہ بحث مین نہین پڑ جاتا کہ ایسا کیون ہوا - یہ ہر کیفیت کی موجودہ لطف سے لذت اُٹھاتا ہے - اور ہر قدرتی اثر سے متاثر ہو جاتا ہے - بزم قدرت کے دلفریب مبر یا تماشاگاہ عالم کے سچے یا اصلی بہروپ مین نظر آنے والے ایکٹرون کی زبان حال سے جو کچھ سنتا ہے اُسکو سمجھتا بھی ہے - جن ہرنون کی طرف دیکھکے پیغمبر عشق عامری (اوصلہ اللہ الی حبیبہ) نے کمال بیتابی و محویت کے ساتھ کہا تھا۔

باللہ یا ظبیات القاع قلن لنا   الیلای منکن ام لیلی من البشر

(جنگل کی ہرنیو! تمھین خدا کی قسم بتاؤ میری لیلا تم مین سے ہے یا آدمیون مین سے؟) اُن ہرنیون کو وہ بہت غور کر کے دیکھتا ہے - اُنکے خط و خال - انکی بیکروی - اُنکی مستانہ آنکھون کو دیکھکے وہ بھی بے اختیار چلا اُٹھتا ہے کہ ”ہان - ہان - بیشک ان مین معشوقیت

یا مجنون کی زبان مین ایک قسم کا لیلاپن ہے۔ اور اس تصور کو استقلال کے ساتھ دل مین جا گزین
وہ ہرنون کی ہر ادا کو دیکھتا ہے اور بیتاب ہو ہو کے رہ جاتا ہے۔ فلسفی کی تحقیق کرنے والی
کی نظرے نال کے قیس عامری کو اُنکے اُس عمدہ ذوق پر ڈگری دیتا ہے جسکی بنا پر اُنھون
نے آئین عشق مین اجتہاد کر کے ان ہرنون کو بارہا "یا شبہ لیلا" کے پیارے لفظ سے یاد کیا
تھا۔ وہ گل و بلبل کے افسانے کو عبرت و حسرت کے کانون سے سنتا ہے۔ بلبل کی نالہ
زاری اور عاشقانہ شکایتون کو وہ سمجھتا ہے۔ وہ بلبل کے اُس مذاق کو نہایت پسند کرتا ہے
جسنے اُسے کسی عاشق کا ہمدرد و ہم مذاق بنا دیا۔ اور پھول کی اس صلاحیت پر نہایت
محظوظ ہو جاتا ہے جو ہمیشہ اُسے کسی گل پیرہن کا زیور بنا دیا کرتی ہے۔ اُسکا خیال تدریجاً
ہر طرف جاتا ہے اور تماشاگاہ عالم کی ہر کیفیت کو بخوبی دیکھ بھال لیتا ہے۔ آخر اُسکا خیال
اُس ناز فروش کے جلوے پر پہونچتا ہے جو دنیا کے اسٹیج پر ایک دیوی یا ہیروئن بنکے آتی ہے
وہ اسکو قدر کی نگاہون سے دیکھتا ہے۔ اُسکے ہر تیر نظر کو شوق کے ساتھ خود ہی اپنے دل پر
لیتا ہے۔ اُسکا دل فولاد کا نہین۔ بلکہ جو تیر آتا ہے وہ اُسکے دل مین پیوست ہو کے اُسے
دردمند بنا دیتا ہے۔ دلی لطف اُٹھانے والے جذبات کی دھن مین کبھی اُسکی زبان سے آہ
نکلتی ہے اور کبھی واہ کی آواز سُنی جاتی ہے۔ تماشاگاہ عالم کی سیر دیکھنے والا اصل مین
پوچھیے تو وہی ہے۔ دنیا غفلت مین تھی۔ خدا پرست عبادت مین تھے۔ قدرت کے سامان
جو دنیا والون کی دلچسپی کے لیے بھیجے گئے تھے اُن سے لطف اُٹھانیوالا کوئی نہ تھا۔ یہ سب
سامان عام بے توجہی کے پردے مین چھپے تھے۔ اہل دل اور سچے ذوق والے صوفی نے وہ
بے توجہی و غفلت کا پردہ چاک کیا۔ وہ عالم اور وہ تماشا دیکھا جو اور کسی کو نہین نظر آیا
تھا۔ انھین تماشون نے اُسے ایک ایسے خیالی خلوتکدے مین بٹھا دیا جسکی دلچسپیون نے
اُسے مرتے دم تک وہان سے باہر قدم نہ نکالنے دیا۔

ہان رند مشرب البتہ اُس پاکباز صوفی کے کم ظرف ہم مشرب تھے۔ جنسے اتنا صبر
نہ ہو سکا کہ ان کیفیتون کو ایک خیالی عزلت کدے مین بیٹھکے دیکھتے۔ اُنکے دل مین یہ تماشا
دیکھ کے مجنونانہ جوش پیدا ہوا۔ وہ اُٹھ کھڑے ہوے۔ اور اس جوش کے ساتھ کہ
جس دلچسپی کے محسوس سامان تک رسائی ہو گئی بس اُسی کے ہو رہے۔ آہ! ہمین لیکن
اُس رند مشرب دوست کے حال پر بڑا ترس آتا ہے۔ اپنے ذاتی طبیعت کے ولولے

بھی دراصل ایک پاکباز صوفی تھا۔ کاش اگر وہ اپنی اُسی حد پر قائم رہتا اور صرف خیالات سے حسنِ مہوشان کی قدر کرتا رہتا تو ہم اُسکے مُرید ہوتے اور اُسے صوفی صافی کہتے۔ یا اگر خیالات جوش دل مین مخفی نہ رہ سکتا تھا۔ تو اُسنے اُنھین صرف الفاظ کے ذریعے سے ظاہر کیا ہوتا۔ ایسی حالت مین ہم اُسے ایک نازک خیال شاعر کہتے اور سمجھتے کہ اُسپر مبداء فیاض کی طرف سے الہام نازل ہوتا ہے۔ وہ جس ماہوش کا دیوانہ ہوا تھا اور جسکی دلربا صورت اُسے تماشاگاہ عالم کے اسٹیج پر نظر آئی تھی اُسکی چشم نرگسین۔ اُسکے رخسار آتشین۔ اُسکے لب رنگین۔ اُسکے دُر دندان بلکہ اُسکے اُٹھتے جوبنون کی غیر مہذب تعریف مین چاہتا جسقدر مبالغہ کرتا مگر ہم اُسے اپنے نزدیک ایک شاعر ہی خیال کرتے۔ مگر افسوس یہ ہے کہ اس سے اتنا صبر نہ ہو سکا۔ اُسنے ایک جادو نگاہ کی صورت دیکھی اور اُسکا دیوانہ ہو گیا۔ اتنا ہی نہین ہوا بلکہ افسوس ظالم نے اتنی بڑی جرأت کی کہ خود رفتگی کے ساتھ دوڑ کے اُسکے گلے سے لپٹ گیا۔ اُسنے تماشاگاہ عالم کی باقی کیفیتون سے آنکھ بند کرلی اور صرف عفت شعاری کا فراموش کار ہو رہا۔ اُسنے شائستگی کو بھلا دیا۔ اُسنے صوفیون کا ہم رداء تھا اُنکے نام پر ویسا ہی دھبہ لگایا جیسا دھبہ ہاروت و ماروت نے فرشتون کے نام پر بھی لگایا ہوگا۔ آہ! وہ بدمعاش ہو گیا۔ اور دنیا اُسے ہر طرف سے لعنت ملامت کرتی ہے۔ مگر حقیقت مین دنیا کتنی بڑی مکار چیز ہے۔ واقعی اسکا ظاہر و باطن یکسان نہین۔ دیکھو دنیا کی آبادی اس کھُل کھیلنے والے رند مشرب پر لعنت کر رہی ہے اور دل ہی دل مین اسپر حسد بھی کرتی ہے کہ ہائے کیسے مزے کی زندگی گذر رہی ہے۔ ہائے جیسی مہ جبین کے گلے سے وہ بے تکلفی کے ساتھ لپٹ گیا ہے اُسکے چاہنے والے سب تھے۔ فرق اتنا تھا کہ صوفی کہتے تھے کہ جس طرح برہمن بت کی پرستش کرتا ہے اُسی طرح تم بھی دور ہی سے اُسکی قدر کرو اور اُسے عشق کی آنکھون سے دیکھو۔ مگر پاس جانے کا نام نہ لو۔

الغرض تماشاگاہ عالم عجب امتحان کا مقام ہے۔ جہان ان تینون مذکورہ فریقون کا امتحان ہو گیا۔ لیکن کتنا بڑا اور کتنے بڑے افسوس کی بات ہے کہ دنیا ہدایت کرتی ہے کہ ہر دلچسپی کو دور سے دیکھو۔ لیکن جو قریب جاتا ہے اُسکی حاسد بنجاتی ہے۔

ناکامی

ہائے! بہت ہی دلخراش چیز ہے۔ دوست تو دوست خدا دشمن کو بھی نصیب

نہ کرے اپنے ارادون مین ناکام رہنے والون کا نقشہ کھینچتے وقت ہم خود غوطے مین آ جاتے ہین کہ کیا لکھین۔ ہائے! اسی ظالم ناکامی کی بدولت بہتسے اولوالعزم بادشاہ ہزارون حوصلہ مند جوانمرد اور بہادر بڑی حسرت اور ناامیدی کے ساتھ دنیا کے دلچسپ اور پُرفضا سین کو خیرباد کہکر ہمیشہ کے لیے رخصت ہوگئے۔

سچ تو یہ ہے کہ جس آرزو نے بچپن کے زمانے سے جوانی یا بڑھاپے کی عمر تک دماغ کے ایسے پُرخوف مقام مین نشو ونما پائی ہو اور پھر تقدیر کے مقرر کیے ہوے وقت پر اُس مین ناکامی نصیب ہو کیسا ہی بہادر اور دل چلا آدمی کیون نہ ہو ایک دفعہ تو آہ کی دل شگاف کرنیوالے لفظ کو کراہتی ہوئی زبان سے نکال کر بیٹھ جاویگا۔

ایک ہونہار طالب علم جسکو باپ کی فارغ البالی کی بدولت اور مان کے دامن شفقت کے سائے مین زمانے کی تغیر پسند طبیعت سے آج تک سابقہ ہی نہین پڑا ہے اور جسکا سادہ اور بھولا دل گردش لیل ونہار سے بالکل واقف ہی نہین ہے۔ شب و روز اپنی درسی کتابون کے مطالعہ مین مصروف ہے۔ امتحان کا دن قریب ہونے سے آدھی آدھی رات روزانہ معمولی پڑھائی کے علاوہ گھر پر مطالعے مین گذر جاتی ہے۔ شوقین ہونے کے سبب سے اُستاد بھی محبت اور دلاسے کے ساتھ اُسکی ہمت بڑھا بڑھا کر پڑھاتا ہے۔ مان اپنے اکلوتے اور نوجوان بچے کی اس محنت اور جانفشانی کو اگرچہ بہت ہی قدر کے ساتھ دیکھتی ہے۔ مگر ساتھ ہی اُسکی تکلیف کا خیال کرکے مادرانہ مہر سے منع بھی کرنے لگتی اور کہتی ہے کہ بیٹا اتنی محنت نہین کرنی چاہیے۔ دماغ پر بہت زور پڑتا ہے۔ بیمار ہونے کا بھی خدانخواستہ اندیشہ ہے۔ اے ہے اپنی صورت تو دیکھو محنت سے کیا ذرا سا منہ نکل آیا ہے۔ مگر اپنے شوق مین ڈوبا ہوا طالب علم اپنی مان کی باتون کو صرف مادرانہ مہر و الفت پر محمول کرکے خیال نہین کرتا۔ اُدھر باپ اپنے ہونہار بیٹے کے شوق کا اندازہ کرکے آیندہ امیدون کی فہرست کو دیکھتے دیکھتے نہال ہوجاتا ہے۔ خصوصاً جب عالم خیال مین وہ اپنے بیٹے کو ایک معزز عہدے پر دیکھتا ہے مارے خوشی کے جامے سے باہر ہونے لگتا ہے۔ وہ سمجھ چکا ہے کہ انٹرنس مین کامیاب ہونے پر تدریجاً میرا بیٹا ایم اے تک پہونچے گا۔ میری بڑی خوش قسمتی ہے اگر میرا بیٹا قوم کے لیے ایک مفید آدمی ثابت ہو۔ اور بیشک اچھی تعلیم سے آدمی کے دل مین ایسے ہی خیالات پیدا ہوجاتے ہین۔ علم سے بہتر کوئی چیز نہین ہوتی۔ مین اُن نابردار والدین

مین ہرگز نہ شمار کیا جاؤن جو علی العموم اپنی اولاد کو علم سے بے نصیب چھوڑ جاتے ہین اور
اپنی ہجو کے لیے مرنے کے بعد بھی ایک بہت بڑے اور مہذب گروہ کا منہ کھلوا جاتے ہین -
اگرچہ جس کام کا نام شادی رکھا گیا ہے وہ ایسی ہی خوشی کی چیز ہے کہ شادی ہی کا لفظ اُسکے
لیے مناسب تھا - مگر مجھے اپنے ہونہار بیٹے کی شادی مین ابھی عجلت سے کام نہین لینا
چاہیے گو اُسکی ماں کی زیادہ خوشی ہے - اسوقت شادی کرنا اسکی تعلیم کے لیے ضرور مضر ثابت
ہوگا - خانہ داری کے مختلف دھندے اسکی تعلیم مین بہت حرج ڈالین گے - خدا کی
درگاہ مین بھی پنجگانہ نماز کے بعد اپنے بیٹے کے کامیاب ہونے کی دعا مانگتا ہے -

ادھر خود ہونہار طالب علم اپنے ہم عمر احباب سے اکثر اوقات یہی ذکر کرتا ہے اور
کہتا ہے کہ دعاے خیر سے فراموش نہ رکھنا - دعوتون کے وعدے ہین جو ہر روز نئے اقرار
سے مستحکم کر دیے جاتے ہین - جلسون کا اقرار ہے - یہ عہد و پیمان ہو رہے ہین کہ امتحان
کا وقت بھی آگیا اور امتحان ہو بھی چکا - نتیجے پر معلوم ہوا کہ ہمارے نوعمر طالب علم کو امتحان
مین ناکامی ہوئی - آہ! کچھ نہ پوچھو کہ بوڑھے ماں باپ کے دلون پر کیا صدمہ گذر گیا -
بوڑھی ماں تو کلیجہ تھام کے رہگئی اور خاموشی کے حسرتناک سکوت نے ہمیشہ کے لیے ملے
خاموش کر دیا - بڈھا باپ بھی مایوسانہ صورت بنا کر چپ ہو گیا - اُسکا تو پوچھنا ہی کیا ہے
جسنے پورے ایک سال کی محنت اسی امید کے نذر کر دی تھی -

جن لوگون مین قومی ہمدردی اور قومی جوش بہت زیادہ ہوتا ہے پوری کوشش کے
بعد جب اُنھین اپنے ارادون مین ناکامی ہوتی ہے تو ڈہارین مار مار کر رونے کے سوا اور
کچھ نہین کر سکتے - بس ناکامی کی جان کو بیٹھ کر رو لیتے ہین اور چپ ہو جاتے ہین -

آہ! ایک بلاکش حرمان نصیب فرقت دلدار مین بستر غم پر پڑا ہوا راتدن کراہتا
ہے - بےچینی ایکدم چین نہین دیتی - آنکھین نم ہین اور آنسوؤن کی مسلسل لڑیان زاہدون
کو بلور کے دانون کی تسبیح کا دھوکا دے رہی ہے - مایوس اور پُر حسرت صورت سے حزن و
ملال کے سب آثار نمایان ہین - یار و غمخوار دلدہی کر رہے ہین - معشوقون کی بے پروائی کا
ذکر ہو رہا ہے - صبر اور استقلال کی خوبیان بیان کی جا رہی ہین - یہ کیون؟ اسلیے کہ
اُس ستم بسمل کا دل کسی طرح کچھ تو سنبھل جائے - مگر آہ! ہمارے دلدادہ دوست اُن
عاشقون مین نہین جنکا قابو سے گیا ہوا دل ایسی باتون سے سنبھل جاتا ہے بلکہ یہ باتین

اُسکے بیقرار دل کو اور بیتاب کر دیتی ہین اور وہ دفور غم سے ڈہا ڑین مار مار کر رونے لگتا ہے - کلیجے مین ہزارون زخم پڑگئے ہین جو روز آنسوون کے مقطر کیے ہوے پانی سے دھو دیے جاتے ہین - گر جگر خراش آہ ہی وقت پھر ہرا کر دیتی ہے - بیچارہ فرقتِ دلدار مین بےچین ہونے کے علاوہ ایک جگہ ٹھہر ہی نہین سکتا - بیقراری کسی پہلو قرار ہی نہین لینے دیتی - رات کی بے انتہا سیاہی اسکے لیے گور کی تاریکی سے کم نہین ہوتی - اور اُسپر تنہائی شب ہجران کی تنہائی بیشک ام الامراض ہے - اس تنہائی کے عالم مین یہ ہر چند چاہتا ہے کہ اور کوئی نہین تو اپنے بخت ہی کو جگا کر کچھ دل بہلائے - مگر آہ! اس مبتلاے آلام کا بخت کچھ عجب میٹھی نیند سو رہا ہے کہ اُٹھنا کسی طرح جانتا ہی نہین - اس بلاکش کی قسمت مین نیند اور آرام تو کہان مگر دو منٹ کو آنکھ جھپک جاتی ہے تو عالم خواب مین وہی پیاری اور دلربا صورت آنکھون کے آگے آجاتی ہے - جسکے فراق مین اسکی جان لب پر لگی ہوئی ہے - ہاے ناکامی اُسکو یہان بھی اسکی آرزو پوری ہونے سے محروم رکھتی ہے - بس کسی کی مہین اور شیرین آواز سے یہ فقرہ اُسکے کان مین پہونچتا ہے کہ ”تم ہمین دل سے بُھلا ہی بیٹھے“ اور یہ چونک اُٹھتا ہے - اُسوقت اسکے دل کا کچھ عجب حال ہوتا ہے - آہ شرربار کے تیرون سے کلیجا چھلنی ہوا جاتا ہے - درد رہ رہ کر اُٹھتا ہے جس سے اُسکا دل بیٹھ بیٹھ جاتا ہے - آرزوؤن اور تمناؤن نے دل کو جولانگاہ بنا لیا ہے - حسرت اور تمنا کے ہجوم سے اور یہ آنکھین پھاڑ پھاڑ کے دیکھتا ہے مگر سوا رات کی تاریکی کے اور کچھ نظر نہین آتا - اسوقت وہ اپنے دل سے باتین کر رہا ہے اور کہہ رہا ہے ”بیشک مجھ سے بڑی غفلت ہوئی - مجھے درِ دلدار پر ضرور حاضر ہونا چاہیے تھا - میرا معشوق مجھ سے زیادہ وفاشعار ہے - بیداری مین ممکن نہ ہوا تو خواب ہی مین دل کی بات کہہ گیا - اچھا تو اب مین کس بات کا منتظر ہون؟ مجھے تڑکے ہی یہان سے چلدینا چاہیے - ضرور چلدینا چاہیے - کوئی کچھ کہے مگر مین اب درِ دلدار ہی پر جا کر ٹھہرون گا“ یہ خیالات اُسکے دل مین کچھ ایسے بس جاتے ہین کہ صبح ہی ہو رہی ہے دھتا سنبھال چل کھڑا ہوتا ہے -

دیکھنا چاہیے کہ جسوقت ہمارا اولدادہ عاشق مزاج دوست اپنے معشوق کے آستانے کے سجالانے پر تیار ہو کر چل کھڑا ہوا ہے اُسوقت دنیا کا دلفریب منظر کس رنگ پر تھا - گرمی کا آتشبار موسم ہے! دن کے گیارہ بجا چاہتے ہین - آفتاب کی حدت اور حرارت نے دنیا

ترقی پر ہوتی جاتی ہے۔ گرم ہوا کے بیباک طمانچے جو ہمارے سادہ دل عاشق مزاج مسافر کو جلانے مین رقیب کے طعنون سے زیادہ سرگرمی کے ساتھ کامیاب ثابت ہو رہے ہین۔ اُن مین گرمی رہ رہ کے بڑھتی جاتی ہے۔ خاک اُڑ رہی ہے۔ اور باد سموم کے تھپیڑے اگرچہ اسکے چمکتے ہوے چہرے کے ساتھ بہت بُرا سلوک کر رہے ہین۔ مگر اسکو ذرا بھی پروا نہین۔ یہ اپنی دُھن کا متوالا شوق دیدار جانان مین برابر قدم بڑھاتا چلا جاتا ہے۔

آہ! اُسکا سرخی مائل سفید رنگ ماند پڑنے لگا۔ اُسکا چمکتا ہوا چہرہ جو پھول کی طرح کھلا ہوا تھا اب بالکل مرجھا چلا۔ اسپر بھی جو کوئی جھونکا زیادہ گرم آجاتا ہے تو یہ ہنس کر کہنے لگتا ہے "اللہ ری تیری گرم جوشی"۔

سارے دن کی دھوپ اور گرم ہوا اسکے نہ برداشت کرنیوالے دل نے بڑے شوق سے برداشت کی اور قریب شام کے اس حرمان نصیب کی در دلدار تک رسائی ہو ہی گئی اب یہ کوے دلدار مین ہمہ تن شوق کھڑا ہوا چارون طرف آنکھین پھاڑ پھاڑ کے دیکھ رہا ہے گویا نظارۂ رخ جانان کے اشتیاق مین بالکل مست ہے۔

یہان تک کہ اسی طرح ایک رات اور دن گذر جاتے ہین مگر افسوس اسکی آرزو پوری نہ ہونی تھی نہ ہوئی۔ آخر ناچار ہو کر اُسنے پلٹنے کا ارادہ کیا۔ مگر نہ تو دل مین جرأت تھی اور نہ ہمت۔ اور نہ پاؤن مین قوتِ رفتار ہی باقی تھی۔ جب کچھ نہ بن پڑا تو آہ کہہ کے بیٹھ گیا۔ مگر بیتاب دل بیٹھنے کب دیتا تھا۔ اُٹھا اور جون تون کر کے دو چار قدم چلا ہوگا کہ کسی نے اُس سے دریافت کیا "کہیے حضرت! آپ کس طرح آئے تھے اور کیون واپس چلے؟"

اے سوال کرنیوالے ظالم اور ناقدر شناس! بڑا ظلم کیا۔ افسوس تو نے اسکی موجودہ حالت پر بھی غور نہ کیا۔ اسکا حسرتمند اور اُترا ہوا چہرہ اسکے شدت گریہ سے سرخ اور چھلکی آنکھین۔ اسکی خمیدہ کمر جسکو وہ دونون ہاتھون سے مضبوط پکڑے ہوے ہے۔ اسکے پژمردہ ہوے ہونٹ۔ اُسکے پریشان بال۔ یہ ساری چیزین اُسکے دل کی حالت کو اچھی طرح ظاہر کر رہی تھین۔ اُس شکستہ دل مسافر نے اس سوال کے جواب مین ایک آہ کی اور فارسی کے جادو نگار شاعر کا یہ مطلع پڑھ کر ہمیشہ کے لیے خاموش ہو گیا۔

از در دوست چہ گویم بچہ عنوان رفتم ہمہ شوق آمدہ بودم ہمہ حرمان رفتم

او خیالِ یار جاتا ہے کہاں؟
دو گھڑی دل تجھسے بہلاتے ہین ہم

اصل تو یہ ہے کہ جو دلچسپیان عالمِ خیال مین ہین وہ اس سامنے کی فضامین نہین جسے ہم آنکھون سے دیکھ رہے ہین۔ یہ بات کہان کہ کیسی ہی مصیبت ہو۔ کیسے ہی رنج و الم مین مبتلا ہون۔ جہان باغِ خیال کی طرف نظر اُٹھائی دل کے جھروکے مین جھانک کے دیکھا اور دل بہل گیا۔ واقعات کا تتبع کرنیوالے ہمیشہ حسرت و الم مین مبتلا رہے۔ دولتمند عشرت پسندی مین پڑکے جامۂ انسانیت سے گذر گئے۔ بادشاہون نے فوجکشی و ملک گیری کی دُھن مین لاکھون کا خون بہادیا۔ رند مشرب جنھون نے خیالِ یار کو چھوڑکے اصلی نفس پرستی کی خواہش کی بالکل گئے گذرے ہوے۔ مگر دیکھو وہ صوفی آج بھی اُسی اطمینان سے اپنے حجرے مین سر جھکائے بیٹھا ہے۔ اور وہ جوگی اسوقت تک اُسی لاپروائی کی شان سے کسی گھاٹی مین آسن جمائے ہوے ہے۔ صوفی اور جوگی کو بھی جانے دو ایسے کہ جب وہ ہم سے نہین ملنا چاہتے تو ہم بھی اُنھین کیون چھیڑین؟ مگر اُس شاعر کو کو دیکھیے کہ اسی ہماری دنیا مین رہتا ہے۔ ہم سے ملتا جلتا ہے۔ مگر چونکہ ہماری طرح واقعات اور اصلی حظوظ کی طرف متوجہ نہین ہوتا۔ لہذا ہم سے اچھا ہے۔ اور اپنے خیال کے عالم مین ہر دنیاوی لذت سے مزے اُٹھا رہا ہے۔

یہ تو وہ لوگ تھے جنھون نے دنیا کو چھوڑکے صرف خیال کی پرستش شروع کردی ہم تو دنیا دارون کو بھی یہی دیکھتے ہین کہ ہجوم افکار سے اگر نجات ملتی ہے تو اسی خیال کے دامن مین چھپ کے۔ سچ یہ ہے کہ کشتیِ عمر کی بادبانی صرف خیال کر رہا ہے اور یہ تغیرِ عالم کی کل صرف خیال کی انجنیری سے چل رہی ہے۔ اگر کچھ اطمینان ہے تو اسی خیال کی آسایش گاہ مین۔ اور مزہ ہے تو اسی بہار کا سمان دیکھنے مین۔ ورنہ یہ دنیا ایسی حسرت و اندوہ کی جگہ ہے کہ ممکن نہ تھا بے خیالی دلچسپیون کے کوئی ایک گھڑی کے لیے بھی مسرت حاصل کر سکتا۔ جفاکش اور ستم زدہ اگر دم بھر کو بھی فرصت ملتی ہے تو اسی عالم مین آکے جی بہلاتے ہین۔ اور حرمان نصیبون کو جب اور کسی طرح کامیابی کی صورت نہین نظر آتی تو اسی دنیا مین آکے رُخِ جانان کی زیارت کر لیتے ہین۔

Marfat.com

ذرا بھی غور سے دیکھو تو معلوم ہو جائیگا کہ وہ پاشکستہ جو منزل غربت مین تھک کے پڑ گیا ہے خیال اُسکے پاؤن دبا رہا ہے۔ اور وہ نامراد جو اپنی آرزوؤن مین ناکام ہو کے زندگی سے تنگ آگیا ہے خیال اُسکے دل پر تسلی کا ہاتھ رکھے ہوئے ہے۔ ساری ناکامیان اور کل حسرت نصیبیان اُسی وقت تک گوارا ہو سکتی ہین جب تک خیال انسان کا دوست ہے اور رنج و مصیبت کی کڑی منزلین اُسی حالت مین طے ہوتی ہین جبکہ خیال رہبری کرتا ہے۔ جہان اس قدرت کے بھیجے ہوئے سچے انیس اور اصلی شریک رنج و غم نے ساتھ چھوڑا پھر ممکن نہین کہ ایک گھڑی بھر کی زندگی بھی نباہی جا سکے اسی خیال کے ساتھ چھوڑنے کا نام ناامیدی و یاس ہے۔ جسکا تحمل کسی طرح نہین ہو سکتا۔ تو جسکے بعد کیا معنی یون کہنا چاہیے کہ جسکے ساتھ ہی موت ہے۔

کہتے ہین کہ انسان موت سے ڈرتا ہے مگر کون؟ وہی جسکے خیال سے اُمید و آرزو اور زندگی بخش فرشتون کو کوئی تعلق نہین رہا۔ اور جسے یاس و ناامیدی کے دیوؤن نے چارون طرف سے گھیر لیا ہے۔ جب تک امید باقی ہے انسان موت کا طالب نہین ہوتا۔ اور جو طالب ہوتا ہے اُسکے دل مین امید نہین ہوتی۔ ہان ہمارے مجاہدین کا ایک جان باز گروہ البتہ ایسا ہے جسکے دل مین امیدین ہین اور وہ اُن امیدون کو بڑی جانبازی سے میدان شہادت مین موت پر قربان کرتا ہے۔

لیکن نہین۔ یہ سمجھنا غلطی ہے کہ لوگ اپنی آرزوؤن کو موت پر قربان کرتے ہین۔ نہین جس موت کو تم موت سمجھے ہوئے ہو اُسے وہ زندگی اور ابدی زندگی خیال کرتے ہین۔ حقیقت اور یقین نے باغ فردوس کی تصویر اُنکی پرشوق آنکھون کے سامنے لا کھڑی کر دی ہے۔ حورون کے پیارے اور دلفریب چہرے اُنکی آنکھون کے سامنے پھر رہے ہین اور اُنکے شوق مین وہ اُس حقیقی عشرتکدے کی طرف بڑھ رہے ہین جو تمھین ایک امیدین تمام کرنے والا مقتل نظر آتا ہے۔ مایوسی کی موت اُس شخص کی ہے جسکے نزدیک یہی دنیا مایۂ انبساط ہو۔

آہ! مذہب مین یہی تو خوبی اور دلچسپی ہے کہ مرتے وقت جبکہ ظاہرا اسباب ہر طرف سے مایوسیان اور ناامیدیان اپنے منحوس چہرے دکھاتی ہین۔ یہ پیاری اور مسرت بخش امید ایک فرشتۂ رحمت کی طرح آ کے سامنے ہوتی ہے اور ناامیدی و

Marfat.com

یاس کی خوفناک ڈراونی صورتون کو سامنے سے ہٹا دیتی ہے - یہ فرشتۂ رحمت ان لوگون کو کہان نصیب جنکے دل مین نہ ایمان کا نور ہے اور نہ خیال کی برکت -

ان مذہبی اور لاپروائی و بے تعلقی کی زندگیون سے قطع نظر کرکے غور کیجیے تو بھی صاف نظر آئیگا کہ دنیا کی یہ تمام ترقیان اور اہل عالم کی یہ سب بلند پروازیان عموماً خیال ہی کی وسعت و جستجو کا نتیجہ ہین - فلسفہ محض خیال کا نام ہے - اور علوم صرف خیال کی تک دو سے پیدا ہوتے ہین - سقراط کے خیال نے قوم کی بداخلاقیون اور غلطیون کو دریافت کر پایا - فلاطون کے خیال نے الٰہیات کے رموز حل کیے - ارسطو کے خیال نے قوانین استدلال کو مرتب کیا اور بقراط کے خیال نے علم طب کے تجربات ظاہر کیے - سچ پوچھو تو خیال کا دامن اس قدر وسیع ہے کہ وسعت آباد دنیا بھی اسکے سامنے تنگ ثابت ہو شعرا کو تنگی عالم کی شکایت کرتے تو سب نے سنا ہوگا - مگر محققین ہیئت کی وسعتِ خیا کو آنکھ سے دیکھ لیجیے کہ صرف تخیل کی قوت سے وہ کہان سے کہان پہونچ گئے - اور آ اُنکا دماغ کواکب و اجرام علوی پر تصرف کر رہا ہے -

لوگ اسوقت تک خیال کو ایک ایسی چیز سمجھے ہوے ہین جو واقعات کے خلاف ہے اور اسی وجہ سے اکثرون کو یہ کہنے کی بھی جرأت ہوگئی کہ خیال صرف ایک وہمی کا نام ہے جسکو واقعیت سے کوئی علاقہ نہین - لیکن اصل یہ ہے کہ واقعیت بھی خیال تابع ہے - تجربہ خیال کی گود مین پلتا ہے - اور کل واقعات خیال کے قائم کیے ہوے سودے اور خاکے کی پابندی مین ظہور پذیر ہوتے ہین - یہی خیال ایکطرف آسمان تارے توڑنے کو جاتا ہے اور دوسری طرف سمندر کی تہ مین پہونچتا ہے کہ اُسکے اعلیٰ سے اعلیٰ اور قیمتی سے قیمتی خزانے نکال لائے -

امارت و غربت کے درمیان مین خیال ایک نہایت ہی عمدہ ٹیلیفون ہے - غریب اگر اپنے جھونپڑے مین بیٹھے محلون کے خواب دیکھتا ہے تو امیر اپنی امارت کی مسند پر جلوہ افروز ہو کے غربت کی صعوبتون کو یاد کرکے چونک پڑتا ہے - اور تغیر عالم کے سبق کو نہین بھول سکتا - جسکی بدولت اقبال و ادبار کے نت نئے تماشے نظر آیا کرتے ہین - مرد یہ خیال ہے جو ایک طرف غریبون اور مصیبت زدون کی دلدہی و تشفی کرتا ہے اور دو طرف امیرون کا نشۂ دولت حد سے نہین گزرنے دیتا -

جن چیزون کو اگلی دنیا تصرف وکرامت خیال کر رہی تھی اب سائنٹفک طور پر محض ایک خیالی کرشمہ سازی ثابت ہو گئی۔ پرانے زمانے کے عشاق جس چیز کو کشش عشق کہہ رہے تھے۔ اب معلوم ہوا کہ صرف اُنکے خیال کی یکسوئی کا یہ ایک معمولی معجزہ تھا۔ اصل یہ ہے کہ اگر آپ اپنے خیال مین استقلال پیدا کر سکین تو آپکی خیالی سیر مین اصلیت کا مزہ آجائے۔ یہ کمال پیدا کرنا آپ کے ہاتھ مین ہے کہ جسکی خیالی تصویر پر آپ کسی قسم کا تصرف کرین وہ خود اُسکی اصلی صورت پر متحقق ہو جائے۔ یہی وہ چیز ہے جسکو کبھی تسخیر کہتے ہین اور کبھی کشش عشق۔ یہی خیالی کرشمہ محمل لیلا کو دشت نجد مین لایا اور اسی نے شیرین کے صبا رفتار راہوار کو کوہ بے ستون پر پہونچایا۔ وہ کتب عشق کے بہت کم تعداد ...یہ ہین جنمین خیال جانان کے نظر کے سامنے سے ہٹ جانے کی شکایت ہو پختہ کاران عشق صرف خیال یار سے حقیقی وصل کا مزہ اُٹھا لیتے ہین۔

اے پیارے خیال! حسرت نصیبون اور ہجران زدون کے دلون کی اُجڑی منزل ہین۔ ساری دنیا ایک تیرے دم سے آباد ہے۔ یہ عالیشان محل اور سربہ فلک ...ین جنکو قدرت نے معشوقۂ ارض کا ایک نظر فریب زیور ثابت کر دیا ہے۔ سب تیری ...شا بی سے بنے ہین۔ تو ہی نے یہ بڑے بڑے شہر یہ زبردست قلعے اور یہ خوشنما ایوان ...تعمیر بنائے ہین۔ اور پھر تو ہی نے اس دلستان عشرتکدۂ یار کی معماری کی ہے جس نے ہزارون دلون کو وابستہ کر رکھا ہے۔

آہ! اور واہ!

صورت تو ایک ہی سی ہے مگر زمین وآسمان کا فرق ہے۔ فرق ہی نہین یون کہنا چاہیے کہ ضد ہے۔ مگر ضد بھی اس قیامت کی، اور ایسی بالعکس کہ کسی مین پہلے دوسرے کا مزہ نہین۔ آہ کرنیوالون کی مصیبت اُسی وقت نظر آسکتی ہے جب کسی صحبت عشرت کو دیکھیے جہان واہ وا کی صدا بلند ہو۔ اور واہ کہنے والون کی بادۂ صحبت جب ہی غنیمت نظر آتی ہے جب کسی ستمزدہ کی صدا ئے آہ آہ اُن کانون کے پردون پر چوٹین لگائے جن مین ...ہر لی آوازین بھری ہون اور نغمہائے دلکش گونج رہے ہون۔

وصال جانانہ کے مزے اُڑانیوالے اور کسی کا فراق لیے ہم چلو اگرچہ مستی دشنا:

Marfat.com

پرستی کی محویت مین دنیا کو بھولے ہوے ہین مگر اُس کشمکش کی تصویر آنکھون کے سامنے سے نہین ہٹتی جو اسی حور وش ہم پہلو کے فراق مین در جانان کے نیچے سر پٹک پٹک کے اپنے نالۂ نیم شبی سے محلے والون کی نیند حرام کر رہا ہو۔ یہ اسی سبب سے ہے کہ وہ ہوا پرست جو صحبت عیش کی گھڑی کو مختصر سمجھ کے دل کی ہوسین ایک ساتھ نکال ڈالنے کی دھن مین ہین اور جنکا بیباک دست شوق بڑھتا ہے تو کسی نازک اندام کے انکار و نزاکت دونون سے بے پروا ہو جاتا ہے وہ بھی کبھی کبھی اپنے کشمکش رقیب کی حرمان نصیبی کو یاد کر کے اگرچہ جانتے ہین کہ اُسکی مصیبت ہی اپنے لیے سرمایۂ راحت ہے۔ مگر نہین رہا جاتا اور اس صحبتِ لطف مین بھی ایک آدھ ایسی جگر دوز اور مسرت سوز آہ کھینچ بیٹھتے ہین کہ ہم آپ تو کس شمار مین ہین اُن پیارے ناز آفرین ہم صحبتون کا نازک دل بھی دُکھ جاتا ہے جو انجمن کی رونق اور محفل کی شمع بنے ہوے ہین۔

اب اسکے مقابلے مین اُس ہجران نصیب کو دیکھیے جو وطن سے دور۔ یار آشنا سے جُدا۔ اس کلبۂ احزان مین پڑا ہے جہان ہر طرف اندوہ و ملال کے سامان نظر آتے ہین اور اگر کوئی سامان عیش ہے تو وہ بھی غم و اندوہ کو اور ترقی دیتا ہے۔ اُسکی یہ تنہائی کی اندھیری اور سونی محفل سوا اسکے کہ آتش فراق کا گلخن بنے ہوے سینے سے صدائے آہ نکل کے بڑے زور شور سے ہوا مین گونجے۔ اور تھوڑے زمانے کو بھی زیادہ بڑھانے والی گھڑی کی کھٹا کھٹ کے ساتھ ساتھ دل کے دھڑکنے کی آواز بلند ہو کے کانون تک پہونچے اور کسی چیز کا سین نظر کے سامنے نہین پیش کرتی۔ لیکن اس ہجوم آلام مین بھی حافظہ اُسکی دستگیری کرتا ہے۔ گذری ہوئی باتین اُسکے دل مین سیر کرتی ہین۔ اور گذشتہ پیاری پیاری دلفریب صورتین اُسکی آنکھون کے سامنے پھرتی ہین۔ اور اس غمکدے مین بھی یہ حال ہے کہ اُسکے چہرے پر کبھی صحبت یار کی یاد مسکراہٹ پیدا کرتی ہے۔ اور کبھی ہم آغوشی جانان کا خیال بے اختیار ہنسا دیتا ہے۔ اور پھر جب موجودہ حالت اور واقعیت پر نظر جاتی ہے تو بیتاب ہو کے اور کلیجے کو ہاتھون سے تھام کے وہ ایک ایسی آہ جانگداز سوز کھینچتا ہے کہ ساری مذکورہ خوشیان خواب و خیال ہو جاتی ہین۔ سارے وہی سامان مسرت خاک مین ملجاتے ہین۔ اور اپنے کلبۂ احزان مین اکیلا وہی رہجاتا ہے۔

عربی کا مشہور مقولہ یا اسلامی دنیا کی عام ضرب المثل ہے کہ "انما الاشیاء تعرف

Marfat.com

بیا ضدادہا" یعنی ہر چیز کی حقیقت اُسکی ضد سے معلوم ہوتی ہے۔ اُسکے اوصاف اور اسکی نمایان تصویر جیسی کہ ان دونون مختصر لفظون "آہ!" اور "واہ" سے نظر آتی ہے اور کہین نہین نظر آسکتی۔ یہ دونون لفظ یا دونون کی حالتین ایکدوسرے کا آئینہ بنی ہوئی ہین۔ "آہ! کے آئینے مین واہ! کے کرشمے نظر آتے ہین اور واہ کے آئینے مین آہ! کی دلدوزیان۔ اور پھر اس تضاد کے ساتھ مزہ یہ ہے کہ کبھی دونون ایک جگہ جمع بھی ہوجاتے ہین۔ ایک طرف آہ دل مین چٹکیان لیتی ہے اور دوسری طرف واہ پہلو مین گدگداتی ہے۔

ہم آغوشان یار اور جمال جہان آرا کی زیارت کرنیوالے اپنی اس خوش نصیبی کی گھڑی پر چاہے کتنا ہی اترائین اور ہجوم شوق مین از خود رفتہ ہوجائین مگر کیا خاک لطف ہوسکتا ہے جبکہ وہ گلوے مضامین پڑے ہوے اور بانکے شب تاب جوڑے میں پھنسے ہوے پھولون کو اپنی آنکھ سے مرجھاتے دیکھتے ہین اور اس مزہ دار گھڑی کی بے ثباتی کی تصویر آنکھون کے سامنے پھر جاتی ہے۔ وہ گھڑی کیا تھوڑی جان گداز ہے جب پر شوق نگاہین جو کسی طرح رخِ زیبا سے ہٹنے کا نام نہین لیتین کھینچی جاتی ہین۔ اور ہر بار اسی کا انتظار کرتا ہان مین ایک نیا لطف پیدا کرلےکے لیے اگر کسی وقت ہٹتی بھی ہین تو دامن شمع مین پروانون کی بے گور وکفن لاشون کا ایک انبار نظر آتا ہے جن پر تاریکی کی ایک ہلکی سی چادر پڑی ہے اور اسکے آس پاس وہ بے پروائی کا تمثل ہے جہان یہی دلدادگان شمع رقص بسمل کا تماشا دکھا رہے ہین؟۔

لیکن اس صحبت کو چھوڑکے اب ذرا ہمارے اُس حرمان نصیب کے کاشانۂ غم مین چلو جو کسی حور وش تغافل کیش کی یاد مین زندگی سے عاجز ہے۔ شاید وہ تو اسوقت تنہا پسند کریگا مگر اُسکی اس اندوہناک حالت مین ہم تمھین یہ دکھا دینگے کہ اس حسرت نصیبی مین بھی قدرت نے اُسکا غم غلط کرنیکے لیے کیا کیا سامان فراہم کر رکھے ہین۔ دیکھو اول تو اُسکے کلبۂ احزان مین وہ شمع ہی نہین جو اپنی تغافل شعاری کے شہید پروانون پر دوسرون کو رُلاتی اور خود بھی روتی ہے۔ جسکے دامن کے دُھندلکے مین دلدادگان عشق کا گنج شہیدان نظر آتا ہے۔ اور جسکی روشنی مین اُس صحبت نشاط مین پیارے گلون کے ہار گرمجوشی سے ملنے والون کی گرم سانسون کے اثر سے مرجھاتے

دکھائی دیتے تھے۔ صحبت عیش کی روشنی خوشیون ہی کے جلو مین بہت سے اسباب غم دکھا دیتی تھی۔ یہان اُسکی جگہ اندھیرا ہے جو خیال کا راستہ صاف کرتا ہے۔ اور جسکی چادر اوڑھ کے وہ نازآفرین جنکا کام وعدہ فراموشی ہے کبھی بے وعدہ کیے بھی چلے آتے ہین تم اسکے جسم کو اس غمکدے مین دیکھتے ہو مگر حقیقت مین وہ جلوہ گاہ یار ہی کی سیر کر رہا ہے۔ اور دل ہی دل مین اُن خوش نصیبون سے بھی زیادہ لطف اٹھا رہا ہے جنکی مستی و شاہد پرستی کا تماشا تم اپنی آنکھون سے دیکھ آئے ہو۔ جس طرح پہلے عیش پرستون کی زبان واہ کہتی تھی اور دل آہ کہتا تھا۔ اسی طرح اس مبتلاے آفت کی زبان سے آہ نکلتی ہے اور دل سے واہ۔

یہی آہ اور واہ ہین جو ٹریجڈی اور کامڈی کے لفظون سے تعبیر کیے جاتے ہین۔ ابتدائے زمانہ سے اسوقت تک جتنے قصے اور جتنی داستانین بیان کی گئی ہین سب انھین دو چیزون یعنی حسرت و مسرت سے مرکب ہین۔ عہد قدیم کے فسانہ نگارون اور اس زمانے کے ناول تصنیف کرنیوالون کی تمام رام کہانی کا خلاصہ یہی ہے کہ یا تو کسی شکش کی سینہ آہین ہین۔ اور یا کسی عالم محویت مین صدائے "واہ" بلند کرنیوالے عشرت نصیب کی کامیابی و مقصد وری کی دلچسپ باتین ہین۔ یہی جوش و خروش مامون رشید کی شادی مین نظر آیا۔ اور یہی درد مجنون عامری کی آہ مین۔ یہی نغمہ جشن نوشابہ مین سنا گیا۔ اور یہی مرثیہ فرہاد کی حسرتناک موت کے وقت اسی کہانی کو کچھ رات گئے مغلانی نازون پلے بچون کو امارت کے محل مین سناتی ہے۔ اور اسی گیت کو غریب کسان کی جفاکش دہقانی غربت کے جھونپڑے مین جھٹکے گاتی ہے۔

شعرا کو ان لفظون سے کچھ زیادہ اُنس رہا ہے۔ اور وجہ یہ ہے کہ جذبات انسانی کو جس غور و تامل سے اُنھون نے دیکھا اور دیکھتے ہین اور کسی کو نہین نصیب۔ اور یہی وجہ ہے کہ انھین لفظون کے اعتبار سے ہر جگہ اور ہر قوم کے شاعرون کی دو قسمین ہو گئین۔ یہ کچھ میر و سودا اور آتش و ناسخ کے ساتھ مخصوص نہین بلکہ ہر زبان اور ہر ملک کے شعرا مین یا تو وہ ہین جنکا کلام سُن کے دل سے آہ نکلے اور یا وہ جنکے اشعار گوش زد ہوتے ہی زبان نعرۂ واہ وا بلند کرے۔ کہتے ہین بلکہ لوگون کو دعوی ہے کہ جو لوگ درد کے اشعار کہتے ہین اُنسے ہنسانے اور خوش کرنیوالے اشعار اچھے نہین کہے جاتے۔ اور اسی طرح جو

شعرا بذلہ سنجی اور دل خوش کن خیالات ظاہر کرتے ہین اُنکے کلام مین درد نہین ہوتا۔ مگر ہمارے نزدیک تو دونون اسکی پوری پوری پابندی نہین کرسکے - ایک پُردرد کلام مین ہمکو وہ اشعار ملتے ہین جن پر بے اختیار زبان سے آہ نکلجاتی ہے - اور ایک باذاق لطیفہ گو کے خیالات مین وہ باتین ملتی ہین جنپر بے اختیار دل ہاتھون سے تھام لیتے ہی بنتی ہے - اور سبب یہی ہے کہ عشرت کا مزہ بے درد کے نہین - اور درد کا لطف عشرت کی باتین یاد کیے بغیر نہین آسکتا - بس فرق ہے تو یہی کہ ایک عشرت کو یاد کرکے آہ کرتا ہے اور دوسرا درد کو یاد کرکے صحبت عشرت کے لطف یاد کرتا ہے - دیکھو وہ حسرت نصیب بیوہ آہین کھینچ کھینچ کے شوہر کے زمانۂ راحت وآرام کو یاد کررہی ہے اور وہ کامیاب اور خوش نصیب شاعر بادشاہ کی فیاضیون اور عدل پروریون کو گنوا گنوا کے صدائے تحسین ومرحبا یا نعرۂ واہ واہ بلند کررہا ہے -

یہ ہے اصل اسی آہ اور واہ کے تقابل نے دنیا کی خوشیون کو خوشی اور غمون کو غم ثابت کیا - اور اگر یہ تقابل نہ ہوتا تو نہ خوشی مین کوئی خوشی تھی اور نہ غم مین کوئی غم - اگر کوئی چیز بھلی معلوم ہوتی ہے تو اسی لیے کہ بُری نہین - اور بُری معلوم ہوتی ہے تو اسی لیے کہ اسمین خوبی نہین جسکو جی چاہتا ہے - اگر کسی کا موجود ہونا غنیمت جان کے خوشی کرتے ہین تو اسی لیے - اور اگر کسی کو یاد کرکے روتے ہین تو اسی لیے - افلاطون کی قدر کیگئی تو اسی لیے کہ سقراط کو کھوکے اُسے پایا تھا - اور سقراط کی لاش پر روئے تو اِسی لیے کہ اس ذات سے دنیا کو جو فائدہ پہونچ رہا تھا اُسکا سلسلہ منقطع ہوگیا - بنی ہاشم کی کامیابی پر جو مسرت ہوئی وہ اسی لیے تھی کہ شہید کربلا کے ایسے یادگار رسالت کو کھوکے یہ دن دیکھنا نصیب ہوا - اور جناب سید الشہدا کے مصائب پر جو روتے ہین تو اسی واسطے کہ جو سر تاج خلافت کے لیے موزون تھا افسوس وہ نیزے کی نوک پر رکھا گیا -

آؤ قوم کے اُن نامور بہادرون کو یاد کرو جو مشرق سے لیکے مغرب تک ساری مہذب دنیا پر حاوی ہوگئے تھے - اُنکی نیک نفسی - اُنکی شجاعت - اُنکے کارنامون اور اُنکے ہندوستان مین آنے کو یاد کرو - اور پھر اُنکی موجودہ یادگارون کو دیکھکے ماتم کرو کہ کیا تھا اور کیا ہوگیا - پھر جزیرہ نمائے عرب پر ایک اجمالی نظر ڈالو - پیغمبر آخرالزمان علیہ التحیۃ والثنا کی ولادت سے لیکے آخر تک اہل عرب کی ترقیون - اُنکی علم پسندی - اُنکے

Marfat.com

زمانے کی تہذیب و شائستگی۔ اُنکے عہد کی خیر و برکت کو یاد کرتے جاؤ اور واہ واہ کہتے جاؤ۔ اور سب کے بعد مسدس حالی پڑھو اور ہر ہر مصرع پہ آہ و آتشین کھینچکے بتاؤ کہ غم و الم اور آہ اور واہ کس قدر ایکدوسرے سے وابستہ ہین۔ اور کس قدر سچا ہے کلام پاک کہ "اِنَّ مع العسر یُسرا"۔

آسمان

اے محبوسان کرۂ ارض سچ کہو کبھی اس قید مین تم گھبرائے تو نہین؟ ہم تو خدا کی قسم اُکتا گئے۔ افسوس زمانے نے تم کو ایسا مغالطہ دے رکھا ہے اور اس طرح بہلا بہلا کے اس قید کا عادی بنا دیا ہے کہ شاید اپنی گرفتاری کا تمھین یقین بھی مشکل سے آئیگا۔ تم اپنے خیالات اور ارادون مین روز بروز زیادہ آزادی پاتے ہو۔ تمھارے دل بڑھتے چلے ہین۔ اور قدیم رسمون کی بیڑیان جو تمھارے بزرگون کے پانون مین پڑی تھین اُنکو توڑتے جاتے ہو مگر یہ نہین دیکھتے کہ باوجود ان آزادیون اور خود پرستیون کے تم ایک پنجرے مین بند ہو۔ اور ایسے پنجرے مین جسمین جھنجھریان تک نہین کہ اُس پار کا کچھ تماشا سا سماں بھی نظر آسکے۔ قدرت کے ساحر نے ایک ایسا حصار کھینچ رکھا ہے جسکے حدود سے نہ تمھارے قدم باہر جا سکتے ہین اور نہ تمھاری نظر۔ تمھارے خیال کی پرواز ایک طلسمی دیوار تک محدود ہے۔ اور تمھارا حوصلہ اس طلسم کے توڑنے مین بالکل پست۔

یہ نیلگون خیمہ جو ہر وقت تمھارے سر پر کھنچا رہتا ہے تم اسے ایک دولت لازوال سمجھے ہوے ہو۔ اور بیشک سمجھنا چاہیے اسلیے کہ یہ تمھارے دلچسپ مرغزارون اور صحراؤن کے سین کی رونق دوبالا کرتا ہے۔ راتون کو اپنے قدرتی اور برقی لیمپون سے تمھارے تاریک کلبہاے احزان مین روشنی پہونچاتا ہے۔ کوئی صحبت عشرت نہین جس مین اسکی دلچسپیون سے تم نے لطف نہ اُٹھایا ہو۔ موسم بہار مین اسکی شگفتہ نیلگونی تمھارے آبشارون کو اپنے رنگ مین رنگتی۔ تمھارے ہرے ہرے درختون کی سبزی مین جان ڈالتی۔ اور تمھارے نیلوفر و سوسن کو شرماتی ہے۔ گرمیون کے گرد و غبار کے زیادہ بڑھجانے سے جب اسکے صاف کرنے کا اہتمام ہوتا ہے اور قدرت اپنا پُرانا بوسیدہ اسفنج سمندر مین ڈبو ڈبو کے اُسے دھونے لگتی ہے اُسوقت کی کیفیتون سے

Marfat.com

بھی تم تھوڑا لطف نہین اُٹھاتے - تمھارے لطف و مسرت اور تمھاری بادہ پیمائی و از خود رفتگی کی صحبتون کا دارومدار زیادہ تر ایسے ہی اوقات پر ہے جبکہ یہ بلند خیمہ دھویا جارہا ہو - اور اوپر سے گرنیوالا پانی تمھاری آتش شوق پر اور چھینٹے دے رہا ہو یہ تمھارے باغون کے پھولون اور تمھارے مرغزارون کے پودھون کو شبنم کا نظر فریب زیور جس اعلیٰ کمال شائستگی سے روز پنہا دیا کرتا ہے - تمھارے امکان مین نہین - اسی کی عطا کی ہوئی تیز روشنی مین تم کاروبار کرتے ہو - اور یہی جب اپنے دھندلکے کی خوشگوار چادر اُڑھاتا ہے تو تمھارے شرم آلود اور ناز آفرین مہمان تمسے ملنے کو آتی ہین

الغرض یہ ایسی دلچسپیان اور ایسی دلفریب کیفیتین ہین کہ تم کو اپنا گرفتار ہونا یاد ہی نہین آتا - قید مین تمھارا دل لگ گیا ہے اور خود گرفتاری تم کو مزہ دینے لگی ہے لیکن حقیقت مین اس مکار بوڑھے نے جسے تم فلک پیر کہا کرتے ہو تمھین اس طرح قید کیا ہے کہ کبھی باہر نکلنے کا خیال بھی تمھارے دل مین نہین آتا - وہ خاص مرکز جہان سے تمھاری روح آتی ہے اس تیرہ خاکدان سے الگ اور جدا ہے - یہ ظالم و جفا شعار تمھاری اُس پاک و صاف روح کو ایک پیکر خاکی مین بند کر کے لاتا ہے - اور اس طرح پھسلا کے اور کچھ ایسا چلتا جادو ڈالتا ہے کہ تمھین یہ بھی نہین یاد رہتا کہ ہم کہان سے آئے ہین کیون آئے ہین اور کیونکر آئے ہین - تم اپنی باہمی نفسانیتون اور اپنی مادی فسادون سے لڑ بھڑ کے یا اس عام دنیاوی مجلس مین کوئی خرابی کر کے جب اپنے ہی سے دیگر قیدیون کے ہاتھ سے سزا پاتے ہو اور اس کرے کے یا یون کہا جائے کہ یہان کے شخصی قید خانون مین بھیجے جاتے ہو تو دنیا والے اتنا تو بتا دیتے ہین کہ کیون اسیر کیے گئے اور کتنے دنون کی میعاد ہے - مگر یہ ظالم یہ بھی نہین بتاتا - اگر وہ مدت جسکا لوگون نے اپنے تجربے سے عمر طبعی نام رکھا ہے وہی عام میعاد اہل عالم سمجھی جائے تو یہ بھی نہین بن پڑتا - اسلیے کہ اپنے ساتھیون اور اس بوڑھے کے دست ستم کے گرفتارون کو روز دیکھا کرتے ہو کہ کوئی بچپن ہی مین چند ہی روز مین آزاد ہو جاتا ہے کوئی جوانی مین اور کوئی عمر بھر ایڑیان رگڑتا ہے اور افسوس کہ نجات نہین ملتی - مگر یہ گرفتاری اتنی حیرتناک نہین جتنا تعجب ہمین اس تمھاری خود فراموشی پر آتا ہے کہ قید مین مبتلا ہین اور اپنے کو آزاد سمجھتے ہین - پاؤن مین بیڑیان پڑی ہین اور جانتے

ہیں کہ ہمیں کوئی چیز نہیں روک سکتی - مذہب جسکی گرفت اور جسکا اثر شاید سب سے زیادہ رہا کیا ہے اور جسکی خاص غرض اسی امر کا ذہن نشین کرنا ہے کہ تم اپنے کو آزاد نہ خیال کرو - مگر اس بارہ خاص میں وہ بھی تمہیں تمھاری گرفتاری کا یقین نہ دلا سکا خود ناطق بالحق نے آواز بلند کہدیا کہ "الدنیا سجن المومن وجنۃ الکافر" یعنی دنیا مومن کے لیے قیدخانہ اور کافر کے لیے جنت ہے - مگر تم نہ سمجھنا تھا نہ سمجھے - یہاں کافر سے کسی خاص مذہب و قوم کا شخص نہیں مراد ہے بلکہ ہر ایسا شخص جو اپنے اصلی مرکز و منشا کو بھول جائے اور اس گرفتاری کو آزادی خیال کرتا ہو -

بچپن میں جب تک دنیا کی دلچسپیوں اور ان بے عقل بنانے والے کھلونوں میں ہم محو نہیں ہو جاتے ہماری نگاہ اکثر اُٹھ جاتی ہے - اور ہمارا خیال اکثر آسمان سے ٹکرا کے دل ہی دل میں سوال کرتا ہے کہ یہ نیلگون پردہ کیا ہے ؟ اسکے اُس طرف کون لوگ رہتے ہیں ؟ اور بھلا ہم بھی اُس پار جا سکتے ہیں یا نہیں ؟ مگر لوگ ہمارے اُس سادگی کے زمانے کے اصلی خیالات کو اُدھر سے پھیر پھیر کے دیگر دنیاوی باتوں میں مشغول کرتے ہیں اور آخر ہوتے ہوتے ہم بھی اوروں کی طرح بھول جاتے ہیں کہ یہ حصار کیوں کھنچا ہے اور ہم یہاں کیوں آئے ہیں ؟

اکثر قدیم اہل مذہب نے عموماً اسی آسمان اور اسکے چمکدار اجرام علوی سے دین کو نکالا - ہیأت دانوں نے اس نیلگون گنبد اور اُسکے قدرتی چراغوں پر مدتوں اور قرنوں نگاہیں جما کے یہ ثابت کیا کہ اسکی تہیں ہیں اور وہ کچھ ایسے زبردست مادے سے تعمیر ہوئی ہیں کہ توڑنا یا اُس سے باہر نکل جانا کسی طرح ممکن ہی نہیں - اہل نجوم نے اسی بُرج اور اسکے روشن کواکب کو دنیا پر متصرف پایا اور انھیں کے حرکات و تغیرات پر غور کر کے غیب کی باتیں بتانے لگے - شعرا نے اسی خیال سے آسمان کو ایک سن رسیدہ بڈھا فرض کر لیا اور اپنے رنج و مصیبت پر جھنجھلا جھنجھلا کے اسے گالیاں دینا شروع کیں مگر اپنی گرفتاری و محبوسی کا خیال کسی کو نہ آیا - شعرا کا مذاق سوسائٹی پر بہت غالب ہوتا ہے جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ شعرا کے ساتھ سب لوگ آسمان کو کوسنے لگے مگر اسپر نہیں کہ قید ہیں بلکہ اس خیال سے کہ یہ ظالم ہے - قدما کے خیال میں اسی کی حرکت سے زمانہ نکلتا تھا لہذا دنیا کے تمام تغیرات و انقلابات کا بار عموماً اسی فلک کے سر ڈالا گیا - کسی نے اسے ایک

نہایت ہی سخت اور سنگدل ظالم سے تعبیر کیا اور کسی نے دنیاوی رنج و راحت کو
توام دیکھکے اس مین نیرنگی کی معشوقانہ ادا ثابت کی۔ دنیا انھین خیالات مین مبتلا تھی
کہ یکایک زمانے نے پلٹا کھایا۔ وہ قدیم خیالات یکبارگی بے اصل ثابت ہوے اور ایک
ایسی طوفانی ہوا چلی کہ ان گذشتہ رسمون۔ خیالون اور معتقدات کے ساتھ اس آسمان کو
بھی اُڑا لیگئی۔ لوگ کہتے ہین کہ آج کل لوگون کے خیالات بدل گئے۔ خیالات تو ہمارے
ہی دل و دماغ سے تعلق رکھتے ہین۔ اصل یون ہے کہ سارا عالم بدل گیا۔ نہ وہ اگلا آسمان
جیسا باقی رہا اور نہ وہ اگلی زمین جسے ہم ٹھہرا ہوا تصور کرتے تھے متحرک نظر آئی۔ اور فلک
جسے ہم متحرک تصور کرتے تھے ساکن ورکنار لاشئ محض ثابت ہوا۔

ہمارے شعرا کو خوش ہونا چاہیے کہ اُنکے مصائب و آلام کا بدلہ اس پچھلے دور
کے محققین نے لے لیا۔ جس آسمان کو وہ فلک پیر کہتے تھے جس بڈھے کے مرنے پر اُنکی
امید و آرزو کا دارمدار تھا اُسے ان متاخر فیلسوفون نے ایسا مارا کہ اب وہ عالم ہستی
سے فنا ہے۔ مگر اتنے بڑے انقلاب سے بھی کچھ نہین ہوا۔ اس سے بڑھکے عبرت
کیا بات ہوگی کہ زمین و آسمان سب بدلگئے مگر ہمین آج بھی وہی چیزین سامنے نظر آرہی
ہین جو پہلے نظر آتی تھین۔

قطع نظر رنگ کے جیسا نیلگون خیمہ پیشتر آنکھون کے سامنے تھا ویسا ہی اب بھی ہے۔
وہ جیسی اونچی نیچی سطح پاؤن ٹکنے کیلیے پہلے قدمون کے نیچے تھی ویسی ہی اب بھی ہے۔
ستم یہ ہے کہ ہم جیسے پہلے قیدی تھے ویسے ہی آج بھی ہین۔ پہلے اگر آسمان باہر
جانے کا راستہ روکے ہوے تھا تو اب زمین پاؤن پکڑے ہوے ہے۔ پہلے اگر طاقت
پرواز نہ تھی تو اب پاؤن مین زنجیرین ہین۔ بہر تقدیر اس تیرہ خاکدان سے جس طرح پہلے
باہر نہ نکل سکتے تھے اُسی طرح آج بھی نہین نکل سکتے۔

سچ تو یہ ہے کہ اس نئی تحقیق اور جدید انقلاب سے کوئی فائدہ نہین ہوا۔ جب ہم اس
تنگنائی قلمرو سے باہر ہی نہین نکل سکتے اور ہماری یہ محبوسانہ حالت ہی نہین بدل سکتی تو
آسمان نے اگر راستہ کھول بھی دیا ہے تو ہمین کیا؟

عالم ہمہ افسانۂ ما دارد و ما ہیچ

اکثر لوگ میری تعریف کرتے ہین - صحبتون مین نہایت عمدہ الفاظ سے یاد کیا جاتا ہون احباب کو اپنے مزاج کی تعریف ہی کرتے سنا ہے - اور یہ بھی سنتا ہون کہ میری نیت بُری نہین - مین کوئی امیر تو ہون نہین کہ لوگ خواہ مخواہ خوشامد کرتے ہین - مگر ممکن ہے کہ رات دن کے ملنے جلنے والے یا شب و روز کے پاس اُٹھنے بیٹھنے والے مروت سے کہہ دیتے ہون - یا اپنی نیک نیتی اور پاک باطنی کی وجہ سے اسی تعریف کو حق و دستی سمجھے ہوے ہون - مگر نہین یہ بھی خلاف قیاس ہے - میرے احباب عموماً نئی روشنی اور نئے خیالات کے لوگ ہین - اُنسے امید نہین کہ لگی لپٹی رکھین - یا انکے دل مین کوئی بات ہو اور پھٹ سے منہ پر نہ کہدین - ایسے آزاد خیالون کو کیا پڑی ہے کہ خواہ مخواہ میری تعریف ہی کیے جائین - پھر کیا ہے کہ مجھے ایک زمانہ اپنا مداح نظر آتا ہے - جدھر کان لگاتا ہون اپنی ہی ثنا و صفت کا نغمہ سنتا ہون - جدھر نظر اُٹھ جاتی ہے لوگون کو اپنے ہی کمالات کا والہ و شیدا پاتا ہون -

کسی کو شاید دو ہی ایک معترفون اور مداحون پر ناز ہوگا - مگر مجھے صدہا بلکہ ہزارون اچھے اچھے پڑھے لکھے اور صاحب رائے لوگون نے اکثر یہان تک آسمان پر چڑھا یا ہے کہ اگر ناکامی کا خوف نہ کرتا تو مین اپنے کو تمام ولیون اور نبیون سے بڑھکے سمجھنے لگتا - ہمارے امرا و ملوک کا غرور دو ہی چار مصاحبون اور صرف گرد و پیش کے چند خوشامدیون کی تحسین و مرحبا سے اتنا بڑھجاتا ہے کہ کم ہین جو اپنے وقت کے فرعون نہ بنجاتے ہون - مگر مجھے اتنے معرف اور ہان - بجا - کہنے والے ملے ہین اور نزدیک و دور ہر جگہ سے اس زور شور سے میری تعریفین کر رہے ہین کہ مجھے اپنے سوا کوئی سوجھائی ہی نہین دیتا - اور بار بار جی چاہتا ہے کہ ساری دنیا ہی نہین بلکہ تمام ماسوا اللہ کو اپنے سے ادنیٰ و ادون سمجھنے لگون -

رند خیال یار کا دیوانہ ہو کے اپنی ساری دنیا اور ساری دولت و حرمت ایک رُخ زیبا کی نذر کر دیتا ہے - مگر مجھے ان تعریف کرنیوالون نے اس قدر خود پرست بنا دیا ہے کہ جی چاہتا ہے اپنا ہی عاشق ہو جاؤن - صوفی صافی طینت ہر چہار طرف سے

Marfat.com

جلوۂ ایزدی کی شعاعین نکلتے دیکھکے نعرۂ انا الحق بلند کرتا ہے مگر میرا یہ حال ہے کہ اپنے کمالات سنتے سنتے بے اختیار دل مین آتی ہے کہ کہہ اٹھون "انا ولاغیری" کوئی حق پرست فکر کرتا ہے کہ ایک وجود غیر مین تمام کمالات کو پیدا کرکے خود اپنے آپ کو بھی اُس مین فنا کرتا ہے۔ مگر میرا یہ ارادہ ہوتا ہے کہ تمام کمالات کو خود اپنی ذات مین لاکے فنا کر دون۔ آخر کیون؟ مجھ مین کیا بات ہے؟ وہ کونسی چیز ہے جسکی لوگ اس قدر تعریفین کرتے ہین؟ اور مین نے وہ کون ایسا کام کیا ہے جسکے صلے مین ہر جگہ اور ہر سمت سے اپنے ہی اوصاف کا نغمہ سنتا ہون؟ شیطان تو نہین بہکا رہا ہے؟ یا مجھے جنون تو نہین ہو گیا؟ بیشک کچھ اسی کے آثار ہین۔ ورنہ یون ممکن نہین کہ اپنی ہر چیز دنیا بھر سے اچھی معلوم ہو۔ اپنے نسب کو دیکھتا ہون تو دنیا بھر سے اچھا نظر آتا ہے۔ اپنے حرکات و سکنات کو دیکھتا ہون تو اس قدر عمدہ اور شایستہ معلوم ہوتے ہین کہ مین نے انھین کو معیارِ ظرافت و تہذیب بنا رکھا ہے۔ جس مین میری سی باتین ہین وہی اچھا باقی سب برے۔ اپنی صورت کو دیکھتا ہون تو وہ قیامت کا حُسن و جمال آنکھون کے سامنے آ جاتا ہے کہ اکثر تعجب کرتا ہون۔ دنیا بھر کے معشوق مجھ پر فریفتہ کیون نہین ہو جاتے؟ یہ حال کسی طرح نہین کھلتا کہ آیا مین ہی درحقیقت ایسا باکمال ہون یا یہ فضول کی بے اصل تعریفین سنتے سنتے میرا دماغ پھر گیا ہے؟ کون تدبیر ہے کہ مین جیسا ہون ویسا ہی نظر آؤن۔ ان خیالات نے مجھے مدتون پریشان رکھا ہے۔ حیران رہا کہ کیا کرون۔ مگر چونکہ اُس زمانہ میں یہ مسئلہ حل ہو کر کوئی تدبیر نہ بن آئی۔ اور میرا خود پرستی کا جنون انتہا درجے کو پہنچ گیا۔ اب مین اپنے وقت کا فرعون ہون۔ کسی کی کچھ ہستی نہین سمجھتا۔ ساری دنیا میرے سامنے ہیچ ہے۔ اور تمام کمالات کو مین حقارت کی نظر سے دیکھتا ہون۔ میرے نزدیک کمال صرف اُسی چیز کا نام ہے جو مجھ مین ہے اور باقی ہر جگہ اور ہر شخص مین نقصان ہی نقصان اور عیب ہی عیب ہے۔ میری گمراہی حد درجے کو پہنچ گئی اور قریب ہے کہ مین ہلاکت و ذلت کے گڑھے مین گر پڑون۔ شیطان ہر وقت میرے دل پر حاوی رہتا ہے اور کبھی اسکا موقع نہین پیدا ہونے دیتا کہ کسی نیک خیال کی طرف مجھے توجہ ہو۔ مگر آج نا گہان ہدایت کا نور میرے دل مین چمکا۔ اور اُسکے ساتھ ہی مین چونک پڑا۔

کتابون کے مطالعے کی مجھے ہمیشہ سے عادت ہے۔ ایکمرتبہ کسی خداشناس مصنف

کا یہ خیال میری نظر سے گذرا کہ "جو اپنے نفس کو پہچانتا ہے وہ خدا کو بھی پہچان لیتا ہے
میرے لیے یہ ایک نئی سی بات تھی - مین دیر تک غور کرتا رہا کہ بھلا مجھ مین اور خالق مین
کیا نسبت ہو سکتی ہے جو یہ جملہ صحیح ہو؟ مذکورہٴ بالا خونریزیان اُسی قدیم فرعونیت
ساتھ اس خیال کی طرف لگئین کہ بیشک مین اپنے کمالات سے خالق کے کمالات کا
اندازہ کر سکتا ہون - شیطان نے بہت کوشش کی کہ اس تفسیر پر مجھے اطمینان ہو جائے
مگر خدا جانے کیا بات تھی کہ نہ ہوا - اور اس بے اطمینانی ہی نے مجھے اسپر مجبور کیا کہ
چندروز تک اپنی حالت اور اپنی صفات کا اچھی طرح مطالعہ کرون -

اب جو مین اِس اُدھیڑ بُن مین لگا تو روز بروز معلوم ہوتا گیا کہ اسوقت تک
مین نے اپنے تئین دوسرون ہی کی نظر سے دیکھا تھا - خود اپنی نظر سے دیکھنے کی کبھی نوبت
نہ آئی تھی - معقول و فلسفہ کی کتابون مین پڑھا تھا کہ انسان کو دوسری محسوس چیزون
کا علم تو حصولی (یعنی آوردہ) ہوتا ہے اور اپنی ذات کا علم حضوری ہوتا ہے (یعنی
آمد ہوتی ہے) جسکا مطلب یہ ہوا کہ صرف اپنا علم مکمل سچا اور بالذات ہوتا ہے -
سب چیزون کا علم اُنکے تصور یا اُنکی تصویر کے ذریعے سے حاصل ہوتا ہے - اور
بنا پر کہتے ہین کہ خدا کو بھی ہر چیز کا علم حضوری ہے - ان خیالات کی بنا پر مین سمجھا ہو
کہ اپنے کو بخوبی پہچان لونگا مگر جب تحقیق کے فرشتے نے مدرسے مین نے یہ ابتدائی
اپنے سامنے پیش کیے کہ "مین کون ہون اور کیا ہون؟" اس دنیا مین کیون آیا
کیونکر آیا؟ پیدا ہوا ہون تو کہان سے آیا ہون اور مرونگا تو کہان جاؤنگا؟" تو
ہوا کہ حضوری کیا معنی انسان کو اپنا علم ہی نہین - ان سوالات کے حل کرنے
نے بہت غور و فکر سے کام لیا - مگر جتنی کوشش کی اُتنا ہی زیادہ ظاہر ہوتا گیا کہ ان
کا دریافت کرنا انسانی قوت سے مافوق ہے - انسان ایک طلسم کا پتلا ہے او
اپنا ہی راز آپ نہین جانتا - آخر تھک کے مین نے فیلسوفان متأخرین کے ا
کو مان لیا کہ "اتنی تحقیق و تدقیق سے اسوقت تک صرف اسی قدر معلوم ہو
ہمین کچھ نہین معلوم" اور اس امر سے مجبور ہو کے کہ اپنی ذات کا علم کسی طرح نہین
مین اپنی صفات کی تحقیق کی طرف متوجہ ہوا - اور یہی وہ تمام کمالات تھے جنپر
تھا اور جنھون نے مجھے فرعون بے سامان بنا رکھا تھا -

Marfat.com

اپنے صفات کے پہچاننے میں مجھے ایسی ناکامی تو نہین ہوئی جیسی کہ اپنی ذات کی جستجو مین ہوئی تھی - مگر ہان دشواریان بہت پیش آئین - میرا نفس مجھے ہر موقع پر اور ہر چیز کی تحقیقات مین اس جانب متوجہ کرتا تھا کہ اپنے اوصاف کو خود اپنی نظر سے نہین بلکہ دوسرون کی آنکھون سے دیکھون - جب مین کسی خاص وصف کو اپنی ذات مین ڈھونڈھتا ہون تو یہی نفس جسے ہم آپ شیطان کہتے ہین دوسرون کے سرٹیفکیٹ لا کر پیش کر دیتا ہے کہ فلان نے یہ کہا ہے اور فلان نے ایسی تعریف کی ہے - لیکن مین چونکہ خود اپنی نظر سے دیکھنے پر آمادہ تھا لہذا نفس کی ان تمام کوششون کو اگرچہ بڑی بڑی دشواریان پیش آئین مگر مین نے مسترد اور نامنظور کر دیا - اور قطعی فیصلہ کر لیا کہ جس طرح بنے گا تمام بیرونی خیالات سے معرا ہو کے مین اپنے آپ کو دیکھون گا - وہ خیالات فنا ہو گئے - اور مجھے اپنے صفات اور اپنے جذبات جیسے اور جتنے تھے نظر آ گئے -

یہ بتانا دشوار ہے کہ مین آپ اپنے کو کیسا نظر آیا - بس ایسا نظر آیا کہ تبلتے آتی ہے - کسی طرح نفس نہین مانتا کہ ان عیوب کو آشکارا کر دون - لیکن جب اپنی اس قدر تعریف کر چکا ہون تو اب اسکا کفارہ یہی ہے کہ اپنی برائیان بھی اسی قدر ضرور بتاؤن - اب میرا خیال یہ ہے کہ شاید مجھ سے بدتر دنیا مین کوئی انسان مستی کوئی چیز بھی نہ ہوگی - کوئی صاحب یہ نہ کہدین کہ یہ آپ کا انکسار ہے - یہ انکسار نہین بلکہ بقول ہمارے نحویون کے حکایت نفس متکلم ہے -

جسمانی گناہون اور جرائم کو مین چھوڑے دیتا ہون اسلیے کہ اُن مین سے کم ایسے ہین جنکا کوئی نہ کوئی جاننے والا موجود نہ ہو - مین اس موقع پر صرف اُن گناہون کو بیان کرتا ہون جنکو صرف مین ہی جانتا ہون اور کسی کو کانون کان خبر نہین - ساری برائیون اور ذلتون کی جڑ ایمان اور عقیدہ ہے - اپنے عقیدے کو دیکھتا ہون تو اس تصدیق اور یقین کا کہین پتہ نہین چلتا - جسکی مسلمان ہونے یا مسلمان کہلانے کے لیے ضرورت ہے - اس بات کو مانتا اور یقین کرتا ہون کہ جس مذہب اور جس عقیدے کا مین پابند ہون وہ تمام مذاہب وعقائد سے اچھا اور سچا ہے - مگر اسپر بھی ہر وقت طرح طرح کے شکوک و شبہات پیدا ہوتے ہین - اور جب اُنپر دل ہی دل مین بحث

کرتا ہون تو شیطان سب کی آنکھ بچاکے ایسے ایسے گمراہی کے گڑھون مین لے جاتا
ڈھکیلتا ہے کہ پناہ بخدا ۔

اب اسکے بعد آپ میرے دیگر ارادون اور جذبات کو ملاحظہ فرمائیے ۔ مجھے آپ
بہت ہی بے لوث اور بے پروا سمجھے ہوئے ہین ۔ اپنے ظاہری حرکات و سکنات سے
مین نے آپ کے دل مین جما دی ہے کہ جائز و ناجائز لذائذ دنیوی کی مجھے زیادہ خواہش
نہین اور جو کچھ خدا نے دیا ہے اُسی پر قانع ہون ۔ مگر ایسا نہین ہے ۔ یہ صرف میری
ریاکاری ہے ۔ کوئی انتہا سے انتہا درجے کا عشرت پسند اور غفلت کی نیند کا ماتا شاید
جسکی لذت پسندیون پر میری خواہشون کی حد ہو ایک امیر کو دیکھ کے میرا دل چاہتا ہے کہ
جائز یا ناجائز جن ذرائع سے ممکن ہو اُسکی دولت کو اپنے قبضے مین کر لون ۔ اگر اپنے
گرفتار مصیبت ہونے کا ڈر نہ ہو تو شاید مجھے اُسکے مار ڈالنے مین بھی تامل نہ ہو ۔ اسی
طرح ہر قسم کے اندرونی معاصی و گناہ میرے سینے مین چھپے ہوے ہین ۔ مگر افسوس کہ کسی
نہین نظر آتے ۔ اور مجھے بھی نظر آتے ہین تو بہت غور کرنے اور بڑی نفس کشی کے بعد ۔

یہ سب تو عیوب تھے ۔ اب ذرا اُن صفات کو بھی ملاحظہ فرمایئے جن کے متعلق
اکثر جگہ مین یا میرے دوست میری طرف سے دعوے کرتے نظر آتے ہین ۔ جن جن امو
مین لوگ مجھے باکمال سمجھتے ہین اُنکے متعلق میرے سوا اور کوئی اس بات کا جاننے و
نہین کہ مین اُن مین کیسا ہون ۔ حالت یہ ہے کہ جن چیزون کو مین زیادہ جانتا ہون
اُنھین مین اپنے آپ کو زیادہ ناقص نظر آتا ہون ۔ جس طرح فلسفے مین کہا جاتا ہے کہ
دونون اور اتنی چھان بنان کے بعد انسان کو یہ معلوم ہوا کہ وہ کچھ نہین جانتا ۔ اسی
مجھے اپنی یہ حالت نظر آئی ہے کہ جس چیز مین جتنی زیادہ بصیرت حاصل کرتا ہون
جس میدان مین جتنا زیادہ قدم بڑھاتا ہون اُتنا ہی اپنے آپ کو عاجز
یا شکستہ پاتا ہون ۔

الغرض ان باتون سے آپ سمجھ سکتے ہین کہ مین عرف مین کیا سمجھا جاتا ہو
اور حقیقت مین کیا ہون ۔ مجھے تو اپنی حالت دیکھ کے ہر شخص کی یا معنی پوری نوع انسا
کی طرف سے ایک بدگمانی سی ہو گئی ہے ۔ اپنی ہی طرح ہر شخص کو ہوا و ہوس کا بندہ
اور اپنی ہی لاعلمی کے نظیے فرد فرد شخص کو حقیقۃً جاہل خیال کرتا ہون ۔ ممکن ہے کہ بعض

لوگ ناراض ہو جائیں مگر میں تو انسان کو عام طور پر ایسا ہی سمجھا ہوا ہوں جیسا کہ عرض کیا۔

میں توڑ دیا ہوں گر یار کو نے ڈوبوں گا۔

اِنَّ مِنَ الْبَیَانِ لَسِحْرًا

عام مذاق والے اکثر یہی بتاتے رہتے ہیں کہ کسی کی نگاہ ناز کیا اثر کرتی ہے۔ مگر اسکے ماننے والے کم ملیں گے کہ وعدہ فراموشوں کی زبان میں کتنا بڑا اور کیسا چلتا جادو ہے۔ وعدۂ یار کی بے استقلالی کا سو دفعہ امتحان ہو چکا مگر پھر بھی جب فتنہ خیز اور سُہانی آواز سے کوئی کل کا وعدہ کرتا ہے تو جی نہیں چاہتا کہ نہ مانیے۔

دلرباؤں کی صحبت میں تو آپ زبان کا اثر دیکھ چکے لیکن اگر کلام کی حقیقی تاثیر دیکھنا ہو تو اس صحبت عشرت سے ذرا باہر نکلیئے۔ اور دنیا کے وسیع میدانوں میں چل کے دیکھیے کہ ہر طرف اسی زبان کا جادو کس کامیابی سے چل رہا ہے۔ میدان جنگ میں نقیبوں اور کڑکیتوں کی آواز پر کان لگائیے۔ اور ملاحظہ ہو کہ انھیں دل بڑھانے والوں کی باتوں میں آ کے سپاہی کس بہادری دلیری سے سر کٹوا رہے ہیں۔ قوموں اور ملکوں کے مجمعوں میں دیکھیے کہ جادو بیان خطیب اور دل ہلا دینے والے اسپیکر کس کس طرح سامعین کے دلوں میں جوش اور جسموں میں لرزہ ڈال رہے ہیں۔ ان پولٹیکل گروہوں کو بھی چھوڑ دیے۔ دیکھیے شعرا جو گویا دنیا و مافیہا اپنے نفع و ضرر سے ناواقف ہیں۔ جب اُنکی طبیعت روانی پر آتی ہے تو اسی زبان سے کیسی گلفشانیاں کرتے ہیں۔ ہمارے قصہ خوان جب اپنی زبان سے واقعات کی تصویر کھینچنا شروع کرتے ہیں تو انصاف کیجیے کہ کیسے کیسے بجھے دلوں میں جوش و خروش پیدا کر دیتے ہیں۔

کہتے ہیں کہ ساحری دراصل ایک اعلیٰ کمال زبان آوری کا نام ہے۔ اور بیشک کچھ معلوم بھی ایسا ہی ہوتا ہے۔ دنیا کے لسّان لوگ جب کسی کے بگاڑنے پر آتے ہیں تو حقیقت میں اُسے بگاڑ ہی کے چھوڑتے ہیں۔ اور اسی طرح جب اُنھیں کسی کے بنانے کی سوجھتی ہے تو ادنیٰ سے ادنیٰ شخص اور حقیر سی حقیر چیز کو ایسا آسمان پر چڑھاتے ہیں کہ وہ واقعی تارا بنکے دنیا کے سامنے چمکنے لگتی ہے۔ شعرا اور شاعر، مذہبی فصحاء اور دفاتر جن لوگوں کی نظر

سے گذرے ہین اُنکو خوب تجربہ ہوا ہے کہ انھین لوگون کی زبان اور انھین کے قلم نے جو زبان کا ترجمان ہے واقعات مین کیسے کیسے تغیرات کردیے ہین اور لوگون کو کس کس طرح بنایا یا بگاڑا ہے۔

عوام مین مشہور ہے کہ عربی عہد مولدین کے شاعر مُتنبّی نے ایک موقعے پر جبکہ وہ اپنے تجارت پیشہ اہل قافلہ کے ساتھ ایک تعاقب کرنیوالی فوج مین گھر گیا تھا تو کوئی ایسی پُرجوش نظم پڑھنا شروع کی کہ اہل قافلہ جو جنگ سے بہت کم واقف تھے تلوارین لے کے مقابلے پر آمادہ ہوگئے۔ بالذات اُن مین استقلال و جوانمردی کا مادّہ نہ تھا، مگر جادوبیان شاعر کی نظم نے انکو اُبھار اُبھار کے لڑایا۔ ساعت بساعت وہ لڑ لڑ کے کٹتے جاتے تھے۔ اور اشعار کا جادو ساعت بساعت باقیماندہ لوگون کو اور زیادہ مرد بناتا جاتا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس نظم نے سارے قافلے کو کٹوا دیا۔ مگر خود مصنف کے دل پر اتنا اثر نہ کیا جو سارے قافلے والون کو مقتول و مجروح دیکھکے اپنی شاعری کو بھول گیا اور بدحواس بھاگ کھڑا ہوا۔

یہ واقعہ تو ایک کہانی سے زیادہ وقعت نہین رکھتا۔ مگر ہم تاثیر سخن کا ایک بالکل صحیح اور اس سے بھی زیادہ خوفناک نمونہ دکھا سکتے ہین۔ جب اسلام دنیا مین پھیل چکا ہے اور خدا ساری دنیا کے بندون پر تبلیغ رسالت کی حجت پوری کرچکا ہے۔ عرب مہذب ہی مہذب سلطنتون کے وارث اور زرخیز سے زرخیز ملکون پر حکمران ہین۔ بیرونی فتوحات کا جوش ٹھنڈا پڑنے لگا ہے اور جو تلوارین غیرون پر اُٹھائی گئی تھین اب اپنون اور یگانون پر جھکنے کو ہین۔ اُسوقت کا تذکرہ ہے کہ ایک صاحب غرض شخص کے اشارے سے ایک شاعر نے ایک ایسی نظم لکھکے دنیا مین پھیلادی جسنے یکایک ہر طرف آگ لگادی۔ اس سے شاعر اور اُسکے مشیر کا صرف یہ مقصود تھا کہ دنیا مین کوئی فساد پیدا ہو تاکہ انقلاب زمانہ سے فائدہ اُٹھانے کا موقع ملے۔ یہ موقع تو ملا ہو یا نہ ملا ہو مگر اس مین شک نہین کہ ہر طرف جھگڑا بڑی کامیابی سے پیدا کردیا گیا۔ اصل مین عربون کے دو گروہ تھے۔ نزاری یعنی ہمارے رسول خدا صلعم کے ہم جد۔ یا یون کہو کہ جو نسل اسمٰعیلؑ سے تھے۔ اور یمانی یعنی وہ لوگ جو پیشتر سے عرب مین سکونت پذیر تھے اور یمن سے نکل کے پھیلے تھے۔ یہ نظم نزاریون کی طرف سے یمانیون کی مذمت و ہجو مین تھی۔ مگر ایسے الفاظ مین اور ایسے

وحشیانہ طریقے سے یانیون پر حملہ کیا گیا تھا کہ وہ کسی طرح متحمل نہ ہو سکے۔ اُنھون نے ہتھیار اُٹھائے اور اسپین سے لیکے ہندوستان تک جہان عرب تھے ہر جگہ آتش فساد بھڑک اُٹھی۔

واقعی زبان کا اثر انسان کے دل پر ہر چیز سے زیادہ ہوتا ہے۔ جناب علی مرتضیٰ بھی اپنے ایک شعر مین اس خیال کی تصدیق فرماتے ہین:

جِراحاتُ السِّنَانِ لَهَا الْتِيَامُ   وَلَا يَلْتَامُ مَا جَرَحَ اللِّسَانُ

(نیزے کے زخم بھر آتے ہین مگر زبان کے ڈالے ہوے زخم کبھی نہین بھرتے)

والنجم اذا ہوٰی

اے نورانی اجرام فلک! اور سلطنت فلک جفا شعار کی نہ جھپکنے والی آنکھو! تم اس دنیا کو ہمیشہ ایک ہی نگاہ اور یکسان متانت سے دیکھا ہے۔ خود دنیا اپنے گذشتہ واقعات اور اپنی عمر کے ابتدائی حالات کے بتلانے سے عاجز ہے۔ اور ان معاملات کے متعلق ہمارے سوالون کو زمانہ بھی ہمیشہ بے پروائی کے سکوت سے ٹالتا ہے۔ مگر تم سب باتین جانتے ہو۔ ہر عہد اور ہر دور کو اسی خموشی کی نظر سے دیکھتے رہے ہو۔ تمھاری یہ آنکھین جس طرح آج کھلی ہین اُسی طرح ہر وقت اور ہر زمانے مین کھلی تھین۔ کون جانتا ہے اور کسے خبر ہے کہ ان پُر لطف بہارون اور ان موپار چاندنی راتون کے مزے کن کن لوگون نے لوٹ چکا ہے؟ ان نسیم سحر کے ٹھنڈے جھونکون نے کس کس سیمتن کے گال چومے ہین اور کن کن ماہوشون کی زلفون کو پریشان کیا ہے؟ کہ معرکہ حرب سے زبردست لشکرون کے طوفان اُٹھے اور کیسی کیسی تمدنون اور کن کن ترقیون کو خاک مین ملا گئے؟ تم نے اُن سرو قدون کو بھی دیکھا ہے جو ان فرحت بخش مرغزارون پر چلے۔ اور اُن گھوڑون کو بھی جنھون نے ہرے کھیتون اور خودرَو پھولون کے تختون کو روندا ہے۔

رات کے جاگے پیارے لڑکون کی طرح جب صبح کو تم اپنی رسیلی آنکھین جھپکا جھپکا کے بند کرتے ہو اور ہماری صحبت اسے عشرت کی شمعین بھی جھلملا جھلملا کے تمھارا ساتھ دیتی ہین اُس وقت کے متعلق اکثر لوگون کا خیال ہے کہ فلک پیر کی آنکھین بند ہو گئین۔ یا یہ تمنا یہ نقصد خود کا یا اس آسمان کی زمانہ سازی ہے۔ اس ظاہری چشم پوشی کے وقت بھی

Marfat.com

یہ ہمارے حالات کی جستجو سے غافل نہین ہوتا۔ اُسوقت اُسکی آنکھون پر آفتاب کی ایک ایسی زبردست اور تیز دوربین لگی ہوتی ہے کہ دنیا کا ذرہ ذرہ نمایان ہو جاتا ہے۔ اور پوشیدہ سے پوشیدہ حالات اسکی نظر کے سامنے ہو جاتے ہین۔ الغرض کوئی وقت نہین جبکہ تم کامل توجہ اور پوری سرگرمی سے ہمارا انسپکشن (معائنہ) نہ کر رہے ہو۔

سنتے ہین کہ سکندر اعظم اور نپولین دونون نے اہرام مصری کے نیچے کھڑے ہو کے قدامت کی تصویرین دیکھنے اور اگلے انسانے سننے کی کوشش کی تھی۔ مگر یہ اُنکی غلطی تھی اگلی داستانین سننا تھین اور گذشتہ ایام کا سمان دیکھنا تھا تو ایک گھڑی بھر کے لیے ہماری طرح دنیا وما فیہا سے منہ پھیر کے تمھاری پیاری صورتون پر نظر جماتے اور تمھاری زبانِ حال سے گذری کہانیان سنتے۔ یہ بس تمھین جانتے ہو کہ ان مسطح میدانون مین جو ہمین ایک کروی صورت مین نظر آتے ہونگے کیا کیا ہوا ہے اور کیسی کیسی باتین گذر چکی ہین۔

ہمارے حالات کا سچا آئینہ تم ہی ہو۔ اور تم ہی بتا سکتے ہو کہ دنیا کیسی ہے۔ جس طرح کسی شخص کو اپنا چہرہ آپ نہین نظر آتا۔ اور جب اپنی صورت دیکھنا ہوتی ہے تو وہ تمھارے آئینے مین اپنا چہرہ دیکھتی ہے۔ زمین کی کرویت اور اُسکے نشیب و فراز ہمین جبھی معلوم ہوے جب ہیأت والون نے چاند کے نورانی آئینے مین اسکی صورت دیکھی اور ہمین بتایا۔

سچ تو یہ ہے کہ ہیأت والے بھی صرف تمھاری نازآفرینیون کو دیکھتے رہ گئے۔ اور جس طرح کوئی ظاہر پرست رندمشرب آفتِ روزگار معشوقون کے خرام ناز ہی مین مشغول رہ جاتا ہے۔ اسی طرح وہ صرف اُس اسٹیج کا تماشا دیکھتے رہ گئے جسپر ناچ ناچ کے تم خدا کی خدائی اور قدرت کے اپنی تھیٹر کو روز بروز زیادہ وسیع ثابت کرتے جاتے ہو۔ صوفی مشربی یا حقیقت بینی کی شان دکھائی تو نجومیون نے۔ اسلیے کہ وہ تمھارے خرام ناز ہی کے دیوانے نہین رہے بلکہ تمھاری زبان سے اگلی داستانین سننے کی بھی کوشش کی۔ تم ہی سے پوچھ پوچھ کے اُنھون نے دنیا کی عمر کا پتہ لگایا۔ گذشتہ فسانے دریافت کیے عجیب کی باتین معلوم کین۔ اور تمھارے ہی تجربے سے سبق لے کے اکثر آیندہ کے لیے پیشینگوئیان بھی کر دین۔

لیکن اسکے ساتھ ہم یہ بھی کہین گے کہ اپنے ان شیداون کی تمنے قدر نہ کی۔ خواہ

انھین ظاہری شان معشوقیت دکھانے کے لیے یا فلک جفا شعار سے بیہری وکج ادائی کا حق لیکے تم نے اکثر اُنکے ساتھ وہی کیا جو دنیا کے کافر ماجرا ہوش اپنے چاہنے والون کے ساتھ کیا کرتے ہین۔ تمھاری اتنی مہربانی سے تو انکار نہین کیا جا سکتا کہ منجمون کے ہر سوال کا تمنے جواب ضرور دیا۔ مگر ستم یہ تھا کہ اکثر جوابات جھوٹے اور بے اصل نکل گئے۔ منجمون نے تیر بھروسہ کرکے ایسی ایسی غلطیان کین کہ لوگون کو انکے چند دن مین ہنسنے دیکھ کے مذہب کو بآواز بلند پکار دینا پڑا "کذب المنجمون برب الکعبہ" یہ کون کہہ سکتا ہے کہ تمھین اصل واقعہ کی خبر نہ تھی یا تمھارے حافظے نے غلطی کی۔ نہین یہ ممکن نہین۔ جب سے قدیم آنکھین جو دنیا کے دیکھنے کو کھلین وہ تمھاری ہی ہین۔ تم نے عالم کو ہر پہلو سے دیکھا ہے۔ تغیرات زمانہ کا سمان تمھین خوب یاد ہے اور ملکون اور قومون کو بنتے بگڑتے تم ہمیشہ دیکھتے رہے ہو۔ بات یہ ہے کہ تمنے اپنے عاشقون اور اپنے رُخ تابان کے شیداؤن کو ناز آفرینی کی شان دکھائی بیہر دلربا ؤن کا سا جھوٹا وعدہ کر دیا اور وہ غریب اُسی طرح ایمان لے آئے جس طرح ہم ہزار بار دھوکا کھا چکنے کے بعد بھی دلفریب معشوقون کی باتون پر ایمان لے آتے ہین۔ سو دفعہ آزما چکے مگر اب بھی پیارے مہمانان شب صبح کو جھلاتے اور تمھاری آنکھون کو جھپکتے دیکھ کے رخصت ہونے کے ساتھ ہی پھر آنے کا وعدہ کرتے ہین تو دل نہین مانتا کہ اُس بات کو جو اُن نازک ہونٹون اور اس پیارے انداز سے ادا کی گئی ہون جھوٹ کہین۔

کچھ منجمون ہی پر موقوف نہین تمھاری ان پیاری صورتون نے بہتون کو دھوکا دیا۔ غریب منجمون کو تو تم نے دنیا مین جھوٹا ہی ثابت کیا اگلے دنون بہت ایسے بھی ملین گے جنکا ایمان بھی تمھارے اس رخ زیبا کی نذر ہوگیا۔ عہد قدیم کے بلند پرواز سادہ لوحون کو اپنے خالق اور خدا کی جستجو مین جب ناکامی ہوئی تو اُنھون نے نہایت ہی حُسن عقیدت اور بڑے ذوق وشوق سے تمھارے ہی آگے اپنا سر جھکا دیا۔ اور تمھاری پرستش کرنے لگے۔ تمھارے نام کے سندر اور معبد دنیا مین قائم کیے اور صبح وشام عبادت کرنے لگے۔ یہ اُنھین کی معتقدانہ جستجو کا نتیجہ تھا کہ تمھاری باہمی ترتیب وترکیب سے طرح طرح کی صورتین نظر آئین۔ اور وہ بروج قائم ہوئے جو دلستان سینہ ان فلک کی جلوہ گاہین ہین۔ یہ انھین پرشوق خدا پسندون کا تذکرہ ہے کہ بہتون نے تم سے نظر لڑا

کے اپنی آنکھین سفید کرلین ۔

جن ضعیف الاعتقادون نے اپنی عقیدت کی نظر کو دنیا ہی تک محدود رکھا او
بت پرست کہلائے اُنھون نے بھی تمھاری طرف سے بے توجہی کی ۔ انھین تمھارے
اسی عالم نور مین اپنی نازک ادا اور حور وش دیویون کی رنگین دوڑتی اور اُڑتی نظ
آئین ۔ حقیقت مین وہ سادگی کا زمانہ بھی بڑے لطف کا تھا جب اعتقاد کی نگاہو
کو یہی ناز آفرین اور دلربا دیویان آسمان پر پریون کی طرح اُڑتی نظر آتی تھین ۔ او
تمھاری ہی دھیمی روشنی مین ایک تارے سے دوسرے تارے پر جا بیٹھتین اور اپ
شان نورانیت کو تمھارے پیکر نور سے دکھاتی تھین ۔ تمھین یہ بھی ناپسند آیا کہ تمھا
جوڑ کا کوئی بہرو دنیا مین باقی رہے ۔ تمھین یاد ہوگا کہ اپنے اُس کھل کھیلنے کے زما
مین تمھارے حُسن کی کشش نے زہرہ و مشتری کی سی نازنینون کو ہمارے پہلو س
چھین کے فرشتون کی گود مین بٹھا دیا ۔

جسوقت تک مخبر صادق روحی فداہ نے بہشت کے مفصل حالات نہین بتا
تھے اور جنت کے سچے جغرافیہ کی کسی کو خبر نہ تھی اُسوقت تک یہی عالم بالا جہا
تم ہو دنیا کے خدا شناسون کا مرجع و ماوٰے اور قدیم محققین الٰہیات کا سر رشتہ
تھا ۔ وہ تمھارے ہی نورانی پیکرون مین اپنے نیک نفس و نکوکار اور مقبول بزر
کی روحون کو ڈھونڈھتے تھے ۔ اور نجات اسی کا نام سمجھتے کہ نفس انسانی اپنے
کامون اور اپنی نفس کشیون کی بدولت دنیاوی کثافتون کو چھوڑتے چھوڑتے
نور ہو کے تم مین جا ملے ۔ اسی وجہ سے وہ تمھارے پیارے چہرون سے دل لگا
لگاتے اور دنیا کی لذتون کو چھوڑتے چھوڑتے دنیا سے رخصت ہو جاتے تھے ۔ ہ
نوع کے لاکھون آدمی اسی کوشش مین زندگی تلخ کرتے کرتے مرگئے ۔ مگر افسوس ا
تک تمھارے پاس سے کسی کی رسید نہ آئی ۔ خدا جانے تم تک پہونچے یا نہین
پہونچے تو بولو کہان ہین ۔ تم اُنکا حال نہین بتاتے تو ہم خود اُنھین سے پو
کہ " اے رہ نوردِ عالمِ بالا چگونہ "

اگر ان قدیم ضعیف الاعتقادون کو چھوڑ دیجیے تو بھی اس سے انکار نہین
جا سکتا کہ آج بھی خدا شناسون کی نجات کا رُخ اُسی عالم بالا کی طرف ہے جہ

Marfat.com

تم ہو۔ سنتے ہین کہ اعلیٰ علیین کہین تمھارے ہی پڑوس مین ہے۔ اور اس آخری دور مین بھی جادو نگاہ اور دلربا حورون نے اکثر تمھارے لاجوردی محل کی کھڑکیون سے جھانک جھانک کے ہمارے مقبول اور خوش عقیدہ شہیدون کو بلایا ہے۔ تم تو نورانی پیکر فرشتے جو سب کی آنکھین بچا کے تمھارے پاس سے دنیا مین اُتر آکے ہین اور بندون کے پاس خدا کا پیام لاتے رہے ہین۔ صرف تمھارے قیاس پر ہم انکی خوبصورتی کے بھی اس قدر معترف ہوگئے ہین کہ اپنے پری رُخ دلربأن کے حسن و جمال کی تشبیہ مین انھین کے خیالی خوبصورت چہرون سے کام لیتے ہین۔

اگرچہ قرآن پاک مین خداوند جل و علا فرما چکا کہ "نحن اقرب الیہ من حبل الورید" اس مین شک نہین کہ بمقابل ہمارے تمھین خدا سے زیادہ قربت ہے۔ اُسکا باشان و شوکت تخت تمھارے ہی قریب ہے۔ اور ہر رات کو وہ تم سے اور زیادہ قریب ہوجاتا ہے۔ یہی چیز ہے جسکی وجہ سے ہر چیز کی بلندپروازی کا رُخ تمھاری ہی طرف رہتا ہی کی تو تمھارے ہی رُخ زیبا کی طرف رہتی ہے۔ نگاہون کو تمھاری ہی جانب اُٹھنے مین اچھا اور کھلا میدان ملتا ہے۔ ہمارے خیالات کی بلندی کا مرجع تمھین ہو۔ ہماری آہون کا دھوان ہماری فریادون کو لیکے تمھارے ہی پاس جاتا ہے۔ اور ہم دیکھتے ہین کوئی ضعیف سی ضعیف بڑھیا بھی جب اپنی آرزوؤن اور تمناؤن کو خدا کے سامنے پیش کرنا چاہتی ہے تو اُسکا حسرت نصیب چہرہ تمھاری ہی طرف ہوتا ہے۔ اور انھین باتون کو دیکھ دیکھ کے ہم نے یقین کرلیا ہے کہ ہماری روحین بھی قفس عنصری سے چھوٹتے ہی تمھارے نشیمنون کا راستہ لیتی ہین۔

باوجودیکہ زمانہ بہت آگے بڑھ آیا۔ تمھارے وہ پھندے جو اگلی دنیاداون کے گلون مین پڑے ہوے تھے ٹوٹ گئے۔ دنیا پہ تمھاری حکومت اور تصرفات جنکو قدیم زمانہ کے کاہن مانتے تھے اور موجودہ منجم مان رہے ہین اب ہم اُن کے معتقد نہین۔ اور آج تمکو بھی خالق اکبر کا ایک اپنا ہی سا بندہ سمجھتے ہین۔ مگر پھر بھی ہم تمھارے اور قسم کے تصرفات سے انکار نہین کرسکتے۔ یہ ماننا ہی پڑتا ہے کہ ہمارے کلبہ ہاے احزان تمھارے ہی چراغون سے روشن ہین۔ اور دنیا مین ہر مخلوق کی زندگی تمھارے ہی دم سے ہے۔ تمھاری ہی تاثیرین اُس خوشنما اور جانبخش سبزے کو اُگاتی ہین جو ہماری

بے تکلفیون کا فرش ہے ۔ تمھاری ہی نازک کرنین اُن خوبصورت پھولون کو کھلاتی ہین جنھین ہم نے اپنے دلرباؤن کے گلے کا ہار اور اپنے معشوقون کے کانون کا زیور بنا رکھا ہے ۔ افسوس سائنس کی بحث ہمارے مضمون مین بیمزگی اور خشکی پیدا کر دیگی ورنہ بتاتے کہ دنیا مین جو کچھ ہو رہا ہے اور صفحۂ ارض کی ان چلتی پھرتی چیزون مین جہان تک زندگی ہے سب تمھارے دم سے وابستہ ہے ۔ اور یہ سارا انتظام عالم تمھارے ہی سچا نفسیون سے چل رہا ہے ۔

اور سب باتون کو جانے دو ۔ وقت کی تقسیم اور زمانہ کا اندازہ ہم تمھاری ہی مدد سے کر سکے ۔ یہ سال و ماہ اور دن بلکہ گھڑی اور پل تک سب تمھاری ہی حرکت اور تمھارے ہی پہلو بدلنے کی بدولت ہمین نصیب ہوے ۔ تم نہ ہوتے تو ہماری تاریخین بیکار ہوتین ۔ اور ہم مین چھوٹے بڑے کا فرق بھی مشکل سے نظر آتا ۔ بزرگون کے عُرس ۔ خُردون کی سالگرہین ۔ اور یار کے روز بدلنے اور اکثر جھوٹ نکلنے والے وعدے ۔ سب مین تمھارا جلوہ نظر آرہا ہے ۔ اور آج بھی ہم مین ایسے بہت لوگ ہین جنکی پیدایش کے ساتھ ہی تمھارے حرکات واوضاع کا پتہ لگایا جاتا ہے اور جو اپنی زندگی کا ہر واقعہ اور ہر ارادہ تمھارے ہی تابع رکھتے ہین ۔ اُنکے لیے تم خوف و رجا کے فرشتے ہو ۔ اسلیے کہ اُنکی امیدین تمھاری ہی خوش دمنی پر لگی رہتی ہین اور تمھاری پُرغضب رفتار سے وہ سہم سہم جاتے ہین ۔ تمھاری حرکات کو دیکھکے کبھی اُنھین قیامت کا ڈر ہوتا ہے ۔ کبھی زلزلے کی پیشین گوئیان کیجاتی ہین ۔ کسی جگہ مریخ کی خون آلود سرخی دیکھ کر قتل و خون کا دھڑکا ہوتا ہے ۔ اور کسی کی نظر مین دنبالہ دار تارون کی خوفناک روشنی صفحۂ ارض پر جھاڑو پھیر دینے پر آمادہ دکھائی دیتی ہے ۔ ایک گھڑی کا بھر کا کسوف وخسوف اہل زمانہ کو دہلا دیتا ہے کہ دیکھیے اب کیا ہوتا ہے ۔ روشنی مین مہیب دھبا پن نظر آتا ہے ۔ چہرے پژمردہ ہو جاتے ہین اور پھول کمھلانے لگتے ہین ۔ وہ جو کہتے ہین کہ " قیامت آتی نہین مگر اُسکی ہُولین مارے ڈالتی ہین " ۔ سچ تو یہ ہے کہ اُن ہولون کا سلسلہ تمھارے ہی دم قدم کے ساتھ ہے ۔

مگر تمھارے یہ نازو نیاز جتنے ساتھ ہین اُنھین کے ساتھ ہونگے ۔ ہمنے تو تم سے ہمیشہ فائدہ ہی اُٹھایا ۔ ہمارے سامانِ عشرت کی رونق تمھین سے ہے ۔ کچھ یہی نہین کہ تم

Marfat.com

غریب کے جھونپڑے کے چراغ ہو۔ نہین امرا کی صحبتین بھی تمہاری ہی وجہ سے پرلطف بنی ہوئی ہین۔ عیش کی صحبتون اور دلچسپی کی محفلون مین جب ہی لطف آتا ہے جب آسمان کے شامیانے مین تمہاری روشن ہانڈیان لٹک رہی ہون۔ بیوفائی اور وعدہ فراموشی پر بھی پیارے مہمانان شب کبھی کبھی آہی جاتے ہین مگر وہ لطف کچھ اور ہی ہوتا ہے کہ رات کی جس سیاہ چادر کو وہ اوڑھ کے آئے ہین اُس مین تمہارا نقرئی و طلائی لچکا بھی لگا ہے۔ صحن گلشن کا مزہ لوٹنے والے ہر صبح و شام کو پہونچتے اور معشوقان چمن کے مسکرانے کو شوق کی نگاہون سے دیکھتے ہین۔ مگر اُن سے کہو ان معشوقان بزم قدرت کا تماشا اندھیری رات مین دیکھین جبکہ کسی شوخ و نازنین کی طرح یہ پھول تمہاری ہلکی روشنی مین اپنے حسن کو چھپا چھپا کے ظاہر کرتے ہین۔ اُسوقت یہ دلربایان چمن زیادہ بے تکلف ہوتے ہین اور بمقابل دیگر اوقات کے اُسوقت تمہاری نازک اور نرم کرنون کے گدگدانے سے انھین ہنسی بھی زیادہ آتی ہے۔

وہ لق و دق ریگزار جہان کسی کے نقش قدم کا پتہ ہی نہین چلتا۔ ان مین بھی ہیبتناک ٹیلون پر کالی رات کی جو سیاہ چادر پڑی ہے اُسے تمنے ملگجا کر دیا ہے۔ انھین اُسوقت کے بھورے بھورے تودہاے ریگ مین سے شب رو قافلون کے اونٹون کی قطارین نکلتی ہین اور انھین مین چھپتی ہین اور تمہاری ہی رہبری سے منزل اقامت کی طرف رخ کیے چلی جاتی ہین۔ وہ ناپیدا کنار سمندر جہان مہینون خشکی کا پتہ نہین لگتا۔ پرآشوب لہرین جہاز کے ساتھ خوفناک شوخیان کر رہی ہین۔ سمندر نہنگ اجل بن بن کے بار بار اپنا پُرغضب اور کف آلود منہ کھولتا ہے کہ جہاز کو لقمہ بنائے مگر تقدیر کی ناخدائی کے ساتھ ناخدا کی نظر تمہاری طرف ہے۔ اور تمہارے ہی اشارون پر وہ اطمینان کے ساتھ ساحل کو تلاش کرتا چلا جاتا ہے۔ اگلے ناخداؤن ہی کی نظر تمہارے روشن چہرون سے نہین لگی ہوئی تھی بلکہ آج بھی موجودہ کمپاس کا رُخ قطب تارے کی طرف ہے۔ یہی نہین ہر جگہ اور ہر صحبت مین تمہاری نازک شعاعین ایک ذوق اور حوصلہ پیدا کر رہی ہین۔ محفل جانان مین تم اگر ہماری نظر کو کسی کے رخ زیبا تک لیجاتے ہو تو صف جنگ مین بہادرون کے نیزے اور جانبازون کی تلوارین تمہاری کرشمہ خیز ادا‌ؤن کا نمونہ بنی ہوئی ہین۔

اگر تمھاری پیاری صورتین دکھانے کے لیے کوئی کمسن اور حور وش زچہ اپنے چالیس دن کے عزلتکدے سے نکال کے کھُلے آسمان کے نیچے لائی جا رہی ہے تو تمھاری ہی چھاؤن مین نازک بدن کا فرادائین گنگا کی پرستش کو جا رہی ہین۔ جہان پانی کی سطح پر تمھاری تصویر کے ساتھ نسیم سحری کی سکھائی پڑھائی لہرون کو شوخیان اور گستاخیان کرتے دیکھ کے خدا کی قدرت یاد کرینگی۔ اور کیا عجب کہ اپنے شیداؤن کی گستاخیان اور دست درازیان یاد کرکے شرما بھی جائین۔

اے آتشین اندامان فلک! تمھاری اسوقت کی حسرتناک نگاہین بتا رہی ہین کہ ہماری دنیا کی ان حور وش زاہد فریبون نے تمھارا دل بھی تمھارے اختیار مین نہین رکھا۔ تمھاری صورت کہے دیتی ہے کہ ہماری طرح تم بھی حرمان نصیب ہو۔ تمھاری آنکھین ڈبڈبا آئی ہین اور تمھارے آنسو خوبصورت پھولون کا منہ دھو رہے ہین۔ افسوس تمھارا دل دُکھا۔ اور اسکے ساتھ ہی تم نے ہمارا بھی دل دُکھا دیا۔ اُن کافر ماجراؤن کے تو بانکپن حُسن نے تمھاری متانت مین فرق ڈالا۔ تمھاری روشن پیشانیون نے منظر ماند اور صبح کا چراغ بنکے ہمارے دلربا ہم آغوشون کو رخصت کی گھڑی یاد دلائی۔ اور ہمین حسرتمند چھوڑ کے وہ بھی اُسی گنگا والون کے ناز آفرین غول مین جا ملے اور غائب ہوگئے۔

ہم تمھاری نحوست اور تمھارے خوفناک اثرون سے نہین ڈرتے۔ اپنی صحبت مین ہر جگہ تمھین غنیمت پاتے ہین۔ تمھارے دیے ہوے بہت سے صدمے ہمنے اپنی کوششون سے مٹا دیے۔ جبوقت سے ریلوے ٹرین جاری ہوئی اُسوقت سے تمھاری صبح کی نحوست کے ساتھ ہمین سفر غربت پر کمر باندھنے والے احباب کے چہرے کم نظر آتے ہین۔ پیارے دوستون کا آخری دیدار کچھ ضرور نہین کہ تمھاری ڈبڈبائی ہوئی آنکھون کے ساتھ ہو۔ مگر آہ! پھر بھی دلستان مہمانان شب اسی وقت رخصت ہوتے ہین۔ رات کا مہکتا ہوا پھولون کا زیور اُنکے مہکتے ہوے کندنی رنگ کے گلون پر اُسی وقت باسی ہو جاتا ہے۔ دامن شمع مین خوشی سے شہید ہو جانے والے حسن پرست پروانون کی بے کفن لاشین اسی وقت نظر آتی ہین۔ وہ چھیلا ذوق و شوق سے پلٹتا جسکے بعد ہزارون حسرتون کا سامنا ہوگا اسی گھڑی کے ساتھ مخصوص ہے۔

لیکن ان باتوں کو چھوڑ کے اگر ہم تمھاری اصلیت دریافت کرنے کی طرف توجہ کریں تو ہمارے خیال کی پرواز تم سے ٹکرا کے واپس آتی ہے اور کچھ پتہ نہیں چلتا کہ تم کیا ہو اور کیوں ہو۔ تم نے سارے عالم کو حیرت میں ڈال رکھا ہے اور انسان کے سامنے ایک ایسا طلسم بنا دیا ہے جسکا راز آج تک کھلا ہے اور نہ کھلنے کی امید ہے اتنا تو خداوند پاک نے بتا دیا کہ "اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ وَجَعَلْنَاهَا رُجُومًا لِّلشَّيَاطِينِ" تمھاری یہ خوبیاں جو قرآنِ پاک سے معلوم ہوئیں ان میں کیا شک ہو سکتا ہے؟ ہم خود اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ روز دیکھتے ہیں کہ تمھارے چراغ قصر فلک پر جگمگا رہے ہیں۔ اور دشمنوں کے دفع کرنے اور مارنے کے لیے تم نے دنیا والوں سے پہلے ہی آتشبازی کا فن ایجاد کر لیا ہے۔ مگر جو راز نہیں حل ہوتا وہ یہ ہے کہ تم کیسے ہو اور کیا ہو؟۔

ہمنے اپنی کوششوں سے تمھاری مسافت بھی دریافت کر لی۔ جانتے ہیں کہ تم کتنی دور ہو اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ تم کتنے بڑے ہو۔ ہماری دقیقہ رس نگاہیں یہ بھی دریافت کرتی جاتی ہیں کہ تم کس قسم کے مادوں سے بنے ہو۔ یہ سب ہے مگر یہ نہیں خبر کہ ہماری طرح کی جیتی جاگتی مورتیں بھی تمھاری فضا میں چلتی پھرتی نظر آتی ہیں یا یوں ہی سناٹا پڑا ہوا ہے۔ یہ ہماری سی بہار و خزاں۔ یہ ہم لوگوں کی سی زندہ دلی و مذاق کی صحبتیں تمھارے سواد میں بھی ہوتی ہیں یا ایک عام مردہ دلی و بدمزگی حکومت کر رہی ہے۔ ہماری طرح پری رُخ نازنینوں کو تم بھی اپنی گود میں لیے ہو یا خدا نے وہ دل و دماغ ہی نہیں دیا کہ حسن و عشق کی باتوں میں تمہیں مزہ آئے۔

ان جزئی باتوں کو بھی جانے دو۔ تمھارے عام نظام اور باہمی تعلقات پر نظر ڈالتے ہیں تو اور حیرت ہوتی ہے۔ آخر یہ نہ تھکنے والی مستمر سیر و سیاحت کیوں؟ اور یہ سرگردانی کس لیے؟ کہ شوخ مزاج معشوقوں کی طرح کبھی نچلے بیٹھتے ہی نہیں کچھ عقل کام نہیں دیتی کہ یہ قدرتی گورکھ دھندا کہاں تک پھیلا ہوا ہے؟ اور یہ کرّی اجرام نور کیوں اور کس غرض سے لڑھکتے پھرتے ہیں؟ قدرت کا بازیگر یہ تماشا کیسے اور کیوں دکھا رہا ہے؟ اور ان بڑے بڑے عظیم الشان کروں کو ایک دوسرے کی کشش اور مقناطیسی قوت پر تھامے کیوں نچا رہا ہے؟

Marfat.com

تمھارے ان رموز نے ابتداءً انسان کو تمھاری پرستش پر آمادہ کیا - پھر تمھارے نورانی مرکز کو عالم آخرت کا دلفریب سواد ثابت کیا - اور اب حیران کیے ہوے ہو کہ آخر تم ہو کیا ؟ اور کیون ہے کہ دیکھتے ہین اور پاس نہین جا سکتے ۔ دریا کنارے بیٹھے ہین اور قدم آگے بڑھانے کی جرأت نہین ہوتی - اس آخری عہد کے اُولوالعزمون مین سے اکثر کوشش کر رہے ہین کہ کسی طرح اُڑ کے تمھارے پاس آ پہونچین - بلند سے بلند پہاڑون پر چڑھ کے رُک گئے اور آگے راستہ نہ ملا - تو پ سے قوی غبارون مین بیٹھکے اُڑے - ادھر تے مرتے بچے - سب کچھ ہوا مگر اسکی کوئی صورت نہ نظر آئی کہ کرۂ ارض سے نکل کے کسی اور کُرے مین جا بیٹھین - انسان کا خیال تھک گیا اور تمھارے عقدے آجتک ویسے ہی لاینحل ہین -

بیشک یہی انسانی عجز خدا کی وحدت و قدرت کا ثبوت دیتا ہے - اور جسطرح ہمارے سرورکائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام تہجد کے وقت آسمان کی طرف دیکھ کے فرماتے تھے " ربنا ما خلقت ہذا باطلا " اسی طرح ہم بھی یہی کہ کے اپنا مضمون ختم کرتے ہین کہ " ایسا اور اتنا بڑا قدرتی طلسم جھوٹ اور بے اصل نہین ہو سکتا "

وَاِذَا النُّجُوْمُ انْکَدَرَتْ

" جب ستارے بے نور ہو جائین گے " بیشک ایسا ہی ہوگا - جو شک کرے کافر بلکہ اس سے بھی زیادہ کہ " آسمان پھٹ جائین گے - تارے ٹوٹنے لگین گے - اور پہاڑ اُڑتے پھرینگے " مگر آخر یہ بھی تو معلوم ہو کہ کب ؟ اور وہ کونسی گھڑی ہوگی جب یہ خوفناک منظر نظر آئیگا ؟ قریب قریب تمام مذہبون نے پیشین گوئی کی ہے کہ یہ زمین و آسمان کا ڈھیر ایکدن بگڑے گا - اور دنیا کی اس تمام عمر مین دنیا والون نے جو کچھ بنایا ہے ایک گھڑی بھر مین مٹ کے رہجائیگا - مگر " کب ؟ کس گھڑی ؟ اور کس دن ؟ " اسکا جواب نہ اگلے پیمبرون اور خداترس بزرگون سے ملا - اور نہ پُرانے غیب کی باتین بتانیوالے کاہنون سے جب پوچھا اور جس سے دریافت کیا یہی سُنا کہ " کل " کسی کو اتنا بھی ترس نہ آیا کہ ہماری تسلی ہی کے لیے سہی کل کی جگہ پرسون کا لفظ استعمال کر دیتا -

لیکن وہ کل نہین جو ہمارے دنیاوی وعدون مین استعمال کیجاتی ہے - کل

Marfat.com

رات کے پیارے صحبتون اور شب وصل کے دلربا ہم آغوشون کی کل ہے کہ موذن کی آواز سنتے ہی ایک ناز کے ساتھ اُٹھے اور کل کا وعدہ کرکے گئے تو آجتک آتے ہین ۔ اور شاید قیامت کو آئین تو آئین ۔ مگر سمجھ مین نہین آتا کہ فردائے قیامت اور وعدۂ یار سے کیا تعلق ؟ ایک مین ہائے تاگہانی کا دھڑکا ہے ۔ اور دوسرے مین لطف ومسرت کی گھڑیون اور عیش وعشرت کے سامانون کا انتظار ۔ عشرت کی گھڑیان چاہے کیسی ہی مصیبت سے نصیب ہون مگر مزے کی ہوتی ہین ۔ اور اسی وجہ سے وصال کی مبارک ساعت ہزار جھوٹے وعدون پر ٹالی جائے مگر مقصد وری وآرزومندی کی امید پر خوشی خوشی جھیل لیتے ہین ۔ لیکن یہ تو قیامت ہے کہ مصیبت مین مبتلا ہونے اور بنا بنایا کھیل بگڑنے کے لیے بھی ویسے ہی نہ پورے ہونیوالے وعدون اور نہ آچکنے والی فرداؤن سے سابقہ پڑے ۔

تاہم یہ کوئی غیر معمولی بات نہین ۔ موت کو بھی ہمیشہ ہی سنتے رہے کہ کل آئیگی مگر [illegible] نے والے جانتے ہین کہ مصیبت کی کٹھن گھڑیون اور ہجران نصیبی کی پہاڑ راتون مین [illegible] زندگی اجیرن ہو ہو گئی ہے ہم نے کس کس طرح آسمان کی طرف دیکھ دیکھ کے اس موت [illegible] آرزو کی اور یہ کمبخت نہ آنا تھا نہ آئی ۔ اکثرون کو مہینون جھینک جھینک کے اور بستر مرگ پر پڑ کے مرتے دیکھا تو خیال گذرا کہ ٹھیک وقت نہ معلوم ہو نہ سہی مگر موت چند روز پیشتر سے نوٹس ضرور دیتی ہے ۔ لیکن اسکے ساتھ جب اپنے بعض اچھے خاصے جیتے جاگتے اور بولتے چالتے دوست آنافانا گر کے دم توڑ دیتے نظر آئے تو ادھر سے بھی مایوسی ہوگئی اور وہی کل کی دھمکی خیال کی آنکھون کے سامنے پھرنے لگی ۔ واقعی موت بھی ایک قسم کی قیامت ہی ہے ۔ کسی نے پوچھا قیامت کب ہوگی ؟ "کسی نے کیا خوب جواب دیا کہ "جس روز تم مروگے قیامت صغریٰ ہوگی اور جس روز ہم مرینگے قیامت کبریٰ ۔"

اگلے فیلسوف قیامت کے قائل نہ تھے ۔ اور ہمین بھی اُنکے انکار کی چندان پروا نہ تھی ۔ دل مین کہتے تھے کہ "عیسیٰ بدین خود ۔ موسیٰ بدین خود" اور اسی وجہ سے ہم اپنے مذہبی عقائد کے متعلق اُن فیلسوفون کے قیاسی دعوون کی طرف کبھی توجہ [illegible] کرتے تھے ۔ انھون نے ہمارے قیامت کو نہ مانا اور ہمنے بھی کبھی ساعت [illegible] ۔

Marfat.com

گر موجودہ فیلسوف اور خاصتہً ہیأت والے بہت کچھ تحقیقات اور بڑی چھان بنا کے بعد ہمارے ہم خیال ہو گئے اور ایک حد تک قیامت کے قائل نظر آتے ہین۔ وہ کہتے ہین کہ یہ گول گول نورانی گیند جو قدرت کے وسیع ولامتناہی میدان مین ایکدوسرے کے گرد چکر لگاتے پھرتے ہین روز بروز قریب بھی ہوتے جاتے ہین۔ اور یون ہی پاس آتے آتے ایکدن اس زور سے لڑین اور ٹکرائین گے کہ ساری آبادی اور یہ سارا بنا بنایا کھیل دم بھر مین بگڑ جائیگا۔ چاند آکے زمین کو زور سے ٹکر دیگا اور زمین آفتاب سے جا بھڑیگی۔" پھر بتائیے کہ ہماری اُس مذہبی قیامت مین کسر ہی کیا اُٹھ رہی ہے ان دعوائے تحقیق کرنیوالے علمائے ہیأت کو اس امر مین اپنا ہم خیال وہم زبان دیکھ کے ہم حماقت سے سمجھ گئے کہ انکی سب باتین سچ اور قابل اعتبار ہین۔

تجربہ سے معلوم ہوا کہ ہم کچھ اپنی اُس پہلی ہی حالت مین اچھے تھے کہ جو باری برحق سے سُن لیا تھا اُسے اطمینان کے ساتھ مانے ہوئے تھے۔ اور اُس کے خلاف کسی آواز کی طرف کان ہی نہ لگاتے تھے۔ قیامت اور موت دونون کے بارے مین پورا پورا ایمان اور عقیدہ تھا کہ آئین گی ضرور۔ اور اسکے ساتھ یہ بھی تسلیم کر رہے تھے کہ وقت نہین معلوم آج ہی آجائین تو تعجب نہین۔ اور ہزار سال بعد آئین تو بھی ممکن ہے۔ انصاف کرنا چاہیے کہ یہ اطمینان چاہے کیسا ہی انتظار کرائے مگر کسی قدر مزے کا تھا۔ لیکن ان جدید ہیأت والون نے افسوس یہ اطمینان بھی کھو دیا۔ اور اس مصیبت مین ایک حالت پر نہ بیٹھنے دیا۔

افسوس! ان لوگون نے رموز قدرت مین دخل دیا اور ہمین اپنے ساتھ لے کے بیوقوف بنے۔ دنیا مین قیامت کے وعدے ہمیشہ اس خوبصورتی اس ٹیپ ٹاپ اور اس شان کے ساتھ کیے گئے کہ اگرچہ وعدہ کل ہی کا تھا مگر باوجود ہزار سال گذر جانے کے آج بھی کوئی نہین کہہ سکتا کہ کوئی وعدہ غلط ثابت ہوا یا اُسکا وقت آکے ٹل گیا۔ لیکن کرات فلکی کی گردش دیکھتے دیکھتے ہمارے نئے ہیأت والون کا کچھ ایسا سر پھرا کہ قیامت کے لیے ایک خاص وقت معین کر دیا۔ اور ساری دنیا والون نے پکار کے کہدیا کہ "۱۳ - نومبر ۱۸۹۹ء کو آئیگی"۔ مذہبی امور مین ہم ایسے وعدون کے کبھی عادی نہ تھے نجومی جو اس قسم کی غیب کی باتین بتایا کرتے تھے اُنکی نسبت بھی کہدیا گیا کہ "کذب المنجمون

برب الکعبہ"۔ اور اسی سبب سے اس سے پیشتر کبھی ہم سے ایسا وعدہ نہین کیا گیا تھا جو پورا نہ ہوا ہو۔ مگر ان نئے محققین کے دھوکے مین آکے ہم دیکھتے ہین کہ ابتدائے عالم سے اسوقت تک کے تمام وعدہاے قیامت مین صرف ایک وعدہ غلط نکل گیا۔

خیال کرنے کی بات ہے کہ وہ معینہ تاریخ جسپر ہمارے بہت سے سادہ لوح خوش عقیدہ ایمان لاچکے تھے کیسی گذری ہوگی۔ ہجران نصیبی کی قیامت نمار اتین ہمارے بہت سے دوستون نے جھیلی ہین۔ کسی وعدہ فراموش کے انتظار کی بیچینیان اکثر احباب کے سر گذر چکی ہین۔ مگر اس وحشتناک دن کا اضطرار و اضطراب کچھ اور ہی رنگ کا تھا۔ سرشام ہی دنیا کے تمام کامون سے فراغت کرکے بلکہ اپنے زندگی سے ہاتھ دھوکے اور کفن پہن پہن کے بیٹھے ہین اور قیامت کا انتظار کر رہے ہین۔ ہر عزیز ہر دوست بلکہ ہر شخص اور ہر چیز کی طرف اس خیال سے نظر دوڑا رہے ہین کہ جی بھر کے دیکھ لین اسلیے کہ پھر دیکھنا نصیب نہ ہوگا۔ یہ جانتے ہین کہ مرگ انبوہ جشنے دارد مگر پھر بھی دوستون سے بچھڑنا اور جنھین چاہتے ہین اُن سے رخصت ہونا بھی قیامت ہی کا سامنا ہے۔ تاہم اس تمام سامان مرگ مین ایک لطف ضرور ہے۔ جو جہان ہے وہین بیٹھے بیٹھے اور خوش خوش مرنے اور جان دینے پر تیار ہوگیا اور انتظار کی گھڑیان گن رہا ہے۔ اور گھڑیان بھی کون گھڑیان جو بہت بڑی ہین اور کسی طرح کاٹے نہین کٹتیین۔ انتظار چاہے کسی چیز کا ہو بُرا ہوتا ہے۔ خوشی و کامرانی کا انتظار بھی خون کے آنسو رُلوا دیتا ہے۔ نہ کہ موت اور قیامت کا انتظار۔ سچ تو یہ ہے کہ بار بار آسمان کی طرف نظر اُٹھا اُٹھا کے دیکھ رہے ہین کہ تارے ٹوٹا ہی چاہتے ہین۔ آسمان جو دنیا والون کی مصیبتون پر ہمیشہ خوش ہوتا رہا ہے ہماری تباہی و بربادی پر سرور ہو کے طرح طرح کی اور رنگ برنگ کی آتشبازی چھوڑیگا۔

اب تارون سے نظر لڑاتے لڑاتے نگاہین تھک چلی ہین۔ اُس بیوقوف کی طرح جو لوگون کے کہنے سے اپنے آپ کو مردہ سمجھ کے لیٹ گیا تھا بن بن کے اور آنکھین بند کر کرکے لیٹتے ہین کہ قیامت کے ساتھ فنا ہونے ہی کو ہین۔ مگر بیصبری و اضطراب سے پھر آنکھین کھل جاتی ہین۔ اور حیرت سے دیکھتے ہین کہ وہی آسمان سر پر قائم ہے اور اُسی طرح تارے آنکھین پھاڑ پھاڑ کے دیکھ رہے ہین۔ دل گھبرا گھبرا کے کہتا ہے کہ ہم ہے

Marfat.com

تو کسی طرح مرچکین - قیامت کو آنا ہے تو آنے دیر کس بات کی؟ مگر نہین - آسمان مین کسی قسم کا تغیر نہین ہوتا - ایک آدھ تارا یون تو روز ہی ٹوٹ جاتا ہے مگر آج انھون نے ٹوٹنا کیسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے آنکھ جھپکانے کی بھی قسم کھالی ہے - الغرض اسی بیتابی و بیقراری مین خدا جانے کن الجھنون اور پریشانیون کے ساتھ ساری رات کاٹی - تارے گن گن کے صبح کی اور آخر سمجھے نہ ابھی مرنے کی گھڑی آئی ہے نہ قیامت یہ صرف لوگون کے نقرے مین آکے بیوقوف بنگئے تھے -

قسطنطنیہ پر مسلمانون کا تسلط ہونے سے پیشتر یورپ کے ایک مسیحی بزرگ نے پیشنگوئی کی تھی کہ "مسلمان جب قسطنطین اعظم کے دار السلطنت پر حملہ کرینگے تو انکو برابر کامیابیان حاصل ہوتی جائینگی - اور مسیحیون کا خون گراتے ہوے خاص مقدس کنیسۂ سینٹ صوفیا تک پہونچ جائین گے - بس جیسے ہی وہ یہان تک پہونچین گے ایک خاص فرشتہ آسمان سے اُترے گا - اور ایک غریب عیسائی کے ہاتھ مین لڑائی کا کوئی حربہ دے گا جسے لیکے وہ مسلمانون کو مقہور و مغلوب کر دیگا - اور اُنھین شکست دیکے دریاے فرات تک ہنکا آئیگا" یہ پیشین گوئی یا بشارت ہر عیسائی کے دل کو خوش کر رہی تھی کہ سلطان محمد فاتح کا لشکر پورے جوش و خروش کے ساتھ قسطنطنیہ مین داخل ہوا - شکست خوردہ اور حسرت زدہ عیسائی دل مین اسی امید کا چراغ روشن کیے ہوے چارون طرف سے بھاگ بھاگ کے سینٹ صوفیا مین جمع ہوے اور اُسکے دروازے بند کر کے اُس فرشتے کے اُترنے کا انتظار کرنے لگے - ہر شخص کی نظر کبھی آسمان کی طرف جاتی تھی اور کبھی حملہ آورون کی طرف - مگر بقول گبن کے "وہ مجہول فرشتہ نہ اُترنا تھا نہ اُترا اور مقدس کنیسے کے دروازے چیر ڈالے گئے"

اسی قسم کی دل لگی اس موقع پر ہمارے نجومیون اور علماے ہیأت کی قیامت نے کی کہ ساری رات موت کا انتظار کرتے کرتے صبح ہوگئی - اور دیکھتے ہین تو بیچارا زندگی کی بدولت ویسے ہی ہٹے کٹے بیٹھے ہوے ہین -

اس صبح کا سین بھی لطف سے خالی نہ تھا - آفتاب کی پہلی نرم و نازک کرنون کی ہلکی ہلکی روشنی مین بار بار غور کر کر کے ایک دوسرے کو دیکھتے ہین - شبہہ ہے کہ ہم زندہ ہین یا مرچکے؟ اس عالم مین ہین یا اُس عالم مین؟ آخر اپنے مومن و دیندار اور ناجی

Marfat.com

ہونے کی بدولت تخفیف عذاب ہوئی ہی ہوگی۔ کہیں ایسا تو نہیں ہو کہ تاروں کے ٹوٹنے سے پہلے ہی قیامت سانپ کی طرح چپکے سے سونگھ کے چلی گئی۔ اپنی حالت و وضع پر غور کر رہے ہیں کہ وہی ہے یا کچھ بدل گئی۔ علائق دنیوی کو دل میں ٹٹول رہے ہیں کہ باقی ہیں یا زمین و آسمان کی طرح تشریف لیگئے۔ آسمان کو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کے دیکھتے ہیں کہ وہی ہے یا کوئی دوسرا۔ غرض الف لیلہ والے سوتے جاگتے کے قصہ کا ہیرو ابوالحسن شاید ایکدن کے لیے خلافت پا کے اتنا دیوانہ نہ ہوا ہوگا جتنا کہ اس ہمت نے ہمیں بنا دیا۔

زمانہ با تو نسازد تو با زمانہ بساز

بیشک! بیشک! آفرین ہے اُسے جسکا یہ قول ہے! اور خدا رحمت کرے اُس پر جس نے یہ بےبہا نصیحت کی! کیسی ہی مصیبت میں مبتلا ہوں یہ مصرع خیال میں آیا اور گویا کسی نے زخم جگر پر پھاہا رکھ دیا۔ کیسی ہی مایوسی و ناامیدی ہو اس قول کو سُنا اور ہمت بندھ گئی۔ اور گویا صدہا آرزوئیں دل میں پیدا ہو گئیں۔ اگر افلاس کی مصیبت ہے تو دولت و اقبال کا سامان پیش نظر ہو گیا۔ اگر دوستوں کے مرنے کا غم ہے تو اُنکی روحیں سامنے آ کے تسلیاں دے رہی ہیں۔ اگر فراق جانان کا الم ہے تو عالم خیال ہی میں سہی مگر عشرت کدۂ جانان میں جا پہنچےگئے۔ اور غریب الوطنی ستاتی ہے تو صبح وطن کو خواب میں دیکھ رہے ہیں۔ الغرض یہ وہ فرحت بخش باغ ہے جس میں ہر رو مند آ کے اپنا دل بہلاتا ہے۔ اور وہ چشمہ ہے جس سے ہر پیاسا سیراب ہے۔

وہ امیدوار جو ہر دروازہ سے مایوس پلٹتا ہے۔ ہر طرف سے ناکامیوں کی صورتیں دیکھتا ہے۔ بال بچوں اور متعلقین کی مصیبت پر حیران ہے اور اپنی زندگی سے عاجز۔ ہر تدبیر میں ناکامیاب ہو چکا ہے۔ ہر اُمید کو خاک میں ملا چکا ہے۔ محرومی قسمت پر پچھتاتے پچھتاتے جب کبھی اس مصرع پر خیال کرتا ہے تو فوراً دل میں ایک امید کا چراغ روشن ہو جاتا ہے۔ ساتھ ہی کوشش کے پاؤں میں غیر معمولی اور بھونا طاقت آ جاتی ہے ہمت باندھ کے اُٹھتا ہے۔ نئی ہمت اور نئے جوش کے ساتھ تگ و دو کرتا ہے۔ اور آخر

Marfat.com

کامیاب ہوتا ہے۔

وہ زمانے کا ستایا ہوا جسکے دلی اور جانی دوست اُسکے دل کو نہ بھولنے والی چوٹ دیکے موت کی نیند سوئے اور کفن پہن کے آغوش لحد مین لیٹے ہین۔ جانتا ہے کہ یہ ہمیشہ کے لیے دنیا دیگئے۔ طبیب کی دوا۔ مُلا کے تعویذ۔ ماں باپ کی دعا۔ بچون کی زاروناری اور بیوہ کی آہ وزاری۔ الغرض کوئی چیز چاہے کیسی ہی موثر ہو اُنھین اُٹھا کے نہین بٹھا سکتی۔ حشر مین بھی اُٹھنے کی امید ہے تو موہوم۔ اسلیے کہ قیامت ادا محشر خرام بیسیون دفعہ انکی خوابگاہ پر آئے اور صدہا ٹھوکرین لگا کے چلے گئے۔ مگر اُٹھنا کیسا تم نے کروٹ بھی نہ لی۔ لیکن باوجود ان تمام باتون کے اور ہر طرح کی نا امیدیون کے جب وہ دل مین کہتا ہے کہ یہ تو دنیا مین روز ہی ہوتا رہتا ہے۔ زمانے نے کس کا ساتھ دیا اور کون کس کا ہوا ہے ہا گر خیرؔ "زمانہ با تو نسازد تو با زمانہ بساز"۔ فوراً ایک تسکین ہو جاتی ہے اور وہ سوگوار دنیا مین پھر اسی اطمینان کی زندگی بسر کرنے لگتا ہے جیسی کہ پہلے بسر کرتا تھا۔

ہجران نصیبون اور یار کی بیوفائیون پر آہ کرنیوالون کی بیقراری کچھ ان لوگون سے بھی بڑھی معلوم ہوتی ہے۔ اصل مین چاہے کچھ ہو مگر بظاہر یہ سب سے زیادہ حیران و پریشان نظر آتے ہین۔ ایک نہین سیکڑون وعدے ہوے اور ایک بھی پورا نہ ہو کو آیا۔ موجودہ زمانے اور مغربی تہذیب نے پنکچوالٹی (پابندی اوقات) کا سبق ایک ایک سب ہی کو دیدیا۔ مگر اس سے نہ فائدہ اُٹھایا تو ہمارے مشرقی دلرباؤن اور معشوقون نے۔ وہ آج بھی ویسے ہی وعدہ فراموش رہن جیسے کہ سو دو سو برس پہلے تھے۔ ایک معمولی "ناز بھری نہین" اور ایک بڑ اوا منہ پر اگر ساری دنیا قربان ہو جائے تو اُنھین پروا نہین۔ عنفوان شباب کی خود پرستی انھین اس بات کی اجازت نہین دیتی کہ کسی اسیر زلف گرہگیر کے نا دستگیر پر جھوٹون بھی ترس کھائین۔ پُر حسرت اور دردمند دل پسی ہوئی مہندی ہین کہ ہاتھ رنگے اور دل کے پھینکدی۔ مشتاقون سے پُر آرزو اور شوق مین بھرے ہوے ہاتھ باسی ہار ہین کہ گلے سے اُتارے اور کوڑے مین ڈالدیے۔ ایسے بیوفا ستم شعارون کے ظلم اگرچہ کسی طرح برداشت کرنے کے نہین مگر ایک عاقبت اندیش ایک فلک دوزآہ کے ساتھ کہتا ہے "کیا معاملہ

زمانہ با تو نسازد تو با زمانہ بساز" اور پھر پہلے سے زیادہ ذوق و شوق کے ساتھ پیشتر سے زیادہ عشقبازی پر آمادہ ہوتا ہے ۔

انھین دل شکستہ لوگون کی جماعت مین وہ حرمان نصیب ہے جسے زمانے نے خانمان برباد بنا دیا ۔ وطن سے دور ۔ احباب سے جدا ۔ عزیزون سے بچھڑا ۔ اور یار دلربا کی یاد دل مین لیے ایک وحشتناک وادی مین تنہا بیٹھا ہے جن جان نثار احباب سے چھوٹا ہے اُنکی پیاری صورتین دل مین اور جنگل کا ہولناک سمان آنکھون کے سامنے ہے ۔ یار انھین مین سے ایک ایک کی صورت خیال کی آنکھون کے سامنے آتی ہے ۔ مگر جب اُس سے دل بہلانے یا اُنکی صحبت سے لطف اُٹھانے کا ارادہ کرتا ہے تو یار بیوفا کی طرح بھاگ کھڑی ہوتی ہے ۔ ایک طرف سے کسی کے چھڑون کی جھنکار یا دست شوق کی گستاخیون سے چوڑیان ٹوٹنے پر کسی کے سسکیان بھرنے کی آواز کانون مین آتی ہے ۔ چونک کے دیکھتا ہے کہ خواب دیکھ رہا ہون یا بیدار ہون ۔ آخر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسی قسمت کہان ؟ بخت خفتہ کو کہین بیداری نصیب ہوئی ہے ؟ نہ دلربا ناز آفرین کا پتہ ہے نہ یار دلدار کا ۔ صرف خیال کی کارستانیان تھین اور آرزوے دل کی وہمی تصویر ۔ بس وہی جنگل ہے اور وہی بیابان ۔ نہ مونس نہ رفیق ۔ نہ انیس ہے نہ جلیس ۔ بلکہ ان دھوکا دینے والی خیالی صورتون کے عوض تمام ہوتے دیکھ کے غول بیابان نے تھکا تھکا کے مارنے کے لیے اپنی مشعل روشن کی ہے ۔ اور انھین موہوم و دلفریب آوازون کے بدلے وحشی درندون نے پکارنا شروع کیا ہے ۔ لومڑی چوری کو نکلی ہے ۔ گیدڑ نے پہرہ دینا شروع کیا ہے ۔ بھیڑیا رہزنی پر آمادہ ہوا ہے اور خشمگین شیر اپنی غیر آباد مملکت مین دورہ کرنے کو نکلا ہے ۔ یہ وہ سامان ہین جو اس بدنصیب آوارہ گرد کو سہما سہما کے زندگی سے مایوس کر دیتے ہین ۔ لیکن آخر جب کسی طرف سے امید کی صورت نہین نظر آتی تو وہ کچھ برخاستہ خاطر سا ہو کے اپنے دل سے کہتا ہے " اچھا یون ہی سہی ۔ تقدیر دشمنی کر رہی ہے تو کرے ۔ مگر اے دل تجھے ہمت نہ ہارنا چاہیے ۔ زمانہ با تو نسازد تو با زمانہ بساز " فوراً ہی ایک تسلی کی روشنی نمایان ہوتی ہے وہین پر وحشت دل جو ابھی سہما ہوا تھا کچھ مانوس سا نظر آتا ہے ۔ وہ پاؤن جن مین طاقت نہین رہی تھی ۔ اور جو آگے کا ساتھ دینے کی گویا قسم کھا چکے تھے اُن مین از سرنو طاقت آ جاتی ہے جسکے بل پر ہمارا مصیبت زدہ مسافر اُٹھ کے چلا ۔ اور آخر تھوڑی ہی

Marfat.com

جستجو مین کوئی آرام کی جگہ اور امن و امان کی منزل ڈھونڈھ ہی نکالی - جہان اطمینان و آرام سے رات کاٹ رہا ہے -

کچھ ایک اسی حالت پر منحصر نہین - اگر اس مبتلاے غم دشت نورد کا ساتھ دوگے تو تمھین نظر آئیگا کہ یہ ایک مصرع جسے ہول دل کا تعویذ یا بلاؤن کے دفع کرنے کی دعا کہا جائے تو زیبا ہے - کیسے کیسے نازک موقعون اور حوصلہ پست کرنیوالی آفتون کے مقابلے مین اسکی مدد کرتا ہے - پاشکستگی کے محل پر اسی نے چلنے کی طاقت دی - تشنہ لبی کے وقت اسی نے سراب کے دھوکے سے بچا کے اتنا صبر عطا کیا کہ پانی ملنے کے وقت تک زندہ رہ سکا -

اگر سچ پوچھیے تو دلگداز کی بھی یہی حالت ہے - قوم کا یہ پُرجوش خادم - ملکی زبان کا یہ زبردست حامی کئی دفعہ دامن فنا مین آ کے اگر پھر سنبھل سکا تو اسی تسکین دہ مصرع کی برکت سے - پہلے پہل جب ۱۸۹۰ء مین یہ قضا کا تھپیڑا کھا کے گرا ہے تو بہت بُرا اثر ہوا تھا - مگر باوجود سرد مہری زمانہ کے پھر زمانے کا ساتھ دینے کی ہمت کی - اور ۱۸۹۳ء مین از سر نو جاری ہوا - سال پورا نہین ہونے پایا تھا کہ باد مخالف کا پھر ایک جھونکا چلا - اور اُسنے اُس شمع انجمن کی حسرتناک صورت دکھا دی جسکے گُل ہوتے ہی صحبت احباب برہم ہو گئی - ایک مدت کے بعد ۱۹۰۳ء مین یہ قومی چراغ پھر روشن ہوا - آزار دہ اور مایوسی آمیز تاریکی دُور ہوئی - اور بچھڑے ہوے احباب - پُرجوش قدردانون اور یاران باصفا کی پھر صورتین نظر آئین - وہی قومی انجمن پھر گرم ہوئی - اور وہی اگلی پراثر داستانین وہی قومی کارنامون کی پُرمذاق باتین اور وہی لطف سخن کی دلچسپیان پھر محظوظ و مسرور کر رہی تھین - جس بچے کی زندگی کی زیادہ تمنا ہوتی ہے اُسے کسی اور کی گود مین دیدیتے ہین - یا کسی غیر کا بچہ بنا کے پالتے ہین - اسی طرح اس اشاعت مین یہ بھی اہتمام کیا گیا کہ یہ قومی ہونہار بچہ سنہ عیسوی کی گود سے نکال کے ایک نئے سنہ یعنی سنہ محمدی کی گود مین دیدیا گیا - مگر تجربہ سے معلوم ہوا کہ زمانہ ویسا ہی سرد مہر تھا - ایڈیٹر کے عذر اور مختلف انکار رستے آخر پھر وہی روز بد دکھایا کہ سال پورا ہونے کو ہنوز ایک مہینہ باقی تھا اور لب بام کو وہی چار ہاتھ رہ گئے تھے کہ آفات زمانہ کی ایک آندھی آئی - یہ قومی شمع پھر گُل تھی - اور یہ ہونہار بچہ حسب سابق خاموش - جسکے بعد اب پھر اُسی معمولی

آب وتاب کے ساتھ یہ چراغ از سر نو روشن کیا جاتا ہے۔ اور اُمید ہے کہ ہمارے قدردان احباب اُکساتے اور انقلابات زمانہ کی تیز آندھیوں کے بے مہر جھونکوں سے بچاتے رہیں گے۔

دلگداز نے باوجود اتنے انقلابات اور ایسی ایسی ناکامیوں کے جو پھر زندگی حاصل کی۔ اور ہر صدمے کے بعد ایک نئی شان اور نئی آن بان سے نمودار ہوا تو اسکا اصلی سبب یہی تھا کہ ہمیشہ ہی مذکورہ مصرع "زمانہ با تو نسازد تو با زمانہ بساز" پر عمل رہا زمانے کا جو سلوک تھا وہ تو اس چراغ کے بجھ بجھ کے روشن ہونے یا یوں کہا جائے کہ اس پرچے کے بند ہو ہو کے جاری ہونے سے ظاہر ہے۔ مگر اسکو جو یہ مضبوطی اور سخت جانی نصیب ہوئی کہ ہر تھپیڑے سے گر کے اُٹھا۔ ہر ٹھوکر پر لڑکھڑا کے سنبھلا۔ اور ہر ناساعدت زمانہ سے فنا کا منہ دیکھ کے زندہ رہا۔ یہ اسی قابل قدر اور دل میں ہمت و اولوالعزمی پیدا کرنیوالے دستور العمل کی برکت تھی۔ جو پیشانی پر اپنی کارروائیوں کا ماٹو بنا کے لکھی گئی ہے۔ بیشک زمانہ چاہے ہمارے ساتھ کچھ کرے مگر ہم اُسکا ساتھ دیے جائیں گے۔ اور اے اہل قوم ہماری طرح تم سے بھی یہی امید ہے کہ زمانے کا ساتھ دینے میں پوری مستعدی دکھاؤ گے۔ اسلیے کہ اسی میں تمہاری بھی فلاح ہے۔ خوب یاد رکھو کہ جب تک زمانے کا ساتھ نہ دو گے کامیاب نہ ہو گے۔

خود پسندی و خود پرستی

اے رُخ زیبا پہ جان فدا کرنیوالو۔ اور اے یار کی مہندی کا رنگ شوخ کرنے کے لیے اپنے زخم خوردہ دل کا خون بہا دینے والو۔ یہ تو ہم سلف سے سنتے آئے ہیں کہ کسی کا فرماجرا کی ایک ایک معمولی ادا پر تم جان دینے کو تیار ہو گئے۔ اور کسی ناعذر ستم آشنا کی ایک ایک ادنیٰ نگاہ ناز پہ قربان ہونے کو موجود تھے۔ شمشیر ابرو کے آگے اپنا گلا رکھ دینے پہ تم تلے رہتے ہو۔ اور تیر نظر اگر کسی اور طرف جاتا ہو تو بھی تم اپنا سینہ بڑھا کے دل پہ لینے کی کوشش کرتے ہو۔ نازوں کا پلا ہوا نازک مزاج دل اگر زلف گرہ گیر کے پھندوں میں پھنسا تو تمنے کبھی چھڑانے کی کوشش نہ کی۔ دین و دنیا اگر کسی پیاری صورت کی نذر ہو گئے تو تمنے کچھ پروا نہ کی۔ مگر سچ بتاؤ۔ کبھی تمنے اپنی

طرف بھی توجہ کی ہے؟ کبھی اسکا بھی اندازہ کیا ہے کہ تم خود اپنے اوپر کسقدر فریفتہ ہو؟ اپنی دلربا اداؤن مین کیسا مزہ ہے؟ اور اپنی ہر چیز مین کیا لطف آتا ہے؟

یہ سچ ہے کہ یار ناز آفرین کو تمنے سارے جہان کے مہوشون پر ترجیح دیدی۔ جس کا فرداً کی پیاری صورت ہر وقت تمھارے دل مین بسی رہتی ہے اور جس کی نکیلی پلکین ہر گھڑی تمھارے کلیجے مین کھٹکا کرتی ہین اُسکے مقابل مین تمنے حُسنِ یوسف کی بھی بے وقعتی کردی۔ فرشتون کے سے نورانی پیکرون کے حُسن کو بھی اُسکے گورے آتشین رخسارون کے سامنے ہیچ بتایا۔ پریان جو ہمیشہ تمھارے قدیم شاہزادون۔ فیلزادون۔ اور تمھارے قصون کے تمام ہیرون کو اپنے دام گیسو مین پھنسا پھنسا کے کوہ قاف کی طرف اُڑائے جایا کی ہین۔ اُنکے خیالی ہوش رُبا چہرے بھی تمھین اپنے دلدار کی چاند کی صورت کے سامنے ماند نظر آئے۔ وہ بڑی بڑی آنکھون والی حورین جنکے عالم فریب جلوے کا شوق خشک مزاج زاہدون کو کبھی نیند بھر سونے نہین دیتا۔ اور انکے بجھے ہوے مذاق اور پژمردہ دل مین ایک پُر لطف گرمی عشق پیدا کیا کرتا ہے۔ بلکہ یون کہنا چاہیے کہ جنکے روشن چہرے کی یاد سے عابد شب زندہ دار اپنی محراب عبادت کا چراغ روشن کرتا ہے اُنکا وہ ملائک فریب حسن و جمال بھی تمھین پھیکا اور بیمزہ دکھائی دیا۔ آفتاب کو کہتے ہو کہ یار پر حسد کرتا ہے اور اسی آگ مین جل رہا ہے۔ ماہتاب کی نسبت تمھارا بیان ہے کہ اُسکے خوبصورت اور گورے چہرے مین داغ ہین۔

اچھا فرض کر لیا کہ یہ سب ہے۔ بلکہ اس سے بھی بڑھکے۔ تمھارے ناز آفرین دلربا کے مقابل مین سارے عالم کے معشوق گردن زدنی ہین۔ تمھارے محبوب خوش جمال نے سارے عالم کے حُسن پر پانی پھیر دیا ہے۔ مگر اپنے دل مین ذرا رُک کے اور خوب اچھی طرح غور کرکے یہ تو بتاؤ کہ وہ چاند سی صورت جسنے تمھارے خیال مین ساری دنیا کی دلچسپیون اور کُل خوشنمائیون کو خاک مین ملا دیا ہے کیا تم سے بھی اچھی ہے؟ اور کیا تمھارا حسن بھی اُسکے سامنے مٹ گیا؟ نہین ایسا نہ سمجھنا۔ اپنے دل کو ٹٹولو اور سچ سچ کہو کہ تم اچھے ہو یا وہ؟ ہم تو سمجھتے ہین کہ ہر طرح کی حسن و خوبی اور ہر قسم کی دلربائی و رعنائی بس تمھارے ہی اوپر ختم ہے۔ افسوس۔ ہندوستان کے

Marfat.com

تکلفات نے تم مین انکسار پیدا کردیا - ورنہ چشم وابرو کہہ رہے ہین کہ ہمارے دعوے کو صحیح مانتے ہو - چاہے زبان سے اقرار نہ کرو تمھارا دل گواہی دے رہا ہے کہ ایسا ہی ہے وہ دلربا پریوش اور وہ حسن وجمال کی دیوی جسکی تم پرستش کرتے ہو اور جسکے روے زیبا کے سامنے ساری خدائی کو سراپا عیب بتاتے ہو - ہزار بڑھ جائے لاکھ دلفریبی و دلربائی کا دعوی کرے مگر تم سے تھوڑے ہی بڑھ سکتی ہے - اور مانا کہ اُسکا حسن اسی قدر بڑھا چڑھا ہے - اور ناز آفرینی و دلداری مین وہ جواب نہین رکھتی - مگر جانتے ہو کہ تم کو جو اس قدر اچھی معلوم ہوتی ہے اور تم جو اُسپر یون جان دینے کو تیار ہو کیون؟ صرف اسلیے کہ وہ تمھاری معشوقہ ہے اور تم اُسے چاہتے ہو - اگر سچ پوچھو تو تم اُسے نہین چاہتے بلکہ اپنے چاہنے کو چاہتے ہو -

کچھ ضرور نہین کہ تمھاری اس خود پرستی کو ہم حسن وعشق ہی کی دنیا مین محدود رکھین - اگر غور کیا جائے تو تم ہر بات مین اپنے آپ ہی کو اچھا سمجھتے ہو - تمھاری وہ کون سی چیز ہے جو بُری ہے؟ تمھاری صورت اب اس سے زیادہ کیا ہوگا کہ اُس سے بھی اچھی ہے جسے تم ساری دنیا سے بہتر بتاتے ہو - تمھارے مزاج کی خوبیان کوئی تم ہی سے پوچھے - دنیا اپنے مقام پر چاہے کچھ کہے مگر تمھین پوری طرح یقین ہے کہ جو بات خدا نے تمھارے مزاج مین پیدا کردی ہے کسی مین نہین - وضع ولباس مین بھی تمکو اعتراف ہے کہ نہ دنیا کی کوئی وضع تمھاری وضع سے اچھی ہے اور نہ کسی قوم کا لباس تمھارے لباس کی برابری کرسکتا ہے - زبان بھی تمھاری ایسی شیرین فصیح اور پرلطف ہے کہ کوئی زبان چاہے اُس مین کتنے ہی علوم پیدا ہو جائین اور شعرا اُسکے بڑھانے مین چاہے کتنی ہی کوشش کرین - تمھاری زبان کا مقابلہ نہین کرسکتی - وطن کی محبت مشہور ہے - بھلا تم ہی انصاف کرو کہ جس چھوٹے سے قطعۂ زمین پر تم رہتے ہو اُس سے بہتر کوئی قطعۂ ملک یا حصۂ زمین ساری دنیا بھر مین ہے؟ جس قوم مین تم ہو اُس قوم سے اچھی قوم بھلا کبھی دنیا پر پیدا ہوئی تھی؟ صحبت کو دیکھیے تو اس مین بھی تمکو شک نہین کہ تمھاری صحبت سے کوئی اچھی صحبت نہین - اور تمھارے با مذاق دوستون سے اچھے دوست ساری دنیا مین کہین نصیب نہین ہو سکتے - اور مذہب کے بارے مین تو کچھ کہنے کی ضرورت ہی نہین کہ سوا تمھارے اور تمھارے چند ہم عقیدہ ہمخیال

Marfat.com

لوگون کے ساری دنیا دوزخ مین جائیگی۔

تم مین اور تمھارے لیے خدا کی تمام برکتون اور دنیا کے سارے کمالون کا جمع ہو جانا درکنار ہم کو تو تمھاری خوبیان اس اعلیٰ کمال پر نظر آتی ہین کہ بھلائی بُرائی اور عیب و خوبی کے تعین معیار قرار پا گئے ہو۔ اگر تمھاری رنگت کالی ہے تو کالا ہی رنگ اچھا۔ اور اگر تم گورے ہو تو جب تک پیارا چاند سا چہرہ نہ ہو کسی مین کوئی حُسن ہی نہین۔ ہر شخص اور ہر چیز اُسی حد تک اچھی ہے جہان تک اُسمین تمھارے مذاق کی خوبیان ہین یا تمھاری خو بو ہے۔ اور جس قدر وہ تمھارے مذاق سے جدا ہوتا جاتا ہے اُسی قدر بُرا ہوتا جاتا ہے۔ خوبی تو خوبی ہمین تو یہ نظر آتا ہے کہ تمھاری خطا مین بھی ایک لطف اور تمھاری غلطی مین بھی ایک ادا ہے۔ تمھاری لغزش اُس قیامت خرام کی بے اختیاری کی لغزش سے کم نہین جسے صحبت شب کے دورِ شراب نے از خود رفتہ بنا دیا ہو۔ اور تمھارا بگاڑ اُن دلستان زلفون کا بگاڑ ہے جنکی شان مین شاعر کہتا ہے "بگڑنے مین بھی زلف اُسکی بنا کی" غیرون کی چیزین بیشک بُری ہین اور ہر طرح نام رکھنے کے قابل ہین۔ مگر اُسی وقت تک جب تک تم اُنھین نہین اختیار کرتے۔ اور جہان تم نے پسند کر لیا اُن مین بھی تمام خوبیان پیدا ہو گئین۔ غیر زبان کو اگر تم نے سیکھ لیا تو تمھارے سیکھتے ہی وہ انتہا سے زیادہ شیرین و لطیف ہو گئی غیر لباس کو اگر تمنے پسند کر لیا تو پھر اُس سے بہتر اور مہذب کوئی لباس نہین۔ تمھارے پسند کرتے ہی علم اخلاق۔ طب۔ مصالح وقتی۔ حتیٰ کہ دین تک شہادت دینے لگتا ہے کہ وہی وضع مہذب و شایستہ ہے جسے تمنے اختیار کیا ہے۔ اور سب چیزون کو جانے دو۔ مذہب و اعتقاد سے زیادہ محفوظ اور جوش پیدا کرنے والی کون چیز ہوگی؟ غیرون کے عقائد بدعت۔ کفر۔ شرک سب ہی کچھ ہین۔ مگر جہان اُنکو تمنے منظور کر لیا پھر اُنکے اچھے ہونے مین کوئی شک نہین باقی رہتا۔ غیر خانہ خدا کے مقابل بتخانے کی تعریف کرے تو کافر۔ انبیا اور پیغمبرون کی شان مین توہین آمیز الفاظ زبان سے نکالے تو مرتد۔ مگر تم نے شاعری کی دنیا مین اسکے کون سی بات اُٹھا رکھی؟ اور پھر جانتے ہی ہو کہ تمھارے لیے یہ بالکل جائز ہے۔ اور کوئی خدا کے سوا کسی اور کے سامنے سر جھکائے تو مشرک۔ مگر تم جس درگاہ مین چاہو جا کے سجدہ کرو

عین ایمان ہے۔

سچ تو یہ ہے کہ انسان اپنے سوا کسی کو نہین مانتا۔ وہ اپنا آپ پیغمبر ہے اور اپنی ہی پرستش کرتا ہے۔ اگر پیغمبر کو مانتا ہے تو اُسی پیغمبر کو جو اُسکے خیال مین ہے۔ اگر عبادت کرتا ہے تو اُسی خدا کی جو اُسکے دل مین ہے۔ اپنے سامنے وہ کسی کی وقعت نہین سمجھتا اور اس امر کو ایک گھڑی بھر کے لیے بھی نہین گوارا کر سکتا کہ اپنی بات پر کسی کی بات بالا ہو اگر انصاف سے پوچھیے تو قومی جوش۔ مذہبی تعصب شاہی جھگڑے اور خاندانی تفرقے مین سب کا ماحصل انسان کی خودپسندی و خودپرستی ہے۔ دنیا کے تمام چھوٹے بڑے انقلابات سلف سے آج تک کی تمام خونریزیان اسی خودداری و خودنمائی کا نتیجہ تھین۔

اگلی دنیا مین چلو۔ سڑی گلی ہڈیون کے ڈھانچے بنا کے اپنے خیال کے سامنے کھڑے کرو۔ پھر خیالی جادو سے اُنھین زندہ کر کے دیکھو کہ وہ کیا کرتے ہین۔ فراعنہ کی قوم یعنی قبطیون کو لیکے اُٹھے ہین اور بنی اسرائیل کو پیسے ڈالتے ہین۔ اسلیے کہ اُنکی زبان نہین بولتے۔ اُنکی وضع نہین اختیار کرتے۔ اُنکے مذہب کو نہین قبول کرتے۔ جس سے قبطیون کا خودداری و خودپسندی کا غرور ٹوٹا جاتا ہے۔ اور اُنکی کامیابی مین فرق آتا ہے۔ قبطیون اور فرعونون کی خودپرستی کی نسبت شاید کہہ دیا جائے کہ دولت و حشمت کی وجہ سے اور قوت و حکومت کے زور پر تھی۔ مگر بنی اسرائیل کو کیا ہو گیا تھا کہ ایسے ظلم اُٹھائے اس قدر ذلتون مین مبتلا ہوے۔ مگر اپنے قومی شعار کو نہ چھوڑا؟ صرف اسلیے کہ غیر قوم والے بادشاہ کے سامنے یون سر جھکا دینا اپنے خودپرستی کے جوش کے خلاف ہے۔

اس زمانے سے بھی آگے بڑھ آؤ۔ اور اُس وقت کے منظر پر نظر ڈالو جب بابل و نینوا کے نبرد آزما بنی اسرائیل کی موعودہ زمین کو پامال کر رہے ہین۔ اور انبیاے سلف کے خاص وطن یعنی شہر بیت المقدس کو گھیرے ہوے ہین۔ موسوی خدا پرست ایسے قحط کی مصیبت مین مبتلا ہین کہ تمام فطری رشتے ٹوٹ گئے ہین۔ ایک روٹی کے ٹکڑے کے لیے باپ بیٹے کی اور بیٹا باپ کی جان لینے کو تیار ہے۔ وہ دردمند ماں ممتا کے جوش پر خاک ڈال کے معصوم بچے کو بھون کے کھا جانے پر آمادہ ہے۔ مگر یہ نہین پسند

Marfat.com

کرتی کہ اپنا خود پرستی کا جوش فرو کرے اور دشمنوں کے آگے سر جھکا دے۔

یہ خاموش آسمان۔ اور متانت پسند تارے خدا جانتے کب سے دنیا کے انقلابات کو معائنہ کر رہے ہیں۔ اُنھون نے صدہا ایسے منظر دیکھے ہون گے اور بخوبی سمجھ لیا ہوگا کہ انسان کو باوجود حقیر و بیدست و پا ہونے کے اپنی ذات۔ اپنی عزت۔ اپنا نام اور اپنی ہر چیز کس قدر عزیز رہی ہے۔ بُرے بھلے کو پہچان لینا چندان دشوار نہین ہے۔ حق بات ہر شخص کو بھلی ہی معلوم ہوتی ہے۔ مگر یہ صرف خود پرستی اور انانیت کا غرور تھا جسنے بڑے بڑے ہادیون اور پیغمبرون کی ایک نہ چلنے دی۔ اگر انصاف سے پوچھو تو یہ سارا تفرقہ اسی خود پرستی کا ڈالا ہوا ہے۔ ورنہ دنیا مین اتنے مذہب نہ ہوتے۔ خدا کے کسی پیغمبر اور کسی بانی شریعت نے کبھی کوئی بُری بات نہین بتائی۔ اگر تمام مذاہب کے اصلی اصول کو زوائد۔ وقتی اغراض اور ملکی مصالح سے الگ کرکے ایک دوسرے کے مقابلے مین رکھو تو بہت ہی تھوڑا اور خفیف فرق رہ جا
قدیم رہبرون اور پیغمبرون کے پیرو کوئی وجہ نہ تھی کہ بعد والے ہادیون کی اچھی اچھی اور نیکی کی باتون سے انحراف کرتے۔ مگر نہین۔ خودی کے غرور نے سب کو ست
اور یہ بات مشکل سے گوارا ہوئی کہ اُس چیز یا اُس خیالی دمنع کو چھوڑ دین جو پیشتر
اپنی ہو رہی تھی۔ موسوی شریعت والون نے مسیح کو اسلیے نہین چھوڑا کہ معاذ اللہ و
کسی بُری راہ پر لیجانا چاہتے تھے۔ بلکہ محض اسلیے کہ موسوی کا پُرانا عزیز لفظ چھوٹتا
اسی طرح موسوی اور عیسوی شریعت والون نے آخری پیغمبر عرب کی نصائح سے منہ
اور فقط اتنے خیال سے کہ اسلام کا نیا نام اختیار کرنے سے اپنی پرانی ادا مین ف
پڑا جاتا ہے۔

یہی حال قومون اور سلطنتون کی خونریز لڑائیون کا ہے۔ جس طرح ناسمجھ
ادنیٰ ادنیٰ چیز پر فخر کرتا ہے۔ اُسی طرح ہر بوڑھا بھی اپنی ہر ادا کا دلدادہ ہے۔ ہند
کے مرغ بازون۔ بٹیر بازون۔ کبوتر بازون اور پتنگ بازون کو الزام
جنھون نے اظہار خود پرستی کے لیے طرح طرح کے مشغلے ایجاد کر لیے ہین۔ اسلیے کہ ا
جوش کو ایسی ہی انوتیون کے ساتھ تم یورپ کے اعلیٰ اور مہذب ملکون مین بھی ظاہر ہو
دیکھوگے۔ انگلستان کی عظیم الشان تماشاگاہ اُلمپیا مین جب عورتون کی بائیسکل

Marfat.com

دوڑین ہوتی ہین تو چالاک اور فطرتِ انسانی کا اندازہ کرنیوالے مہتمم ہر بائیسکل والے کو کسی خاص ملک کی طرف منسوب کردیتے ہین - کوئی انگلش بتائی جاتی ہے - کوئی امریکن کوئی فرنچ - اور کوئی جرمن - پھر اسکے بعد جب دَوڑ شروع ہوتی ہے تو حاضرین اور تماشائیون مین سے ہر ملک والے کا جوش دیکھنے کے قابل ہوتا ہے - یہ جو تم مین مشہور ہے کہ "ہمارا بھگا دے" یا "ہمارا پچھا مارے" کچھ تمھارے ہی ساتھ مخصوص نہین ہے - بالکل تمھاری بلکہ تم سے بڑھکے تمدن انسانی کے اعلیٰ دعویدارون مین بھی یہی ہے -

انسان کا یہ غرور اس درجے تک بڑھا ہوا ہے کہ عاریت کی چیزون اور پرائی مانگی ہوئی اشیا کے ذریعے سے بھی اپنے لیے سرمایۂ غرور حاصل کرنے لگتا ہے - یہ تھوڑی حماقت نہین کہ کرایہ کے یکے پر بیٹھے ہین اور چاہتے ہین کہ وہ بڑی بڑی بگھیون سے آگے نکل جائے - پرائے کپڑے مانگ کر پہن گئے ہین اور محفل مین بیٹھے خوش ہو رہے ہین کہ ہمارا لباس سب سے اچھا ہے -

سپاہی کا جوشِ خونریزی - عالم کا فتوائے تکفیر - شریف کا جوشِ شرافت - جی کی فحش گالیان - جواری کا پانسہ - مرغباز یا بٹیر باز کی پالی - بچے کی ضد - یار کی ین - ایک سلطنت کا دوسری سلطنت کی تباہی چاہنا - کسی مذہب کا تعصب و و - کسی فرقہ کا بغض و عناد - ایک قوم کا دوسری قوم کی تباہی چاہنا - سچ پوچھیے تو سب ایک ہی فطری جذبۂ انسانی کا نتیجہ ہین - جسے خود پرستی کہنا چاہیے - اور افسوس جب تک یہ جوش نہ مٹے گا دنیا مین امن و امان نہین قائم ہو سکتا -

اے حقیقت بین فلسفیو! اور اے مآل اندیش علماے تمدن - اگر یہ چاہتے ہو کہ دنیا مین آسایش کی زندگی گذرے ہر شخص آرام سے بسر کرے - فتنہ و فساد کی بیخکنی ہو تو اس عیب کو مٹاؤ - ورنہ سب تدبیرین بے سود ہین - فی الحال یورپ مین غور ہو رہا ہے کہ سلطنتون سے یہ خودغرضی کا غرور دور کیا جائے جس نے تمام حکمرانون کو مجبور کر دیا ہے کہ روز بروز اپنی فوجی قوت بڑھاتے ہی رہین - مگر اس مسئلہ پر غور کرنا بیکار ہے جب تک یہ خود پرستی کا عیب نہ مٹے ممکن نہین کہ نوعِ انسانی کو آرام اور امن و امان کی زندگی نصیب ہو -

Marfat.com

قربت و مواصلت

اچھی صورت کے دلدادہ اور رُخِ زیبا پر سو جان سے فدا ہو نیوالے شاکی ہین کہ جس پیاری صورت کی تمنا و آرزو دل مین لیے بیٹھے ہین۔ نظر سے دور اور پہلو سے جدا ہے۔ ہجران نصیبی مین تڑپتے تڑپتے عمر پوری ہونے کو آگئی اور اُس بیوفا جفاشعار کا وعدہ پورا نہ ہونا تھا نہ ہوا۔ خیر۔ انکی بیتابی اور بیقراری اور رونا دھونا ایک حد تک جائز ہے۔ اور کوئی نہین کہہ سکتا کہ غیر واجبی ہے۔ اس لیے کہ غریب دل کے ہاتھون عاجز ہین۔ طبیعت کو ہزار روکتے ہین نفس پر لاکھ جبر کرتے ہین مگر یہ ظالم نہین مانتا اور جسقدر زیادہ سنبھالنے کی کوشش کرتے ہین اُسی قدر زیادہ وحشت ظاہر کرتا ہے مگر یہ نہین سمجھ مین آتا کہ ناز آفرین دلرباؤن اور گل رخسار مہ جبینون کو کیا ایسی ضد پڑ گئی ہے کہ انکی طرف نظر اُٹھا کے دیکھنا بھی گویا گناہ سمجھتے ہین؟ آخر زندگی کے ضروری تقاضون سے وہ بھی مستثنیٰ نہین۔ سیر و تفریح کے لیے وہ بھی گھر سے نکلتے ہین۔ دوست آشناؤن سے ملتے ہی ہین۔ زندہ دل جلیسون اور بذلہ سنج ہم صحبتون مین بیٹھ کے لطف اُٹھاتے ہی ہین۔ بہتون پر مہربان بھی ہین اور ملنے کو بھی جاتے ہین۔ اکثرون سے راہ و رسم اور اصول معاشرت نباہنے کے لیے اُنکی بازدید کو بھی ضروری خیال کرتے ہین۔ پھر کیا بات ہے کہ سب کے حال پر تو مہربانی و شفقت ہے۔ اور نہین تو ایک اپنے چاہنے والے کے حال پر؟ ساری دنیا سے مانوس ہین اور نہین ہین تو اپنی شمع جمال کے پروانون سے؟ جس گلی مین عشرت کدۂ جانان ہے وہان سب ہی آتے جاتے ہین۔ جسکا جی چاہتا ہے اُدھر سے گذر جاتا ہے۔ ایک روک ٹوک ہے تو اُنھین دل از دست دادہ بد نصیبون کی جو اُسے جنۃ الفردوس سے زیادہ اور اپنی امید و آرزو کا قبلہ بتاتے ہین؟ بنی عامر کے قبیلے یا لیلیٰ کے پری خانے کے آس پاس جسکا جی چاہتا چلا جاتا۔ نہ جانے پاتا تھا تو غریب قیس عامری جو صرف محبت کا مجرم تھا! کوہ بے ستون پر جہان شیرین کی بہار حسن نظر آسکتی تھی کسی کے جانے کی روک تھام نہ تھی۔ ایک ممانعت تھی تو فرہاد کے لیے جو بیچارہ دل ہاتھ سے کھو چکا تھا۔

واقعی یہ نہایت غور طلب مسئلہ ہے اور بہت مشکل سے سمجھ مین آسکتا ہے۔ شعرا صرف

شکایت کرتے رہ گئے۔ اور دل از دست دادہ عشاق نے سوا رونے پیٹنے اور بیتابی و بیقراری ظاہر کرنے کے کوئی کام نہ کیا؟ اسی وجہ سے یہ معمہ حل ہونے کو رہ گیا۔ اور نہ یہ معلوم ہو سکا کہ "نہیں" ہے تو ہمارے ہی مقابلے مین۔ کیون؟ پیاری صورت پر فدا ہونے، بانکی ادا پر جان دینے کا یہی صلہ ہے کہ ملنے کی قسم کھالی جائے؟ ہماری صحبت اتنی بُری ہے کہ اُس سے بچنے کے لیے اچھی صورت والے انتہا درجے کی بد اخلاقی اور جھوٹ بولنا یعنی وعدہ خلافی تک گوارا کریں؟۔

لیکن اس معمے کو حل کرنا ہے تو ہمین شاعرانہ دفتر شکایت کھولنے اور عاشقانہ زار و نالی دونون باتون سے قطع نظر کرکے اپنے آپکو ذراتین بنانا اور ایک فلسفی کی حیثیت سے غور کرنا چاہیے۔ ان رموز کو نہ شاعری حل کر سکتی ہے اور نہ عشق بازی۔ بلکہ یہ فلسفہ کا کام ہے۔ افسوس کہ سلف سے آج تک تیر نظر کے زخمیون اور زلف گرہگیر کے اسیرون نے کبھی اس طرف توجہ نہ کی کہ گھڑی بھر کو ذراتین بنتے اور اپنے دلی جوش کو دل مین دبا کے اس مصیبت اور اس بے رخی جانان کا حقیقی رمز دریافت کر لیتے۔ مگر اُنکا یہ عذر بھی بیجا اور بے پروائی سے ٹالنے کے قابل نہین کہ دل کے ہاتھون اور بیتابی و بیقراری کی بدولت نہ اُن مین اتنا صبر تھا کہ ذراتین بنتے۔ اور نہ اتنا ہوش تھا کہ ذہن و عقل سے کام لے کے کوئی رائے قائم کرتے۔

سچ تو یہ ہے کہ یہ پیاری صورت اور نشیلی آنکھون والے جن پر ہم جان دیتے ہین اور جنھین سادگی کی وضع مین اور خود فراموشی کی ادائین ظاہر کرتے دیکھ کے ہم اکثر بھولا کہہ دیا کرتے ہین، بڑے عقلمند اور ہم سے بدرجہا زیادہ ہوشیار ہین۔ وہ ہم سے زیادہ اس بات کو جانتے ہین کہ اُنکی نگاہ غلط انداز کا کون سا تیر کلیجے کے پار ہو کے کام تمام کر دیگا؟ اور کون صرف کلیجے مین پیوست ہو کے رہ جائیگا اور فقط بسمل بنا کے چھوڑ دیگا؟ نگاہ کا تیر کتنی دور سے کیا کام کرتا ہے؟ اور حسن کا جلوہ فاصلے پر زیادہ موثر ہوتا ہے یا نزدیک سے؟ کس ادا پر لوگ کلیجہ ہاتھون سے تھام لین گے؟ اور کس ادا پر تڑپنے اور لوٹنے لگین گے؟ اُنکی اس واقفیت اور دنیاے عشق و حسن کی اس معلومات ہی نے انھین یہ بھی سکھا دیا ہے کہ اپنے چاہنے والون سے یا صاف صاف کیون نہ کہین کہ ہم سے ایسا برتاؤ کرین۔

اے فراق یار کا صدمہ اُٹھانے والو! اپنی یہ بیقراری چھوڑکے ایک گھڑی بھر کے لیے ادھر متوجہ ہو۔ اور سنو کہ تمھارے دلربا دل لینے کے بعد کیون کج ادائی و سرد مہری کرتے ہین۔ تم کو اکثر تجربہ ہوا ہو گا کہ ہر چیز اُسی وقت تک بھلی معلوم ہوتی ہے جب تک کہ دُور ہے۔ مثل مشہور ہے کہ "دُور کے ڈھول سُہانے"۔ تم خود آنکھون سے دیکھ لو کہ کہ ایک خوبصورت عمارت جتنی بھلی دُور سے ہے نزدیک سے نہین۔ ایک ذرا سا پھول بھی جب تک دُور ہے بھلا ہے۔ اور جہان اُسکے پاس گئے معمولی ہو گیا۔ کسی پیارے گلے کی دلخراش تانین دور سے جب ہوا مین گونجتی ہوئی آتی ہین تو کس طرح دل کو برماتی ہوئی نکل جاتی ہین؟ مگر وہی پیاری پاٹ دار آواز پاس سے سنیے تو لاکھ دلچسپ و خوش آئیند ہو مگر وہ بات کہان کہ ہر ہر تان کلیجے کو کھینچنے لگے۔ اور گلے کا ہر موڑ دل کے ٹکڑے اُڑاتے۔ فاصلہ اور بُعد وہ چیز ہے کہ اچھی تو اچھی بُری چیزون کو بھی پُر لطف اور دلفریب بنا دیتا ہے۔ ناہموار کوہستان۔ گھنے اور پیچیدہ جنگل۔ لق و دق صحرا اور اسکے گویا سانچے مین ڈھلے ہوے بالو کے تودے دُور سے کس درجہ بھلے معلوم ہوتے ہین؟ یہان گھر بیٹھے اُنکے سفر کا خیال کرو تو خیال کی آنکھون کے سامنے کیسے کیسے خوشنما اور پُر لطف سین پیش ہوتے ہین؟ مگر انکے اندر جاؤ۔ چٹانون کی ٹھوکرین کھاؤ۔ جھاڑیون مین اُلجھو۔ اور دشت پُر وحشت کی تشنہ لبی کا مزا اُٹھاؤ تو معلوم ہو کہ اصل مین یہ کیا ہین اور بُری یا بھلی کیسی چیزین ہین۔

آسمان کی بہار تم روز دیکھا کرتے ہو۔ آفتاب کی روشنی کن کن ضروری موقعون پر تمھارے کام آتی ہے؟ چاندنی تمھاری کن کن صحبتون کے لیے اپنا چاندنی کا فرش بچھاتا ہے؟ اور یہ رات کے جگمگاتے ہوے تارے کیسی کیسی لطف و مسرت اور جوش و خروش کی حالتون مین تمھارے کام آئے ہین؟ مگر یہ فقط دُور کی نمایش ہے۔ ہیأت والون نے تحقیق تنقیح کے بعد صاف بتا دیا کہ آفتاب ایک جلتا ہوا انگارا۔ چاند ایسا بُجھا ہوا کرہ جہان کوئی زندہ نہین رہ سکتا۔ اور یہ تارے زیادہ سے زیادہ اچھے ہین تو ویسے ہی جیسا کہ یہ تمھارا اونچا نیچا نشیمن خاکی یا کرۂ ارض ہے۔ دوسرے جس طرح زہرہ و مشتری اپنی روشن صورت دکھا کے تمھاری صحبت عیش مین جان ڈال دیتے ہین اسی طرح اگر ان کرون مین کوئی یارِ مہ جبین کو پہلو مین لیکے لیٹا ہو گا تو یقیناً تمھارے اس

Marfat.com

تیرہ خاکدان عنصری نے بھی اُسے کچھ ایسا ہی لطف دیا ہوگا۔

انصاف سے پوچھو تو دنیا میں جو کچھ قدر و قیمت ہے تو کمی یا نہ ہونے کی۔ پانی کی قدر اُسی ملک والے خوب جانتے ہیں جنھیں ایک ایک قطرہ زحمت اور جان سے ہاتھ دھو کے ملتا ہے۔ غلہ کی ضرورت اُسی سرزمین والوں کو معلوم ہوتی ہے جو غریب قحط میں مبتلا ہیں۔ دولت کی خوبیاں دولتمند نہیں جانتا بلکہ وہ جانتا ہے جو مفلس ہے۔ اور دولتمندی کے کرشمے الگ سے اور دُور سے بیٹھ کے دیکھتا اور حسد کرتا ہے۔ اسی طرح ایک دولتمند کو جو ہر وقت غرضمندوں اور دھوکا دیکے تباہ کرنے والوں میں گھرا ہوا ہے اور صدہا افکار و تردداٰت میں مبتلا ہے غربت کی آزادی و بےفکری اور غریب کی سادگی و فارغ البالی پر رشک ہے۔ شہر والے دیہات کی کُھلی فضا۔ کھیتوں کے لہلہانے اور موسموں کو یاد کرکے اپنی حالت پر افسوس کرتے ہیں۔ اور دیہات والے شہر کی عالیشان عمارتوں۔ بازاروں کی رونق۔ اور سڑکوں کی چہل پہل کو ترستے ہیں۔ بچے کو تمنا ہے کہ جوان ہو اور جوانی کے ولولوں سے فائدہ اُٹھائے۔ اور جوان پچھتا رہا ہے کہ ہائے بچپن کی بےفکری و بےغمی کا زمانہ پھر نہ نصیب ہوگا۔

الغرض سارا عالم زبان حال سے کہہ رہا ہے اور دنیا اپنی وضع و حالت سے بتا رہی ہے کہ اچھی چیز وہی ہے جو ہم سے دور یا ہمارے پاس نہ ہو۔ یہی نہیں ہم دیکھتے ہیں کہ جو چیز جتنی زیادہ دور ہوتی جاتی ہے اُتنی ہی اُسکی خوبیاں بھی بڑھتی جاتی ہیں دُور کے بد قطع درخت پاس کے خوشرنگ پھولوں سے بھی زیادہ دلکش ہوتے ہیں۔ اسکا تجربہ تم انسانوں کے باہمی تعلقات میں بھی کر سکتے ہو۔ جس کسی کا نام کسی خاص فن یا خاص امر میں مشہور ہو جاتا ہے۔ اور شہرت ساری دنیا کو اُسکا مشتاق بنا دیتی ہے خود اپنے قریب والوں اور اپنے شہر میں ہردلعزیز نہیں بن سکتا۔ بہت سے بیچے جانباز و جان نثار یا بڑے بڑے باکمال اساتذۂ فن اور جادو نگار دنیا میں موجود ہیں مگر اُنکی طرف خود اہل وطن کو ہرگز وہ توجہ نہیں ہوتی جو کسی دُور کے عالم ادیب یا اور کسی فن کے باکمال کی جانب ہوتی ہے۔ یہ کیوں؟ اسلیے کہ دُور والے کی خوبیاں ہی سنی ہیں۔ اور اتنی قربت نہیں حاصل کہ اُسکے عیوب پر بھی نظر ہو۔ بخلاف اسکے نزدیک والے کے ہنروں کے ساتھ اُسکے عیوب سے بھی آگاہ ہیں۔ یہ اسی چیز کا

Marfat.com

برکت ہے کہ ہم قدما اور متقدمین کی زیادہ قدر کرتے ہین اور معاصر باکمالون کی کچھ ہستی نہین سمجھتے۔ اور اسی کا نتیجہ ہے کہ کسی انسان کی قدر خود اپنے وطن مین نہین ہوتی۔

یہی حالت دیکھ کے کثرت دید و مواصلت انسان کی قدر و قیمت کو کم کر دیتی ہے۔ ان نازآفرین دلربا وٗن کو بھی یہی مناسب معلوم ہوا کہ جس کسی پر اپنی نگاہ ناز کی بجلیان گرانا ہون اور جسے اپنے خنجر مژگان سے شہید کرنا ہو اُس سے دُور ہی رہین۔ وہ خوب جانتے ہین کہ چاہنے والون اور عشق و محبت کا دعوےٰ کرنیوالون کا سارا جوش و خروش اُسی وقت تک ہے جب تک دور ہین۔ اور ایک جھلک دیکھ پانے کو بھی ترستے ہین ذرا بے تکلفی سے پاس اُٹھنے بیٹھنے لگے۔ صحبت بڑھی۔ ملنے جلنے مین آسانیان پیدا ہوئین۔ اور یہ سارا ذوق و شوق اور تمام بیتابی و بیقراری تشریف لیگئے۔

گوشۂ عافیت

کہتے ہین "ہیچ آفت نرسد گوشۂ تنہائی را" اور واقعی اگر خدا نصیب کرے تو اس سے زیادہ لطف کسی جگہ نہین آسکتا۔ وہ پُرفضا چمن جس مین باغ قدرت کے نازآفرین یعنی شاہدان گل اپنی رعنائی و دلفریبی کی ادائین دکھا رہے ہین۔ اور جہان گُل و بلبل کے ناز و نیاز انسان کے دل مین عشق کی گدگدی پیدا کرتے رہتے ہین۔ لاکھ فرحت بخش و نزہت افزا بتائے جائین مگر اُس کنج تنہائی کا مقابلہ نہین کرسکتے جہان ہمارا مضطرب و منتشر دل دو گھڑی کے لیے رنج و راحت دونون کو بھلا سکے۔ اس مین شک نہین کہ صحن چمن کی دلچسپیان بہت کچھ سامان فرحت پیش کرنے کو تیار ہین۔ سبزے نے ایک مخملی فرش بچھا رکھا ہے جسپر دل راحت طلب چاہتا ہے کہ بے تکلف لوٹ جائے سرو اپنی کشیدہ قامتی پر نازان ہے۔ اور اس معشوقانہ ادا سے ٹھٹکا کھڑا ہے۔ گویا ایک معشوقۂ فتنہ قامت ہے جسکو جی مین آتا ہے بے اختیار دوڑ کے گلے لگا لیجیے۔ غنچون کی شرم آمیز مسکراہٹ اور پھولون کی حد اعتدال سے گذری ہوئی ہنسی مین وہ قیامت کی دلبری و دلربائی ہے کہ لاکھون دفعہ منہ چومیے اور جی نہین بھرتا۔ نسیم سحر اس مستانہ روی کی شان سے نونہالان چمن کو چھیڑتی اور پھولون کو گدگداتی ہوئی آتی ہے کہ ہر ایک کا دل بیتاب کر دینے کےلیے کافی ہے۔ الغرض صحن چمن مین یہ ادا اس سے بھی زیادہ

ان دلچسپی موجود ہین گر وہ چیز نہین جو اُس گوشۂ عزلت مین ہے جہان نہ کوئی فکر ہو کوئی غم - نہ کسی کا خوف ہو نہ کسی بات کا اندیشہ -

کنج عزلت اگر ملجائے اور نصیب ہو سکے تو وہ دنیاوی جنت ہے جسکی محدود مملکت ہمیشہ امن و امان قائم رہتا ہے - اور جسکی تنگ وسعت پر ہر زمانے مین بےفکری و بےغمی حکومت کرتی رہی - آزادی و بےپروائی کی وسعت کا تم بخوبی اندازہ کر سکتے ہو واصل یہ ہے کہ اسی تنگ دائرے مین اُسکا نشو و نما ہوا ہے - اور اسی کنج عزلت اور خلوت کا وخیال سے نکل کے وہ ساری دنیا پر حکمران ہوئی ہے -

شاہی محل کو تم سب سے بڑا عشرت کدہ اور راحت و آسایش کا سب سے بڑا مرکز من خیال کیے ہوے ہو - گر یہ غلطی ہے - بیشک وہان بڑی بڑی کوششون اور نہایت ہی اہتمام سے ہر قسم کا سامان عیش فراہم کیا گیا ہے - ادنیٰ ادنیٰ خواہش کے پورا کرنے ہزارون خادم و غلام دوڑنے لگتے ہین - اور دلربائی و دلفریبی کو صدہا ہوش و پیرہ کا فرادائین موجود رہتی ہین - موسمی تغیرات پر بھی عشرت پرستی غالب آگئی ہے میون مین گرمی محسوس ہوتی ہے اور نہ جاڑون مین سردی - برسون کی آرزوئین یون مین پوری ہوتی ہین - اور عمرون کے حوصلے دم بھر مین نکل آتے ہین - یہ سب وہ سچی راحت اور حقیقی عشرت جو گوشۂ عافیت مین حاصل ہو سکتی ہے یہان نام کو بھی نہین یب - وہ تاجدار جس کے آرام اور جسکی عشرت پرستی کے لیے یہ سب سامان فراہم یا گیا ہے ویسی ایسی روح فرسا اور جانگزا فکرون سے بھرا ہوا ہے کہ کسی مسرت اور سی سامان عشرت سے لطف نہین اُٹھا سکتا - ایکطرف سے اندرونی جھگڑون - نا پسند امرا کی بغاوتون - اور رعایا کی بے انتہا اور مسلسل شکایتون کا ہجوم ہے - اور دوسری طرف بیرونی دشمنون اور سرحدی فتنہ پردازون کا اندیشہ - مگر اُن دل پریشان کرنے والی فکرون کو اس سادے اور آزاد دربار مین بالکل جگہ نہین مل سکتی جسے ہم کنج تنہائی کہتے ہین -

تو سچ ہے کہ حکمرانی کے قصر مین آرزوئین اور تمنائین بظاہر بہت آسانی سے پوری ہوتی ہین - مگر یہ آرزوئین اور تمنائین اگر غور و تامل کی نگاہ سے دیکھیے تو بیہودہ و بےبانی کی وہ ہیولیٰ زندگی بلکہ رشتش ہین فلبو فل کرتے تو اُنکے خون کے ہر قطرے سے ایک

نیا رنشش پیدا ہو جاتا یہی حال ان شاہی قصرون کی ہوسون کا ہے کہ ایک تمن
بر آتی ہے تو صدہا پیدا ہو جاتی ہین - ایک ارمان نکلتا ہے تو دل پُر آرزو پر ہزار ہا نئے
ارمانون کی یورش ہو جاتی ہے ۔ جنھین تم اپنے خیال مین یہ سمجھتے ہو کہ شاہد آرزو کو گل
سے لگائے ہوے ہین ۔ اُنکی ہوسون کا سلسلہ دامان قیامت سے ملا ہوا ہے ۔ یا قائیم
دہر کے اُس سلسلۂ دور و تسلسل سے وابستہ ہے جو ایک لا متناہی زمانے تک چلا گیا ہے
اور کبھی پورا ہونے کو نہ آئیگا ۔

اب اس شاہی قصر اور اسکے ساتھ ہی امرا کے تمام عیش خانون کو انھین پریشانی
اور ترددات کے حوالے کر کے صوفیون کی اُن خانقاہون مین چلو جو علائق دنیوی کے ترک
کرنے اور افکارِ زمانہ سے نجات دلا دینے کا وعدہ کرتی ہین ۔ یہان دعوے تو بڑے بڑے
سننے مین آئین گے - بلکہ ظاہری حالت اور پہلی نظر یقین دلا دیگی کہ اگر بیفکری دبے غمی
کہین نصیب ہوگی تو یہین - اور دنیاوی افکار و آلام اس مادی زندگی کی پریشانیون
غمگینیون کی دوا مل سکتی ہے تو اسی تنگ حجرے مین - مگر ملین یہ محض دھوکا ہی دھوکا
ہے - معتقدین کی حلم پرواری - مریدون کی دلالی - اور خوش عقیدہ دولتمندون کی
فیاضانہ خدمتگزاری نے نفس ایسے موٹے کر دیے ہین کہ یہان کی ریاکارانہ گلیم کے
کونون مین وہ وہ بیہودہ ہوسین اور ایسی ایسی ذلیل آرزوئین بندھی ہوئی ملین گی
جو شاید تاجدارون کے خیال مین بھی نہ گذری ہونگی - اور جنھین ہم سے نفس پرست بھی
گوشۂ خاطر مین جگہ دیتے شرماتے ہین ۔

وہ معمولی اور ذلیل ہوا کے جھونکون مین اُڑ جانے والا جھوپڑا جسے کسی کم حیثیت
فقیر اور بھیک مانگنے والے قناعت پسند گوشہ گیر نے جو نہ مقتدائی کا دعویدار ہے اور
مُریدون سے اپنے زہد و عبادت کا ٹکس وصول کرتا ہے ایک غیر آباد مقام مین ا
کسی سنسان سڑک کے کنارے ڈال لیا ہے شاید گوشۂ عافیت کہا جا سکے ۔ بلکہ
ہمارے خیالی عزلت کدے کی اس شخص نے پوری اور سچی تصویر اُتار لی ہے ۔ لیکن حقیقت
یہ ہے کہ یہ بھی بالکل نقل ہے ۔ بلکہ نقل بھی نہین یہ کہنا چاہیے کہ مُنہ چڑھاتا ہے ۔ یہ شخص
بے فکری و بے غمی کا مُنہ چڑھا رہا ہے ۔ اور دل مین اتنی ہوسین بھری ہین کہ ا
ایک کے سامنے دست سوال پھیلاتا ہے اور نہیں پھیلا سکتا - اور نئی اور تازہ امید

کا خواب دیکھتا ہے - اور ہر گھڑی اپنی بے مائگی پر پچھتایا کرتا ہے - کبھی شہوت پرست امرا پر حسد کرتا ہے اور کبھی ہوس پرست مرید کرنیوالے زاہدون کو رشک کی نگاہ سے دیکھتا ہے - خلاصہ یہ کہ یہان بھی وہ آزادی و بے غمی کا گوشۂ عافیت نہین جو دراصل دنیاوی جنت کہے جانے کے قابل ہے -

ہم اپنی آرزومندیون کے مقام سے بیٹھ کے دیکھتے ہین تو ہمین بہت لوگ نظر آتے ہین جو بظاہر کامیاب و شادکام ہین - اور اس زندگی سے فائدہ اُٹھاتے معلوم ہوتے ہین یہ بات کہ دراصل صرف گوشۂ عافیت مین نصیب ہوسکتی ہے - کسی کو دولتِ وصل سے کامیاب اور معشوقۂ ناز آفرین سے ہمکنار دیکھ کے ہمین اپنی ہجران نصیبی یاد آتی ہے اور دل کو ایسا صدمہ ہوتا ہے کہ زندگی سے بیزار ہو جاتے ہین - لیکن ذرا تامل کرین غور سے دیکھین اور اُس بامراد عاشق کے دل و دماغ کو ٹٹولین تو صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ جیسے ہم کہتے ہین اپنے خیال مین بالکل محروم القسمت ہے - اور زبان حال سے پکار پکار کے کہ رہا ہے "بہت نکلے مرے ارمان لیکن پھر بھی کم نکلے" - بیوفائی جانان کا کھٹکا - رقیب روسیہ بدانداز یون کا اندیشہ - مفلسی و ناداری کی فکرین - اور امارت و عزت کی ہوسین اُسے اس قدر گھیرے ہوے ہین کہ ایک گھڑی کو بھی چین نہین لینے دیتین -

وہ بہادر افسر فوج جو فتح و نصرت کے پھریرے اُڑا رہا ہے - جسنے دشمن کے دار السلطنت کے بُرجون پر بھی اپنا جھنڈا قائم کر دیا - اور سپہگری و شجاعت کا تمغہ حاصل کرنے کو ہے - اگرچہ ظاہر مین نہایت خوش ہے مگر اُس کی فکرین اس تھوڑی سی دیر کی خوشی سے بدرجہا زیادہ بڑھی ہوئی ہین - ہر وقت خوف لگا ہے کہ کہین ساری ناموری و عزت خاک مین نہ ملجائے - اور معاملہ نہ بگڑ جائے - اور اگر بالفرض یہ اندیشہ بھی نہ ہوا تو عمر کے زیادہ گذر جانے کا صدمہ ہے - اور دل ہی دل مین غم کھا رہا ہے کہ افسوس عمر بیوفا ہے - اور اس شہرت و ناموری اور اپنی قوت بازو کی حاصل کی ہوئی عزت و حرمت سے فائدہ اُٹھانے کا بہت ہی کم موقع ملیگا - الغرض تم نے یہان بھی دیکھ لیا کہ اصلی اور بے خلل و غش آسایش اور سچی بیفکری و بے غمی نہین نصیب -

وہ آوارہ وطن جو مدتون خانمان برباد رہا - جسنے برسون دشت غربت مین خاک اُڑائی اور اب آوارہ گردی و بادیہ پیمائی مین عمر عزیز کا بہت حصہ صرف کرکے سوئے وطن

Marfat.com

مین داخل ہوا ہے اور یاران وطن سے بغلگیر ہو رہا ہے۔ اکثرون کے خیال مین نہایت ہی شادان و فرحان ہے۔ اور اے آوارگان دشت غربت! اور اے یاران وطن کی صورت کو ترسنے والو! تمھین اسکا اطمینان بہت ہی کھٹکتا ہوگا۔ مگر محض بیکار اور ناحق گنہگار ہوتے ہو۔ یہ جو تم سمجھتے ہو کہ فکرین اسکے دل سے دُور ہین بالکل غلط ہے۔ جو مصیبتین وطن اور یاران وطن کی دیکھتے ہی اسکے سر پر آ پڑی ہین تمھاری مصیبتون سے بدرجہا زیادہ ہین۔ جن احباب سے ملنے کا شوق اُسے ہمت دلا دلا کے لایا ہے اور جن کی مانوس اور محبت بھری صورتین ہر منزل اور ہر دشت مین اسکی نظر کے سامنے رہی تھین اُن مین سے بعض کو تو دنیا ہی نے رخصت کر دیا۔ بعض پہلے اچھی حالت مین تھے اور اب محزون و مغموم ہین۔ بعض کو جوان اور تندرست دیکھنے کا آرزومند تھا مگر آکے دیکھا تو بوڑھے اور ناتوان ملے۔ الغرض اسی طرح کی ہزارہا پریشانیان ہین جنھون نے وطن کی صورت دیکھتے ہی دل کو آکے گھیر لیا۔ اور اتنا بھی موقع نہین دیتین کہ اپنی کامیابی پر دو گھڑی خوش ہو لے۔ قطع نظر اسکے خانہ داری کی ہزارہا فکرون نے آکے ہجوم کیا ہے۔ اور ایسا پریشان کر دیا ہے کہ اُس بادیہ پیمائی و غربت کو وطن اور یاران وطن کی زیارت پر ترجیح دینے لگا ہے۔ بہر تقدیر معلوم ہو گیا کہ جو اطمینان و فارغ البالی اور جو حقیقی مسرت و خوشی گوشۂ عزلت مین حاصل ہو سکتی ہے اس آوارہ وطن کو بھی وطن پہونچ کے نہ نصیب ہوئی۔

غور طلب یہ امر ہے کہ گوشۂ عافیت مین کیا خوبیان ہین کہ جو لطف اُس مین ہے نہ کسی بادشاہ کو اپنے دربار مین مل سکتا ہے اور نہ مرشدون کو عالی مرتبہ خانقاہون مین نہ اُسکا مزہ دولتمندی و عشرت پرستی کے عالیشان قصرون مین ہے۔ اور نہ فقیرون کے غریب جھونپڑون مین۔ جو تسلی و راحت اُسکے امن مین پہونچکے نصیب ہوتی ہے نہ مشتاق و دل از دست دادہ عاشق کو معشوقۂ دلربا کے گلے لگنے مین حاصل ہو سکتی ہے اور نہ غربت زدہ آوارہ وطنون کو سوادِ وطن مین داخل ہو کے۔ اصل یہ ہے کہ دنیا کی تمام مسرتین اور خوشیان صرف دکھانے اور ہوا پرست انسانون کو دھوکا دینے کے لیے ہین۔ قرآنِ پاک کہتا ہے "اِنَّ مَعَ العُسرِ یُسراً" (مصیبت کے ساتھ راحت ہے) لہذا جس طرح ہر صدمۂ جانکاہ اور ہر روح فرسا الم سے اُمیدون کی خوشیان وابستہ ہین

Marfat.com

اسی طرح پر ہر مسرت کے نیچے ایک مصیبت چھپی ہوئی ہے۔ اور ہر خوشی کے دامن میں
صدمات و آلام ہیں۔ شادی و غم کا یہ لزوم معلوم ہونے کے بعد صاف ظاہر ہو جاتا ہے
کہ جہاں خوشی کے چہچہے ہوتے ہیں وہیں پُرسوز و گداز مرثیے اور جگر خراش نالے بھی ہوتے
ہیں جو ہمیں سنائی نہ دیں۔ اور جس جگہ تمہیں بظاہر عیش و عشرت اور شادی و خرمی کے
سامان نظر آتے ہوں یقین کر لو کہ اُن میں غم و الم کے سامان بھی ضرور ملے ہونگے۔ لہذا اگر
کسی جگہ کو غم و الم اور صدموں اور مصیبتوں سے خالی کرنا چاہتے ہو تو پہلے اُسے خوشی و
عشرت پرستی کے سامانوں سے خالی کرو۔ جب تک یہ تمہارا فضول اور طفلانہ مزاجی
سامان عیش دور نہ ہوگا اُسوقت تک یہ بھی ممکن نہیں کہ تمہیں دنیاوی افکار و آلام
سے نجات ملے یا پریشانیوں اور مصیبتوں کی طرف سے اطمینان نصیب ہو۔ گوشۂ عافیت
اصلی خوشی اور حقیقی مسرت کا مرکز اور اطمینان و فارغ البالی کا امن بتایا جاتا ہے محض
اسلیے کہ اس میں آزادی اور امن و امان قائم کرنے کے لیے اسی اصول پر عمل کیا گیا کہ
دردوں اور تردّدوں۔ مصیبتوں اور الموں سے پہلے عیش و عشرت کے سامان دور کیے
گئے۔ نہ راحت طلبی ہی باقی رکھی گئی اور نہ عیش پرستی۔ نہ ہوسوں کا وہ خیالی نظر فریب
تماشا۔ جو روز ایک نئی آرزو دل میں پیدا کرتا تھا۔ اور نہ تمناؤں کا وہ عالیشان
عشرت کدہ جو سستی اور کاہلی بڑھاتا تھا۔

ہمارے دوستوں نے اکثر سنا ہوگا کہ جو لطف سادگی میں ہے وہ کسی اور چیز میں
نہیں۔ مگر اسکی فلاسفی شاید بہت کم کسی کے خیال میں گذری ہوگی۔ اصلی سبب یہ ہے
کہ سادگی میں عمدہ اور دلچسپ نقش و نگار یا تکلف کے سامان جو لغو ہیں نہیں ہوتے۔
اور انھیں کے ساتھ سادگی کا صفحہ اُن ضرورت سے زیادہ پُرتکلف گل بوٹوں سے
بھی خالی ہوتا ہے جو قدرتی خوبیوں کو بھدا اور بیہودہ بنا دیتے ہیں۔ لہذا سچ یہ ہے
کہ سادگی میں قریب قریب وہی شان پائی جاتی ہے جو ہمارے گوشۂ عافیت میں ہے
اور یہی سبب اُسکے زیادہ دلفریب و دلکش ہونے کا ہے۔

مگر افسوس دنیا میں سب چیزیں مل سکتی ہیں اور نہیں مل سکتا تو وہ گوشۂ عافیت
جس میں دو گھڑی بیٹھ کے ہم اپنے پریشان و مضطرب دل کو رنج و راحت اور شادی
و غم ہر قسم کے افکار سے پاک و صاف کر لیا کریں۔ دنیا افکار و تردّدات ہی کا [illegible]

Marfat.com

خوشی اور الم اس عالم مادی کی فطرت مین داخل ہے لہذا ہمین امید نہین کہ وہ مخصوص و محدود جگہ جسے ہم گوشۂ عافیت کہتے ہین اور جسے جنت ارضی کے لفظ سے تعبیر کرتے ہین اس فانی زندگی مین کبھی نصیب ہو۔ جس طرح ایک کیمیاگر ساری زندگی سونا بنا لینے کی ہوس مین صرف کر دیتا ہے۔ اور کبھی کامیاب نہین ہو سکتا اُسی طرح یہ بھی غیر ممکن ہے کہ کبھی کسی کو اصلی گوشۂ عزلت اور حقیقی کنج عافیت کا پتہ لگ جائے۔

بس اصلی گوشۂ عافیت قبر ہے۔ اور فقط یہی ایک ایسا مامن نظر آتا ہے جسمین پہونچ کے ان دنیاوی افکار و آلام سے نجات پانے اور بیغمی و اطمینان کی زندگی حاصل کرنے کی امید کیجا سکے۔ اور ہزارہا تجربون اور بارہا ٹھوکرین کھانے کے بعد ہم صرف اسی قدر معلوم کر سکے ہین کہ جسے ہم گوشۂ عافیت کہتے ہین وہ حقیقت مین کنج عدم ہے یا آغوش لحد ہے۔ جہان اگر دنیاوی فکرون اور بکھیڑون کو ساتھ نہ لے گئے تو دائم بڑے مزے کی نیند آئے گی۔

زبانِ بے زبانی

کون نہین جانتا کہ زبان ہونے کو تو ایک نرم و نازک چیز ہے مگر اثر بلا کا رکھتی ہے

جَرَاحَاتُ السِّنَانِ لَهَا الْتِيَامُ وَلَا يَلْتَامُ مَا جَرَحَ اللِّسَانُ

"نیزے کے زخم بھر آتے ہین مگر وہ زخم نہین بھرتے جو زبان سے پڑتے ہین" بھرنا کیسا زبان کلیجے مین وہ ناسور ڈالدیتی ہے جو قیامت تک مٹائے نہین مٹتا۔ جادو بیان شعرا۔ معجز نما خطیب۔ اور فصیح و بلیغ واعظ۔ سچ تو یہ ہے کہ انسان کے دل کے مالک ہوتے ہین۔ اور بڑی بڑی قومون اور زبردست گروہون سے جو کام چاہتے ہین آسانی سے لے لیتے ہین۔ یہ زبان ہی کا اثر تھا جسنے دنیا مین بڑے بڑے مذہب پھیلائے۔ اور یہ اُسی کی کرشمہ سازیان تھین کہ زبردست سے زبردست اور ہوشیار سے ہوشیار قومین لڑنے مرنے پر تیار ہوئین اور لاکھون بندگان خدا کا خون ہو گیا۔

مگر ہم کہتے ہین کہ زبان نے بھی کبھی وہ اثر نہ کیا ہو گا جو اثر کسی بیکس کا معنی خیز سکوت۔ کسی دل از دست دادہ کی خاموش نگاہین۔ اور کسی ستم زدہ کی زبان بے زبانی کر جاتی ہے۔ ایک بیزبان جانور اور ایک بیزبان بچے پر ظلم ہوتے

کسی سے نہین دیکھا جاتا۔ صرف اسلیے کہ وہ اپنی مظلومی وستم زدگی کو صرف خموشی و
سکوت کے لہجے مین ادا کرتا ہے اور زبان سے نہین ادا کر سکتا۔ ان دونون نے تو زبان
ہی نہین پائی کہ ادا کرین۔ مگر آہ جو ادا کر سکتا ہے اور کسی انتہا درجے کے خوف کی
وجہ سے نہین ادا کرتا اُسکی مظلومی اس سے بھی بڑھی ہوئی ہے۔

وہ بیکس بیوہ جو اپنی بیکسی ومصیبت پر سر وسینہ پیٹ پیٹ کے زمین سر پر اُٹھائے
لیتی ہے اُسکی آہین بیشک جگر خراش ہین اور اُسکی سوگواری پر سب ہی آنسو بہانے
کو موجود ہین۔ مگر وہ بھولی نوعمر مصیبت زدہ جسے رونا بھی نہین آتا۔ جسکا غم اتنا
بڑا ہے کہ اُسکے ظاہر کرنے کا کوئی کافی ذریعہ بھی نہین پاتی۔ اُسکا صرف خاموش ہو جانا
اور حسرت بھری آنکھون سے ایک ایک کا منہ تکنا ہر دیکھنے والے کے دل مین ناسور
ڈال دیتا ہے۔ جوان مرگ شوہر کی لاش کے گرد رونے اور آنسو بہانے والون کا
ہجوم ہے۔ کوئی سر پیٹتا ہے۔ اور کوئی ماتم کر رہا ہے۔ کوئی دیوار سے سر ٹکراتا ہے۔
اور کوئی پچھاڑین کھاتا ہے۔ کوئی آسمان کی طرف آہِ پُر تاثیر کے تیر پھینک رہا ہے۔
اور کوئی اپنے پُر درد الفاظ اور دل کو خون کرنیوالے بین سے قیامت کا سمان
دکھا دکھا کے خفتگانِ مرگ کے چونکانے کی کوشش کر رہا ہے۔ بیشک ان سب کی
حالت وکیفیت دیکھ کے دل پر طرح طرح کی چوٹین پڑتی ہین۔ کلیجے مین چرکے لگتے
ہین۔ مگر اے صاحب دل وردمندو! اور اے درد آشنا دوستو! سچ کہو ان مین
سے کسی مین بھی وہ اثر اور وہ دل کو پاش پاش کر دینے والی کیفیت پاتے ہو جو
اُس نوعمری مین بے والی ووارث ہو جانیوالی ساکت ومتین نئی بیوہ کی بیکسی
وبے کسی کی ادا۔ یا یون کہیے کہ اُسکی خموشی وبے زبانی کی زبان مین ہے؟ وہ رونا
بھول گئی ہے۔ زیور اُتار کے پھینکدیا ہے۔ چوڑیان توڑ رہی ہے۔ اور کچھ ایسی
گھبرائی ہوئی ہے کہ نہ سر پیٹتی ہے اور نہ آہ وزاری کرتی۔ مگر دیکھنے والون
کے دلون پر بے زبانی کو سکوت ہی کی ادا سے خدا جانے کس زہر کے بجھے ہوے
تیر برسا دیتی ہے کہ جو ٹیس اور سوزش ان تیرون کے زخم سے پیدا ہوتی ہے کبھی
اور کسی طرح مٹنے کا نام نہین لیتی

گر یہ بدنصیب بھی ایک حد تک اپنے درد والم اور اپنی حسرتناک حالت کو

Marfat.com

محسوس کرتی ہے قیامت سے زیادہ جگر گدازی اور دلخراشی تو اُس یتیم بچے کی سراپا حسرت نگاہوں مین ہے جو یہ بھی نہین جانتا کہ اُسپر کیا گذ گئی؟ اور یتیمی کس چیز کا نام ہے ستمگار زمانہ اُسے کیا اور کیسی دھمکیان دے رہا ہے؟ اور آیندہ قسمت کے دامن مین اُسکے لیے کون کون اور کیسی کیسی مصیبتین مخفی ہین؟ وہ اپنی معصومی کی بھولی صورت بیخبری کی سادی وضع لیے زبانی کی زبان سے بے زبان ہلائے اور بغیر چشم وابرو کو حرکت دیئے ایک چشم زدن مین ایسی پُرغم داستان سُنا دیتا ہے کہ ہمین سہنا کیا اُسکی طرف دیکھنے کی بھی تاب نہین رہتی۔

بیوہ اور یتیم بھی ایک حد تک حس رکھتے ہین۔ اکثر اوقات وہ چیزین بھی جن مین کسی قسم کی حس نہین ایسی طولانی۔ پُراثر اور جان گزا داستانین سُنا دیتی ہین کہ انسان کو زندگی بے مزہ معلوم ہونے لگتی ہے۔ ذرا چل کے شہر خموشان کی سیر کرو۔ اُس خاموش آبادی کو دیکھو جو گورغریبان مین بستی ہے۔ نہ اُن مین کسی قسم کی حس و حرکت نظر آتی ہے اور نہ اُنکے ٹوٹے پھوٹے اور اُجڑے ہوے گھرون مین کسی طرف سے کوئی آواز آتی ہے۔ اور آئے بھی تو کیونکر؟ یہان جتنے لوگ ہین سب نے بات کرنے اور لب ہلانے کی قسم کھا لی ہے۔ مگر نہین بولتے تو کیا ہوا؟ بے زبانی کی زبان سے اپنی داستانین اور اپنی سرگذشت اس فصاحت کے ساتھ اور ایسے موثر لہجے مین سُنا دیتے ہین کہ ایک دفعہ سُن لیجیے تو زندگی بھر نہین بھولتی۔

موجودہ عہد مین اس زبان خاموشی کے سمجھنے کی بہت کوشش کی گئی۔ دیوبند کے مجسون نے انھین سکوت کی اداؤن اور خاموشی کی لوحون کو پڑھ پڑھ کے قدیم کی بہت سی تاریخ کا پتہ لگا لیا۔ اہرام مصری ہزارہا سال سے خاموش کھڑے تھے ایوان کسریٰ مست ہاے دہازے زمانے کی مار کھا رہا تھا اور روم دمانا تھا۔ فراعنہ کی لاشیں ایک بیخودی کے عالم مین غافل پڑی تھین۔ اور بابل و نینوا کی اینٹین قدامت کے بہت سے رموز سینے مین چھپائے ادھر اُدھر منتشر تھین۔ ان سب میں شہر خموشان کے رہنے والون کے دفتر مخفی تھے۔ اور سب زبان بے زبانی سے اگلی کہانیان سُنا رہے تھے۔ سننے والون نے سُنا۔ اور زمانے کو بتایا کہ اُنکی سرگذشت کیسی جگر گداز اور اُنکی کہانیان کس درجہ دلخراش ہین۔ وہ کبھی کیا تھے

اور آج کیا ہین ۔ کیسے تھے اور کیسے ہوگئے ۔

گور غریبان والون کی زبان بے زبانی کو موجودہ محقق و مجتسس جس عنوان سے سمجھے ہین یہ نیا جداگانہ عنوان ہے ۔ اُنھون نے اُنکی تحریرین پڑھین ۔ اُن کی عمارتون کو دیکھکے قیاس دوڑایا ۔ اور اُنکے حالاتِ زندگی دریافت کرلیے ۔ لیکن ہم صرف اُنکے دلون کو دیکھتے ہین ۔ اور جس وقت کان لگاتے ہین کچھ اور ہی بیان سنتے ہین ۔ اُنکے بیکسانہ سکوت مین جو حسرت وانددہ چھپا ہوا ہے ۔ اور اُن کے سنسان مسکن کے سناٹے مین جو آواز سنی جاتی ہے اُسکا مطلب اپنی طبیعت اپنے مذاق اور اپنی حس کے موافق ہر شخص جدا سمجھتا رہا ہے ۔ دنیا والے کیسے ہی عشرت پرستیون مین مبتلا ہون جب ان خواب مرگ کی غافل نیند سونیوالون کے خاکستری خوابگاہ پر پہونچتے ہین ممکن نہین کہ دو گھڑی کو اپنی خوشیان نہ بھول جائین اور ان ساکت و صامت فصیح البیانون اور عالم بے زبانی کے جادو بیانون کی داستانِ غم سن کے اس درجہ متاثر ہوتے ہین کہ زندگی کے تمام لطف اور کامیابی و دولتمندی کے سب مزے انھین خواب مرگ والون کی طرح خاک مین ملجاتے ہین ۔

اک روز گیا مین گور غریبان مین دوستو
یعنی جہان بزرگون کا اکثر مزار ہے
دیکھا کہ ایک قبر پہ نرگس ہے سرنگون
پوچھا مین اُس سے یون کہ تو کیون شرمسار ہے
گردن جھکاکے بولی یہ وہ زار و ناتوان
ہان یہ بھی گردشِ فلک و روزگار ہے
کہنے لگی عزیز تو نرگس نہ مجکو جان
آنکھین مین اُسکی ہون کہ یہ جسکا مزار ہے

اُمید و آرزو

شام کے قریب جب آفتاب پہاڑون سے اپنا سنہرا زیور چھپنے کو ہوتا ہی اور انکی خوشنما چوٹیون پہ قوس قزح اپنی ایک روشن اور رنگ برنگ محراب قائم کردیتی ہے اُسوقت اے خوبصورت خوبصورت پہاڑو تمھاری یہ خوشنما سو . . ج کے نلاقی رنگ مین رنگی ہوئی چوٹیان جو آسمان سے جا ملی ہین ا . . ی مشتاق و پُرجوش نگاہون اور اہل بصیرت کی خاموش و غائر نظرون . . معلوم ہوتی ہین ؟ اور کیون ایسی دلکش و دلفریب ہوتی ہین کہ ہما

تمھاری طرف متوجہ ہو جاتی ہے۔

اے اندھیری رات مین تاریک سطح فلک کے چمکدار بیل بوٹو جو کسی برہم مزاج معشوقہ کے زیور کی طرح ہر طرف بکھرے پڑے ہو۔ جن کی آب وتاب کو قرب و بُعد۔ یا دنیا والون کے دود آہ۔ یا چشم فلک کے آنسو دن یعنی شبنم نے کہین دُھندلا اور ماند کیا ہے اور کہین بہت زیادہ روشن اور شفاف بنے دیا ہے۔ باوجود اپنی ان بے ترتیبیون اور ان مختلف حالتون کے کیون ایسے بھلے اور دلچسپ معلوم ہوتے ہو کہ ہمین اور ہمارے پیارے ہم صحبتون کو بے تمھارے کسی بات مین لطف نہین آسکتا؟

اے شبہاے وصال کے خاموش دمتین راز دار چاند! باوجودیکہ تیرا یہ گول اور دوا عذار سنہ کسی چیچک روکا پُرداغ چہرہ بنا ہوا ہے۔ ایک مہینے مین تو عروج و زوال اور ادبار و اقبال کی تصویرین دکھا دیتا ہے۔ مگر تجھ مین کیا خوبی ہے کہ بے تیرے ہمارے کلبہ ہاے احزان تاریک ہین۔ اور جب تک تو اپنی نازک کرنون پیارے چہرون کی مشاطہ گری نہ کر رہا ہو ہماری عیش و عشرت کی صحبتین اور وصل و کامیابی کی راتین بمزہ اور پھیکی ہین۔

وہ مرغزار جو قریب ہی اپنی فضا کی بہار دکھا رہا ہے۔ وہ خوبصورت اور تروتازہ چمن جسنے رنگ برنگ پھول ہم سے بالکل قریب کھلا رکھے ہین اُنکے مقابل مین وہ کرارے اور گھاٹیان جو دُور کے دھندلکے مین کچھ کچھ چھپے ہوے ہین باوجود غیر مسطح سنسان اور وحشتناک ہونے کے کیون دلکش اور بھلے معلوم ہوتے ہین۔

بس سوا اسکے کچھ نہین کہ یہ صرف بُعد اور دوری ہے جو ایک طرف ہماری نظر پر جادو کرتی ہے۔ ہمارے دلون مین شوق کی گدگدی و بیخودی پیدا کرتی ہے۔ اور دوسری طرف اجرام فلکی کے عیوب اور نقصانون کو روشنی کے دامن مین چھپاتی اور گھاٹیون کو اپنی خوشرنگ نیلگون چادر اُڑھاتی ہے۔

قدرت نے جس طرح اس محسوس منظر پر ہماری دلفریبی کے لیے ایک جادو کر رکھا ہے۔ اور ہمارے پیش نظر میدان کو ایک عجیب صحراے طلسم بنا رکھا ہے۔ اُسی طرح جب ہم زندگی کی نہ ناپی ہوئی سڑک پر موعودہ خوشیون کا اندازہ کرنا شروع

Marfat.com

کرتے ہین تو وہان بھی ہماری کچھ ایسی ہی حالت ہوتی ہے۔ اور ایسا ہی سحر اُدھر بھی ہماری نظر اور ہمارے خیال کو عجب عجب بُھلاوے دیتا ہے۔ وہان بھی ہر تیرگی اور دھندلکے مین پڑا ہوا منظر۔ ہر دوری کے دھوئین مین چھپی ہوئی امید و آرزو۔ بہ نسبت تمام موجود اور سامنے کی چیزون کے ہماری زیادہ دلفریبی اور زیادہ دلربائی کرتی ہے۔

ایسا ہی دھوکا ہمین اُسوقت ہوتا ہے جب ہم آیندہ حالتون کو چھوڑ کے گذشتہ واقعات کی جانب خیال لیجاتے ہین۔ اور سامنے کی طرف سے منہ پھیر کے پیچھے کی طرف دیکھنا شروع کرتے ہین۔ اُدھر بھی اگرچہ قریب ہی بہت سی خوبیان اور لطف موجود ہین مگر نظر اُن کی زیادہ قدر نہین کرتی۔ اور ہر خیالی صورت جسے قوت متخیلہ نسیان کی تیرگی سے نکال کے آنکھون کے سامنے قائم کرے اپنی اُس دوری کی جگہ پر عجب قدرتی لطف اور دلفریب خوبیون کے ساتھ نمایان ہوتی ہے۔

یہ کون سا ہوشیار باغبان ہے جسنے ہر جانب ذرا دور ہٹ کے نظر کے آگے ایک نزہت افزا اور مسرت بخش باغ لگا رکھا ہے؟ کون جادوگر ہے جسنے ہر طرف خیال کے راستے مین صحرائے طلسم قائم کر دیے ہین؟ اور وہ کونسی زبردست قوت ہے جو محو ہو جانیوالی نگاہ کو آیندہ کی ظلمت اور گذشتہ کے دھندلکے کی جانب نہایت ہی ذوق و شوق اور مسرت و بیخودی سے متوجہ کرتی ہے؟ کیا یہ عقل و دانائی کی برکت ہے؟ نہین۔ عقل باوجود اپنی تمام خداداد قوتون کے ہمین آیندہ کی خوشیان دکھا کے ہرگز مست نہین کر سکتی۔ اور نہ گذشتہ کی ظلمت مین وہ کرشمے پیدا کر سکتی ہے جو ہمین اپنی طرف محو کر لیا کرتے ہین۔ عقل انسان کی قسمت کو اکثر تاریکی ہی مین رکھتی ہے۔ اُسکا دُھندلا اُفق بہت ہی تنگ و محدود ہے۔ اور ایک بالشت سے بھی زیادہ نہین۔ اگر کوئی خیالی صورت کھینچ کے وہ نظر کے سامنے لاتی بھی ہے تو وہ اصلی اور تجربہ کے ہاتھ کی کھنچی ہوئی ہوتی ہے اور اس قدر ضرورت سے زیادہ سچی ہوتی ہے کہ ہمارے مذاق کے لیے سخت ہے اور ایسی کہ ہمین اُس سے کوئی مسرت نہین حاصل ہو سکتی۔

پھر یہ کون سا ساحر ہے جو دور کی چیزون کو بمقابلہ نزدیک کی چیزون کے زیادہ بھلا اور خوشنما دکھاتا ہے! یہ اُمید ہے۔ جو دور کے کنجون مین ہوتی ہے اور اُن باغون مین سیر کرتی ہے جو ہم سے بہت فاصلے پر ہین۔ پیاری اُمید! تجھی مسرت اور آسانی

Marfat.com

خوشی تیرے ہی ساتھ ہے۔ تو بعید سے بعید او رمدتوں کے سوئے ہوئے جذبات کو اُٹھا جگا کے بٹھا دیتی ہے۔ تیرا جادو زندگی کو ایسا فریفتہ کر لیتا ہے اور تیرے دامن میں ایسے دلچسپی کے سامان دکھاتا ہے کہ ہمارے دل کا ہر غافل سے غافل جذبہ چونک کے مسرت کی بجو دیان ظاہر کرنے لگتا ہے۔ اور تیری آہٹ پاتے ہی ہمارے تمام قوئے اُچک اُچک کے اور انگوٹھوں پر کھڑے ہو ہو کے اُس دور کے سامان عشرت کو دیکھنے لگتے ہیں۔ وہ تیرے حکم کے تابع اور تیرے اشاروں کے منتظر ہو جاتے ہیں۔ اور خوشی کے راستوں اور شان و شوکت کی دلچسپ شاہراہوں پر جدھر تو اشارہ کرے فوراً چلنے لگتے ہیں۔

اے قدیم الایام سے انسان کا ساتھ دینے والی اُمید! جس وقت میدانِ جنگ میں حریف فوجیں آئیں۔ انسان اور فطرت دونوں نے اپنے زوال کا مرثیہ سُنانا شروع کیا۔ نحس و نامبارک سیارے ہر قسم کی موت اور ہر طرح کے غم زہر آلود تیروں کی طرح زمین پر پھینکنے کو آمادہ ہوئے۔ قتل و خون کے فرشتے نے اپنی آستینیں چڑھائیں۔ اور لڑائی کا دیوتا اپنی آتشیں گاڑی میں خونی اژدھے جوت کے چلا۔ امن و رحم میدان سے نکال دیے گئے۔ اور ہوا کے غیر محسوس بازوؤں پر سوار ہو کے وہ پھر آسمان کو واپس روانہ ہوئے۔ اُسوقت بے یار و مددگار اور ظالم و گنہگار دل کو ہر چیز نے چھوڑ دیا تھا۔ لیکن اے سحر آفرین اُمید تو اُسوقت بھی باقی تھی اور بڑے استقلال کے ساتھ انسان کا ساتھ دے رہی تھی۔

اے ہمایوں فال امید! تیرے دلچسپ باغ میں ہر محنت اور مشقت کے لیے تر و تازہ پھل پیدا ہوتے ہیں۔ تیری مرجع عام خانقاہ سے ہر غم اور صدمے کا تعویذ ملتا ہے۔ تیری ہی روح افزا دلچسپیاں پہاڑ سی گھڑیوں اور نہ کٹنے والی منزلوں میں موسمی گرمی اور دھوپ کی تپش سے بچانے کے لیے پا شکستہ غریب الوطن کو ہری اور سرسبز ٹہنیوں کے سائے میں پہونچاتی ہیں۔ اور وہاں جس طرح شہد کی مکھی اپنے پر دن سے ایک نغمہ سناتی ہوئی آتی ہے اُسی طرح وہ تمام راحت دہ اور اطمینان بخش قوتیں جو تیری خادمہ ہیں اُسے آکے سُلاتی اور تسلی و تشفی کے خواب دکھاتی ہیں۔

اے فرشتۂ زندگی! تیرے سریع السیر بازوؤں پر سوار ہو کے ۔ اور تیرے غیر مرئی تخت پر بیٹھ کے انسان دنیا کے سنسان صحرا و جنگل اور سمندر کے وحشتناک و متلاطم

مقامات طے کر جاتا ہے - تیرا تخت سلیمان کبھی اُسے کشمیر کے قدرتی تختہ ہائے گل کی بہار دکھاتا ہے - اور کبھی قاف کی ہیبت ناک وادیون کی سیر کراتا ہے - وہ جہان جائے تو اُسکے ساتھ رہتی ہے اور تسلیان دیتی ہوئی لیجاتی ہے - دیکھو وہ کپتان اپنے جہاز کو موسم سرما کی کپکپا دینے والی ہوا کے جھونکون کے ساتھ ساتھ اُن مقامات کی طرف لیے جاتا ہے جہان انسان کا کبھی گذر نہین ہوا - اٹلینٹک کی موجین نہایت ہی پُرخطر اور روح فرسا جھولا جھُلا رہی ہین - افق شمالی کا خوفناک ستارہ ابر کے تخت پر سے کرنون کی نورانی جھنڈی ہلا رہا ہے - اور سرد مہر دیو جو قطب شمالی کے سنسان فضا پر حکمران ہے اسکی قلمرو قریب ہوتی جاتی ہے -

اب ہمارا دریائی مسافر اور آگے بڑھ گیا - اور اُس سرزمین پر ہے جہان گرمی موسم کبھی شاذ و نادر ہی اپنی خوشیان لاتا ہے - آدھی رات کی سردی اُس جگہ سے جہان دائمی برف ہمیشہ محو خواب رہتی ہے ٹھنڈے ٹھنڈے اور ہڈیون مین پیوست ہوجانے والے جھونکون کو چارون طرف روانہ کرتی ہے جو کبھی بہر بلّک کی چٹانون پھسلتے ہین اور کبھی جزائر گرین لینڈ کی سیر کرتے ہین - اُسکے سنانے کے ساتھ ساتھ مقام اُونل اسکا کے بھیڑیون کی لمبی لمبی مہیب آوازین ایک گرج کی شان سے پھیلتی اور سمندر کی لہرون پر دور دور تک دوڑ جاتی ہین - یہ مصیبتین اور یہ تکلیفین ہین جن مین ہمارا غریب طوفان زدہ مبتلا ہے - اے شکستہ مسافرِ دریا - واقعی تو سخت آفتون مین گھرا ہوا ہے - چٹانین - لہرین - ہوائین - اور برف کے بڑے بڑے پہاڑ تیرے جہاز کو گھیرے ہوے ہین - ہر طرف سے بیکسی کی مہیب صورتین نظر آ رہی ہین تیرا دل غمگین ہے - تیرا گھر دور ہے - اور یار و احباب جدا ہین - الغرض سب نے ساتھ چھوڑ دیا - مگر امید یہان بھی موجود ہے - تیری دلچسپی کے لیے اُسکی روشن شعاعین تیرے دل مین مسرت پیدا کرتی ہین - تیرا دل بیٹھا جاتا تھا مگر امید اپنے عجیب عجیب جادو بھرے نغمے سنا سنا کے اور روشنی کی نرم و نازک انگلیون سے گدگدا گدگدا کے اُسے اُبھار رہی ہین - جس طرح وہ آسمانی روشنی جو صرف شمالی ممالک مین نظر آتی ہے یکایک تارون بھرے آسمان کو جگمگا دیتی ہے اُسی طرح امید کا خیال اُس آفت نصیب کے متردد اور فکرمند دل مین آسائش و اطمینان کی گرمی پیدا کرتا ہے -

امید اس موقع پر کیا کرتی ہے؟ وہ یکایک اُسکا رُخ پیچھے کی طرف پلٹ دیتی ہے آنکھون پر اپنی طلسمی دوربین لگا دیتی ہے - جس مین وہ دیکھتا ہے کہ سوادِ وطن کی پہاڑیان سرسبز و فرحت بخش سرزمین مین سر اُٹھائے کھڑی ہین - اُسکا لبِ آب مکان اپنے آرام اور امن و امان کو پیش کر رہا ہے - چھوٹی سیر کرنے کی کشتی اپنے چھوٹے بادبان کے ساتھ پانی کی نازک موجون پر حرکت کر رہی ہے - وہ وطنی جنگل جسکے لطف زندگی بھر نہ بھولین گے آنکھون کے سامنے ہے - درختون مین کلیان آرہی ہین - یہ سمان دیکھا تھا کہ ہمارا آفت نصیب غریب الوطن ہوا کے تیز پرون اور خیال کے تخت پر سوار ہو کے اور آگے بڑھا - اُس وطنی ساحل پر جا پہونچا جسے آہ کر کے اور آنکھون سے آنسو گرا کے چھوڑا تھا - اب سارے غم اور تمام فکرین اُسکے دل سے دور ہین - شوق کی بیخودی مین بڑھتا چلا جاتا ہے - قدم قدم پر مانوس صورتین ملتی ہین - اور جو بڑھتا ہے پیارے محبت بھرے چہرون سے دوچار ہوتا ہے - آخر چلتے چلتے معشوقہ کا بشاش چہرہ اور کھلا ہوا آغوش شوق ملتا ہے - وہ دوڑ کے لپٹ جاتا ہے - دیر تک لپٹا رہتا ہے - اپنی مصیبت کہتا ہے اور گورے گالون سے آنسو پونچھتا ہے - پھر خوش ہو کے بچون کو گود مین اُٹھاتا ہے - اُنھین پیار کرتا ہے اور دل کو پوری ٹھنڈک حاصل ہو جاتی ہے - آہ! اے پیاری اُمید! یہ صرف تیری جلوہ گری تھی - اور سوا تیرے کون ہے جو ایسے حرمان نصیبون کو تسلی دے سکے؟

اے فرشتۂ امید! صرف اتنا ہی نہین کہ تو غم و الم کی حالت مین تسلی دیتا ہے بلکہ تجھی سے دلون مین اُمنگین اور حوصلے پیدا ہوتے ہین - ہمت بلند عام اور ترقی کا جوش دلانا تیری ہی توجہ کی برکت سے ہے - جوانی کے روشن اور پُر آرزو دنون مین جبکہ نہ کسی قسم کی فکر ہے اور نہ کوئی تردد تو ہمت کے فرشتے کو ساتھ لیکے ہمارے سامنے کی بلندی پر نمایان ہوتی ہے - اور سنہری جھنڈی ہلا ہلا کے ہمارے دلون کو اُبھارتی ہے - اور اسکے ساتھ ہی تیرا ہاتف غیب کہنا شروع کرتا ہے کہ "جا! آرزو مند بیچے جا! اور شہرت کے ناپیدا کنار میدانون مین ناموری و عزت کو ڈھونڈھ - دیکھ اسکندر کہان سے چلا ہے اور اُسکی بیرقین کہان اُڑ رہی ہین؟ تیمور کہان سے اُٹھا ہے - اور کس سرزمین مین شہرت و اُلوالعزمی کے جھنڈے گاڑ رہا ہے؟ عرب کے ابنائے بادیہ توحید

کے نعرے بلند کرتے ہوئے کہاں سے نکلے ہیں اور کہاں کہاں پھیل گئے ہیں؟ افلاطون و ارسطو نے علمی جستجو میں تگ و دو کرتے کرتے کیسا روشن و نمایاں تاج اپنے سر پر رکھ لیا ہے؟ فارابی و ابن سینا اور طوسی و رازی اپنی جانکاہی و مشقت کی بدولت ناموری کے کس اعلیٰ شہ نشین پر جا بیٹھے ہیں۔ غور کر کہ بنی اسرائیل نے وادی تیہ کی خاک اُڑاتے اُڑاتے کیسی وادی پُر فضا اور کیسی زمین بہشت آئین ڈھونڈھ نکالی ہے؟ کولمبس نے متلاطم سمندر کی مار کھاتے کھاتے کیسی سرسبز و شاداب اور نزہت بخش و دولت خیز نئی دنیا کا پتہ لگا لیا ہے۔ لہذا تو بھی اُٹھ! ان ناموریوں کو پیش نظر رکھ اور اولوالعزمی و شہرت کا تاج حاصل کر۔" واقعی اے ہمت بندھانے والی امید! دنیا کی ساری ترقیاں تیری ہی بدولت ہیں۔ اور وہ تیرے ہی پیدا کیے ہوئے ولولے ہیں جنہوں نے اس سطح خاک کو اس لطف و دلچسپی کے ساتھ آباد کیا ہے۔

اُس ننھے سے بچھونے پر اُس ننھے سے خوبصورت بچے کو سوتے دیکھ رہے ہو؟ بدنصیب مصیبت زدہ ماں کس سکوت و خموشی کے ساتھ پاس بیٹھی مگس رانی کر رہی ہے۔ بچے کو نہ کوئی خوشی ہے نہ غم۔ آرام سے سو رہا ہے۔ ماں محبت کی نظروں سے اُسکی صورت دیکھ رہی ہے۔ دیکھتے ہی دیکھتے یکایک اُسکے غمناک چہرے پر ایک ہنسی نمایاں ہوتی ہے۔ اور ان الفاظ میں اُسے یہ سراپا اُمید لوری دینے لگی ہے۔

سو! اے باپ کی تصویر سو! کبھی تجھے کسی بات کا غم نہ ہو۔ اور نہ اُن صدموں سے سابقہ پڑے جنہوں نے تیرے باپ کے اور میرے دل کو چاک چاک رکھا۔ تو اپنے باپ ہی کا سا گورا اور لائق ہوگا۔ نہیں اُس سے بھی اچھا۔ تیری شہرت تیری لیاقت اور آخر میں تیری محبت اُسکے دردمند دل کو سارے غم بھلا دیگی۔ اور تیرے دم سے مجھے اتنی خوشیاں حاصل ہونگی کہ دنیا کی تمام گذشتہ تکلیفیں اور مصیبتیں بھول جائیں گی۔ اور سب کے آخر میں جب میں تجھ سے اور دنیا سے رخصت ہو کے اُس مولسری کے درخت کے نیچے خاک کو اپنا بچھونا بناؤں گی تو اے میرے خوبصورت پیارے سوگوار تو کیا شب لحد پر آکے میرے دل کو تسلی نہ دیگا؟ میری یاد تازہ ہو جایا کرے شام کے دھندلکے میں میرے اُس زیر خاک بچھونے کے پاس کھڑا ہو کے دو آنسو

نہ گرائیگا؟ اور میری محبت و مصیبت کو یاد کرکے ایک ٹھنڈی سانس نہ لیگا؟"

اے پیاری اُمید! ہمین جب کبھی قسمت کی بُرائیان اور انسانی صدمات و آلام کا خیال کرکے رنج ہوتا ہے تو ہم تیری مدد سے انقلاب عالم کے پہیے کو دیکھنے لگتے ہین اور گذشتہ واقعات سے آیندہ کے لیے سبق حاصل ہوتا ہے۔

بیسوین صدی

ہر برس کی ابتدا مین یا اُسکے خاتمے پر لوگ زمانے کے معمولی تغیرات کو محسوس کرکے بڑے بڑے مضامین لکھتے اور طرح طرح کے خیالات ظاہر کرتے ہین۔ برس یا آفتاب کے گرد زمین کا ایک پورا دورہ ہر قسم کے سامان اہل عالم کو دکھا دیا کرتا ہے۔۔ اُس مین خوشیان بھی ہوتی ہین اور غم بھی ہوتے ہین۔ عیدین بھی آتی ہین اور محرم کے حسرتناک دنون سے بھی سابقہ پڑتا ہے۔ فکرون اور پریشانیون کی گھڑیان بھی آتی ہین۔ دور اطمینان و فارغ البالی کی ساعتین بھی آکے لطف دکھاتی ہین۔ لیکن بجز اُن اتفاقی و ناگہانی آفتون کے جو ہمیشہ بے خبر کیے مرگ مفاجات کی طرح آجاتی ہین۔ یا اُن خوشیون سے جنھین محض اتفاقی ہونے کی وجہ سے انسان نعمت غیر مترقبہ خیال کرتا ہے عام معاملات مین ہمیشہ یہی خیال رہتا ہے کہ بارہ مہینے کے بعد پھر بھی ویسا ہی اچھا یا بُرا دور نصیب ہوگا۔ اگرچہ بعض سن رسیدہ یا موت کی گھڑی سے ڈرنیوالے اکثر کہ اُٹھتے ہین

تا سال دگرے کہ خورد و زندہ کہ ماند

گر پھر بھی اُنھین زندگی اور اس منظر کے دوبارہ دیکھنے کی ایک حد تک اُمید ضرور ہوتی ہے۔ اور اسی امید کے سہارے پر ہم بھی ہر شروع سال کے وقت یا ہر برس کے ختم ہونے کے زمانے مین آیندہ کی بہت کچھ امیدین ظاہر کر دیا کرتے ہین مگر افسوس فی الحال اس موقع پر یا یون لکھیے کہ سنہ ۱۹۰۰ع کے خاتمہ پر ایسا انقلاب عظیم نظر آتا ہے۔ اور زمانہ ٹھوکرین کھلاتے کھلاتے ہمین ایک ایسے تغیر کا سمان دکھا رہا ہے جسکے بعد پھر ایسی گھڑی دیکھنے کی کسی کو اُمید نہین ہو سکتی۔ کون کہ سکتا ہے کہ اُس بیسوین صدی کا آغاز دیکھ کے پھر اکیسوین صدی کا آغاز بھی دیکھنا نصیب ہوگا؟ یہ صدی جس وقت ختم ہوگی اُسوقت ہماری ہڈیان بھی خاک ہو چکی ہون گی

Marfat.com

قبروں کے نشان بھی خدا جانے موجود ہوں یا نہ ہوں۔ جانتے ہیں کہ نسل انسانی جس طرح آج ہے اُسی طرح اُسوقت بھی ہوگی۔ مگر اُسوقت کی نسل انسانی نے کس قدر ترقی کی ہوگی۔ اور ایجاد و اختراع کی سحر نمائیاں اُسوقت کیا کیا اور کیسے کیسے کرشمے دکھا رہی ہونگی اسے کوئی نہیں جانتا۔ انسانی زندگی برسوں سے وابستہ ہے۔ صدیوں کے ساتھ قوموں کی زندگی وابستہ ہوا کرتی ہے۔ صدی کی ابتدا اور انتہا پر یہ خبر لکھنے اور غور کرنے کے قابل ہوتی ہے کہ کس قوم نے کتنی ترقی کی۔ اور کون قوم تباہ ہوئی؟ کس گروہ کو نیا نیا عروج حاصل ہوا۔ اور کن جماعتوں کا زور و شور اور دور دورہ دامن فنا میں آگیا۔

جس صدی کے حدود میں ہم نے اسوقت قدم رکھا ہے اُسکے حالات اور انقلابات کا اندازہ کرنا ہو تو ہمیں گذشتہ صدی کے کارناموں پر نظر ڈالنی چاہیے۔ ان پچیس تیس کروڑ آدمیوں میں جو ہندوستان میں آباد ہیں کتنے ہیں جو کہہ سکتے ہوں کہ انھوں نے اُنیسویں صدی کے شروع ہونے کا سمان اُسی طرح دیکھا تھا جس طرح ہمنے بیسویں صدی کی آمد کو دیکھا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ شاید ایک بھی نہ ہوگا۔ اور اگر بالفرض کوئی ڈھونڈھے سے مل بھی جائے اور دعوی کر بھی بیٹھے تو اُسکے ہوش و حواس ایسے صحیح نہ رہے ہونگے کہ ہم اُسکی باتوں کا اعتبار کر سکیں۔

مگر محض واقعات دریافت کرنے کے لیے ہمیں کسی زندہ انسان کی ضرورت نہیں۔ تاریخیں ہمارے ہاتھ میں ہیں جنکے صفحات گذشتہ تمام صدیوں کے مرقع بنے ہوے ہیں۔ انھیں صفحوں پر ہم محمد شاہ بادشاہ دہلی کو دیکھیں گے جو اس صدی کے آغاز میں دہلی کے تخت پر بیٹھا ہوا ہے۔ سلطنت میں اگرچہ بدنظمی ہے مگر ہر جگہ اُسکے نام کی عزت کیجاتی ہے اگرچہ اپنا تاج سنبھالنے کی اُس میں طاقت نہیں۔ مگر بادشاہ بنانا اور تاج بخشی کرنا اُسکا بہت آسان کام ہے۔ لیکن خاتمے پر ہمیں کچھ اور ہی نظر آتا ہے۔ دانایان مغرب سارے سوادِ ہند پر حکمران ہیں۔ آزادی و علم کے ہر طرف ڈنکے بج رہے ہیں۔ اور گویا یہ دنیا ہی دوسری ہے۔

اُنیسویں صدی کی ابتدا میں ہم دیکھتے ہیں کہ راستے پُر خطر ہیں اور ڈاکوؤں کا خوف ہے۔ کچی اور خراب سڑکوں پر تاجروں کے قافلے اور امرا و سرداران فوج کی سواریاں

Marfat.com

بڑی شکلوں اور بدمتوں سے گندہ ہری ہیں۔ لوگ رتھوں بہلیوں اور پالکیوں پر سوار ہیں۔ آہستہ آہستہ اور زمین ناپتے ہوے جاتے ہیں۔ اور ایک صوبے سے دوسرے صوبے میں ایک مدت کی بادیہ پیمائی اور صحرا نوردی کے بعد پہونچتے ہیں۔ مگر اب ہم دیکھتے ہیں کہ سڑکیں مضبوط اور پختہ بن گئیں۔ انسان نے اپنی راحت کے لیے وہ سامان فراہم کرلیا جو اس سے پیشتر دنیا اپنی پوری عمر میں نہیں بہم پہونچا سکی تھی۔ شکرموں اور اونٹوں کے عوض ریلوے ٹرینیں ہیں جو تخت سلیمان کی طرح ہوا پر اُڑتی نہیں تو ہوا سے باتیں کرتی ہوئی چلی جاتی ہیں۔ اور جس رستے کو انسان عمر دن میں طے کرتا تھا دنوں مہینوں اور برسوں کے راستے کو گھنٹوں میں طے کررہا ہے۔ جس دشواری سے اس گذشتہ صدی کے ابتدائی عہد میں ہم ایک صوبے سے دوسرے صوبے میں پہونچتے تھے اُس سے بدرجہا زیادہ آسانی کے ساتھ آج ہم دنیا کے ایک کونے سے دوسرے کونے میں پہونچ سکتے ہیں۔ یا یوں کہیے کہ کرۂ زمین کے گرد چکر لگا آتے ہیں۔

کاش حضرت مسیح کی طرح کوئی خدا کا مقبول بندہ اس زمانے میں بھی کسی اُنیسویں صدی کے پہلے دس سال کے اندر مرے ہوے شخص کو زندہ کرکے اُٹھا بٹھاتا تو آپ دیکھتے اور اُسکی حیرت و حالت سے آپ کو کچھ پتہ لگ سکتا کہ اس ایک صدی نے ہندوستان کو کیا سے کیا بنادیا۔ افسوس اُسوقت کے پُرانے بڈھوں کا موجود ہونا درکنار اب تو وہ لوگ بھی خاک میں مل گئے جو سلطنتِ اودھ کے انتزاع کے بعد شب و روز نوابی و بادشاہی کے انتظار میں زندگی بسر کیا کرتے تھے۔

سنہ ۱۸۰۱ء میں جس کسی نے جان دی ہو اُسے زندہ کرکے اگر سنہ ۱۹۰۱ء کا تماشا دکھایا جاتا تو واقعی وہ مجنون ہوجاتا کہ یہ وہی ہندوستانی لوگ ہیں یا کوئی اور قوم آکے آباد ہوگئی ہے۔ وہ پرانی قبائیں اور عبائیں۔ جھبے دار درباری پگڑیاں اور چکنیں سب تشریف لیگئیں اور لوگ خدا جانے کس مُلک کا لباس پہنے ہوے ہیں۔ زبان بھی وہ نہیں رہی۔ لہجے اور محاورات کا بدلنا درکنار ایسے نئے اور عجیب غریب لفظ زبان میں شامل ہوگئے ہیں جو کسی طرح اُردو سے جوڑ ہی نہیں کھاتے۔

بس یہی حالت اُس شخص کی بھی ہو جو انقلاباتِ زمانہ کا تماشا دکھانے کے لیے بچا لیا جائے۔ اور اُس عہد کی حالت دیکھے جب سنہ ۱۸۰۱ء ہو۔ سنہ ۱۸۰۰ء کے ختم ہونے پر

مسیحی دنیا میں لوگوں کو قیامت کا یقین ہوگیا تھا - اور عموماً عیسائی جانتے تھے کہ ولادت مسیح کو پورے ایک ہزار برس گذرتے ہی حشر برپا ہو جائیگا اور مُردے قبروں سے نکل کھڑے ہونگے - مگر اب دو ہزار برس پورے ہونے پر قیامت کا خیال پیدا ہونا درکنار کوئی تعجب نہین کہ انسان اپنی صنعتوں پر فخر اور اپنے کمالوں پر ناز کرتے کرتے خود خدائی کا دعویٰ نہ کر بیٹھے -

بیشک اگر آج انسان ہوا کی طرح تیز روی سے سفر کرتا ہے تو ایک سو برس بعد فضاے عالم مین اڑتا پھرتا ہوگا - اگر آج آتشباری سے حریف کو تباہ کر دیتا ہے تو ایک صدی بعد برقی قوت کی مدد سے حریف کے ملک کو تہ و بالا اور خاک سیاہ کر سکے گا سب سے زیادہ ہمین یہ دیکھنا ہے کہ اُسوقت دلگداز بھی ہوگا یا نہین - شاید ہو لیکن ہو ابھی تو ہمین کیا - اسلیے کہ نہ ہم ہونگے اور نہ ہمارے یہ ناظرین - شاید اُس وقت ہندوستان مین ایسے بہت سے کامیاب اور مقبول عام رسالے نکل رہے ہون جنکے سامنے دلگداز کی کچھ اصل و حقیقت نہین - مگر نہین - یہ کہنے کو ہمارا جی نہین چاہتا - ہم اُمید کرتے ہین کہ یہی دلگداز ہوگا - مگر زمانے کی رفتار کے ساتھ بدلتا اور ترقی کرتا ہوا ہوا اُس مذاق و رنگ مین ڈوبا ہوا جسکی اُسوقت ضرورت و قدر ہوگی - اور غالباً ناظرین کے لیے یہ مژدہ بہت پسندیدہ ہوگا کہ اُسوقت یہ آپ کا مقبول پرچہ پوری طرح پابندی اوقات اور استقلال سے نکلتا ہوگا -

ہُوا

اس دور کے فلسفی کسی ایسی چلتی پھرتی مخلوق کے بہت ہی کم قائل ہین جو ہوا ور اُنھین نظر نہ آتی ہو - آج کل یہی اصول اور یہی سب سے بڑا عمل ہے جس نے سحر و طلسم کے قلعے ڈھا دیے - جنون اور پریون - بھوتون اور چڑیلون سب کے نام اس زندہ اور روز بروز ترقی کرتے اور ہوشیار ہونیوالی دنیا کے صفحے پر سے مٹا دیے - مگر آؤ ہم ایک ایسی چلتی پھرتی شوخ اور چلبلی چیز دکھا دین جسے ان فلسفیون اور اپنے عقلی قیاسون پر خدا کی قسمت کا فیصلہ کرنیوالون نے کبھی آنکھ سے نہین دیکھا - مگر اسے مانتے ضرور ہین - اور کیون نہ مانین اسلیے کہ مجبور ہین -

فرض کرو کہ ایک مدت کی آرزومندیون اور خدا جانے کتنی حسرت نصیبیون کے بعد عشرت کدۂ یار مین کسی کی پیاری صورت دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے۔ اور پھر اس خوش نصیبی کے ساتھ کہ تنہا ہین۔ نہ کوئی رقیب ہے نہ مخل صحبت۔ یار ناز آفرین چہرۂ پُرشوق نگاہون کے سامنے ہے۔ تمناؤن اور آرزوؤن کا ہجوم دل مین ہے اور بیخود کیے دیتا ہے۔ دستِ شوق بڑھنے کی آرزو مین پھیریان دکھا رہا ہے۔ ادھر آرزومندی دل کو مزہ دار تسلیان دے رہی ہے۔ اور اُدھر چودھوین رات کی چاندنی پھول سے رخسارون کو اپنا غازہ مل مل کے اور چمکائے دیتی ہے۔ ان لذتون اور خلاف اُمید لطفون سے پورا لطف بھی نہین اُٹھانے پائے تھے کہ ایک از غیبی رقیب نمودار ہوا جسنے آتے ہی عجب بے تکلفی اور نہایت ہی شوخی و بیباکی سے نازنین ہم پہلو کے جوڑے کو درہم برہم کر دیا۔ گیسوے مشکین یکایک کھُل کے چہرے پر بکھر گئے۔ اور زلف چلیپا کی چھوٹی چھوٹی لٹین گوری پیشانی اور چاند سے رخسارون پر حرکت کرنے لگین۔ یہ کون تھا؟ کس رقیب مین اتنی جرأت تھی کہ رعب حسن بھی اُسپر اثر نہ کر سکا؟ کس دیوانۂ عشق مین اتنی جرأت ہو سکتی تھی کہ خلوت کدۂ جانان مین بے خبر کیے اور بغیر اجازت لیے گھس آئے بس یہی وہ چیز تھی جسکو دیکھتا کوئی نہین اور مانتے سب ہین۔ جو "ہوا" کے نام سے یاد کیجاتی ہے۔ اسی سحر نما رقیب کا ایک جھونکا کسی از خود رفتہ اور مجنون عاشق کی طرح سب کی آنکھ بچا کے اندر آ گیا۔ اور نازنین دلربا کی زلفون سے ساتھ شوخیان کر رہا ہے۔ الغرض یہی وہ چلتی پھرتی اور شوخ اور چلبلی چیز ہے جسے آنکھ سے کوئی نہین دیکھتا مگر اتنی مجال نہین کہ اُسکے وجود سے انکار کرے۔

کہانیون مین ایک ایسا روحانی نسخہ مشہور ہے جسکے استعمال سے انسان کو یہ کمال ہو سکتا ہے کہ اُسکو کوئی نہ دیکھے اور وہ سب کو دیکھتا رہے۔ کبھی کسی آدمی کو یہ کمال حاصل ہوا ہو یا نہ ہوا ہو مگر ہوا کو قدرت نے یہ معجزنما قوت ضرور دیدی ہے جسکی بدولت وہ جہا ہے کر گذرے اور کسی کی مجال نہین کہ ہاتھ پکڑ سکے۔ زلفِ جانان کے ساتھ اسکی جسم گستاخی کا نظارہ گذشتہ سین مین دکھایا گیا ہے اسکے اور کرشمون اور اسکی دیگر شرارتون کے دیکھتے ایک بالکل معمولی چیز ہے۔ یہ جب کسی حوروش اور پری تمثال کے ستانے پر آتی ہے تو ایسی ایسی شوخیان کر گذرتی ہے کہ پیارے ناز آفرین گھبرا اُٹھتے ہین۔ جو تماشا کر

Marfat.com

ہمارے دل میں ہیں اُنھیں یہ ہماری آنکھوں کے سامنے اچھی طرح جی کھول کے نکال لیتی ہے۔ اور ہم سوا اسکے کہ تماشا دیکھیں اور ترس ترس کے رہ جائیں اور کچھ نہیں کرسکتے نازآفرین نازکبدنوں کی یہ بیکسی و بے بسی بھلا دیکھنے کے قابل ہے کہ کاکل پیچان گورے ہاتھوں سے سنبھلنے نہیں پائی تھی کہ دوپٹہ اُڑا جاتا ہے۔ ہنوز آنچل اس سنگدل اور شوخ طبع کے ہاتھ سے چھوٹنے نہیں پائے تھے کہ پھولوں کے ہار جو بڑی نزاکت کے ساتھ گلوے معشوقین ڈالے گئے تھے اُنکی پنکھڑیاں ٹوٹ ٹوٹ کے اُڑی جاتی ہیں اور کوئی زور نہیں چلتا۔

اے شوخ و شریر باد تُند! تیری یہ دست برد ہرگز اس قابل نہ تھی کہ ہم سے آشفتہ مزاج تیری ایسی ایسی دست درازیاں دیکھتے اور خاموش بیٹھے رہتے۔ مگر کیا کریں کہ تونے وہ الوپ انجن لگا لیا ہے جسکی بدولت تو جو چاہتی ہے کر گذرتی ہے اور ہم کچھ نہیں کرسکتے۔ تو ہزار پاس ہو اور خود ہمارے پہلو میں ٹھوکے تاتا کے نکلی جاتی ہو مگر ہم تجھے نہیں پکڑ سکتے۔ صحن چمن میں تیری یہ مجنونانہ شوخیاں کہ نوجوانان باغ میں سے کسی کے پہلو میں گدگدایا کسی کو ڈھکیلا۔ کسی کو ٹھوکر بتائی۔ کسی کو تھپیڑا دیا اور صاف نکل گئی۔ نوعروسان چمن یعنی نئے کھلے ہوے پھولوں میں سے اسکا منہ چوم لیا۔ اُسپر دست درازی کردی۔ اُسے گلے لگا لیا۔ اور چلتی پھرتی نظر آئی۔ ایسی باتیں ہیں کہ ہم دیکھکے بیتاب ہو ہو جاتے ہیں۔ مگر افسوس کچھ زور نہیں چلتا۔ شبہاے غم میں تو تاریکی رہتی ہی ہے مگر تو وہ ظالم ہے کہ شب وصل اور عیش و عشرت کی راتوں کی ہزاروں شمعیں بھی تو نے سر شام ہی سے گُل کردی ہیں۔ اور جن پر یہ مصیبت کبھی گذری ہے۔ گورے سراپا ناز چہرے کو پر شوق آنکھوں کے سامنے سے یکایک غائب ہوتے دیکھکے ایک آہ کرکے رہ گئے ہیں اور تیرا کچھ نہیں بگاڑ سکے ہیں۔

جن مصیبتوں کا کوئی علاج نہ ہو وہ اکثر گوارا ہو جایا کی ہیں۔ اسی طرح تیری شوخ ادائیاں بھی آخر ہم نے تھک کے قبول کرلین۔ اسی قدر نہیں بلکہ یوں ہوا کہ ان بدگمان عشاق کو جو اپنے سے بھی بدگمان تھے آخر تیری ان شوخیوں میں جو کسی ماہوش کے چھیڑنے کے لیے تھیں مزہ آنے لگا۔ افسوس مجبوری تمنا جو نہ ہو عجب ہے یہ تھوڑی حیرت کی بات نہیں کہ جن آرزومندوں کے دلرباؤں کو تو چھیڑتی اور

ستاتی ہے اب وہی تجھے ایک برہم مزاج رقیب خیال کرنے کے عوض اپنا شریک صحبت سمجھ رہے ہین - اور ایسا شریک صحبت جسکی موجودگی سے صحبت عیش مین زندہ دلی پیدا ہوتی ہو - اور جسکے بغیر حسن و عشق کی دنیا مین مزہ ہی نہ آتا ہو۔

اب تجھے ایک زندہ دل دوست اور شوخ طبع ہم صحبت ماننے کے بعد ہم غور کرتے ہین تو نظر آتا ہے کہ فی الحقیقت جب تک تو نہ ہو دنیا مین کوئی لطف نہین - ہمین بتایا گیا ہے کہ ہر چیز پانی سے زندہ ہے "کل شئ حی من الماء" گو اس سے انکار نہین کیا جا سکتا - مگر ہماری زندگی اور ہماری دلچسپی کے لیے اے ہوا تو پانی کیا معنی ہر چیز سے زیادہ ضروری و دلچسپ ہے - مانا کہ قوم لوط یا قوم عاد کے لیے تو خدا کا غضب بن گئی تھی - مگر ہم تو اپنے حق مین تجھے رحمت الٰہی پاتے ہین - سانس کے ذریعے سے تو ہماری حیات کو قائم کیے ہوے ہے اور تجھ سے ہم ہر گھڑی یہ لطف اُٹھاتے رہتے ہین کہ "ہر نفسے کہ فرو می رود ممد حیات است و چون بر می آید مفرح ذات" - یہ تیری ایک ایسی برکت ہے جسکی بنا پر ہم کہہ سکتے ہین کہ عالم ہستی کی کل کی کوک تو ہی ہے - اور تو نہ ہو تو یہ تمام حسن و حرکت ایک گھڑی بھر مین فنا ہو جائے - مگر یہ برکت بھی زندہ مخلوق کے لیے ایک معمولی چیز ہو گئی ہے - کیونکہ تیری یہ فیاضی سب کے لیے عام ہے - کون ہے جو سانس نہین لیتا - اور اسی سبب سے بہت کم ہین جو تیری اس برکت کی طرف اپنا خیال بھی لیجاتے ہون - مگر نہین - اسکے سوا تیری اور ہزارون فیاضیان ہین جنکو ہم شمار نہین کر سکتے اور شب و روز اُن سے لطف اُٹھاتے رہتے ہین۔

صرف اتنا ہی نہین کہ عارض تابان پر زلف شبگون کو خفیف حرکت دیکر تو حُسن کے عالم مین ایک جان ڈالتی ہے - یا تیری نسیم کے خنک اور ہلکے جھونکے ہمین ایکایک وہ مسرت و راحت بخش دیتے ہین کہ جسکے بغیر ہم دنیا کی کسی چیز سے لطف نہین اُٹھا سکتے اور جتنی لذتین اور دلچسپیان ہین ہمین وہ بھی تیری زندہ دلی کی برکت نظر آتی ہین -

ہر قسم کی آواز تیری ہی شہنائی بن ہو کے ہمارے کانون تک پہونچتی ہے جسکی مدد سے ہم جان فزا نغمے - پیارے گلون کی تانین - نغمہ سنج طیور کے زمزمے

اور کسی حور وش کی سریلی آواز سنتے ہین۔ ہر طرح کی خوشبوئین تیرے تخت پر بیٹھ کے ہمارے دماغ مین پہونچتی اور روح کو تر و تازہ کرتی ہین۔ اور ہم پھولون کے مہکنے۔ اور کاکلِ پیچان کے بکھرنے سے نیا لطف اُٹھاتے ہین۔ یہ طیور جو ہمارے سرون پر منڈلا رہے ہین تیرے ہی کل کے گھوڑے پر سوار ہین۔ اور ہم جو زمین پر کھڑے ہوتے اور چلتے پھرتے ہین تو تیری ہی گاڑی مین بیٹھ کے۔ اگر تیری جریب ہمارے ہاتھ مین نہ ہوتی تو زمین کی کشش خدا جانے کن کن بے رحمیون سے دے دے مارتی اور کیسی پٹخنیان بتاتی۔ اور تیری بیساکھیون کو بغلون کے نیچے دبا کے نہ کھڑے ہوئے ہوتے تو قدم قدم پر گرتے۔

تیری بعض شوخیون کا زمانہ شاکی ہے۔ اور اکثر لوگ تجھے الزام دیتے ہین۔ مگر نہین۔ ان شکایتون کو تو نے خود ہی رفع بھی کر دیا ہے۔ اور اس خوبی کے ساتھ کہ اسکے بعد تیری شکایت کرنا ناشکری ہے۔ جن بحری سیاحون اور جہاز رانون نے کبھی طوفان کا ہولناک سمان دیکھا ہے کہتے ہین کہ غریب الوطن مسافرون اور راہ پیما جہازون کا کوئی تجھ سے بڑا دشمن نہین۔ مگر وہ اس سے بھی انکار نہین کر سکتے کہ تو ہی وہ بامراد ہے جو اُنھین ہمیشہ ساحل تک پہونچایا کرتی ہے۔ جن صحرا نوردون نے عرب و افریقیہ اور راجپوتانہ و دشت قبچاق کی خاک چھانی ہے تجھے وہ باد سموم بتاتے ہین جسکا ایک جھونکا بھی انسان کے بھون ڈالنے کے لیے کافی ہے۔ مگر جب وہ منزل مقصود پر پہنچ کے آرام سے بیٹھے ہونگے اور پسینہ خشک ہونے لگا ہوگا اُسوقت خود ہی سمجھ گئے ہونگے کہ وہ بادِ نسیم بھی تو ہی ہے جو دل کی کلی کھلا دیا کرتی ہے۔ اگر کسی قوم کے جھنڈے کو تو سرنگون گرا دیا کرتی ہے تو تو ہی فتحیاب قوم کے پرچم اقبال کو لہراتی ہوئی آگے بڑھاتی ہے۔ چراغ اگر تیرے کسی سخت جھونکے کی تاب نہ لا کے گل ہو جاتے ہین تو کوئی مضائقہ نہین۔ اس لیے کہ تیرے ہی دم سے وہ روشن بھی ہین۔ اور تو نہ ہو تو ایک لمحہ بھر بھی نہ ٹھہر سکین۔ اگر کوئی پھول تیرے تیز تھپیڑے کی تاب نہ لا کے کمہلا کے گر پڑا تو گر پڑنے دو۔ اسلیے کہ تو ہی خاموش غنچون کو گدگدا کے ہنساتی اور نو عروسانِ چمن کا گھونگھٹ کھولتی ہے۔

بادۂ ناب کے دور سے لطف اُٹھانے کے لیے جب ہم بیٹھ گئے ہین تو تو فوراً دوڑ گئی ہے اور اُن گھنگھور گھٹاؤن کو لا کے ہمارے سرون پر چھا دیا ہے جنکی معرفت ہمین خدا کی رحمتین اور برکتین ملا کرتی ہین۔ ہجران نصیبی کے جگر گداز اور دلخراش گھڑیون مین

Marfat.com

کو قسمت کے محول کرکے ہاتھ پانوں چھوڑکے بیٹھ رہنے کے مؤید ہیں۔

مگر وہ گروہ جو دنیا کے "مزرعۃ الآخرہ" ہونے کا قائل ہے ایسی پست ہمتی اور ایسے معطل محض بنجانے کے خیال کی تائید نہین کرسکتا۔ واقعی جب خدا نے خوشی اور غم کے خزانون کو یکسان طور پر مملو و معمور بناکے ہمین انپر متصرف کیا ہے تو پھر اسکے بعد یہ کہنا کہ ہمین غم زیادہ دیا گیا ہے بظاہر ایک ناشکری کا سا خیال ہے۔ سچ یہ ہے کہ ہمین خوشی یا غم ان دونون مین سے جو چیز نصیب ہوتی ہے وہ خود اپنے ہی ہاتھون سے نصیب ہوتی ہے۔ اپنی زندگی کے حالات پر غور کرو۔ اپنی ضرورتون کو نکتہ چینی کی نظر سے دیکھو۔ اور اس بات کو خیال کرو کہ جن چیزون کی احتیاج و ضرورت کے ہم دعویدار ہین اُن مین سے حقیقۃً کتنی ضروری ہین اور کتنی غیر ضروری۔ دنیاوی تکلفات مین پڑکے۔ تعلقات کو بڑھاکے۔ اور اپنے حوصلون اور اپنی آرزوؤن کو فضول وسعت دیکے ہم نے اپنی یہ حالت بنالی ہے کہ ہوسون کا دامن کسی وقت ہاتھ سے نہین چھوٹتا۔ اور زندگی کی کوئی ایسی گھڑی نہین ہوتی جسوقت ہم کسی ضرورت کو نہ محسوس کر رہے ہون۔

مسرت کیا چیز ہے؟ نہ روپیہ ہے نہ پیسہ ہے۔ نہ عالیشان قصر و ایوان ہین نہ خدم و حشم ہین۔ نہ حکومت و سطوت ہے۔ اسلیے کہ اگر ان چیزون سے حقیقی مسرت حاصل ہوتی تو ہم کسی بادشاہ و امیر کو کبھی ملول و افسردہ نہ پاتے۔ اُنکے دل مین اور اُنکی اُس امیرانہ بلکہ شاہانہ دھوم دھام مین سچ پوچھیے تو ہمارے غمون سے بڑے غم اور ہماری حسرتون سے زیادہ حسرتین موجود ہین۔ جس طرح ایک کوہستانی سلسلہ دور سے تمھین نہایت ہی مسطح۔ پُرفضا اور دلچسپ معلوم ہوتا ہے اور نزدیک سے جاکے دیکھو تو انتہا سے زیادہ غیر مسطح بہت ہی پُرخطر اور وحشتناک نظر آتا ہے اسی طرح اے غریبی کی زندگی بسر کرنے والو امیرون اور بادشاہون کی سطوت و حشمت اور اُنکے عالیشان قصر و ایوان تمھین دور ہی سے عشرت و مسرت کے امن نظر آتے ہین۔ مگر اُنکے قریب جاکے خود اُنکی جگہ پر کھڑے ہوکے اور اُنکی اصلی حالت کا اندازہ کرکے غور کرو تو صاف دیکھ لوگے کہ خوشی اور مسرت اُنکے اس وسیع اور بڑے خزانے مین تم سے بھی کم اور بہت ہی کم ہے۔

Marfat.com

اصلی خوشی ایک دلچسپ خیال سے عبارت ہے جو اکثر اُس دل مین زیادہ ہوتا ہے جس مین خواہشین کم ہین - جس قدر تم اپنی خواہشون کا دائرہ تنگ کرتے جاؤگے اُسی قدر تمھاری مسرت بڑھتی جائے گی - ہم نے بڑے بڑے اور نہایت ہی عالی مرتبہ اور صاحب حکومت امیرون کو ادنے طبقے کے مزدورون اور مزدورنیون پر حسد کرتے دیکھا ہے - یہ معمولی درجے کے لوگ جنھین تم اپنے فضول اور بیجا غرور سے ادنیٰ و کمتر اور حقیر و ذلیل خیال کرتے ہو انکی حالت کا جب اندازہ کروگے تو عام طور پر انھین اپنے سے زیادہ خوش پاؤگے - سعدی کے کلام مین اُس بادشاہ بنجانے والے فقیر کا یہ جملہ کہ "آن دم غمِ نانے بود و اکنون غم جہانے" آب زر سے لکھنے کے قابل ہے ان غریبون کو فقط اتنی فکر ہے کہ قوت لایموت کے لیے دن بھر مین کچھ پیسے فراہم کرمین - جنکے حاصل کرنے کی کوشش مین وہ ہر قسم کی محنت کرنے کو آمادہ ہو جاتے ہین - پھر اس محنت کے بعد جب شام کو اپنی بی بی بچون مین آکے بیٹھتے ہین تو اُن سے زیادہ مسرور اور خوشحال کوئی نہین ہوتا - انکی محنت اُن مین رات کے آرام کی قدر پیدا کرتی ہے - اور اُس محنت کا حاصل کیا ہوا مختصر سرمایہ انکی فکرین دور کر دیتا ہے - اور یہ دونون ایسی برکتین ہین جنکی بدولت روز شام کو اُنھین وہ اطمینان و فارغ البالی اور وہ خوشی و خرمی حاصل ہو جاتی ہے جو اُن سے زیادہ استطاعت رکھنے والون کو کبھی زندگی بھر نہین نصیب ہوئی -

ان لوگون کی حالت دیکھ کے تمھین بخوبی سبق مل سکتا ہے کہ اگر تم بھی اپنی فکرین محدود اور اپنی ضرورتین کم اور اپنی خواہشین دل سے نکال دوگے تو تمھین بھی اصلی خوشی حاصل ہو جائے گی - اس لیے کہ اگر تمھین حقیقت مین خوشی و مسرت کی تلاش ہے تو اُسے عمارت کے محل - سلطنت کے دربار - اور ظاہری عیش و عشرت کی صحبتون مین نہ ڈھونڈھو - بلکہ اُسے غریب کے جھونپڑے مین جا کے تلاش کرو - وہ وہین ملے گی - اور اکثر وہین رہتی ہے -

اس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ خدا کے خزانے مین خوشی کی کمی نہین - وہ وہان کثرت سے موجود ہے - اور ہمین کثرت سے مل سکتی ہے - مگر خرابی یہ ہے کہ ہم مین کے اکثر لوگ اپنی ناسمجھی اور غلط خیالی سے اُسے ٹھیک جگہ جا کے نہین ڈھونڈھتے - اُنکے

Marfat.com

دھوکا دینے کے لیے دنیا والون نے شہوت پرستی کی صحبت کا نام محفل عیش رکھ دیا ہے اکثرون کے خیال مین یہی ہوئی ہے کہ خوشی صرف ناز و نعمت کے قصرون - دولتمندی و تمکنت کے محلون - اور حکومت و سطوت کے ایوانون مین رہتی ہے - اور وہین اُسکے ڈھونڈھنے کو وہ جاتے بھی ہین - جسکی بدولت طرح طرح کی ذلتین اُٹھاتے ہین - مغلوب و مقہور ہوتے ہین - جھوٹ بولنے اور خوشامد کرنے پر مجبور ہوتے ہین - اور ان سب خرابیون اور تباہیون کے برداشت کرنے کے بعد غور کرتے ہین تو اپنے دل مین خوشی کا نام و نشان بھی نہین پاتے - اس غلط راستے کو چھوڑ کے اگر غربت کے جھوپڑون - اور بیفکری کے پتھرون کے نیچے دیکھین تو وہ لعل بے بہا ضرور ہاتھ آ جائیگا جسکے لیے اُنھون نے دنیا کے بڑے بڑے عالیشان محل اور زبردست قلعے چھان مارے تھے -

انسان جس وقت اور جتنی دفعہ اپنے دل مین کہتا ہے کہ "یہ چیز ملنی چاہیے" اُسی وقت اور اُتنی ہی دفعہ ایک فکر اور اُسکے ساتھ ہی ایک غم اپنے لیے پیدا کر لیتا ہے. اگر یہ نہ کہے اور اس جملے کے خیال سے اپنے دل کو بچا لے تو بہت ہی جلد غم سامنے سے بھاگ جائیگا - اور وہ خوشی مل جائیگی جسے تباہی و پریشانی کے ساتھ ذلتین اُٹھا اُٹھا کے ہر طرف ڈھونڈھتا پھرتا ہے -

لوگ کہتے ہین اور عام طور پہ مشہور ہے کہ "پیٹ کے لیے انسان ذلیل ہوتا ہے" اور اس کی وجہ سے کبھی اطمینان نہین نصیب ہونے پاتا" مگر غور سے دیکھو تو جسقدر سہل الوصول قوت لایموت ہے کوئی چیز نہین - خدا نے چونکہ یہ ایک لازمی خواہش انسان مین پیدا کی ہے اسوجہ سے اُسکے دور ہونے اور بھوک کی ضرورتین رفع کرنے کا جتنا سامان خدا نے پیدا کر دیا ہے اور کسی چیز کا نہین - یہ پیٹ کا دوزخ بھرنے کی خواہش پوری کرنے کے لیے ساری دنیا الوان نعمت کا ایک پُر تکلف خوان بنی ہوئی ہے - اگر چاہو تو قدم قدم پر پیٹ بھر سکتے ہو - بہت تھوڑی محنت اور بالکل معمولی درجے کی زحمت اُسکے لیے بخوبی کافی ہو سکتی ہے - غریب و امیر اور بادشاہ و وزیر کے روزانہ مصارف پر نظر ڈالو تو حیرت سے دیکھو گے کہ سب سے کم خرچ اُسی چیز مین ہوا جو صرف پیٹ بھرنے اور بھوک کی آگ بجھانے کے لیے تھی -

تمھین ذلیل کرنے والی اور زیادہ پریشان سرگردان بنانیوالی عموماً یہی خواہشین

Marfat.com

ہین جنکو اس فطری تقاضے یعنی بھوک سے علاقہ نہین - بلکہ وہی خواہشین ہین جنکو تم نے اپنی ہوس پرستیون کے لیے خود ہی تصنیف کر لیا ہے - اُن سے پیچھا چھڑاؤ - اُنکو دل سے بھلاؤ اور دیکھو کہ سچی مسرت اور بے غل و غش خوشی تمھارے سامنے ہاتھ باندھے کھڑی ہے -

ہم

کسی نے کسی سے پوچھا "قیامت کس دن آئیگی؟" جواب دیا "قیامت صغریٰ تو اُس دن ہوگی جس دن تم مروگے - اور قیامتِ کبریٰ اُس دن ہوگی جب ہم مرینگے" بھلا اِس مین کسی کو شک ہو سکتا ہے؟ نہین - دنیا مین جو کچھ ہین ہم ہی تم ہین - بس اور کوئی نہین - اس صفحۂ ہستی پر حکومت کرنے اور اسکی دلچسپیون سے لطف اُٹھانے کے لیے ہم اگر بادشاہ ہین تو تم وزیر ہو - ہم اگر آفتاب ہین تو تم ماہتاب ہو - اور تمھارا نام بھی صرف مروت یا خاطر سے لے دیا ورنہ سچ تو یہ ہے کہ ہمارے سوا کوئی نہین - تم ہو بھی تو فقط اسلیے کہ ہمارا دل بہلاؤ - ہماری خاطر داشت کرو - ہماری ہمدردی کو آمادہ ہو - اور ہمارا ادب کرو - لیکن اگر تم مین یہ وصف نہین اور ادنیٰ رعیتون کے سے حقوق تم نہین بجا لاتے تو تم بھی کچھ نہین بس ہم ہی ہم ہین -

صاحبو! ہمارے اس دعوے "انا ولا غیری" کو سُن کر منہ نہین ہمین مجنون نہ خیال کرو - غور کروگے اور انصاف سے دیکھوگے تو خود ہی سمجھ جاؤگے کہ ہم جو کچھ کہہ رہے ہین سچ ہے - اور ہمارے اس دعوے مین ذرا بھی مبالغہ نہین - اس مین کوئی شک نہین کہ ہمارے سامنے تمھاری کچھ ہستی نہین - آخر تمھین کہو کہ یہ دنیا مین جو کچھ پیدا کیا گیا ہے سوا ہمارے کسی اور کے لیے ہے؟ فطرت کے جذبات ہمارے سینے مین جوش بیخودی پیدا کرنے اور نیچر کے لطف ہمارے دل کو اپنی طرف کھینچکے مسرور کر دینے کے لیے نہین تو پھر کس لیے پیدا کیے گئے ہین؟

اگر صحراؤن نے اپنی سطح پر سبزے کا فرش زمردین بچھا کے اُسے جنگلی خودرو پھولون سے سجایا ہے تو اس لیے کہ ہم سیر کرنے کو آئین گے - اگر باغون مین مشاطۂ بہار نے نو عروسِ چمن کو پھولون کا زیور پہنایا ہے تو محض اس غرض سے کہ ہم وہ گلگشت کو اُدھر ٹہلتے ہوے نکل آئین اور ان کیفیتون کو دیکھکے خوش ہون - جانفزا وادیون مین اگر نہرین لہراتی اور کسی معشوقہ بادہ نوش کی طرح قدم قدم پر ٹھوکرین کھاتی ہوئی بہتی ہین تو اسلیے کہ ہمین بھلی معلوم

Marfat.com

ہوتی ہین - اور اُنکے مرکز ونشا کی جگہ پر اگر سربفلک پہاڑون نے برف کے سفید کپڑے پہن لیے ہین تو اس سبب سے کہ یہ لباس ہمین بہت ہی پُرلطف نظر آتا ہی - کسی دلربا نازنین نے اگر بناؤ سنگار کیا ہی تو اسلیے کہ ہم اُسے بگاڑ دین - اور کسی کے حُسنُ جمال مین اگر خدا نے دلفریبی و دلربائی کی شان پیدا کی ہی تو اس لیے کہ ہم اُس سے لطف اُٹھائین -

ہم جہان تک غور کرتے ہین یہی نظر آتا ہے کہ عالم کی یہ ساری خوبیان اور دلچسپیان صرف ہمارے لیے نہین بلکہ ہماری ذات سے ہین - ہم نہ ہون تو دنیا مین کچھ نہین - عشق کی رونق ہم سے ہے - اور بازار حُسن کی چہل پہل مین ہماری ہی بیتابیون اور زندہ دلیون کی گرمی ہے - یہ باتین بھی نہیر خیالات اور جذبات کی حد تک محدود ہین - اگر واقعات اور موجودات کا مقابلہ کرو تو بھی ہم ہر ایک سے بڑھے ہی رہین گے - ہماری ہی صورت اس قابل ہے کہ حسین سے حسین نازنین اسکی قدر کرین - ہماری ہی سیرت مین یہ کمالات ہین کہ بڑا سے بڑا عالم دانا اگر ہمارا معتقد و معترف نہ ہو تو وہ عالم نہین جاہل ہے - حُسن کا قدردان اگر ہماری صورت زیبا کی قدر نہ کرے تو سمجھ لو کہ خدا نے اُسے ذوق صحیح نہین دیا - وہ معشوقۂ نازآفرین جسے اپنے حسن و جمال پر انتہا سے زیادہ ناز ہے اگر ہمارے عشق اور ہماری محبت کی قدر نہ کرے تو جانو اُسکا سر پھر گیا ہے -

اور کیونکر نہ ہو؟ عالم مین جو کچھ ہے ہمارے ہی لیے ہے - خدا نے اپنی قدرت کی یہ جو مزہ دار تماشگاہ مرتب کر رکھی ہے اس سے لطف اُٹھانیوالے فقط اکیلے ایک ہم ہی ہین - آسمان کا یہ نیلگون رنگ جس سے گلبدنان عالم اپنے دوپٹون کیلیے ایک نظرفریب رنگ کا سبق لیا کرتے ہین ہمارا ہی دل بہلانے کے لیے ہے - آسمان پر یہ آفتاب ماہتاب ہماری ہی صحبت عیش کا چراغ روشن کرنے کے لیے ہین - اور یہ دلفریب تارے محض اس غرض سے ہین کہ انکے نورانی اجرام پر نظر جما جما کے ہم کسی دلربا کی یاد تازہ کر لیا کرین - نسیم سحر کے جھونکے اس لیے آتے ہین کہ ہمین فرحت بخشین - اور ابھی چند روز ہوے جو لو کے جھونکے چل رہے تھے وہ بھی اس مقصد سے تھے کہ ہم مین ٹھنڈی اور زندگی بخش ہوا کی قدر کرنے کا مادہ پیدا ہو - مینہ اسی لیے برستا ہی کہ ہماری صحبت بادہ نوشی مین زندہ دلی پیدا ہو - اور بجلی اسی غرض سے چمکتی ہے کہ ہم کسی کے گھبرا گھبرا کے سہم جانے کا تماشا دیکھین -

ہم جو کہتے ہین کہ عالم کی ساری دلچسپیان اور خدا کی پیدا کی ہوئی نعمتین ہماری ہی

Marfat.com

لیے ہین - اس مین شاید تمھین شک ہوگا - ہمارے یہ انانیت اور خود پرستی کے دعوے
سُن سُن کے تم ہنس رہے ہو - تمھاری صورت سے کہے دیتی ہی کہ ہمین بیوقوف یا مجنون خیال
کرتے ہو - اچھا تو ہم تمھین ایک ثبوت بھی دیے دیتے ہین - دیکھو جبتک ہم جوان تھے،
دنیا وی مسرتون سے لطف اُٹھانے کے قابل تھے - اُسوقت تک ان سب کیفیتون
مین دلچسپی بھی زیادہ تھی - اور جب سے ہماری طبیعت بجھنے لگی - بڑھاپے نے ہمارے
حوصلے پست کرنے شروع کر دیے - اُسوقت سے ان چیزون مین وہ مزہ بھی نہ رہا جو
پہلے تھا - پھر اگر یہ سب لطف اور یہ تمام نعمتین ہمارے لیے نہ تھین تو ہماری طبیعت کے
پست ہوتے ہی بے مزہ کیون ہو گئین؟ اس زمانے کے میلون اور اس دور کی
صحبتون کو نوخیز اور نوعمر لڑکے چاہے کتنا ہی دلچسپ بتائین مگر ہمین صاف نظر آرہا ہے
کہ ان مین نہ وہ اگلی سی رونق ہے نہ وہ پُرانی دلچسپیان ہین - نہ وہ چہل پہل ہے اور نہ
وہ زندہ دلی باقی ہے - ہماری عمر کے پُرانے زمانے والے جو باقی ہین تم اُن سے چاہے جا کے
دریافت کر لو کہ کسی زمانے مین یہ صحبتین کیسی بامزہ اور پُر لطف تھین - اور جب سے ہم
بڑھے ہوے کیسی سست اور افسردہ ہو گئین -

ہمارے حالات اور ہمارا تخلیق عالم کی اصلی غرض ہونا سمجھ جانے کے بعد اس سے
کون انکار کر سکتا ہے کہ دنیا مین جو کچھ ہین ہم ہی ہم ہین - تم دنیا کی ہر چیز کو غور و فکر
سے دیکھو صاف سمجھ جاؤگے کہ جو چیز ہم سے جس قدر قریب ہے اور ہم سے جتنا زیادہ علاقہ
رکھتی ہے اُسی قدر اچھی ہے - اور اُسے جس قدر ہم سے بعد ہوتا گیا ہے اُسی قدر ادنیٰ اور
نکما رہے - یون تو دنیا مین ہزارہا ملک پڑے ہین جنکی خدا جانے کیسی کیسی تعریفین سُنی
ہین اور جنکے حالات کو ہم اطمینان کی گھڑیون مین کس کس طرح مزے لے لے کے سُنا کرتے
ہین - مگر تمھین بتاؤ بھلا اُس شہر مین جسمین ہم رہتے ہین جسکو ہمارا وطن ہونے کی عزت حاصل ہے
اور اُس مین بھی خاصتہً اُس محلے سے جس مین ہمارا مکان ہے کرہ زمین پر اور بھی کوئی اچھی
اور دلچسپ جگہ ہے؟ - ہر جگہ اور ہر قوم مین طرح طرح کے آئین و قوانین جاری ہین اور
نئی نئی رسمون پر عمل کیا جاتا ہے - مگر قبل اسکے کہ ہم اُن قوانین و رسوم کو دیکھین اور انکی
نسبت کوئی رائے قائم کرنے کا موقع پائین تم سے کہے دیتے ہین کہ نہ وہ قوانین ہمارے قوانین
سے اچھے ہین اور نہ وہ رسمین ہماری رسمون سے اچھی ہو سکتی ہین - یہی حال مذہب کا ہے - دنیا

Marfat.com

مین ایک سے ایک بڑا اور زبردست مذہب پڑا ہوا ہے اور جس مین دیکھو خدا شناس بنا
مذہب الٰہیات کے رموز بتا رہے ہین۔ مگر ہمارے مذہب کے سامنے کسی کی کوئی وقعت نہین۔
بس ایک ہمارا مذہب سچا ہے اور سب جھوٹے۔ اب تم اسے چاہے جنون کہو یا کفر ہمین
تو نظر آتا ہے کہ خدا بھی وہی اچھا ہے جو ہمارا خدا ہے۔ اور خالق بھی وہی بڑھا چڑھا ہے جو ہمارا خالق ہے۔

خداوند جل وعلا چونکہ بیچون وبیگون اور مجرد محض ہے اور اُسکی کنہ ذات کو کوئی
مادی شخص سمجھ ہی نہین سکتا۔ لہذا ہر مذہب کو عبادت کے لیے کسی سمت یا شخص کے ڈھونڈنے
کی ضرورت پڑی۔ ہر بانی مذہب نے اسی سمتِ عبادت کے انتخاب مین ایک خاص قسم
کا کمال دکھایا ہے۔ ہندوؤن نے قوی ہیکل اور بڑے بڑے یا معمول سے زیادہ ہاتھ پاؤن والے
دیوتاؤن کی مورتون کو مرکز و مرجع عبادت قرار دیا۔ یونانیون نے خوبصورت اور صاحب
جمال عورتون کی صورت کو مظہر قدرت مانا۔ آتش پرستون نے نور و نار کو عبادت الٰہی کا
واسطہ قرار دیا۔ یہود ہیکل سلیمانی کو اپنے عقائد خدا پرستی کا مرجع و ماویٰ خیال کرتے تھے۔
مسیحیون نے اپنے خیالات کو صلیب اور مسیح مصلوب کی تصویر سے وابستہ کیا۔ اور مسلمان جو شرک
کے کانٹون سے اپنا دامن بچا رہے تھے وہ بھی آخر مجبور ہوے اور کعبے کے سامنے سر جھکا کے
کھڑے ہو گئے۔ یہ سب انتخاب ہوئے مگر ہمین تعجب ہوتا ہے کہ کسی نے اپنی عبادت کے لیے ہمین سمت
عبادت کیون نہ قرار دے دیا؟ اور اپنا سر ہمارے سامنے کیون نہ جھکایا؟ آخر ہم سے بڑھ کے
مظہر قدرت اور کون ہے؟

خیر اگر کوئی نہین تو ہم خود اپنی عبادت کیون نہ کرین؟ یہ تو تم نے سُنا ہی ہوگا کہ
ہمارا دل خدا کا عرش ہے۔ اور ہماری خارجی تعریفین بھی تم سُن چکے۔ پھر ہم سے زیادہ
خدا کی قدرت کا مکمل نمونہ کون ہو سکتا ہے؟ اور یہ جو ہم اپنی پرستش ہنس کر رہے ہین
یہ بھی ظاہر مین اور دکھانے کے لیے ہے ورنہ سچ تو یہ ہے کہ ہم اپنی ہر چیز کو جسقدر عزیز
رکھتے ہین۔ اپنی جسقدر قدر کرتے ہین اور جس عنوان سے کہ اپنے مقابلے مین کسی کی ہستی
نہین سمجھتے یہ پرستش ہی کے درجے کو پہونچا ہوا ہے۔

پھر ان ہی حالات کو دیکھ کے اور اپنے ان کمالات پر نظر ڈال کے اگر صوفیون نے
جوش و خروش کے ساتھ "انا الحق" کا نعرہ بلند کر دیا تو کیا بُرا کیا؟ یا بایزید بسطامی کی
زبان سے کلمہ "لیس فی جبتی سوا اللہ" نکل گیا تو کیا بُری بات ہو گئی؟

مضامین شرر

شرر

Marfat.com